قل سیروا فی الارض

روزنامچہ مقدس

یعنی

سفرنامہ حاجی ایس ابن علی صاحب ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار نیر اعظم مرادآباد

جس میں

مرادآباد و لکھنؤ۔ بمبئی۔ کراچی سے روانہ ہو کر بصرہ۔ حلہ۔ نجف اشرف۔ کوفہ۔ کربلائے معلیٰ۔ بغداد شریف
کاظمین شریف۔ دمشق۔ بیروت۔ کوہ لبنان۔ جدہ۔ مکہ معظمہ۔ منیٰ۔ مزدلفہ۔ عرفات۔ مدینہ طیبہ۔ بحوالی
سویز۔ قاہرہ مصر۔ اسکندریہ۔ قنطرہ۔ بیت المقدس۔ بہار بیت۔ خلیل الرحمٰن۔ یافا و جوار۔ ناصرہ۔ سیلا طبریہ
علیم۔ واپسی پر پھر دوسری مرتبہ دمشق۔ بیروت۔ حمص۔ حما۔ طرابلس شام۔ حلب۔ پھر بغداد او سلمان
فارسی۔ طاق کسریٰ۔ بصرہ۔ کراچی اور مرادآباد تک ان مقامات متبرکہ وغیرہ کا حال جہاں قیام کرنے
کا اتفاق ہوا اور وہاں کے دلچسپ مناظر اور سینریز کو موقعہ بموقعہ پیش کیا ہے۔ نیز ان تمام ممالک کے
طرزِ معاشرت ملکی حالات باشندوں کے عادات۔ تہذیب و تمدن و تمول اور تجارتی حالت وغیرہ وغیرہ
کی نسبت نہایت مدلل بحث کی گئی ہے اور تمام ممالک کے مزارات کا ذکر کیا گیا ہے۔ لغات جدیدہ
عربی معہ ترجمہ اردو جس میں اسباب خانہ داری۔ کھانا پکانے کی چیزیں۔ سبزیاں۔ میوہ جات۔ مرغ کے اقسام
پیشہ ور لوگ۔ ہفتہ کے دن اور عربی مہینے بھی لکھے گئے ہیں۔ ان ممالک کے واسطے نہایت ضروری چیز ہے

صرف ٹائٹل باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ء

* تہدیہ *

DEDICATION.

میری مدت سے آرزو تھی کہ اگر خدائے برتر مدد فرمائے اور سعادت بخت شامل حال ہو تو حج اور زیارات مدینہ طیبہ سے مشرف ہوکر باقی متبرک ممالک اسلامی کی بھی زیارت و سیاحت کروں- خداوند تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری دعا قبول فرمائی- اور شروع مارچ سنہ ۱۹۲۸ع میں ہندوستان سے روانہ ہوکر سات مہینہ میں یکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ع کو مع الخیر فائزالمرام واپس آیا- واقعات سفر احباب کے اصرار سے بطور روزنامچہ تحریر کرکے ہندوستان کے اخبارات کو بھیجتا رہا ہوں- اب یہ قصد ہوا کہ اون کو سفر نامہ کی صورت میں بسر پرستی اعلی

حضرت والی رامپور دام اقبالهم شایع کروں تاکہ تفصیلی حالات سب کی نظر سے گذر جائیں- علاوہ ازیں یہ کتاب مسافران حرمین شریفین- عراق- مصر- شام اور بیت المقدس کے واسطے ایک رہبر کامل کا بھی کام دے- لہذا اس ہدیہ ناچیز اور باعتبار عقیدت تحفہ متبرک کو نہایت ادب اور خلوص کے ساتھ اپنے ولی نعمت

میجر جنرل ہزہائنس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ- مخلص الدولہ ناصرالملک- امیرالامرا- نواب سرسید محمد حامد علی خان بہادر- مستعد جنگ جی- سی- ایس- آئی- جی- سی- آئی- ای- جی-سی- وی- او- و- اے ڈی- سی- والی ریاست رامپور- دام اقبالهم و ملکهم• کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں- چونکہ حضور پرنور کی ذات والا صفات ہمیشہ سے حامی علوم وفنون ہے اس لئے مجھہ کو امید ہے کہ یہ سفرنامہ میرے خیال سے بڑھہ کر رتبہ قبولیت حاصل کرے گا- جو میرے واسطے نسلاً بعد نسلاً عزت و افتخار کا باعث ہوگا-

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خیر طلب قدیم

حاجی- ایس- ابن علی اڈیٹر اخبار نیر اعظم

مرادآباد- جنوری سنہ ۱۹۳۰ع

DEDICATION.

It was my life long desire that if, by the grace of God I were ever to perform *Haj* and to go on a pilgrimage to the Holy Places of Islam I should make a tour of all Islamic countries. All praise be to God Almighty who crowned by humble desire With success. I left India in the beginning of March 1928 and returned home after seven months on 1st October of the same year. In compliance with the wishes of many friends I kept reporting to the press a narrative of my journey through the Holy Places and Islamic countries. In these pages I am putting together all the published instalments in a complete form with necessary additions and notes. In my humble way I have endeavoured to provide a complete guide for intending tourists and pilgrims to Harmain sharifen, Iraq, Egypt, Syria and Arabia and I shall feel adequately compensated if it helps in any way even a single of my co-religionists.

It is my proud privilege to publish this book under the patronage of HIS HIGHNESS THE NAWAB OF RAMPUR. Most respectfully I beg to dedicate my humble efforts which are associated with the sacred memory of my journey to the cradle of Islam, to the exalted name of my benefactor

MAJOR GENERAL, HIS HIGHNESS ALIJAH FARZAND-i-DILPAZIR-i-DAULAT-i-INGLISHIA, MUKHLISUDDOULAH, [illegible]-MULK, AMIR-UL-UMARA, NAWAB SIR SAYED MOHA-[illegible] ALI KHAN BAHADUR, MUSTAID JUNG, G.C.S.I., G.C.I.E., G.C.V.O., A.D.C. WALI OF RAMPUR.

who has always been a great patron of literature and arts. The association of His Highness's name with this book is an honour and distinction far greater than I deserved and will ever remain so for generation after generation.

With hopes to be honoured with its acceptance,

Moradabad.
January 1930.

Al Haj S. Ibni-Ali, Editor
"Nayyer-i Azam,

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد کے لایق وہ ذات ستودہ صفات ہے جس کے فیض عام کا ہر شخص دلدادہ ہے اور ہر منفر یا منکر کے لیے اوسکی راہ سلوک کشادہ ہے۔ اوسکا کرم ہر مفلس کے لیے زاد عافیت اوسکا لطف ہر متنفس کے لیے توشہ عاقبت۔ اوسکا نور معرفت گم کردہ راہوں کے لیے خضر طریق۔ اوسکا ظل عاطفت تمازت عصیان کے لیے غمگسار رفیق۔ وہ ہر جا موجود مگر مشتاق جمال اوس سے مہجور۔ وہ رگ گردن سے قریب مگر اوسکی منزل مقصود کروروں کوس دور۔ اوسکی حمد بندہ سے محال۔ ما عرفناک جسکی ظاہری مثال بمصرع۔ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

نعت کے قابل وہ ذات رفیع الدرجات ہے جسکے شان مین آیہ لولاک نازل جسکی کنہ حقیقت مین پردہ بہم حائل۔ سرور الانبیا سلطان الاولیا محبوب سبحان۔ صاحب فرقان۔ راہنمائے گمرہان عالم۔ افصح العرب والعجم۔ رسول اکرم ہادی اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اوسکی تعریف جب خود خدا کرے تو اوسکی توصیف کوئی بندہ کس زبان سے ادا کرے۔ مصرع۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

منقبت کے سزاوار آل اطہار اور مدحت کے مستحق اصحاب کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

سبب تالیف

حمد و نعت کے بعد بندہ درگاہ لم یزلی نیاز مند حاجی الیس۔ ابن علی عرض پرداز ہے کہ بندہ کو جب بعد مراجعت سفر عراق و شام و مصر و حجاز احباب قدیم سے دوبارہ حصول نیاز کا اتفاق ہوا تو ہر شخص حالات سفر سننے کا مشتاق ہوا مختلف دیار و امصار کے حالات۔ رواج و رسومات۔ زیارات و عمارات کے حالات ایسے مختصر نہین

کہ ایک جلسہ مین تو اونکا بیان دُرکنار چند جلسون مین بھی بیان ہو سکے اور چند ماہ کی غیر حاضری وطن کیوجہ سے دنیاوی کاروبار خصوصاً اشاعت اخبار کا کام جو مہینون سے بند تھا اوسکی مصروفیت اسقدر ایکدم آپڑی تھی کہ عدیم الفرصتی مفصل حالات سفر بیان کرنے مین مانع تھی۔ اسلیے احباب کے اشتیاق اور اصرار اور سرکار رامپور دام اقبالہم کے ارشاد پر نظر کرکے یہ مناسب سمجھا گیا کہ جملہ حالات اون یادداشتون سے جو سفر مین وقتاً فوقتاً لکھتا جاتا تھا ایک کتاب کی صورت مین مرتب کرکے شایع کردیے جائین تاکہ وہ لوگ جو محض حالات دیار و امصار گھر بیٹھے پڑھنے کے مشتاق ہین اون حالات سے اپنے شوق تشنہ کو سیراب فرمائین اور جو اصحاب ان مقامات کی سیاحت کا ارادہ رکھتے ہون اونکو یہ کتاب رفیق الطریق (گائڈ) کا کام دے۔ لہذا یہ خیال اس کتاب کے تسوید اور اشاعت کا باعث ہوا۔

چونکہ سچے واقعات اونہین الفاظ اور طرز بیان مین بہتر ادا ہو سکتے ہین جو واقع نگار کی معمولی روزمرہ کی بول چال ہو اسلیے اس کتاب مین نہ رنگ آمیزی اور انشا پردازی سے کام لیا گیا ہے اور نہ دہلی و لکھنؤ کی محاورات کی طرف توجہ کیگئی ہے بلکہ سیدھی سادھی مادری زبان مین اظہار خیالات کیا گیا ہے۔ اسلیے ناظرین کتاب محض واقفیت حالات پر نظر رکھین بیان کی خامی۔ محاورات کے اختلاف اور رنگینی عبارت کے خیال کو نظرانداز فرمائین۔ اور اس مقولہ کا لحاظ رکھین۔

الانسان مرکب من الخطاء والنسیان

والسلام

تمہید

جیسا کہ ہر مسلمان کا فرض ہونیکی حالت مین حج اور زیارات کا خیال ہوتا ہے ویسا ہی برسون سے میرا بھی خیال تھا۔ مگر دنیاوی علایق اور کاروبار کی مصروفیت شیطانی وساوس میرے خیال کی تکمیل پر مجھے نہین آنے دیتے تھے ہمیشہ یہ خطرات دل مین آتے رہتے تھے کہ میرے اس سفر مین چلے جانیکے بعد اخبار اور پریس کا کام نہین چل سکتا سوائے اسکے کہ بند کردون اور کوئی چارہ نہین۔ بند کرنیکی طرف شیطانی ترغیب سے طبیعت آمادہ نہین ہوتی تھی۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مین شب کے دو بجے میرے حوالی قلب پر ایک شدید درد کا دورہ پڑا مین اور میرے گھر والے قطعی یہ سمجھ چکے تھے کہ مین جانبر نہین ہو سکتا۔ اوسوقت دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میرے مرنیکے بعد یہ اخبار اور میرے پریس کا کام کسطرح چل سکتا ہے؟ جسکی وجہ سے تو اب تک اپنے فرض حج و زیارت کو ادا نہین کر سکا!! اس خیال نے دل مین ایسی مستحکم جگہ پکڑی اور مین نے قطعی دل مین یہ تہیہ کر لیا کہ جو حالت کاروبار کی مرنیکے بعد ہو سکتی ہے وہی اس مبارک سفر مین جانیکے بعد ہوگی بلا کسی انتظار کے اگر صحت ہو جائے تو اس سفر مین چلا جانا چاہیے اور کاروبار کو خدا پر چھوڑ دینا چاہیے۔ چنانچہ خدا نے فضل کیا اور اس درد کے دورہ حوالی قلب سے مجھے امن ملگئی۔ تندرست ہو گیا۔ مئی جون۔ مین اپنے تہیہ کے بموجب مین نے سفر حج کی ضروریات کا انتظام شروع

کردیا اور ۱۰ رجولائی سنہ۲۰ء کو ۱۰ بجے صبح کی ٹرین سے بعزم حجاز برائے ادائے فریضۂ حج و زیارت مدینہ طیبہ براہ دہلی بمبئی روانہ ہوگیا۔

اکبر نامی جہاز کا ٹکٹ لیکر ۲۰ رجولائی کو بعد دوپہر بمبئی سے روانگی ہوئی۔ ۲۴ رجولائی کو ۱۰ بجے رات کے جبکہ سمندر مین نہایت طوفانی حالت تھی۔ کہر چارون طرف گھر رہا تھا۔ ابر چھایا ہوا تھا۔ اور خفیف ترشح بھی ہورہی تھی۔ کہ ایکدم توپ کی سی آواز ہوئی۔ تمام جہازی پریشان ہوگئے اور تجسس شروع ہوگیا۔ ایسکے ساتھ ایک لمبا زبردست جھٹکا جہاز کو لگا۔ کہ جس سے بعض مسافرون کا سامان عرشہ پر سے سمندر مین لڑھک گیا معلوم ہوا کہ اُس کوئلہ مین جو ہول مین انجن کے چلانیکا ہے آگ لگ گئی ہے۔ اور جہاز کا رُخ فوراً کپتان نے بمبئی کیطرف پھیر دیا ہے۔ صبح کو ۲۵ تاریخ دیکھا کہ تھرڈ کلاس کے ۱۵-۲۰ آدمی جلکر مرگئے ہین اور اس سے زیادہ تعداد زخمیون کی تھی جنکے جسم کی جلکر چربی نکل آئی تھی۔ یہ تھرڈ کلاس کے درجے اُس کوئلہ کے اوپر تھے جہان آگ لگی تھی۔ آگ لگنے سے جو گیس اور قوت پیدا ہوئی اُسنے اُن تھرڈ کلاس کے درجون کو اڑادیا اور مسافر اُس آگ مین گرگئے۔ چوتھے دن جہاز بمبئی سے بندرگاہ پر آنکر کھڑا ہوگیا۔ اور سرحدی پٹھانون کی زبردستی سے مسافر مین پر اُتارے گئے۔ اسوقت رات کے ۱۱ بجے تھے اور خفیف بارش ہورہی تھی۔ چنانچہ مین بھی اسی سلسلہ مین تھا اور اُسیوقت جہاز سے اُترکر اپنے مکرم ہموطن دوست حاجی نصیر احمد صاحب کے یہان سینڈہرسٹ روڈ پر آگیا۔ ٹرنر مارسین کمپنی نے جسکا کہ یہ جہاز تھا کوئی دوسرا جہاز دینے سے انکار کردیا اور یہ کہا کہ جب اکبر نامی جہاز کی مرمت ہوجائیگی تو بھی جائیگا اس صورت مین سیکڑون عازمان حج جو اس جہاز مین تھے مکانون کو واپس چلے گئے اور مجھے بھی بمبئی کے دوستون اور حاجی عبداللہ محافظ حجاج نے بھی مشورہ دیا کہ معلوم نہین کہ اکبر نامی جہاز کب درست ہو اور کب جائے؟ اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ بمبئی مین ہون گے اور حج ہوجائیگا۔ بہتر یہ ہے کہ وطن واپس جایئے اور پھر کسی موقع سے اس سفر کا قصد کیجئے۔ چنانچہ مین بھی زخم خوردہ۔ بدقسمت واپس آگیا۔ اور اسوقت سے برابر رفیق سفر کی تلاش مین رہا تا کہ کسی اچھے رفیق سفر کے ساتھ پھر اس سفر مین جاؤن اور اپنے مقاصد دلی پورے کرون۔

مین برابر سنہ۲۰ء سے سنہ۲۶ء تک اسی تجسس و تلاش مین رہا کہ کوئی ایسا رفیق سفر بے تکلف مجھے ملجائے کہ جو میری ضعیفی اور کمزوری اور ضروریات سفر کی کسی قدر بوجھ کو برداشت کرلے۔ ع خدا خود میر سامان است ارباب توکل را۔

سنہ۲۶ء کے آخر مین صاحبزادے محمد اشفاق علیخان صاحب عرف جانی صاحب خلف اصغر نواب حیدر علیخان صاحب بہادر رئیس رامپور دلبسی نے مجھے اطلاع دی کہ میرے بھانجے یعنی نواب محمد حسین خانصاحب عرف ننھو صاحب رئیس پلی جو میری ہمشیرہ حسینی بیگم صاحبہ کے شوہر مین اُن کے اکلوتے بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے اور اُس کی تابوت

کو کربلائے معلی یا نجف اشرف لیجاکر دفن کرنا ہے اور اسی سلسلہ مین حج کے لیے کعبۃ اللہ بھی جانا ہے۔ مین نے اُنسے استحکام کے ساتھہ وعدہ کرلیا کہ جب آپ اس سفر مین جائین گے مین آپکے ساتھہ ہون گا۔ اسکے بعد مین وقتاً فوقتاً اُنسے دریافت کرتا رہا کہ کب سفر مین چلنے کا ارادہ ہے؟ وہ برابر جلد سے جلد چلنے کا وعدہ فرماتے رہے۔ چنانچہ قریباً ۶ مہینہ اسی حالت مین گذرے۔ فروری ۲۸ء مین انہون نے مجھے اطلاع دی کہ شروع مارچ مین یہ سفر شروع کیا جائیگا آپ تیاری کیجئے۔ مین لکھنؤ جارہا ہون جسوقت مین آپ کو لکھون فوراً لکھنؤ آجائیے تاکہ وہان سے یہ سفر شروع ہو۔

اسکے ساتھہ آپس مین یہ بھی طے ہوگیا تھا کہ اس سفر مین علاوہ **عراق وحجاز** کے ایران۔ شام۔ فلسطین۔ مصر اور ٹرکی کی سیاحت اور زیارات کیجائینگی۔ تاریخی مقامات۔ آثار قدیمہ۔ اور ان ممالک کی عجیب وغریب چیزین اور مسلمانون کا تمدن طرز معاشرت اور اخلاق انکی ترقی وتنزل کے حالات بھی دیکھے جائین گے۔ اس خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذکورہ بالا ممالک کے پاسپورٹ کی مین نے درخواست دیدی اور درخواست کی جو ضروریات تھین وہ سب مکمل کرکے لکھنؤ چیف سکریٹری گورنر کے دفتر کو بھیجدی گئی۔ کئی روز کے بعد جمالی صاحب نے لکھنؤ سے مجھے اطلاع دی کہ ۱۲ / مارچ تک تم کو یہان لکھنؤ پہونچنا چاہئیے تاکہ یہان سے باقاعدہ سفر شروع ہوجائے۔ مین نے کچہری مین معلوم کیا کہ پاسپورٹ کب تک آئیگا؟ تو معلوم ہوا کہ وہ دیر سے آئیگا۔ مجھے تشویش پیدا ہوئی۔ شہر کے لوگون کو میرے جانیکی اطلاع ہوتی جاتی تھی اور میرے احباب واعزہ مجھسے دریافت کرتے رہتے تھے کہ مین کب اس سفر مین روانہ ہونگا۔ اسی دوران مین مین اپنے مکرم خان بہادر مسٹر مسعود الحسن صاحب بیرسٹرایٹ لا و ایم۔ ایل۔ سی۔ سے ملا اور ان واقعات کا مین نے ذکر کیا۔ اُنہون نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تمہارے جانے تک پاسپورٹ تیار ہوکر نہین آئیگا تو مین چیف سکریٹری صاحب کے نام تمکو ایک چٹھی دیدون گا تم لکھنؤ جاکر وہان پاسپورٹ وصول کرلینا۔ مجھے اُن کے اس خیال سے اطمینان ہوگیا۔ مین نے ۱۱ / مارچ اتوار کا دن ۱۱ بجے دن کی ٹرین سے لکھنؤ اس سفر مین جانیکا اپنے احباب واعزا سے ذکر کردیا۔ ۸ / مارچ تک میرا پاسپورٹ مرادآباد نہین آیا۔ پھر مین مسٹر مسعود الحسن صاحب کی پاس گیا اور مین نے ان کو بھی بتادیا کہ مین ۱۱ تاریخ کی صبح کو یہان سے روانہ ہون گا۔ چنانچہ اُنہون نے حسب وعدہ ایک چٹھی چیف سکریٹری صاحب بہادر گورنر کے نام مجھے لکھکر دیدی۔ اور اسی کے ساتھہ دوسری چٹھی سید محمد شفیق صاحب الگیلانی مدیر الہدی دمشق شام کے نام دی جو پچھلے سال مرادآباد تشریف لائے تھے۔ خدا کے فضل نے یہ کرشمہ دکھایا کہ ۹ / مارچ جمعہ کی شام کو ایک عدالتی شخص نے مجھے اطلاع دی کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کہا ہے کہ آپکا پاسپورٹ آگیا ہے آپ لیجائین

اس سے بڑی مسرت ہوئی ۔ سنیچر ۸ ارمارچ کو میں کچہری گیا اور پاسپورٹ کی بقیہ فیس وغیرہ جو طلب کی گئی اور دوسری ضروریات پوری کر کے پاسپورٹ لے آیا۔ تین روپیہ پہلے پاسپورٹ کی درخواست کے ساتھ مع دو تصویر دن کے میں نے داخل کیے تھے اور چھ روپیہ وصول کے وقت دیے گئے اس دوران میں میں نے اپنا سب سامان سفر مہیا اور مکمل کر لیا تھا ۱۰ ار تاریخ سے ۔ ملنے والی مستورات کی آمد شروع ہوگئی تھی ۔ اور ۱۱ ار کی صبح تک بھی آتی رہیں ۔ روانگی کے وقت میرا چھوٹا سا گھر مستورات سے بھرا ہوا تھا ۔ تمام لینے دینے کے حسابات میں نے طے کر دیئے تھے اعزاء اور احباب بھی کثرت سے مکان پر موجود تھے اپنی بیٹی بیوی وغیرہ کو جو ہدایات اور وصیتیں مجھے دینا تھیں دے چکا تھا اس موقع پر یہ اور عرض کرونگا کہ حق تعالی کے سچے بندے اسلام کے دلدادے اپنے فرائض کو محسوس کرنیوالے ۔ اپنے آقا کے دربار کی حاضری کو اپنی عزت اور بخشش کا سبب سمجھیں اور مایہ فخر جانکر اظہار عبدیت میں جان ومال سے دریغ نہ کریں ۔ اور جلد سے جلد فریضۂ حج کے ادا کرنے میں کوشش کریں ۔

اور مستانہ وار شیدائی بنکر آستانۂ خداوندی و روضۂ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق میں برضاء ورغبت ۔ بطیب خاطر گھر بار اور کاروبار کو الوداع کہیں ۔ ہر شخص کا ایک مخصوص ادب ہے اسلیے مناسب ہے کہ جیسے حلیم وکریم اور قادر مطلق ورحیم ذات کے دربار کی حاضری کا سفر ہے ویسے ہی خشوع وخضوع اور عاجزی سے طبعی رضا ورغبت کے ساتھ قدم بھی اٹھائیں ۔ رفقاء سفر کا ہونا ضروری ہے اسکا بھی خیال رہے کہ اُن کے ساتھ جنگ وجدال اور لڑائی جھگڑا نہ ہو نہ تخفیف خرچ پر نظر ہو نہ معصیت ونافرمانی کا وہم وسوسہ پیدا ہو ۔ نہ تکبر و تعلی ہو ۔ نہ شیخیت نہ تفاخر ۔ بلکہ بندۂ عاجز بنا ہوا غلامی کا حلقہ کان میں ڈالے ہوئے ۔ جملہ حرکات وسکنات سے اظہار بندگی وعاجزی کرتا ہوا سفر کو تمام کرے ۔ کیا اچھا ہو کہ بدن کارواں رواں بزبان حال یہ شعر پڑھتا ہوا بیت اللہ تک پہونچے ۔

تو بادشاہی من گدا ہر چہ کنی باشد روا
من بندۂ فرمان تو یاں تا چہ فرمائی کنم

اس مقدس عبادت میں رموز مخفیہ اور اسرار بیشمار ہیں ۔ اول یہ کہ حج کی عبادت اس رہبانیت کا معاوضہ ہے جو پہلی امتوں میں رائج تھی ۔ چنانچہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ امت محمدیہ کی رہبانیت حق تعالی نے حج کی عبادت کو بنا دیا ہے ۔ حق تعالی کی محبت میں جوگ سادھنا پہلی امتوں میں اگر عمر بھر کے لیے ضروری تھا تو امت محمدیہ کا اس وضع کو چند دنوں کے لیے اختیار کر لینا ہی انکے سچے عاشق خدا ہونیکی علامت بنا دیا گیا ہے ۔

پس تعجب ہے اُن لوگون پر کہ جو صاحب ثروت ہون اور حج بھی اُن پر فرض ہو چکا ہو وہ حج کے سفر کی اتنی سی محنت
کے اظہار مین بھی بخل و تامل سے کام لین۔ اگر اس سفر کی صعوبتون سے لٹا کھسوٹا محض جان سلامت لیکر بھی در محبوب
تک پہونچ جائے تو زہے نصیب! جوگیون کیطرح سر منڈھائے ہوئے ناف سے گھٹنون تک ایک تہمد باندھے اور کفنی نما
ایک چادر گردن تک اوڑھے ہوئے پراگندہ حال۔ غبار آلودہ مسکین و محتاج بے یار و مددگار خستہ و شکستہ
حالت مین چیختا اور لبیک پکارتا ہوا دولت کدہ محبوب تک بھی پہونچ جائے تو بسا غنیمت ہے! اس نسبت فراز پر تلبیہ
کے نعرے مارتا دیوانہ وار۔ صدا دیتا ہوا زمرہ عشاق داخل حرم محترم ہوا تو کبھی معبود حق کے گھر کا چکر لگاتا پھرتا ہے
اور کبھی مجنونانہ وار اکڑتا اور سینہ نکالکر۔ اور کبھی عاجزانہ مسکنت کے ساتھ صفا و مروہ مین چھپے لگاتا ہے۔ کبھی روتا
ہے کبھی خاموش ہوتا ہے۔ محبین کے پاک گروہ مین ملا جلا اظہار شوق کرتا ہے۔ دعائین مانگتا ہے اور محبوب کے گھر کی
سات سات چکر پھیرے کرتا ہے۔ کبھی وقت معین پر میدان عرفات کا سفر ہے۔ اور حکم پاتے ہی وہان سے واپسی
اور مزدلفہ اور منا کا قیام۔ کہین شیطانون کے کنکریان مارتا پھرتا ہے۔ جان کی قربانی کی فکر کرتا ہے جس کے بدلہ
مویشی کی قربانی قایم مقام کر دیگئی ہے۔

ایک رمز یہ بھی ہے کہ سفر حج کی وضع بالکل سفر آخرت کی سی ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ جب اُمت محمدیہ
اس عبادت حقہ کو ادا کرے تو مرنے کے وقت پیش آنیوالے اور مرنے کے بعد ظاہر ہونے والے حادثات سب یاد آجائین
مثلاً سفر حج شروع ہوتے وقت وطن و دنیا کا چھوٹنا یاد آتا ہے اور ریل پر تنہا سوار کراکے بال بچے اور اقارب و احباب
کا مجمع جسوقت لوٹتا ہے تو دفن سے فارغ ہو کر برادری و احباب کی واپسی یاد آتی ہے۔ سواری پر سوار ہوتے وقت جنازہ
کی چارپائی پر اُٹھایا جانا یاد آتا ہے۔ اور احرام کا سفید کپڑا پہنتے وقت کفن کی چادر مین لپٹنے کا تصور ہوتا ہے۔ میقات
حج تک پہونچنے مین طرح طرح کے جنگل و بیابان اور خشکی و تری کے سیلے اور برے منظر نظر آتے وقت اُن دشوار گذار
گھاٹیون کا قطع کرنا یاد آتا ہے جو دنیا سے باہر نکل کر میقات قیامت تک عالم برزخ یعنی قبر مین تم کو پیش آتی ہیں
راستہ مین رہزنون کے ہول و ہراس کے وقت شیطان دشمن ایمان کی رخنہ اندازیان یاد آتی ہیں۔ اور تنہائی
و بیکسی کے عالم مین شب کے وقت جنگلی درندون یا سمندر کی موجون کے وقت تنگ تاریک مسکن یعنی قبر کے
سانپ بچھو اور کیڑے مکوڑون کا تصور آتا ہے۔ میدان لق و دق بیابان مین قافلہ سے تنہا رہجانے کے وقت قبر
کے تنہائی اور وحشت یاد آتی ہے اور مطوفین کے وکلا کی بازپرس کیوقت منکر نکیر کے سوالات اور جس عربی و سریت
با کلمات مین داخل ہوتا ہے اوسکے جواب کا تصور ہوتا ہے جسوقت چیخ چیخ کر لبیک پڑھی جاتی ہے تو قبر دن

سے اُٹھتے وقت فرشتہ کی پکار پر صدائے حاضری کا تصور آتا ہے اور ایک بے آب و گیاہ [illegible] میدان یعنی عرفات مین جبل رحمت کے سامنے لاکھون آدمیون کے جمع ہونے سے میدان حشر مین اولین و آخرین کا یکجا ہونا یاد آتا ہے وہان کی حرارت اور خصوصاً دوپہر کے وقت آفتاب کی تمازت سے محشر کی تکالیف اور ہولناک قیامت کی ذکی گرمی یاد آتی ہے اور خطبہ کے وقت شہنشاہی دربار کی پیشی کا دھیان آتا ہے۔ غرض کہ حج کے ہر عمل مین ایک عالم معاملہ آخرت کی یاد دہانی ہے جس سے ہر شخص جس قدر بھی اسمین اپنے قلب کی صفائی و نورانیت اور دین کی ضرورت و صاحب دین کی محبت کے سبب استعداد اور قابلیت پیدا ہوگئی ہے اطلاع و آگاہی حاصل کرتا اور نصیحت پکڑتا ہے اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حج سے واپس ہوکر دنیا کے علائق کاٹنے والی اور جملہ لذتون پر پانی پھیر دینے والی موت کے دھیان مین الگ کر زاہد و عابد بنجاتا ہے اس عالم سے دل لگانا بے سود بلکہ مضر سمجھکر آخرت کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور اپنے محبوب کے وصال کی تمنا مین عمر صرف کردیتا ہے اور یہی اسکی بلکہ عالم کی پیدائش کا مقصود اور ہر مسلمان کی عین مراد ہے۔

میری یہی دعا ہے کہ خداوند عالم مجھ عاجز کو اور سب مسلمانون کو یہ لذت اور عبرت کی کیفیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سفر کی ابتدا۔ اس مبارک سفر کی جسوقت توفیق حاصل ہو سستی نہ کرو۔ کیونکہ شیطان راہزنی کیلئے تیار رہتا ہے۔ یہ بھی خیال کر لو کہ خدا جانے پار سال تک زندہ رہین یا نہ رہین۔ جو ارادہ کرلیا ہے تمام دنیاوی ضرورتون کو پس پشت ڈالکر بسم اللہ وار اُسے فوراً پورا کرو۔

مالِ حرام سے حج قبول نہین ہوتا۔ اگر اپنے پاس پوری مقدار مالِ حلال نہ ہو تو کسی سے بلا سود قرض لے لے۔

اللہ کے واسطے خالص نیت کرو، حاجی کہلانے کا خیال دل سے چھوڑ دو۔ یون سمجھ لو کہ آقا کی طلبی پر غلام اُسکے آستانہ کی حاضری کا قصد کرتا ہے اور قبولیت کا اُمیدوار ہے۔

کسی کا مالی یا بدنی حق تمہارے ذمہ ہو تو اسکو ادا کرو۔ سب سے ملاقات صاف کرو۔ خطائین معاف کراؤ۔

کسی دیندار تجربہ کار اہل الرائے سے مشورہ کرو اور نیز حق تعالیٰ جل شانہ سے استخارہ کرو کہ کونسی راہ سے کن دنون مین چلنا بہتر ہے۔

شب جمعہ کو دو رکعت نفل اس طریقہ سے پڑھو پہلی رکعت میں بعد الحمد سورۂ کافرون [illegible]

دوسری مین سورۂ اخلاص اور بعد سلام کے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور پاک صاف بستر پر با وضو قبلہ رخ داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ یَا کَائِنًا قَبْلَ الْکَوْنِ اَنْتَ کُنْتَ وَلَا کَوْنَ نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَزَھَرَتِ النُّجُوْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ لِیْ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ (یہاں مقصود کی نیت دل مین رکھے) خَیْرٌ فَاَرِنِیْ فِیْ لَیْلَتِیْ ھٰذِہٖ بَیَاضًا بِخُضْرَۃٍ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ (یہاں بھی وہی نیت رکھے) خَیْرٌ فَاَرِنِیْ فِیْ لَیْلَتِیْ ھٰذِہٖ سَوَادًا بِحُمْرَۃٍ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا اگر وہ امر بہتر ہوگا تو سفیدی سبزی ملی ہوئی اور اگر بہتر نہ ہوگا تو سیاہی سرخی ملی ہوئی اللہ تعالیٰ خواب مین دکھائیگا اور اگر دونوں امر مساوی ہونگے تو کوئی رنگ دکھائی نہ دیگا۔

اِسکے بعد اپنی تمام خطاؤن سے توبہ کرو۔ نماز۔ روزہ وغیرہ جو فوت ہو گئے ہون اُنکی قضا کرو۔ اور آیندہ کے لیے عہد واثق کرو کہ کبھی قضا نہ کرونگا۔ ایسے حج سے کوئی فائدہ نہین کہ جس مین نماز فرض بھی بلا عذر شرعی قضا ہو۔ بقول ایک بزرگ کے کہ بلا وجہ فرض نماز کی قضا کی تلافی ستر حج سے بھی نہین ہو سکتی۔ اور اپنے فرائض کی پابندی کو اپنے حج کی مقبولیت سمجھو۔

رفیق سفر ایک دو یا تین یا اس سے زیادہ ایسے تلاش کرو جو صالح اور دیندار ہون مسائل حج کی بھی معلومات کر لو۔ رفیق تنگ مزاج نہ ہو۔ ضدی نہ ہو۔ بخیل نہ ہو۔ کم ظرف نہ ہو۔ کام چور نہ ہو۔ عیب جو نہ ہو۔ اژدحام مین نہ ہو چین بجبین نہ رہتا ہو۔ خوش مزاج ہو۔ کھانے کی طرف بھوکون کی طرح نہ دوڑے۔ خدا کی راہ مین بھی خرچ کرنے کا عادی ہو۔ تکلیف اٹھا کر پیسہ بچانے کی کوشش نہ کرے۔ مستعد ہو۔ وغیرہ۔

رفاقت سفر کے لیے اجنبی اشخاص بہتر ثابت ہون گے بجائے یگانہ اور رشتہ دار اصحاب کے اسکے متعلق ہمین بھی اپنے ایک رشتہ دار سے نہایت تلخ تجربہ مکہ معظمہ مین ہو چکا ہے۔

دوران سفر مین اتباع شرع شریف کا زیادہ خیال رکھو۔ اسلیے کہ عبادت مین بھی اگر معصیت شامل رہی تو بچنے کا کونسا وقت ہوگا۔

اسباب زیادہ ہو تو کرایہ دو اور ہر شخص سے نہایت ایمانداری سے معاملہ کرو۔

غصہ نہ آنے دو متحمل اور بردبار بنو۔ سب کے ساتھ خوش خلقی سے برتاؤ کرو۔ فضول اور بیہودہ باتون مین وقت ضایع مت کرو۔ تلاوت کلام اللہ یا تسبیح تحمید اور درود شریف مین مشغول رہو۔

جوان۔ تندرست۔ محنتی۔ اور مستعد شخص اس رفاقت سفر کو برداشت کر سکتا ہے۔

خرچ ضرورت سے کسی قدر زائد لو تاکہ دوسروں کی مدد کر سکو۔ اپنے توشہ میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ہمارا ذاتی تجربہ اسکا شاہد ہے۔

شروع مہینہ میں جمعرات کے دن سفر کرنا افضل ہے، ورنہ دوشنبہ کے دن یا بعد نماز جمعہ۔

گھر سے نکلنے کے قبل دو رکعت نفل ادا کرو۔ پہلی رکعت میں "قل یا ایہا الکفرون" اور دوسری میں "قل ھو اللہ" سلام کے بعد آیتہ الکرسی اور لایلاف قریش پڑھکر یہ دعا پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَمَالِىْ وَدِيْنِىْ اَللّٰهُمَّ بِكَ اِنْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِى التَّقْوٰى وَاغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ وَوَجِّهْنِىْ لِلْخَيْرَاتِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ

جب گھر سے باہر نکلو تو یہ دعا پڑھو:۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَىَّ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِىْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاعْصِمْنِىْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ اسکے بعد آیتہ الکرسی "قل ھو اللہ" اور معوذتین پڑھکر کچھ صدقہ کر دو۔

جب رخصت ہو تو قصور معاف کراؤ اور دعا کی درخواست کرو۔ اور یہ دعا پڑھو:۔

اَسْتَوْدِعُ عَلَيْكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا يُضِيْعُ وَدَائِعَهٗ رخصت کرنیوالوں کو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ فِىْ حِفْظِ اللّٰهِ وَكَنَفِهٖ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَجَنَّبَكَ الرَّدٰى۔

جب سواری پر چڑھو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھکر چڑھو اور چڑھنے کے بعد پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اسکے بعد الحمد للہ تین بار اللہ اکبر تین بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک بار کہو اور یہ دعا پڑھو۔ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلِىْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اسکے بعد جب کسی پہاڑ یا ٹیلے پر چڑھنے کا اتفاق ہو اللہ اکبر کہو اور جب اوپر سے نیچے اترو تو سبحان اللہ کہو اور جنگل سے گذر ہو تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہو۔

جب کبھی خدانخواستہ کوئی خطرہ یا خوف پیش آئے تو سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھکر اپنے اوپر دم کرو اور یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اور بہتر ہو کہ اسماء مذکورہ اپنے پاس رکھے۔ یہ اسماء دعا کے وقت نوشل اور راستہ کے خطرات میں حفاظت و امن کیلئے

نہایت مجرب عمل کا کام دیتے ہین کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہوکر کامیابی سفر کے لیے اُنکی وسیلہ سے دعا کرنا بالخصوص یہ دعا مانگنے کا بھی ضرورت ہی یہان سے مین سفرنامہ شروع کرتا ہون۔ اور مکہ معظمہ پہونچکر حجاز کی حکومت اور عمال کے تفصیلی حالات نیز حج کے مناسک در ضروریات معلّمون کا برتاؤ، حاجیون کے حالات وغیرہ درج کرونگا۔

روانگی از مُرادآباد

مین ۱۱ مارچ ۱۹۲۸ء کو گھر سے روانہ ہونے لگا میری بیوی۔ لڑکی بچے۔ اور عزیز اقربا مجھے چھوڑنا نہین چاہتے تھے اور سب طرح مجھسے چپٹ کر روتے تھے۔ مین حیرت مین تھا اور انھین سمجھاتا تھا کہ مین جس متبرک سفر مین جارہا ہون تم کو بجائے رونیکے خوش ہونا چاہیئے۔ خیر مین مکان سے اسی حالت مین معہ اپنے چند عزیزون کے اسٹیشن پر پہونچا بہت سے معززین عزیز اور مخلص احباب خدا حافظ کہنے تشریف لائے تھے۔ پانچ روپیہ پانچ آنہ کا انٹر کلاس کا لکھنؤ تک کا ٹکٹ لیا۔ زیادتی اسباب کے دو روپیہ دو آنہ کرایہ کے علیحدہ دیئے اور ۱ بجے صبح کی ٹرین سے روانہ ہوگیا رام پور کے اسٹیشن پر بھی چند احباب ملنے آئے تھے اُسی تاریخ شام کو لکھنؤ پہونچا اور صاحبزادہ اشفاق علیخان عرف جانی صاحب کے پاس متصل سابقہ سبزمنڈی چوک قیام کیا وہان پہونچنے پر مجھسے کہا گیا کہ بمبئی کی روانگی کی تاریخ ایک ہفتہ کے لیے ملتوی کردی ہے چنانچہ مین وہان قیام پذیر رہا۔ اور اس دوران قیام مین اپنے احباب سے ملتا رہا ۱۵ تاریخ کو صاحبزادہ اشفاق علیخان صاحب معہ خدمتگار کے بمبئی کو روانہ ہوگئے تاکہ وہ وہان پہلے سے پہونچکر تابوت رکھنے جہاز کے کرایہ۔ اور اس قافلہ کے جہازی ٹکٹون کا انتظام کرلین اور مین ۱۹ کی شام کو ایکسپرس سے اُن کی بیگم صاحبہ و ہمشیرہ صاحبہ، خالہ صاحبہ، دو ماماؤن تابوت اور انکی بہن کے کارندے کو لیکر روانہ ہون۔ چنانچہ اس پروگرام کے بموجب ۱۶ تاریخ کو رات کے دس بجے ایکسپرس سے یہ قافلہ بمبئی کو روانہ ہوگیا۔ میرا تیسرے درجہ کا لکھنؤ سے بمبئی تک ریل کا ٹکٹ ۱۵ کا تھا۔ تابوت کے لیے ایک پارسل گاڑی پوری پانچ روپیہ مین کیگئی۔

۲۰ مارچ راستہ مین گذری کوئی بات قابل ذکر پیش نہین آئی۔

۲۱ مارچ ۲۸ء بمبئی صبح کو ۷ بجے ہم بمبئی وکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر پہونچے یہان پر صاحبزادے جانی صاحب چند احباب اور منیجر صاحب بمبئی مسلم ہوٹل عبدالرحمن اسٹریٹ تشریف لائے ہوئے تھے۔ سواریون اور تابوت کا مکمل انتظام تھا ہم مسلم ہوٹل مین قیام پذیر ہوئے اور تابوت ایک امام باڑے مین احتیاط سے رکھدیا گیا۔ سید فضل شاہ صاحب منیجر مسلم ہوٹل نے ہر قسم کی آسائش پہونچائی۔ ہوٹل نہایت اچھا کم خرچ اور بالانشین ہے اور منیجر صاحب مسافرون کے ساتھ دوستانہ اور بے تکلفی کا برتاؤ کرتے ہین اور ہر خدمت کیواسطے تیار رہتے ہین۔ عبداللطیف صاحب الگزنڈرا ڈاک نمبر ا فورٹ بمبئی اور تصدق حسین صاحب بھنڈی بازار

سپیر ولیمز پٹھان بارڈی بمبئی کی سپردگی میں تابوت کر دیا گیا ان کے تمام خدمات کے معاوضہ کے پچاس روپے طے ہوئے تھے اسی شام کو عبدالمجید جیلانی صاحب کے ساتھ سوار ہو کر بمبئی کے مختلف حصوں کی سیر کی۔

۲۲ مارچ ۱۹۲۸ء بمبئی ہم اپنے وطنی دوست حاجی نصیر احمد صاحب سوداگر سینڈہرسٹ روڈ سے ملے اور انھوں ہماری ڈاک ہم کو دی۔ حاجی صاحب کی ہی قیام گاہ پر فرزند علی صاحب جو مسلم کرانیکل بمبئی میں ملازم ہیں اور ہمارے ہم محلہ ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ اور چند مرادآبادی احباب سے بھی ملے جناب مولانا خجندی صاحب سابق اڈیٹر اخبار غالب اور علی بہادر خان صاحب ساکن مرادآباد اڈیٹر اخبار اتحاد سے ملنے حاجی صاحب کے ساتھ گئے مگر ملاقات نہ ہوئی ہم رقعہ چھوڑ آئے مولانا خجندی صاحب شام کو ہوٹل میں ہم سے ملنے تشریف لائے اور ۱۱ بجے شب تک دلچسپ بات چیت ہوتی رہی۔ اسی ہوٹل میں ایک پرانے رفیق مسٹر ایس ایم شفیع صاحب کیاماری کراچی سے بھی ملاقات ہوئی۔ خوب لطف صحبت رہا۔ ہمارے قافلہ کا اسباب ۲۲ کی شام کو جہاز پر چلا گیا تھا۔

بمبئی سے بذریعہ جہاز روانگی

۲۳ مارچ۔ صبح سات بجے موٹر اور گاڑی ہوٹل پر آگئی۔ اور ہماری پارٹی جس میں ۸ زن و مرد تھے سوار ہو کر بندرگاہ پر پہونچی۔ اور وریلا نامی جہاز پر سوار ہو گئے جہاز کی تمام ضرورتوں بچھونا۔ اسباب۔ جگہ تابوت اور آرام کا انتظام عبداللطیف صاحب وغیرہ نے پہلے سے کر دیا تھا۔ انگلش میل کا جہاز تھا۔ بصرہ تک [illegible] میں ڈیک کا ٹکٹ لیا گیا تھا انھیں اصحاب کی کوشش سے جہاز کے کپتان صاحب کا ایک کیبن ۶ برتھ کا اور اس کے سامنے ڈیک کا خوش منظر حصہ ہم کو مل گیا۔ تابوت کا بمبئی سے بصرہ تک کرایہ [illegible] دیا گیا۔ سیکڑوں مرد اور عورت جہازی اپنے عزیز اور احباب مسافروں کو رخصت کرنے کے واسطے گودی پر موجود تھے ٹھیک صبح کے ۱۰ بجے جہاز نے لنگر اٹھایا اور ہم "وقال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ان ربی لغفور رحیم" کہتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ دور تک احباب کے رومال ہلتے نظر آتے رہے جہاز گودی سے آخر حصہ کی طرف سے چلا۔ اور گودی سے باہر آگئے اور پیچھے دو اسٹیم بوٹوں نے جہاز کو سیدھا کیا۔ گودی کے پل والے حصہ میں سے جبکہ پل ہٹا لیا گیا تھا جہاز باہر نکل کر سیدھے راستہ پر بجانب شمال گدلے پانی میں چلنے لگا۔ تقریباً سوا گھنٹے تک بمبئی اور بندرگاہ کا نظارہ ہمارے سامنے رہا۔ سہ پہر کو پانی کا رنگ بوجہ گہرائی کے نیلا نظر آنے لگا اس پانی کے بے پایاں اور وسیع میدان میں کہیں کہیں بادبانی ماہی گیروں کی کشتیاں جو مچھلی کی تلاش میں گھوم رہی تھیں نظر آتی رہیں۔ شب میں ایک دو جہاز بھی بمبئی جانے والے سامنے سے گذرتے نظر آئے۔ قریب نصف شب سے صبح تک پانی زیادہ گہرائی کی وجہ سے سیاہ نظر آتا رہا۔ اور کسیقدر ہوا تیز ہو جانے کی وجہ سے جہاز میں پچنگ کی حرکت شروع ہو گئی تھی۔

مگر ہم پر کوئی اثر نہین ہوا جہاز کے بہت سے مسافرون پر دوران سر وغیرہ کا اثر ہو گیا تھا۔

۲۴ مارچ ۱۹۲۸ء آج جہاز پر ہماری عید ہوئی بعد دوپہر کے پانی پھر نیلے رنگ کا نظر آنے لگا۔ بیگم صاحبہ صاحبزادے حاجی صاحب نے سیویان پکا کر کھلائین۔ ہر قسم کی خورد و نوش اور آسایش کا سامان کثرت سے ہمارے ساتھ تھا۔ جو جہاز کے ملازمون کو کھلانے پلاتے اور تقسیم کرتے ہوئے ہم جا رہے تھے۔ ایک ٹوکرہ بھرے ہوئے تو صرف سنترے ہی تھے۔ ہر چیز جہاز پر بکثرت فروخت ہو رہی ہے۔ کئی صاحب ہمارے جاننے والے یہان بھی مل گئے جن مین بابو غلام محمد صاحب ساکن ہوشیار پور پنجاب نظر انجینیر ریلوے فرا نمان رخصت سے واپس بغداد شریف جا رہے تھے اون سے عراق کے متعلق بہت معلومات حاصل ہوئی اور سفر مین زیادہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ آج جہاز بحر عرب مین چلتا رہا۔ لائٹ ہاوس اور بوٹ وغیرہ نظر آتے رہے۔ ساڑھے نو بجے شب کو جہاز نے کراچی مین لنگر ڈالا۔ گیارہ بجے شب کے ۳ گھنٹہ موٹر کرایہ پر لیکر شہر کی سیر کی۔ صبح تک یہان قیام رہے۔ شب مین بہت سے مسافر یہان اوتر گئے۔

کراچی سے روانگی

۲۵ مارچ ۱۹۲۸ء صبح کو تمام مسافرون اور جہازی ملازمون کا ڈاکٹر کا معائنہ ہوا۔ حاجی عبد الغنی صاحب سوداگر کراچی بندر روڈ اور سید عابد علی صاحب خادم کربلا ہم سے ملنے آئے اور یہان کی تمام ضروریات ان حضرات نے پوری کین صبح تھوڑے مسافر یہان سے سوار ہوئے۔ صبح دس بجے جہاز نے لنگر اوٹھایا ہم بھی یہ شعر پڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے

دربین دریائے بی پایان دربین طوفان موج افزا

دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا

بندرگاہ پر دنیا کی ہر چیز فروخت ہو رہی تھی۔ جہاز روانہ ہونے کے بعد بابو غلام محمد صاحب نے بابو نذیر احمد صاحب ساکن ڈبائی ضلع بلندشہر انسپکٹر ڈاکخانہ جات عراق سے ملاقات کرائی اونہون نے بھی عراق کے متعلق ہر قسم کی امداد اور معلومات دینے کا وعدہ فرمایا۔

بصرہ تک ہمارا اور اون کا ساتھ ہے۔ ہمارا جہاز گوشہ شمال ومغرب بحر ہند مین چلتا رہا۔ ایک گھنٹہ تک کراچی بندر کے مناظر قلعہ وغیرہ ہمارے پیش نظر رہے اور دو گھنٹہ یعنی ۱۲ بجے تک بلوچستان کے خشک اور ننڈے پہاڑون کا سلسلہ شمالی جانب نظر آتا رہا۔ ماہی گیری، یا دریائی کشتیان۔ اور لائٹ ہاوس بھی سامنے آتی جاتے تھے اسی دوران مین سمندر کے ایک حصہ مین بڑی بڑی مچھلیون کی ایک جماعت تڑپتی ہوئی نظر آئی اسکے بعد پہاڑی ٹیلون کا حصہ کہین کہین نظر آتا رہا۔ جہاز پر لوہے

کوئی میمن سکھ. وغیرہ جو سوار تھے وہ ہم کو حاجی کے خطاب سے پکارنے لگے کیونکہ ہم عراق کی زیارات کرتے ہوئے حج کو جارہے تھے، بوہرہ اور اہل عراق زایر کو بھی حاجی کے خطاب سے یاد کرتے ہیں. بمبئی کی روانگی سے ابتک مطلع کسیقدر ابرآلود ہے آج ہمارا جہاز شام کو بحر عمان میں داخل ہوگیا. سمندر کے شمالی کنارہ پر کچھ پہاڑی حصے نظر آتے ہیں زیادتی گہرائی کیوجہ سے یہاں بھی پانی کالا نظر آتا ہے۔

۲۶ مارچ ۱۹۲۸ء بمبئی ریلوے ٹایم کے حساب سے سات بجے صبح کے بعد صبح کی نماز ہم نے ادا کی. یہاں وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہوگیا. ہندوستان میں اسوقت ۶ بجے کا وقت ہوگا ٹھیک ۷ بجے طلوع آفتاب کا نظارہ قابل دید ہے سورج کا نصف قرص سمندر کے اندر اور نصف باہر دلفریب سین پیش کر رہا ہے شب میں جہاز نہایت تیز چلتا ہے تاکہ ضعیف مسافروں پر دوران سر متلی اور قے وغیرہ کا اثر نہ ہو جا بجا بڑی اور چھوٹی مچھلیاں پانی سے گزدن اوچھل کود کر لطف دکھا رہی ہیں. شمال کی طرف حد نگاہ پر بلوچستانی سرحد کے پہاڑوں کا سلسلہ دھندلی حالت میں نظر آتا رہا. آج ہمارے مہربان بابو غلام محمد صاحب دیوان حضرت حافظ شیرازی رحمۃ لیکر آئے اور ہماری کامیابی مقاصد کی فال دیکھی یہ شعر نکلا.

سرِ ارادتِ ما و آستانِ حضرتِ دوست

کہ ہرچہ بر سرِ ما می رود ارادتِ اوست

ایک بنگالی ملازم جہاز نواب علی سارنگ ساکن نواکھالی بنگال نے دو روپیہ اور ایک خط بغداد شریف میں مولوی عزیز الرحمن صاحب بنگالی مقیم آستانہ مبارک حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی کے واسطے ہمیں امانت دیا۔

۲۷ مارچ ۲۸ء آج صبح جب ہم سوکر اٹھے تو معلوم ہوا کہ مسقط نکل گیا. مسقط کا پہاڑی حصہ کچھ دیر تک نظر آتا رہا. اسی دوران میں ۳ جہاز سامنے نظر پڑے جن میں سے ۲ تیل کے جہاز تھے جو بصرہ جارہے تھے اور ایک ادھر سے مسافری جہاز آرہا تھا یوں تو روز جہاز کی کسی وقت صفائی ہوتی ہے مگر آج ۹ بجے کے بعد تمام جہاز دھویا گیا. اب ہم خلیج فارس میں چل رہے ہیں اور ہمارے شمال میں حد نگاہ پر ایران کے پہاڑوں کا سلسلہ چل رہا ہے۔ گویا اب ہمارا جہاز ایران کی سرحد کے کنارے کنارے بڑھ رہا ہے. ہوا نہایت خوشگوار اور موسم فرحت افزا ہے۔ آج اول اور دوئم درجے کے مسافروں کی پریڈ بھی ہوئی یعنی اگر جہاز خطرے میں آجائے اور ڈوبنے لگے تو ان درجوں کے مسافر لائف بیلٹ وغیرہ لگاکر کسطرح مسافروں کو بچالے اور کشتیوں میں سوار کرانیکی کوشش کریں اور اسوقت انکا کیا فرض ہوگا؟ اور جہاز کے ملازمین کی کیا خدمات ہونگی؟ وہ سب عملی طور پر کی گئیں اسیطرح اگر جہاز میں آگ لگ جاوے تو اس کے بجھانے کیلیے کیا عمل کیا جائے گا؟ ہفتہ میں ۲ مرتبہ یہ عملی کام کیا جاتا ہے۔ سہ پہر کو پانی سے ۲ سیل کے

قریب زمین کا کنارہ نظر آیا جس پر کھجوروں کے باغات تھے اور اسکے عقب میں وہی ایرانی پہاڑوں کا سلسلہ یہ بندر بھی ہے اور ان پہاڑوں میں سیسہ۔ تانبا۔ لوہا اور تیل کی کانیں ہیں۔ مغرب تک بندر عباس کا یہ سلسلہ نظر آتا رہا۔ شب کو بحرین کا حصہ بھی نکل گیا۔ جہاں سمندر سے موتی ٹھیکہ پر نکالا جاتا ہے! ور چھوٹے چھوٹے مقامات بہت سے چھوٹتے چلے گئے۔

۲۸۔ مارچ ۱۹۲۸ء۔ صبح کو جب ہم بیدار ہوئے تو سمندر میں ہوا کی تیزی اور طوفان کی وجہ سے حرکت ہے جسکی وجہ سے جہاز بھی ڈانواڈول ہے۔ اکثر جہازی تکلیف میں ہوگیے ہیں۔ اب زمین کا کنارہ نظر سے غائب ہے جہاز ٹھیک شمال میں جارہا ہے۔ پانی بھی نہایت گہرا ہے اور کالے رنگ کا معلوم ہوتا ہے اب ہم نے اپنی ایک گھڑی یہاں کے ٹائم سے ملائی۔ یہاں ٹائم میں ۲ دو گھنٹہ کا فرق ہوگیا ہے۔ آج بھی ایران کے پہاڑوں کا سلسلہ حد نگاہ پر برابر چلا جارہا ہے۔ جہاز پر جو چند احباب ہوگیے ہیں اُنسے خوب دلچسپی رہتی ہے ۱۰ بجے سے پہاڑ کے دامن میں سمندر کے کنارے کی زمین نظر آنے لگی جس پر میوہ جات کے باغات لگے ہوئے ہیں۔ یہ منظر بوشہر کے آنیکا پیش خیمہ ہے اسیوقت ایک جہاز کے بنگالی افسر نے ہم سے کہا کہ بوشہر پر اپنے سامان کی اچھی طرح نگرانی رکھنا۔ کیونکہ ایران کے لوگ نہایت چور اور بدمعاش ہوتے ہیں۔ رات سے ایک دم موسم بھی نہایت سرد ہوگیا ہے ۱۲ بجے دن کے بعد جہاز بوشہر کے سامنے سبز رنگ کے پانی میں لنگر انداز ہوگیا بوشہر کی چھاؤنی اور شہری آبادی کئی میل تک لمبائی میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور میلوں تک باغات چلے گیے ہیں۔ چند جنگی جہاز بھی فاصلہ پر لنگر انداز نظر آئے۔ جہاز کا ٹھہرنا تھا کہ جہاز کے دونوں جانب ہوڑیاں (کشتی) سامان اور مسافروں کو لیکر آگیئیں۔ اور مسافروں اور سامان کا اتار چڑھاؤ شروع ہوگیا۔ ہوا کی تیزی کی وجہ سے ہوڑیاں ایسی حرکت میں تھیں کہ جن کے دیکھنے سے بھی خوف معلوم ہوتا تھا۔ مگر اُن کے ملاح جس خوبی اور آزادی سے اُن پر کام کررہے تھے وہ قابل تعریف ہے۔ ایک چھوٹا آگبوٹ ڈاک لیکر آیا اور دے گیا۔ جہاز کے سب سے نیچے حصہ میں سے تجارتی مال بذریعہ جرثقیل ہوڑیاں میں لادا گیا۔ اس موقع پر جابجا پانی میں جہاز اور ہوڑیاں نظر آرہی ہیں۔ ۲ دو ہزار بکس چائے کے جو کلکتہ سے روانہ ہوئے تھے ۱۲ بجے شام تک ہوڑیاں میں جو بادبانی کشتیاں تھیں اُتارے گیے اور ۶ بجے جہاز نے لنگر اٹھا دیا معلوم ہوا کہ ایران میں چاء نہیں ہوتی چاء پر محصول بھی بہت زیادہ کردیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی باہر سے آتی ہے۔ جہاز پر اسی موقع پر ایک شخص نے جو ایرانی تھا ایک مسافر کا کچھ سامان چرایا۔ مگر فوراً پکڑا گیا۔ اور بحکم کپتان جہاز ۵۰ بید لگائے گیے، ایک ایرانی نے ایک مسافر سے جو چاء پی رہا تھا چاء طلب کی اور مع پیالی کے غائب ہوگیا، ایک ایرانی قلی نے کئی سیر چاء صندوق سے چرائی کمپنی کے افسر نے بید لگائے اور اسکو لٹا کر اسکے گلے پر پاؤں رکھکر کودا۔ یہ نئے قسم کی سزا ہم نے دیکھی۔ رات کے آخری حصہ میں کویت کا بندر بھی نکل گیا۔

۲۹- مارچ ۱۹۲۶ء صبح کو ہمارے داہنے اور بائین جانب کنارہ نظر آتا رہا- پانی بھی نصف نیلا اور نصف بادامی
معلوم ہوتا ہے- جیسا کہ الہ آباد مین تربینی پر دو رنگ کے پانی کی دھارین علیحدہ علیحدہ رنگ کی معلوم ہوتی ہین یہ وہ جگہ ہے جہان سمندر
کی حد ہے، یہان سے دریائے دجلہ و فرات ملکر چلے ہین اب دونون دریاؤن کے پانی کا رنگ مٹیالا ہے اور میٹھا پانی ہے
اس مقام فاؤ پر سمندر کا خاتمہ ہو گیا ہے- یہان سے جا بجا سمندر مین جہاز کو روشنی دکھانیوالی کشتیان اور بویا
جو بت بیجے کی طرح چمکتے بتے پھیلے ہوئے ہین- نہایت پر لطف سین سامنے ہے- داہنی جانب ایرانی شہر اور ہر قسم کے میوہ جات
کے باغات کا سلسلہ میلون تک چلا گیا ہے- اور بائین جانب ترکستان کے شہر فاؤ کی آبادی اور باغات چلے گیے ہین معلوم
یہ ہوتا ہے کہ یہ باغات کا سلسلہ دور تک برابر چلا گیا ہے ۶ بجے صبح سے پانی بالکل دریا کے رنگ کا تھا- شب گذشتہ مین ۱۱ بجے
بے تار کی تار برقی کا تار بصرہ سے سید نوری صاحب خادم کربلائے معلی کا صاحبزادے جانی صاحب کے نام پہونچا کہ ہر قسم کی
راحت کا سامان تیار ہے،، فاؤ پر ۷ بجے جہاز نے رفتار کم کر کے پانی کی حالت دریافت کی اور پھر پوری رفتار مین چلدیا
بڑودہ نامی جہاز بصرہ جاتا ہوا ہمین یہان ملا جو تمام چھوٹے بندرگاہون پر بھی ٹھہرتا ہوا جا رہا ہے اور بھی کئی جہاز برابر سے
گذرے- اب دونون طرف کنارے کے باغات ہمارے بہت قریب ہین- صرف کھجور ہی کے باغات نہین ہین- بلکہ انگور، سنترہ
انجیر، سیب وغیرہ اور انگور مختلف قسم کے کھجور کے درخت ترتیب وار لاکھون کی تعداد مین نظر آ رہے ہین- اور جا بجا ان مین
کچے مکانات باغ کے محافظون کے بنے ہوے ہین- دجلہ، فرات اور قارون ایک ایرانی دریا یہان ملکر چل رہے ہین
ایرانی دریا محمرہ مین علیحدہ ہو جاتا ہے- ہماری اس پارٹی کے ہیڈ صاحبزادے اشفاق علیخان صاحب عرف جانی صاحب
ہین اس کل سفر مین یہ سین جو آج صبح سے شروع ہوا ہے نہایت دلکش ہے دریا کے کنارون پر باڑھ بنا دیا ہے اور کہین
کہین مچھلی پکڑنے کے جال بھی پھیلے ہوئے ہین، معلوم ہوا کہ ان باغات کا سرسبز سین جو دونون جانب ہے بغداد تک برابر چلا گیا ہے
۸ بجے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک نئی آبادی کا حصہ جس کا نام کسبہ ہے نظر آیا- اور اس کے بعد حدِ نگاہ تک میدان ہے
ان باغات مین تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر دو ارپا نالیان نکالی گئی ہین تاکہ اسکے ذریعہ دریاؤن سے باغات کو پانی دیا جائے
اب برابر دونون کنارون پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے آبادی کا سلسلہ نظر آ رہا ہے- کنارے بھی ہمارے قریب آ رہے ہین بندر
کی آبادی کی عمارات شروع ہوگئین یہان مٹی کے تیل صاف کرنے پٹرول وغیرہ ہر قسم کا تیل بنانیکے سیکڑون کارخانے لب
دریا ہین تیل کی ٹنکیان- انجن کی چمنیان عمارات- کارخانہ جات کی ترتیب اور باغات کا سلسلہ عجیب پر لطف ہے- ایران
مین مسجد سلیمان وغیرہ جو یہان سے پندرہ دن کا خشکی کا راستہ ہے وہان تیل کے چشمے ہین اور یہان تیل بنانے کے کارخانہ تیل
لادنے کے جہاز جا بجا موجود ہین- ہمارے جہاز کی رفتار اب بہت ہی خفیف ہوگئی ہے ۹ بجے اسٹیمر نے آکر سیل دیا- پانی مین جا

چھوٹی بڑی کشتیاں دوڑتی پھر رہی ہیں اور زمین پر موٹریں دوڑ رہی ہیں۔ آج ٹائم میں ڈھائی گھنٹہ کا فرق ہو گیا ہے۔ یہاں سے چلکر جہاز نے ساڑھے دس بجے محمرہ پر لنگر ڈالدیا میل لیا اور ڈیڑھ بجے تک چاؤ۔ چھالیہ اور کپڑے وغیرہ کے ایک ہزار بنڈل جہاز سے اتارے گئے یہیں سے ایرانی دریا قارون جو دجلہ اور فرات میں ملا ہوا تھا علیحدہ ہو گیا۔ یہاں کی عمارات اور آبادی دریائے قارون کے کنارے پر جو شمال کی طرف سے آکر ملا ہے پھیلی ہوئی ہے نہایت خوشنما منظر ہے۔ ویسے دجلہ اور فرات کے کناروں پر بھی مسلسل آبادی چلی جا رہی ہے۔ یہاں پر دریا میں ہمیں وہ موقع بھی بتایا گیا جہاں کہ ٹرکی نے اپنے تین چار بڑے جہاز پتھر بھر کر غنیم کا راستہ روکنے کے لیے جنگ کے زمانہ میں ڈبو دینے کا حکم دیا تھا۔ مگر معلم یعنی کپتان جہاز نے اس علاقہ کے ایک شیخ سے ملکر کنارے کی طرف جہاز غرق کر دیئے اور جو غرض تھی وہ حاصل نہیں ہوئی۔ یہ دونوں دریا سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے جا رہے ہیں بیسیوں بادبانی کشتیاں۔ لانچ۔ موٹر کشتی ایک تختہ کے ڈونگے اور جہاز پانی میں دوڑتے پھر رہے ہیں۔ یہاں مسافر جہاز سے اترے بھی اور چڑھے بھی۔ سید علی ایجنٹ خادم بھی یہاں ہم کو ملے۔ اور ہمارے ساتھ ہو لیے اب دریائی کناروں کا سین۔ عمارات۔ باغات کشتیوں اور آگبوٹوں کی بھاگ برابر ہمارے پہلوؤں میں ہے۔ حد نگاہ پر باغوں کے بعد ایک دریائی سین اور نظر آیا۔ اسکے بعد پھر کھجور کے باغات کا عجب منظر ہے۔ مگر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سراب ہے دریا نہیں ہے پانی تلاش کرنے والے اول بیدانوں میں میلوں سراب کو دریا سمجھکر چلے جاتے ہیں۔ مگر سراب برابر دریا کا دھوکہ دیتا ہے پانی ہاتھ نہیں آتا۔ اصل سراب یہ ہے صبح سے جو منظر دونوں جانب شروع ہوا ہے ممکن نہیں کہ لفظوں میں اسکا فوٹو کھینچا جا سکے۔ ڈیڑھ بجے جہاز نے لنگر اٹھایا اور اسی پر لطف مناظر میں تین بجے جہاز بصرہ یعنی مارگل پہونچا۔ میلوں پہلے سے بصرہ کے بندرگاہ کی عمارات جہازات وغیرہ کا سین ہمارے سامنے آچکا ہے۔ پاسپورٹ بڑی دقتوں سے دستخط ہوئے اور جہاز سے اترنے کی نفسانفسی پڑ گئی۔ اترنے کے وقت ٹکٹ اور پاسپورٹ دونوں دکھلائے جاتے ہیں۔ چونکہ ہماری پارٹی کے ساتھ بشیر علیخان عرف لڈن صاحب پسر نواب محمد حسین خان صاحب عرف نواب ننھو صاحب رئیس بریلی کا تابوت ہے اسواسطے ہماری پارٹی تمام جہازی ضروریات سے فرصت پاکر معہ تابوت کے قریب پانچ بجے کے جہاز سے نیچے آگئی۔ اور اسطرح ہمارا یہ پر لطف جہازی سفر نہایت اطمینان اور راحت سے ختم ہوا۔

بعض ضروری امور۔ جہاز کے تیسرے درجہ کے مسافر فولڈنگ یعنی ٹوٹوان چارپائی بھی جہاز پر اپنے ساتھ رکھکر شب کو آرام پا سکتے ہیں۔ سمندر کے اندر چھوٹے اور بڑے پہاڑ بھی ہوتے ہیں۔ جن سے بچکر جہاز دن کے وقت چلتا ہے۔ اور شب کے وقت پہاڑیوں کے اوپر یا ادنے کچھ فاصلہ پر لائٹ ہاؤس (روشنی کے مینارے) ہوتے ہیں اور

بعض تو بڑے نمار روشنیان پانی مین چلتی رہتی ہین اور جہاز کو رہنمائی کا کام دیتی ہین چاندنی رات مین چاند کا عکس تمام پانی کو روشن کر دیتا ہے جو ایک خوشنما نظارہ ہوتا ہے۔ دس بجے رات تک جہاز مین بجلی کی روشنی رہتی ہے نصف شب کے بعد جہاز کا کپتان یا نائب تمام تیسرے درجہ کے مسافرون کے درمیان گشت کرتا ہے تاکہ کوئی مسافر کسی قسم کا نقص پیدا نہ کرے۔ پسنجر جہاز کا تیسرے درجہ کا کرایہ کراچی سے ۴۲ روپیہ ہے جو بارہ تیرہ دن مین بصرہ پہونچتا ہے۔ پہنچنے کے لیے ضرورت ہے کہ کٹا اچار آم کا لیمون اور سرکہ کی عمدہ چٹنی ساتھ ہو یہ چیزین کھانے کے ہاضمہ مین مدد دیتی ہین۔ ہمارے ساتھ بھی بیسیون قسم کی دوائین اور چٹنیان اور اچار تھے۔ جہاز کے اندر سرکاری ڈاکٹر بھی ہوتا ہے جو مفت دوائین دیتا ہے اور علاج کرتا ہے تیسرے درجہ کے مسافرون کو اپنے کھانے کا خود انتظام کرنا ہوتا ہے میٹھا پانی جہاز سے ملتا ہے۔ خلاصیون سے بھی کھانے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ مگر وہ اچھا نہین ہوتا اور گران ہوتا ہے۔ جہاز مین ہندو مسلمانون کے لیے ایک لنگر خانہ بھی ہوتا ہے۔ جہان اپنی مرضی کے موافق قیمتاً کھانے کا انتظام کر لیا جائے تو بہتر ہے

بصرہ

بصرہ کے پلیٹ فارم یعنی بندرگاہ پر محمد سید باقر صاحب خادم نجف اشرف سید نوری صاحب خادم کربلائے معلیٰ اور سید محمد ناصر صاحب خادم کاظمین شریفین اور محمد سید کاظم صاحب خادم کربلائے معلیٰ اور ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب ہم سے ملے اور ہماری پارٹی کے تمام خدمات نہایت خوبی سے انجام دین۔ ہماری پارٹی کا تمام سامان کسٹم آفس یعنی چنگی خانہ مین گیا عورات مارگل کے ریلوے اسٹیشن پر ویٹنگ روم مین ٹھہرایا کسٹم آفس مین ایک ایک چیز کھولکر دیکھی جاتی ہے اول سامان کے عدد وغیرہ کی تفصیل ایک انگریزی فارم پر لکھوائی ہوتی ہے جس کی اجرت کا ایک روپیہ دیا جاتا ہے۔ جو لکھنے والون کا ذاتی حق ہوتا ہے۔ اس فارم کو خود بھی لکھ سکتے ہین۔ ہماری پارٹی کچھ خرچ کرنے سے کسٹم آفس کی سختیون سے بچگئی بعض کسٹم کے ملازمین کو ہم نے بدزبانی اور انتہائی بے پروائی کرتے ہوئے بھی دیکھا۔ یہ طرز عمل غیر ملکی مسافرون اور خاصکر زوارون کے ساتھ نہایت قابل افسوس ہے کسٹم سے فراغت پاکر ہماری پارٹی نے کل سامان ریل کی ایک گاڑی مین لگا دیا جو برابر مین کھڑی ہوتی ہے اپنی ساتھی دو ماؤن کو بھی گاڑی مین سوار کرا دیا شب کے سات بجے کے بعد ہم اور صاحبزادے جالی صاحب اور محمد سید باقر صاحب ایک موٹر کار لیکر نیا پرانا بصرہ دیکھنے روانہ ہوگئے۔ نیا شہر بصرہ علی مسجد۔ یا علی مقام کے نام سے مشہور ہے۔ نہایت بارونق مسقف بازار اور قدم قدم پر کھانے پینے کے ہوٹل اور دوکانات عربون سے بھری ہوئی نظر آئین۔ دو ہوٹلون مین جاکر ہمنے بھی چاء وغیرہ پی اور وہان کے حالات دیکھے۔ ہوٹلون کے سامنے سڑکون پر بنچین بچھی ہوئی ہین اونپر عام طور سے کھجور کی چٹائیان اور اونپر کثرت سے عرب حقہ نوشی اور گپ شپ کر رہے ہین۔ لباس تقریباً

عربی۔ خال خال ترکی ٹوپی بھی استعمال میں ہے اب یہاں انگریزی طرز معاشرت کے آجانے سے کوٹ پتلون کا رواج بھی ترقی کررہا ہے۔ مارگل جو بصرہ کا بندرگاہ اور ریلوے اسٹیشن ہے یہاں سے علی مسجد ۶ میل ہے۔ اور پرانا بصرہ دو تین میل علی مسجد خاص طور سے ہمنے دیکھی اس مسجد میں حضرت علی کرم اللہ وجہ تشریف لائے تھے۔ اور نماز ادا فرمائی تھی۔ نہایت خوشنما مسجد ہے جس کے دونوں درجے مسقف ہیں۔ بیچ میں ایک بڑا گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے مختلف بازاروں کی سیر کی۔ کھجوریں سگرٹ اور مختلف چیزیں خریدتے ہوئے پرانے بصرہ کو روانہ ہوئے وہاں کے بازاروں میں بھی عربوں کے غول نظر آئے۔ یہودی بازاری عورتیں بھی یہاں کثرت سے بیٹھی دیکھیں۔ جو راہ گیروں کو زبردستی کھینچتی ہیں۔ اور پکڑتی ہیں۔ زرق برق بیجائی کا لباس پہنے ہوئے پاؤڈر ملے ہوئے نہایت بدوضع اور بدصورت ہیں معلوم ہوا کہ بصرہ میں شرم و حیا کا کچھہ کام نہیں ہے۔ فواحش اور شرابخواری کی کثرت ہے یہاں کے تھیٹروں کی بابت معلوم ہوا کہ ایک بڑا ہوٹل ہے جس میں ایک بہت چھوٹا اسٹیج بنا ہوا ہے اسپر چار پانچ نصرانی۔ یہودی۔ یا عربیہ وغیرہ عورتیں کرسیوں پر اپنے عمدہ لباس میں بیٹھی ہیں۔ اون کی برابر قانون نواز اور دف نواز بیٹھے ہیں۔ جب کچھہ تماشائی ٹکٹ لیکر جمع ہو جاتے ہیں تو بیٹھے بیٹھے وہ عورتیں یکے بعد دیگرے عربی گانا شروع کر دیتے ہیں دل چاہا تو کچھہ ناچ بھی دکھا دیا۔ گویا یہ ناٹک کا تماشہ ہو گیا۔ ایسے موقع پر ہر فی کس قہوہ کی ایک پیالی کے دینا ضرور ہیں چاہے آپ قہوہ نوش کریں یا نہ کریں داخلہ کے ٹکٹ کی قیمت ایک روپیہ علیحدہ ہے یہاں کی زبان عموماً دیہاتی عربی ہے بعض فارسی بھی بولتے ہیں۔ کھجور نہایت عمدہ قسم کی اور نہایت ارزان۔ یہاں کے کھانے کا مذاق بالکل بلا مرچ کا پھیکا۔ قدرے نمک ضرور ہوتا ہے۔ کالی مرچ استعمال ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں دن کے مقابلہ میں رات یہاں کی نہایت پر رونق ہوتی ہے غرض کہ گیارہ بجے شب تک تمام سیر کرکے ہم واپس آگئے اور ہمارے پورے قافلے نے بستر لگا کر ریل گاڑی میں آرام کیا۔ یہاں کے انتہائی غریب لوگ صرف چٹائی سے مکان بنا کر رہتے ہیں متوسط اور امراء پتھر کے عالیشان مکانوں میں رہتے ہیں سفید پتھر کی اینٹیں تراش کراسکے مکان بنائے جاتے ہیں۔ کچے جھونپڑے بھی نظر آئے۔ غالباً کسی کھاتے پیتے شخص کا مکان ایسا نہ ہوگا کہ جہاں کھجور اور مختلف پھلوں کے درخت نہوں۔ پانی کی نہریں جابجا جاری ہیں۔ جو اون کی آب پاشی کرتی ہیں۔ تمام سڑکیں پتھر کی نہایت ناہموار اور خراب ہیں بعض بہتر بھی ہیں روشنی بجلی کی ہے۔ موسم ابھی ٹھنڈہ ہے اب ہماری پارٹی میں لکھنو کے دو مرد دو عورتیں زوار شامل ہو گئے ہیں۔ یہاں گدھوں پر بھی سواری کیجاتی ہے۔ عورتیں عموماً سیاہ پوش اور مرد سر پر سرخ یا سیاہ چھپا ہوا رومال باندھتے ہیں۔ یہاں کا طرز معاشرت اور ہر چیز نئی نظر آئی۔ نیا بصرہ نہایت پر رونق اور اچھی جگہ ہے دن رات کے ۲۴ گھنٹہ میں صرف ایک ٹرین بصرہ سے صبح کو بغداد کی طرف روانہ ہوتی ہے اور صرف شام کو ایک ٹرین آتی ہے جمعرات کی شام کو ہفتہ وار ڈاک کا [illegible]

روانہ ہوتا ہے اور ہفتہ مین ایک ہی مرتبہ آتا ہے۔ چھوٹی لاین ہے۔ ہندوستانیون یا عربون کی آسایش کا کوئی خاص انتظام نہین ہے۔ کرایہ تیسرے درجہ کا ارزان ہے یعنی ہندوستان سے سکنڈ کلاس کی برابر ہے۔

ٹکٹ عراق ریلوے

زائرین کے فائدہ کے واسطے عراق ریلوے نے دو قسم کے ریل کے ٹکٹون کی کتابین بنائی ہین جن کو اے۔ وی۔ کوپن بک کہتے ہین۔ کتاب اے مین چار ٹکٹ ہوتے ہین۔ واپسی کی میعاد ۹۰ یوم ہے اس کے ذریعہ سے زائرین مکینہ اسٹیشن سے بغداد شریف۔ کربلائے معلی۔ سامرہ۔ اور پھر واپس مکینہ آ جاسکتے ہین۔ مکینہ بصرہ کا بڑا ریلوے اسٹیشن ہے۔ جہان سے ڈاک گاڑی بغداد کو روانہ ہوتی ہے۔ یہ ڈاک گاڑی ہفتہ مین ایک بار جہاز پہونچنے پر جمعہ کی شام کو چلتی ہے۔ کتاب بی مین صرف ریل کے تین ٹکٹ ہوتے ہین۔ صرف سامرہ کا ٹکٹ نہین ہوتا۔ یہ بھی ۹۰ یوم کی واپسی کے ہوتے ہیں ان ٹکٹون کی کتاب خریدنے سے زائرین کو بہت زیادہ کفایت ہوتی ہے۔ یہ ٹکٹون کی کتابین بمبئی کراچی اور بصرہ مین ملتی ہین۔

عراق کا سفر ریل!

۲۳۔ مارچ ۲۸ء یوم جمعہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے معہ خدام صاحبان کے جملہ اسٹیشن کو ہماری پارٹی روانہ ہوگئی۔ تیسرے درجہ کا ٹکٹ فی کس ۱۸ روپیہ کو خریدا۔ مارگل اسٹیشن سے چلکر ٹرین مکینہ اسٹیشن پر ٹھہری۔ اس درمیان مین سوائے حدِ نگاہ تک ریگستان کے اور کوئی چیز نظر نہین پڑی۔ کہین دور دراز کھجور کا باغ نظر آتا ہے یا سراب کے سمندر کا بین دونون جانب پانی کا دھوکہ دیتا ہے۔ دوسرا اسٹیشن شعیبہ جنکشن آیا جہان سے ایک شاخ ریل کی زبیر کو گئی ہے۔ مکینہ اسٹیشن جنگ کے زمانہ مین چھاؤنیون اور فوجون کا مرکز رہا ہے۔ فوجی بارگ وغیرہ دور تک بنی ہوئی ہیں۔ اسکے بعد سیکرون میل تک چارون طرف جنگل ہمارے سامنے ہے جو ریتیلی مٹی اور کہین کہین بجری کا ہے۔ ان میدانون مین خشک اور کہین کچھ سبز جھاڑیان کٹیلی جیسے جنگلی درختون کی پھیلی ہوئی ہین۔ پانی۔ باغات۔ یا سرسبز درختون کا اس حصہ ملک خدا کی خدائی مین کہین نام و نشان بھی نہین توبہ۔ رتناوی بتشبیہ اسٹیشن آئے۔ جو ہو حق میدانون مین جھونپڑون کی صورت کے بنے ہوئے ہین۔ دور تک کسی گانون یا آبادی کا نام بھی نہین۔ ایک بجے دوپہر کو آخر اسٹیشن پر بغداد سے آنے والی گاڑی کا میل ہوا۔ بابو غلام محمد صاحب ہمارے مہربان بھی اسی ٹرین مین بغداد جارہے ہین۔ اور ہر اسٹیشن پر ہمارے پاس آتے ہین۔ دو چار باتین مذاق کی کر جاتے ہین۔ اس لق و دق بے پایان بے آب و گیاہ میدان مین انسان

...

تو کیا شام تک کسی پرندہ کی بھی صورت نظر نہین آئی کہین کہین دنبے گا اور کمبل پوش جھونپڑیان ضرور نظر آئین اور جگہ بجگہ
کل شام سے برابر بجلی سا ہیبک ہوئے ہے۔ بصرہ سے روانگی پر جناب بونا ودین نے بھی ہمارا خیر مقدم کیا تھا۔ سید
محمد باقر صاحب خادم نجف اشرف نے ہمارے محترم معاصر قاضی محمد سید عبد العلی صاحب ایڈیٹر اخبار
نجم عالم مراد آباد کے حالات دریافت کیے اور دیر تک ذکر خیر ہوتا رہا۔ برٹش گورنمنٹ کی برکات کا نمونہ ان ریگستانی حصون
مین نظر آرہا ہے۔ عراقی لوگ یا تو سفر نہین کرتے یا ریل مین سفر کرنیکے عادی نہین۔ کیونکہ ٹرین مین ۴۰-۵۰ مسافرون سے زیادہ
نہین ہوتے۔ خالی ٹرینین آتی جاتی ہین۔ ہان مال گاڑیان ہر ٹرین مین ضرور لگی ہوتی ہین عراق طول و عرض مین بہت
زیادہ بڑا ملک ہے جو سندھ عبادان سے موصل تک چلا گیا ہے۔ مگر مردم شماری ۳۵-۴۰ لاکھ کے درمیان ہے جو ہندوستان
کی صرف ہماتو اور خانہ بدوش قوم کی برابر ہے ہوائی جہاز اس حصہ ملک پر تقریباً روزانہ گشت لگاتے ہوئے دیکھے گئے
ہین۔ امید ہے کہ اگر برٹش گورنمنٹ نے توجہ کی تو یہ جنگلی میدان کچھ زمانہ کے بعد نہرون اور سرسبز کھیتون اور پیداوار
سے زرخیز ہو جاوین گے ریگستان کی گرم و سرد ہوا اور غبار کا لطف اسی میدان مین ہمکو آیا۔ اس ملک مین ایک عجیب
دستور ہے ایک جنس کی چیزین ایک دوسرے کے ساتھ نہین کھائی جاتین ترکاریون کے لوگ زیادہ شائق ہین اور تنی بھی
عمدہ ترکاریان بھی پیدا ہوتی ہین مٹھائیان عربی قسم کی بہترین بنتی ہین موسمی ہر قسم کے پھلون کی بھی کثرت ہے گائے
کا گوشت نہین ہوتا اس راستہ مین کہین کہین ریتیلے پہاڑ بھی نظر آتے ہین۔ ہر ٹرین کے ساتھ چار ریلوے پولیس [illegible]
سے مسلح جوان بھی آتے جاتے ہین۔ ٹرین یہان کی تقریباً ایک میل [illegible] ہے۔ شام کا وقت قریب ہے [illegible]
لاین ہین ایک پلیٹ تک بھی نہین آئی معلوم ہوا کہ [illegible] جب کچھ [illegible] آواز [illegible] ہوتی ہے
[illegible] سے [illegible] ہوتی آتی ہے [illegible] اور انسانون کو [illegible] آتی ہے۔
پھر [illegible] اسٹیشن پر ایک پنجابی سکھ مسافر ہمسفر رائے صاحب سی۔ جی۔ [illegible] صاحب انجینئر ریلوے سے تعارف کرایا
تھا ان کی وجہ سے ہم ریل کا سفر نہایت راحت سے ہو رہا ہے۔ رائے صاحب [illegible]
خلیق مسافرون اور زوارون کے نہایت ہمدرد افسر ہین۔ اور مسافرون کو ہر وقت ہر قسم کی راحت و آرام پہونچاتے
اور ہر قسم کی خدمت کرنے سے دریغ نہین کرتے اس ریگستانی میدان مین بعض حصے ایسے بھی نظر آئے ہین کہ جہان
خشک گھانس کا پتہ بھی نہین۔ پونے پانچ بجے آور جنکشن آیا۔ یہ ایک فوجی مقام ہے۔ یہان چند ہوائی جہاز بھی
ہم نے دیکھے۔ ڈیرون خیمون کے کیمپ۔ چٹائی کے مکان کچے پکے مکان اور بنگلہ نما عمارات ہین۔ یہان سے ایک شاخ ریل
کی ناصریہ کو جاتی ہے جو یارہ میل ہے آج کے سفر مین یہان کچھ انسانی صورتین نظر آئین۔ اور اسٹیشن پر بھی

رونق ہے۔ یہ تماشہ بھی اسی اسٹیشن پر دیکھا کہ ایک شخص فروج کیے ہوئے اور کھال نکلی ہوئی چار دنبون کو گردن پر لاد کر بی
نکان فوجی کیمپ مین لے جارہا ہے یہ وہ مقام ہے جو بابل سے پہلے اور اب سے پانچہزار ہم سوا اٹھائیس برس پیشتر آباد تھا
اب اس شہر کی کھدائی ہورہی ہے اور آثار قدیمہ کی عجیب و غریب چیزین نکل رہی ہین۔ سونے کی کشتی پتھر کے برتن۔ مندرہ
بت اور کتبے جو عجیب زبان مین ہین اسکی کھدائی کا ماہر اونکو پڑھتا ہے۔ قبرین زمین سے چالیس پچاس فٹ نیچے نکل رہی
ہیں۔ کھدائی جاری ہے۔ آثار قدیمہ بغداد کے عجائب خانہ اور انگلینڈ کو جارہے ہیں۔ قابل دید مقام ہے یہ معلومات
اسٹیشن پر بابو امیر الدین صاحب گیبرج اگزامنیر نے ہم کو دی۔ اور واپسی پر ہمسے ٹھہرنے اور اس موقع کو دکھلانے کا بھی وعدہ
کیا۔ جو یہان سے ڈیڑھ میل ہے اس شہر کے ٹیلے اور کھدائی کا کچھہ حصہ ٹرین مین سے ہمین بھی معلوم ہوا۔ اس ملک کے تمامی
باشندے عرب سر پر عموماً ملک شام کے چھپے ہوئے ایک سیاہ رومال پر جو سیاہ اون کے دو اینڈوے سے گول بل دیئے ہوئے
لپیٹے لیتے ہین اسکو **اقال** کہتے ہیں۔ اور یہ کربلائے معلی اور **مسیب** مین تیار ہوتا ہے ٹخنون تک کی عبا اور سب لباس
کے اوپر فرغل پہنی جاتی ہے یہ عربی لباس ہے۔ اس اسٹیشن مین ۳۰-۳۲ ہوائی جہاز ہین جو اس وقت باہر گیے ہوئے ہیں ۱۸۱
سو عرب فوج اسوقت یہان موجود ہے اور رات کو ایک رجمنٹ گورہ فوج کی بھی آئی ہے جو جہاز پر ہمارے ساتھ تھی اسکے
بعد **بطحا اور خضر** اسٹیشن سے گذرنے کے بعد ریلوے لائن کے دونون طرف پانی اور سرسبزی کا نظارہ بھی قابل دید منظر ہے
جسطرح چٹیل میدان کا نظارہ قابل دید تھا اوس کے برخلاف یہ سرسبزی بھی قابل تعریف ہے **السمٰوات** اسٹیشن بھی
اچھا اور پر رونق ہے کہین سبزہ کا اور کہین خشکی کا نظارہ سامنے آرہا ہے۔ اب شب کو ہم نے آرام کیا۔

حلہ اسٹیشن سے بذریعہ موٹر

۲۳۔ مارچ ۲۸ء حلہ اسٹیشن پر صبح ۶ بجے ہماری پارٹی معہ خدام صاحبان کے اوترے محمد سعید باقر
صاحب خادم نے بصرہ سے روانگی پر نجف اشرف اپنے بھائی کو تار دیکر موٹرون کا انتظام کر دیا ہے۔

ایک موٹر لاری اور چار کار یہان ہمارے واسطے تیار رہیں۔ ہماری پارٹی معہ سامان و تابوت کے سوار ہو کر
نجف اشرف روانہ ہوئی۔ شہر حلہ مین سے گذرے ہر جگہ قہوہ خانے آدمیون سے بھرے ہوئے ہیں چھوٹا سا شہر ہے مگر
سرسبز و شاداب ہے۔ دریائے فرات دور تک کنارے کنارے چلا گیا ہے جس مین بہت سی کشتیان پڑی ہین۔
کچھ کھجور وغیرہ کے باغات ہین اور کین بھی سیر و تفریح کے واسطے بچھی پڑی ہیں۔ یہان سے نجف اشرف ۵۰ میل ہے قریباً
نصف راستے پر نہایت پر فضا فرات کا پل ملا یہان بھی قہوہ خانے آدمیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ تھوڑی روٹیان۔ اٹا

اور چاؤ ہم کو بھی تواضع کی گئی۔ یہان سے روانہ ہوکر ہنیا کوفہ آگیا۔ جو دریائے فرات پر آباد ہے۔ دریائے دعہ نون کنارون پر نہایت خوبصورت آبادی کا سلسلہ ہے جو بہت پرلطف منظر ہے۔ یہان سے نجف اشرف پانچ میل ہے۔

داخلہ نجف اشرف

دس بجے صبح کے ہم نجف اشرف مین داخل ہوئے کوفہ سے شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ مبارک کا سنہری گنبد نظر آنے لگتا ہے۔ شہر نجف شہر پناہ کے اندر اور قلعہ کے اندر ہے۔ پر رونق جگہ ہے۔ بازار قہوہ خانون سے معمور ہین محلہ مشراق مین سید محمد باقر صاحب خادم کے یہان ہماری پارٹی کا قیام ہوا زنانہ اور مردانہ مکان علیحدہ علیحدہ اونھون نے دیے ہین۔ جو ایرانی قالین اور ضروریات سے آراستہ ہیں۔ سب سے بیشتر ہم و صاحبزادے جانی صاحب حمام مین غسل کرنیکو روانہ ہوئے اور خادم صاحب سے میت کے آج ہی دفن کرنیکے انتظام کو کہدیا گیا۔ عربی حمام نہایت اچھے ہین۔ کپڑے بدلکر خوشبو لگاکر خادم صاحب کے ہمراہ روضہ محترم مین حاضر ہوئے۔ ادھر صحن روضے کے ایک حجرہ مین قبر کی تیاری کی گئی۔ تابوت روضہ ہی مین رکھوادیا گیا ہے۔ سید محمد باقر صاحب خادم نے سلام پڑھا۔ اور زیارت کرائی روضہ محترم زن و مرد سے بھرا ہوا ہے۔ تمام روضہ مین اندر باہر بجلی کی روشنی ہے قبہ کے اندر روضہ مبارک کے بیچ مین ایک شیشہ کی لالٹین مین مختلف رنگون کے جواہرات عجیب سمان پیدا کر رہے ہیں۔ صحن روضہ اور اسکے ہر چہار طرف حجرون مین قبور ہیں روضہ کا گنبد جو بہت بڑا ہے سونے کا ہے قنادیل بھی جو روضے کے اندر لٹک رہے ہیں سونے کی ہیں روضہ اور صحن کے درمیان ایک حصہ اور ہے روضہ کے چارون طرف نہایت وسیع دالان نما یہ حصہ ہے جسکی چھت شیشہ کی پچے کاری کا نہایت عجیب نمونہ ہے عمارت کی بناوٹ بھی نہایت خوشنما ہے اور بڑی رونق کی جگہ ہے اوس حصہ سے گذر کر خاص روضہ مبارک مین داخل ہوتے ہین۔ تمام اشیا و سجاوٹ و روشنی اور روضہ کا کٹھرہ سونے کا ہے در و دیوار پر خوشنما مینا کاری سے کام کیا گیا ہے۔ ایسا دلکش اور دل پر اثر کرنیوالا منظر اتبک ہماری نظر سے نہین گذرا وہان پر سلام قبر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف توجہ کرکے پڑھا یا گیا۔

وہان فاتحہ پڑھی۔ دعا مانگی جابجا لوگ کلام پاک کی تلاوت اور عبادت مین مصروف ہین۔ خادم زوار ون کو سلام پڑھا رہے ہیں بہت سے مرد عورت گریہ و زاری کرکے دعا مانگ رہے ہیں کچھ روضہ کا طواف کر رہے ہین۔ کچھ کٹھرہ کو بوسہ دے رہے ہیں اور کچھ اوسکو پکڑے ہوئے محو ہیں۔

یہان سے فرصت پاکر ہم باہر آئے۔ تابوت روضہ مبارک کے صدر شمالی دروازے کے سامنے رکھا گیا۔

تابوت کے سر پر زردوزی جواہرات کا سہرا باندھا گیا۔ اور فوٹو لیا گیا۔ وہاں سے اوٹھا کر جس حجرہ مین قبر کھودی گئی تھی اوسکے برابر رکھا گیا۔ اور لاش تابوت سے نکالکر سپرد زمین یعنی تہ خانہ کیگئی جسوقت تابوت کھولا گیا تمام روضہ کا صحن کافور سے معمور ہوگیا۔ قبر پر عطر چھڑکا گیا اور عطر سپرے کیے گیے۔ روشنی کا انتظام کیا گیا۔ اسکے بعد ہماری سب پارٹی نے بعد دو بجے دن کے جو یہان عربی ٹایم سے آٹھ بجے تھے آکر کھانا کھایا ہمنے بھی اب اپنی گھڑی مین عربی وقت کرلیا ہے۔ شام کو ہم یہان کے بازارون مین جو نہایت خوشنما پٹے ہوئے ہیں پھرتے رہے قہوہ خانون مین چا پی مغرب کی نماز کے بعد پھر روضہ مین حاضر ہوگئے یہ وقت اور بھی پر رونق تھا۔ اول روضہ مبارک پر حاضر ہوکر زیارت سلام پڑھا اور بعدہ دعا کے لیے ہاتھ اوٹھائے۔ بجلی کی روشنی اور موم بتیون کی روشنی کا نظارہ قابل دید تھا۔ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر والی رامپور دام اقبالہٗ کی طرف سے بھی روزانہ یہان روشنی کا نہایت معقول انتظام ہے۔ جو لالٹینون کی ذریعہ کیجاتی ہے۔ اور وہ ہم کو بتائی بھی گئی مغرب کے بعد عشا کی نماز وہیں پڑھکر ہم بازارون مین گھومتے ہوئے معہ اپنے خادم حاجی سید جعفر صاحب برادر کلان سید محمد باقر صاحب کے مکان واپس آے مغرب کے وقت چالیس آدمیون نے میت کیواسطے نماز وحشت معہ صدقہ لیکر پڑھی جو اول شب مین پڑھی جاتی ہے۔ ہماری پارٹی کی جو اس سفر سے اصلی غرض تھی وہ نہایت اطمینان اور راحت کے ساتھ حسب مراد حاصل ہوگئی۔ لکھنؤ سے بمبئی وہان سے کراچی اور وہان سے بصرہ اور وہان سے حلہ اسٹیشن اور وہان سے نجف اشرف تک حسن حسن انتظام اور راحت کے ساتھ ہماری پارٹی اور تابوت آیا وہ خدا کا فضل وکرم تھا۔ ایسا سفر اور اس اطمینان اور آرام سے ہوا یہ اللہ پاک کا انعام ہے آج دونون وقت خادم کی طرف سے اعلیٰ پیمانہ پر ہم کو دعوت دیگئی۔ شام کو محتاجین کو میت کا کھانا کھلایا گیا۔ یہان کا طرز معاشرت۔ لباس اور زبان بالکل جدا ہے۔ سوائے مسلمانون کے کسی دوسرے مذہب کا کوئی بھی آدمی یہان نہین۔ ممکن ہے کہ کوئی اہل سنت ہو ورنہ سب شیعہ صاحبان کی آبادی ہے ہر قسم کا ادنیٰ واعلےٰ پیشہ بھی یہی عرب کرتے ہیں۔ ایک بھیک مانگنے والا فقیر بھی ایک عبا ضرور پہنے ہوئے ہوگا۔ عورات عموماً سیاہ عبا استعمال کرتی ہیں۔ بازارون مین خمیری تنور کی روٹیان کثرت سے مرد عورت دوکانون پر اور جھیلون مین فروخت کرتے پھرتے ہین جو مختلف قسم کی اور چھوٹی بڑی ہوتی ہیں یہان گھرون مین روٹی پکانے کا بالکل رواج نہین ہے پنیر اور سبزی اور انڈا وغیرہ زیادہ استعمال ہوتا ہے ایک عرب بھی بلا خمیر کی روٹی کھانیکا عادی نہین ہے۔ ایک روٹی ایک آنہ اور دو پیسے کی ملتی ہے۔ گوشت عموماً دنبہ کا ہوتا ہے ؛ [illegible] سیر بکتا ہے۔ یہان کے لوگ مہمان نواز اور متواضع ہیں۔ تمام عورات برقعہ یوش عام طور سے پھرتی ہین۔ اور بازارون مین سودا سلف کرتی ہیں۔ مگر کاروبار پردہ ہے کیونکہ گلیون کے موڑ پر کوئی اجنبی آتا ہوا معلوم

ہوتا ہے تو منہ چھپا لیتی ہیں۔ ورنہ منہ پر نقاب نہیں ہوتا۔ فواحش یہاں بالکل نہیں نہ اشیاء مسکرات یہاں استعمال ہوتی ہیں۔ ان چیزوں کا وجود بھی نہیں۔ بہت سے بازار ہیں۔ ادہر چیز یہاں بکتی ہے۔ روضہ کے چار دروازے شمال۔ جنوب اور مشرق و مغرب میں ہیں۔ روضہ کے اندر ضریح مبارک کے چاروں طرف سونے اور چاندی کی قندیلوں کا ایک سلسلہ وار قطار ہے۔ اور شمال کی جانب ایک تاج محمد شاہ بادشاہ دہلی کا بھی دیوار میں آئینہ کے بکس میں رکھا ہوا ہے روضہ کا عالیشان گنبد معہ دونوں میناروں سونے کی اینٹوں سے نادر شاہ بادشاہ نے بنوائے ہیں۔ اور رنگین نقش و نگار اور منبت کا کام جس پر نہایت خوبی سے آیات کلام پاک لکھی ہوئی ہیں شاہان صفوی کی یادگار ہیں۔ یہاں سونے کا استعمال منوں کی مقدار سے بھی زیادہ ہے اور چاندی بھی منوں کام میں لائی گئی ہے غرض کہ روضہ مبارک کی ظاہری حالت اور باطنی برکت ہمارے قلم کے امکان میں نہیں کہ لکھ سکے صحن روضہ میں چاروں طرف نہایت وسیع پتھر کی سلوں کا فرش ہے۔ اور نیچے سب تہ خانے ہیں۔ اور یہ سب قبرستان ہے۔ پتھر کی سل ہٹائی۔ اور میت تہ خانے میں دفن کر دی گئی۔ ایران کے دو شاہزادہ بھی ایک حجرہ میں دفن ہیں۔ حجرہ ایسا آراستہ کیا گیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ہزار ہا روپیہ کے ایرانی قالین بچھے ہوئے ہیں اور تمام در و دیوار شیشہ کے بہترین کام سے مزین کیے گئے ہیں۔ ایک شہزادہ کا فوٹو بھی آویزاں ہے۔ اور لوح تربت کے پتھر پر بھی تصویر ہے اور کتبہ روضہ کے گرد و نواح سے جو محلے ہیں۔ اور میں شاید کوئی مکان ایسا ہو کہ جس میں قبریں نہوں۔ نجف اشرف بلندی پر واقع ہے اسواسطے مکانوں میں شدت گرمی کی وجہ سے تہ خانہ ہیں اور زمین دوز مکان بھی ہیں۔ محلوں کے گلی کوچے کسیقدر غلیظ ہیں نالیاں وغیرہ کہیں نہیں ہیں۔ یہاں شادی بیاہ خوشی کے موقعوں پر باجہ تاشہ۔ ناچ رنگ۔ آتشبازی وغیرہ اور فضول ہندووانی رسومات اور بدعات ہرگز نہیں ہوتیں۔ کیونکہ اس قسم کے سامان ہی یہاں نہیں ہیں۔ ان موقعوں پر صلوٰۃ اور قصائد پڑھے جاتے ہیں صدر دروازہ روضہ مبارک پر ایک گھنٹہ گھر بھی بنا ہوا ہے جس کے چاروں طرف گھڑیاں لگی ہیں۔ پاؤ۔ آدھا۔ پونہ اور پورا گھنٹہ بجاتی ہیں۔ عربی ٹائم ہے

یکم اپریل ۲۸ء نجف اشرف روضہ مبارک پر حاضری دی۔ زیارت پڑھی۔ فاتحہ پڑھی۔ اور سب کے واسطے دعا مانگی۔ اسکے بعد حاجی سید محمد جعفر صاحب۔ سید محمد باقر صاحب۔ اور سید محمد احمد صاحب تینوں بھائی جو خادم ہیں ہمارے ساتھ گئے اور بازار دیکھے کپڑے کی دوکان سے صاحبزادہ جالی صاحب نے سیاہ رنگ کا ایک اونی عبا یہاں کا ساختہ لیکر عربی عبہ سلوائی۔ خدام ہمارے مصر ہیں کہ ڈھائی سو روپیہ کے قالین لیکر حجرہ قبر میں بچھا دیئے جاویں جو بعد ہمارے چلے جانے کے خادموں کی ملکیت ہو جاویں۔ قہوہ خانوں میں جاکر چاء اور حقہ پیا۔

کوفہ کو روانگی!

سید محمد جعفر صاحب کو ایک موٹر مین ساتھ لیکر مسجد کوفہ گئے۔ یہ پرانے کوفہ کی مسجد ہے۔ مگر اوس کوفہ کا اب نام ہی نام ہے نشان کچھ بھی نہین نئے کوفہ کی آبادی اس سے آگے دریائے فرات تک پھیلی ہوئی ہے۔ دروازہ مسجد کوفہ سے ایک خادم ہمارے ساتھ ہوا مسجد کے اندر جاکر مصلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسجد کوفہ مصلے آدم علیہ السلام۔ حضرت جبرئیل۔ حضرت امام زین العابدین رض حضرت نوح علیہ السلام حضرت امام جعفر صادق۔ عدالت گاہ حضرت امیر المومنین وجائے معجزہ حضرت امیر علیہ السلام پر دو دو رکعت نماز ادا کی۔ فاتحہ پڑھی۔ دعا مانگی۔ اور خادم نے سلام پڑھایا جس مقام پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ضرب لگائی گئی تھی اور آپکو شہید کیا گیا تھا۔ وہان بھی نماز ادا کی۔ ذیل کے دو شعر اوس محراب پر لکھے ہوئے ہیں۔

بسجدہ بود بدرگاہ خالق وہاب　　زدند تیغ بفرق علی درین محراب

گواہ روز الست است در قبول بلا　　جواب داد کہ قالو بلا علی بخدا

اسی مسجد کوفہ مین وہ مقام بھی دیکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ مین جو ایک تنور سے پانی کا سیلاب نکلا تھا اور دنیا کو غرق کر دیا تھا۔ صرف کشتی نوح بچی تھی۔ صحابی امیر مختار کا مزار جو مسجد کے ایک گوشہ مین ہے اوس پر فاتحہ پڑھی مسجد کے باہر جنوب مغرب کے گوشہ مین روضہ مسلم بن عقیل پر اور جنوب مشرق کے گوشہ مین حضرت ہانی کے روضہ پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ بعدہٗ روضہ حضرت خدیجہ پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ بعدہٗ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مکان مین جہان آپکو غسل اور کفن دیا گیا دو رکعت نماز ادا کی قلعہ عبید اللہ ابن زیاد کا ہم نے دیکھا۔ جو اب ایک نشیبی ویران شدہ زمین کا حصہ ہے یہ بھی ہمین معلوم ہوا کہ یزید کی نسل کے کچھ لوگ دریائے فرات کے کنارے مقام خرم مین آباد ہیں جو اپنے کو آل زیاد کہتے ہیں۔ خرم موٹر کشتی پر کوفہ سے دو گھنٹہ کا راستہ ہے۔ نجف اشرف مین وہ لوگ آتے جاتے ہیں۔ اور عربون جیسے لباس مین رہتے ہیں اور اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ مسجد کوفہ مین جائے کرامت حضرت امیر المومنین پر سے یہ کرامت ظاہر ہوئی تھی جو مجھے بیان کی گئی ہے کہ ایک جوان عورت سے کوئی شخص شادی کرنے پر رضامند نہین ہوتا تھا۔ کیونکہ اوس کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ اور لوگون کو بدگمانی ہوگئی تھی۔ اوسنے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی حالت عرض کی تو حضرت نے اوسکے پیٹ کے اندر جو ایک جانور گھس گیا تھا اوسکو آواز دی جانور نے پیٹ کے اندر سے جواب دیا اور کل حال بتایا اور باہر نکل آیا عورت کو آرام ہوگیا۔ اور لوگون کی بدگمانی رفع

ہوگئی۔ اسکے بعد ہم ایک سرسبز کھجور، انگور، اور انار وغیرہ کے باغ میں گئے۔ سید جعفر صاحب خادم نے مسجد کوفہ سے ایک آدمی کو بھیجا تھا کہ وہ مسلم اللہ مچھلی کے کباب روٹی انڈہ وغیرہ طیار کرلے۔ چنانچہ ہمارے باغ میں پہونچنے پر سب سامان معہ فرش، پانی وغیرہ کے آگیا۔ اور ہمنے تھوڑا ناشتہ کیا۔ کیونکہ دوپہر کا وقت ہوگیا تھا۔ یہاں سے ہمنے کوفہ کے بازار دن کو دیکھا یہ بھی پٹے ہوئے ہیں۔ اس حصہ ملک میں غربا چٹائی کے جھونپڑے بناکر نہایت آزاد زندگی بسر کرتے ہیں۔

کوفہ سے واپسی

کوفہ سے ایک موٹر لیکر ایک بجے دوپہر کو ہم نجف واپس آگئے جس کا فاصلہ ۶ میل کہا جاتا ہے۔ شام کے ۵ بجے یعنی یہاں کے ۱۱ بجے صاحبزادے جانی صاحب اور ہم معہ اپنے خدام صاحبان کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ وسلام پڑھا۔ دعا مانگکر جنوبی دروازے سے باہر بازار میں گھومتے رہے قہوہ خانہ میں چاء اور حقہ پیا اس مقام پر ایک حجام کی دوکان بھی ساز وسامان کے لحاظ سے ایک رئیسانہ شان کی دوکان نظر آئی۔ ہر وقت ایک دو خادم ہمارے ساتھ ہوتے ہیں اسی موقع پر بازار میں سید محمد نوری صاحب خادم کربلائے معلی کے صاحبزادے سید ضیاء الدین صاحب ہم کو ملے جو سید نوری صاحب کے فرستادہ ہمارے لینے کو آئے ہیں۔ بعدہٗ روضہ میں واپس آکر مغرب کی نماز ادا کی۔ اور عشاء کی نماز بھی وہیں ادا کرکے واپس آئے روضہ میں مغرب کی نماز دو مجتہد صاحب جماعت سے پڑھا رہے ہیں اور سیکڑوں نمازی جماعت میں صف بستہ ہیں حرم کے جنوبی دروازہ سے باہر نکلکر جب روضہ کو دیکھا تو بازار سے روشنی کا نظارہ عجیب وغریب نظر آیا۔ ہمارے خدام صاحبان چونکہ اردو سے خوب واقف ہیں اور ہندوستان بھی آئے گئے ہیں اسواسطے ہم کو کسی قسم کی بات چیت وغیرہ میں کسی موقع پر بھی کوئی دقت نہیں ہوئی وہ ترجمانی کا کام بھی انجام دیتے ہیں، یہاں کی اقتصادی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ اور معاشرتی حالات وغیرہ ہندوستان سے بالکل جدا ہیں۔ عدالتیں بھی ہیں اور عیاشی کی سزائیں بھی دیجاتی ہیں معقول لباس میں فقراء کی تعداد بھی خاصی ہے۔ یہاں کی حکومت مختلف مدوں سے روپیہ زیادہ وصول کرتی ہے۔ مگر پبلک کی راحت اور ضروریات میں خرچ کم کرتی ہے روضہ میں قدم قدم پر سلام پڑھایا جاتا ہے اور زیارت کرانیکا نذرانہ لیا جاتا ہے معمولی کرتہ، پاجامہ، صدری وغیرہ چھوٹی کپڑے کی دھلائی بلا استری کلدار کے فی ۱ر ہے اور چادر وغیرہ بڑے کپڑے کی ۲ر دریائے فرات کا پانی پیا جاتا ہے جو ۱۲ میل سے آتا ہے۔

۲؍ اپریل ۱۹۲۸ء۔ نجف اشرف۔ ہم صاحبزادے جانی صاحب اور سید محمد احمد صاحب

خادم وادی السلام گئے۔ جو قلعہ شہر نجف کے باہر ۲ فرسخ کے گرد نشیب میں ہے (ایک فرسخ برابر ہے ۳ کوس کے)
یہ میلوں میں پھیلا ہوا مختلف وضع کی قبروں، مقبروں، قبوں۔ اور عمارات کا ہر قبہ پر عربی کتبہ کا پتھر بھی لگا ہے۔
حقیقت میں اصلی شہر خموشان یہی ہے دنیا کے ہر حصے کے مسلمان کی قبر یہاں ہے لاکھوں اور کروڑوں سے زیادہ تعداد
کی قبریں عجب خاموشی کے عالم میں حد نگاہ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ داخلہ شہر خموشان پر بھی سلام پڑھا جاتا ہے۔
حضرت **ہود**۔ حضرت **صالح** علیہما السلام کے روضہ پر حاضر ہوئے، ہر جگہ دو دو رکعت نماز اور فاتحہ پڑھی
دعا مانگی۔ آبادی شہر خموشان کے بعد بجری کے میدان میں در نجف تلاش کیے۔ چھوٹے بڑے چند دانے تلاش سے
ہم کو ملے اسی سلسلہ میں وادی کے آخر حصہ تک ہم نکل گئے اس وادی السلام میں تلاش سے در نجف ہر شخص کو ملتا ہے
اور بھی کئی قسم کے سنگ ریزے ہم نے چن لیے۔ شام کو یہاں کے ۱۱ بجے قبل مغرب معہ خدام و صاحبزادے جانی صاحب
کے بازار گئے، ایرانی اور بعض عربوں کی دوکانیں بند ہیں، کیونکہ نوروز کے بعد آج ان کی تفریح کا دن ہے، کوفہ
اور نجف کے باہر باغات میں کثرت سے زن و مرد تفریح کے لیے چلے گئے ہیں، ہماری پارٹی سید **محمد کاظم** صاحب
طباطبائی کے مدرسہ میں گئی جو محلہ **حوایش** میں ہے نہایت خوبصورت منبت کاری کی چوطرفہ ڈبل عمارت ہے
نجف اشرف میں کثرت سے مدارس ہیں جن میں مذہبی تعلیم ہوتی ہے۔ بعدہٗ شہر کے شمالی دروازے کے باہر ایک
ٹیلے پر گئے جو بہت بلند ہے۔ یہ وہی موقع ہے۔ جہاں ہماری برٹش گورنمنٹ اور عربوں سے جنگ ہوئی تھی۔ یہاں
خندق وغیرہ بھی بنے ہوئے ہیں۔ اس ٹیلے سے شہر کا نظارہ نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے شہر زیادہ بڑا نہیں ہے
۴۰-۵۰ ہزار کے درمیان مردم شماری ہے۔ مگر گنجان ہے۔ سیاہ عبا پوش عورت و بچے کثرت سے یہاں جمع ہیں
اور سامنے باغات سے بھی ایک سلسلہ میں آ رہے ہیں۔ مردوں کی آمد شد کا دوسرا راستہ ہے ایک میلہ سا لگا ہوا ہے
اور دوکانات بھی لگی ہوئی ہیں، دروازہ اور اس ٹیلہ پر پولیس تعینات ہے میدانی نظارہ بھی یہاں سے اچھا معلوم
ہوتا ہے جس کے کنارے پر باغات کا سلسلہ ہے۔ یہاں ایک حاکم جس کو ہم جج کہہ سکتے ہیں علاوہ پولیس افسر کے رہتا ہے
تمام معاملات کا فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ تمام معاملات کا اپیل بغداد میں ہوتا ہے۔ جہاں ملک فیصل کا قیام ہے کسی
قسم کا بھی کھیل تماشہ تھیٹر سینما۔ اور لغویات یہاں نہیں ہیں۔ اور نہ اس قسم کی کوئی چیز یہاں آ سکتی ہے۔ یہ بھی معلوم
ہوا کہ پچھلے مہینوں میں **کوفہ** میں دریائے فرات کے کنارے کسی شخص نے سینما لگانے کی کوشش کی تھی، یہاں کی پبلک
نے حکومت سے مخالفت کی۔ چنانچہ اجازت نہیں ملی۔ **نجف** میں ایک شامی عرب نے انگریزی ادویات کی دوکان
کی اور شراب بھی منگا کر دوکان میں رکھی اور یہ حیلہ کیا کہ بعض ادویات میں شراب کی ضرورت ہوتی ہے اسپرٹ وغیرہ

نے تمام شہر میں ہڑتال کردی اور حکومت کے دروازے پر جاکر جمع ہوگئے اور مطالبہ کیا کہ فوراً اس شامی کو قتل کر دیا جائے۔ حکومت نے ۵ منٹ کی مہلت مانگی پبلک نے وہ بھی نہیں دی۔ غرضکہ فوراً اس شامی کو حدود شہر سے باہر نکال دیا گیا۔ اور دوکان کا تمام مال و اسباب جو ۲۵ ہزار کی مالیت کا کہا جاتا ہے ضایع کر دیا گیا خدمت میں سب کچھ ہو گیا خدام صاحبان سے ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ بدچلنی تو درکنار بدنگاہی کا بھی یہاں نام و نشان نہیں۔ اگر کسی عورت کی بدچلنی ثابت ہو جائے تو اس کے عزیز فوراً اسکو قتل کر دیتے ہیں۔ اول تو حکومت کو علم ہی نہیں ہوتا اگر علم ہو جائے تو وہ کچھ دست اندازی نہیں کرسکتی۔ ہر شخص نکاح کر سکتا ہے اور جسقدر چاہے کیے جائے۔ یہ ایک قوم (نشین) ہونیکی وجہ ہے بس ایک ہی خیال میں ہیں۔ حکومت و رعایا ایک ہے یہاں کے لوگ بری باتوں اور فواحش وغیرہ سے قطعی نا آشنا ہیں۔ نہایت سادی اور مساوات کی زندگی بسر کرتے ہیں خاکروب چمار اور بڑے آدمی میں بھی کوئی امتیاز نہیں ہر شخص کو مساوات کا درجہ حاصل ہے کیونکہ ہر ادنیٰ اور اعلیٰ کام کرنیوالے عرب ہی ہیں۔ غربت اور ریاست کا کسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سرکاری قانون اور قواعد زیادہ سختی سے برتے جاتے ہیں۔ ہم شام کو روضہ میں حاضر ہوئے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور سلام اور فاتحہ پڑھی۔ دعا مانگی اور قیام پر واپس آگئے کھانا کھایا آرام کیا۔

۲۳ اپریل ۲۸ء۔ نجف۔ سہ پہر کو شہر کے شمالی دروازے سے باہر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مقام پر مع صاحبزادے جالی صاحب اور خادم کے ہم گئے۔ یہاں حضرت نے نماز پڑھی ہے اور بنوائے ہیں۔ ہم نے بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ فاتحہ اور دعا مانگی۔ یہاں سے پہاڑی نشیب میں ہوتے ہوئے کئی میل باغات میں چلے گئے یہاں بھی قہوہ خانہ اور نئی و مسرح مسجد ہیں۔ یہاں دریائے فرات سے ایک نہر بھی پانی لاتا ہے۔ یہاں سے بذریعہ موٹر واپس آکر اور روضہ میں جاکر حسب معمول زیارت سلام۔ اور فاتحہ پڑھی اور مغرب عشاء کی نماز پڑھکر ایک قہوہ خانہ میں جاکر چائے پی اور تھوڑی دیر آرام لیکر واپس آگئے۔ خادم سے معلوم ہوا کہ سونے کی اینٹیں جو روضہ مبارک میں استعمال کی گئی ہیں ہر اینٹ کا وزن ۲ پونڈ ہے اور کتاب سے معمولی اینٹ کی برابر موٹی ہے گنبد کے اوپر کلس کی چوٹی پر جو طلائی پنجہ لگا ہوا ہے نادر شاہ نے اوس پر یہ کندہ کرایا ہے یدُ اللہ فوق ایدیہم ترکی بازار سے جو روضہ کے صدر دروازے کے مقابل ہے جب ہم روضہ میں مغرب کی نماز کو جاتے تھے تو روضہ کی روشنی کا نظارہ نہایت پرلطف تھا اور بازار کی چھت میں جو روزن ہیں وہ ستاروں کی مانند چمکتے ہے تھے یہاں عموماً گھر دن میں سرداب ہیں اور اوسکے نیچے دو سو گز تک کنوئیں کھدے ہوئے ہیں۔ بول و براز اون کنوؤں میں

چلا جاتا ہے یہ کنویں اور کوچے صاف کرنے والے کل عرب خاکروب ہیں۔ جب ہم گھر سے نکلتے ہیں وہ ایک قہوہ خانون میں چائے نوش ضرور کرتے ہیں۔ یہ یہاں کا عام رواج ہے ہر جگہ مجمع کے موقعہ پر وہ ایک ... بھی موجود رہتے ہیں یہاں ہر تقریب کی دعوتوں میں بجائے پانی کے مختلف قسم کے شربت پلائے جاتے ہیں۔ اوگا ... زمین پر گدے بچھا کر سوتے ہیں پلنگ کم استعمال ہوتے ہیں۔ انگریزی اور ترکی سکہ رائج ہے ترکی لیرہ یعنی عثمانی گنی بارہ روپیہ کی ہے اور انگریزی ۱۲ روپیہ ۱۴ کی۔ کھجور کے پھول کے آٹے کا جو اس میں سے نکلتا ہے حلوہ نہایت مقوی اور سبی بتایا جاتا ہے۔ روضہ میں شیعہ سنی کی کوئی تفریق نہیں نہ کوئی احساس ہے چوبیسوں گھنٹے روضہ میں نماز اور قرآن خوانی ہوتی رہتی ہے، در و دیوار اور ضریح مبارک کو بوسے دیئے جاتے ہیں۔ صاحبزادہ جانی صاحب نے ایک معقول تعداد میں معززین شہر کی دعوت دی۔ موسم یہاں ابھی تک سرد ہے۔ عراق کے لیے اپریل کا مہینہ بہترین کہا جاتا ہے۔

۴/ اپریل ۲۸ء نجف۔ بازاروں میں جا کر کچھ خریداری کی اور روضہ میں جا کر حاضری دی اور نماز ادا کی کسی خاص جگہ نہ جا سکے کیونکہ جانی صاحب کی بیگم کی طبیعت علیل ہو گئی ہے۔ اور خادم صاحب بھی فکرمند ہیں۔

۵/ اپریل ۲۸ء نجف روضہ میں حاضر ہوئے۔ سلام اور فاتحہ پڑھی۔ یہاں چیل کوّا اور ابابیل ابتک آسمان پر نظر نہیں آئی۔ بیوہ عورت کا اگر اوس کے بچہ بھی ہے نکاح ثانی نہیں ہو سکتا۔ اگر جوان بلا اولاد کی ہے تو نکاح ہو سکتا ہے۔ یہاں بہت پر عورات میں ایک یا دو برس تک صف ماتم بچھی رہتی ہے۔ ہر پنجشنبہ کو روضہ میں دس بجے شب کو نہایت سخت ماتم ہوتا ہے یہاں کا حسن اور تہذیب اخلاق نہایت دلخوش کن ہے۔ غریبوں کی تعداد بھی معقول ہے۔ سوائے قہوہ خانوں کے اور کوئی جگہ لطف صحبت اور تبادلہ خیالات کی نہیں ہے کسی ایک فرد بشر کے ہاتھ میں بھی یہاں ہم نے لکڑی نہیں دیکھی۔ ایک ہم اکیلے ہی لکڑی باندھے پھرتے ہیں۔ جنگل میں شہر کے باہر لڑکوں کو گوپھنوں سے ایک دوسرے پر پتھر پھینکتے ہوئے لڑنے کی مشق کرتے دیکھا۔

۶/ اپریل ۲۸ء نجف اشرف۔ صبح کو قریب ۸ بجے کے ہم اور صاحبزادہ جانی صاحب پیدل وادی السلام کی خاک چھانتے اور نجف تلاش کرتے ہوئے مسجد حنانہ تک پہونچ گئے۔ جو کوفہ اور نجف کے قریباً درمیان میں ہے۔ چار رکعت نماز ادا کی۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب سر مبارک نیزہ پر لایا گیا تھا تو یہاں رکھا گیا تھا۔ بہرکیف عام زیارت گاہ ہے۔ قریب گیارہ بجے کے ہم واپس آئے۔ آج دن بھر مطلع گرد آلود رہا اور اندھیاؤ جیسا چلتا رہا۔ مغرب اور عشا کی نماز روضہ میں ادا کی۔ دو چار قہوہ خانوں میں جا کر چائے پی۔ گھوڑوں کی ٹریم کوفہ تک آتی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تین سواری کسی ...

موٹر کار کرایہ کی ہر جگہ آتی جاتی ہیں۔ جمعہ یوم تعطیل ہے۔ یہاں میت کی تین دن تک صبح سے شام تک فاتحہ خوانی ہوتی رہتی ہے ہر شخص آکر فاتحہ اور ایک بارہ کلام مجید پڑھتا ہے۔ صاحبخانہ کھڑا رہتا ہے۔ سگریٹ، قہوہ، حقہ۔ پیش کیا جاتا ہے صرف ایک شخص بلندی پر بیٹھکر قرات سے پڑھتا ہے۔

۷ر اپریل ۲۸ء۔ نجف۔ صبح بوندا باندی ہوئی۔ ہوا سرد اور دن ٹھنڈا رہا۔ بوجہ علالت بیگم جانی صاحب کہیں جانا نہیں ہوا صرف سید محمد باقر صاحب خادم کے یہاں فاتحہ میں شرکت کی۔ کیونکہ ان کے ایک قریبی عزیز کے انتقال کی خبر بذریعہ تار لکھنؤ سے آئی تھی۔ نماز مغرب اور عشاء روضہ میں ادا کی۔

۸ر اپریل ۲۸ء۔ نجف۔ سہ پہر کو مع صاحبزادہ جانی صاحب سید محمد علی صاحب خادم کربلا کے جو ایک نوعمر خوش خلق خوش رو لڑکا ہے بذریعہ موٹر مسجد سہلا حاضر ہوئے۔ یہ مسجد کوفہ کے مقابل شمال و مشرق کے گوشہ میں واقع ہے۔ یہاں حضرت امام مہدی حضرت زین العابدین اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مصلے ہیں۔ دو دو رکعت نماز پڑھی واپس آکر بازار سے تبرکات خریدے۔ روضہ حرم میں مجلس منعقد کرائی گئی۔ خرمائے تقسیم کیے گئے۔ مغرب اور عشاء کی نماز روضہ میں پڑھی۔

۹ر اپریل ۲۸ء نجف۔ روضہ کے دروازہ والے بازار سے کچھ تبرکات خریدے۔ یہاں کے دوکاندار انتہا درجہ کا جھوٹ بولتے ہیں۔ ہر چیز کی چوگنی اور اٹھ گنی قیمت کہتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے دوکاندار کی برائیاں کرتے ہیں گالیاں تک دیتے ہیں خدام بھی آپس میں ایک دوسرے کی برائی کرتے ہیں اور زوار لوگ اون سے ہر وقت پریشان رہتے ہیں اگر مجلس یا نیاز نذر کے واسطے اونکو کوئی رقم دیجاتی ہے تو اوسکا مشکل سے چھٹا یا آٹھواں حصہ خرچ کرتے ہیں یہ ہمارا چشم دید ذاتی تجربہ ہے۔ کھانا مٹھائی۔ کھجور۔ کپڑا۔ یا جو چیز اونکی معرفت تقسیم کرائی جاتی ہے تو اپنے ہی دائیں بائیں لگے ہوئے آدمیوں میں تقسیم کر دیتے ہیں مستحق اور محتاج اور ضرورت مند بہت کم اوس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ خدام کے ذریعہ سے جو چیزیں خریدی جاتی ہیں۔ اوسکی قیمت زیادہ دینی پڑتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اوسمیں بھی اونکی کوئی دلالی یا دستوری یا حصہ ضرور ہے۔ زواروں کو چاہیے کہ ہر چیز بلا خادم کے خود خریدیں۔

خدام ہر زیارت گاہ کے موقع پر زوار کو تحکمانہ حکم دیتے ہیں۔ کہ اسکو دو روپیہ اسکو چار روپیہ دیدو۔ جیسے کسی آقا کی خادم کے پاس تھیلی میں روپیہ ہے اور وہ حکم دے رہا ہے اس سے کم کی بات نہیں کرتے۔ یقیناً اس میں بھی ہر جگہ اون کا حصہ ہے۔ جب تک زوار خرچ کرتے رہیں گے تو خادم آپکے ساتھ ہیں اور جب سب کچھ آپ کر چکیں گے تو اون کی صورت دیکھنا بھی مشکل ہوگا۔ روانگی کے وقت مختلف مدات اور اپنے حق کے لیے

خوب جھگڑا کرتے ہین۔ غرضکہ زوّاروں کو گیر سے چھڑانا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ہمارے ذاتی تجربات ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض نیک دل اور ایماندار غیر جھگڑالو خادم بھی ہوں۔

موسم کے لحاظ سے فرداً فرداً گرم دین سوتے تھے۔ پانی ٹھنڈا ہوتا ہے۔ پچھلے دو تین دن تک یہاں کے میونسپل ہال مین بغداد پارلیمنٹ کے ممبرون کا انتخاب ہوتا رہا۔ خوب کشمکش رہی۔

نجف سے روانگی کربلا

۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء۔ صبح کو مسجد کوفہ دیکھا۔ صلوٰة جانے کا دوبارہ اتفاق ہوا۔ مسجد حنانہ کے قریب حضرت کمیل صحابی امیر المومنین کا ایک گنبد مین مزار ہے۔ وہاں بھی فاتحہ پڑھی۔ پھر کو روضہ مبارک مین رخصت اور سلام کے واسطے حاضر ہوئے۔ وہان سے واپس ہوکر نجف اشرف کے دروازہ پر تین موٹر کار مین ہماری پارٹی سوار ہوکر یہان کے پونے تین بجے کربلائے معلی کو روانہ ہوگئی۔ تین روپیہ فی شخص خادم کی معرفت کرایہ طے ہوا۔ عموماً ایک ڈیڑھ دو روپیہ تک کرایہ ہوتا ہے۔ سید محمد باقر صاحب خادم یہان بھی ساتھ ہیں۔ وادی السلام سے گذر کر نجف کے شمال کی طرف بچھلے ریت کے میدان مین ہم جا رہے ہیں۔ حدنگاہ پر کچھ کھجور کے درخت لضعف دائرہ کی صورت مین نظر آ رہے ہیں۔ سوائے بے آب و گیاہ میدان کے کوسون تک کچھ بھی نہین۔ تین فرسخ ۹ کوس پر پہلی منزل مقام مصلے آیا یہ چھوٹی سی جگہ ہے۔ دو چار دکانین اور پولیس بھی ہے اس کے بعد ۹ کوس پر دوسری منزل مقام شور آیا۔ یہان بھی پولیس تعینات ہے اور لب سڑک دیہاتی عورات کثرت سے پختہ انڈے فروخت کر رہی ہیں اور ہمارے سر ہیں کہ دو آنہ کے پانچ انڈے تک ہم بلاضرورت خریدلین۔ قہوہ خانے بھی لب سڑک ہیں ایک فنجان چاء کی ہم نے لی۔ اور ایک آنہ قیمت دی۔ جو نجف کے مقابلہ مین دونی ہے۔ اس کے بعد ۱۲ کوس پر کرم صحرا کا مقام جو تیسری منزل ہے آیا اب ہم کو کربلائے معلی کا شوق زیادہ بیچین کرنے لگا۔ اس سے تھوڑی دور آگے نکلے تھے کہ شوفر یعنی موٹر ڈرایور نے اشارہ سے کربلائے معلی ہم کو بتایا۔ گنبد اور مینار نظر آنے لگے۔ جب اور قریب ہم آئے تو کچھ پانی اور سبز کھیت بھی نظر آئے۔ کربلائے معلی کے قریب ایک ایسا حصہ نظر آیا کہ بیچ مین سڑک اور دونوں طرف تالاب یا جھیل یہ نہایت خوشنما منظر ہے اس سے گذر کر قہوہ خانون کی قطار ہے۔ اور شہر کی حد مین داخل ہوئے ہی تھے کہ سید محمد نوری صاحب اون کے صاحبزادے سید ضیاء الدین صاحب۔ اونکے داماد اور سید محمد نام صاحب اون کے بھتیجے سید محمد کاظم صاحب اور سید محمد علی صاحب خدام ہمارے لینے کو کھڑے ہیں۔ بازار مین

دونوں طرف قہوہ خانے عربوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ بہت پر لطف نظارہ ہے۔

داخلہ کربلائے معلیٰ

قہوہ خانہ میں بیٹھکر آئس کریم کھایا۔ اور سگریٹ پیکر پیدل سید نوری صاحب کے مکان کو اون کے ساتھ روانہ ہوئے تمام اسباب عرب حمالوں کی سپرد کردیا گیا ہے۔ سید صاحب کے مکان پر ہماری پارٹی نے نہایت مکلف کمروں میں قیام کیا۔ تمام خدام بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ ضروریات سے فارغ ہوکر ہماری پارٹی باوضو بعد مغرب روضہ مبارک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئی۔ سید نوری صاحب خادم نے زیارت پڑھائی۔ اول شہید کربلا کے روضہ پر ادسکے ایک پہلو میں حضرت علی اکبر و حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہما کے روضہ پر اور اسکے قریب گنج شہیدان پر بہتر تن جو شہید ہوئے ہیں حاضر ہوئے۔ ہر جگہ زیارت پڑھائی گئی۔ ہم نے فاتحہ بھی پڑھی اور دعا بھی مانگی روضہ محترم میں داخل ہوتے ہی چشم اشکبار ہوگئیں۔ اور دل پر ایک عجب اثر طاری ہوکر روحانی کشش پیدا ہوگی۔ اسی موقع پر خدام نے ایک مقام دکھایا۔ جہاں کہ دیوار میں سنگ مرمر میں بیضوی سیاہ پتھر لگا ہوا ہے۔ اور اسپر کھجور کا درخت بنا ہوا ہے۔ اور یہیں بتایا گیا کہ یہ شہد مقدس سے آیا ہے اور حضرت مریم کے بطن سے اسی درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ بعدہٗ اسی حصہ کے قریب مزار حضرت حبیب بن مظاہر پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ روضہ مبارک کے چاروں طرف صحن ہے۔ عشا کی نماز معہ دو رکعت نفل زیارت پڑھی۔ مجلس کی گئی۔ خرمے تقسیم ہوئے اب روضہ کے بند ہونیکا وقت آگیا ہے۔ روشنی گل کی جارہی ہے ہماری پارٹی خدام کے ساتھ قیام گاہ کو واپس آگئی۔ شب کی وجہ سے روضہ کی پوری حالت نظر میں نہیں آسکی۔ اسی وقت شب کو سید نوری صاحب کی طرف سے مکلف دعوت پیش ہوئی۔ نجف اشرف سے کربلائے معلیٰ پچاس میل ہے پورے دو گھنٹہ میں ہمارا سفر ختم ہوا۔ ہمارے موٹر ڈرائیور نے نہایت تیز اور بیدھڑک موٹر چلایا۔ عموماً یہاں کے نشیب و فراز کے موقع پر بھی شوفر نہایت دلیری سے تیز رفتار میں موٹر چلاتے ہیں اون کو منع کیا جاتا ہے مگر وہ کسی طرح بھی بعض نہیں آتے۔

کربلائے معلیٰ بمقابلہ نجف اشرف کے نہایت بڑی سرسبز اور شاداب جگہ ہے۔ یہاں ایک عام مسافر خانہ بھی شروع بازار میں ہے۔ کرایہ لیا جاتا ہے۔ روضہ کے صحن میں ایک مینار نہایت بلند کسی حبش کے باشندے کا بنوایا ہوا ہے۔ روضہ کے ۷ دروازہ ہیں۔ جن کے باہر پٹے ہوئے نہایت خوشنما بازار ہیں۔ روضہ کی عمارت

نہایت خوش وضع ہے۔ سونے چاندی کا زیادہ استعمال ہے چھتین مختلف قسم کی اور دیوارین شیشہ جڑی ہوئی ہیں۔ جن کا فوٹو لفظون مین کھینچنا ناممکن ہے۔ یہ عمارت سلطنت عراق کے ایک عالم خاندان صفوی اور شہزادگان ایران کی بنوائی ہوئی ہے۔ اسکی دو سمتون مین گھنٹہ گھر بھی بنے ہوئے ہیں۔ صحن روضہ کے چارون طرف حجرے ہین اکثر یکمنزلہ اور بعض دومنزلہ سب مختلف قسم کے بیل بوٹے مینت کاری اور آیات قرآنی سے مزین ہیں۔ کل مزارات روضہ کے اندر ہین اندرونی حصہ مین سرتاپا حسرت برستی ہے چشم بینا کو انوار الہی نظر آتے ہیں۔ اندر کے حصہ کی وسعت بہت زیادہ ہے ذرا دل وہان سے ہٹنے کو نہین چاہتا۔ ہماری قیام گاہ سے بہت قریب ہے شیعہ سنی کا یہان بھی کوئی ذکر نہین۔ خادم یہان بھی بہت ہیں جو زوارون کو گھیرے رہتے ہیں۔ اور وزرات شکار کی فکر مین پھرتے ہیں۔ یہان کا طرز معاشرت وغیرہ بھی بالکل نجف اشرف جیسا ہی ہے۔ کوئی بھی فرق کسی بات مین نہین۔

۱۱ اپریل ۲۸ء کربلائے معلی۔ صبح کو روضہ مبارک حضرت عباس علیہ السلام پر حاضر ہوئے سید ناصر صاحب خادم نے زیارت پڑھائی۔ یہ مقام بھی قابل دید اور بابرکت ہے سونے چاندی کے استعمال کی یہان بھی کوئی انتہا نہین۔ روضہ مبارک کی بناوٹ اور بڑے بڑے جھاڑون کی رونق دیوارون اور چھتون مین شیشہ اور مینت کاری کا کام نہایت نظر فریب ہے۔ یہان سے بازار دیکھتے ہوئے واپس آئے۔ سہ پہر کو تبرکات وغیرہ خرید کیے۔ صبح کی چاء اور سہ پہر کا کھانا بھی خادم صاحب نے پیش کیا۔

۱۲ اپریل ۲۸ء کربلائے معلی۔ بعد عصر روضہ مبارک حضرت عباس علمبردار رضی اللہ عنہ پر حاضری دی۔ بعدہٗ خادم صاحب اور ان کے داماد سید محمد صادق صاحب کے ہمراہ معہ صاحبزادہ جابانی صاحب کے ہواخوری کے طور پر شہر کے باہر ریلوے اسٹیشن سے گذرتے ہوئے عام قبرستان مین پہونچے جس کا نام وادی امین ہے اور جو ہر چہار طرف چار چار میل تک پھیلا ہوا ہے۔ آج چونکہ پنجشنبہ کا دن ہے اسواسطے بہت سے زن و مرد اس شہر خموشان مین فاتحہ خوانی کو آئے ہوئے ہیں۔ شہر کا مذبح اور تیل کا گودام بھی یہین ہے واپسی پر ایک قہوہ خانہ مین چاء۔ آئس کریم۔ اور سگرٹ کا شغل کیا۔ اور روضہ شہید کربلا مین حاضر ہوکر سلام۔ زیارت۔ فاتحہ پڑھی۔ اور دعا مانگی۔ اور نماز مغرب ادا کرکے واپس آئے۔ روضہ مبارک مین خاص حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے سرہانے ایک خوشنما جھاڑ ہے یہ نواب صاحب بہادر والی رامپور دام اقبالہم کی طرف سے روشن کیا جاتا ہے۔ اگر ان مقامات پر فاتحہ وغیرہ کی روٹی۔ کھجور۔ پنیر اور خرما وغیرہ کوئی تقسیم کرنا چاہے تو عورات اور بچون کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور کئی کئی مرتبہ حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہان تک کہ لوٹنے لگتے ہیں۔

جان چھپانا مشکل ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ ان مین زیادہ تعداد ایرانی لوگون کی ہوتی ہے۔ نجف اشرف کے مقابلہ مین یہان کسی قدر بدمعاشی بھی ہے۔ علانیہ نہین بلکہ خفیہ طور پر یہ محض ایرانی آوارہ عورات کی وجہ سے ہی۔ بڑے اور چھوٹے حضور کے روضہ مبارک پر حسرت اور مظلومیت برستی ہے۔ خود بخود طبیعت کو احساس ہوتا ہے اور واقعہ کربلا سامنے آجاتا ہے۔

۳ اراپریل ۱۹۲۸ء۔ کربلائے معلی۔ تبرکات خریدے اور سید محمد صادق صاحب خادم کے ساتھ قہوہ خانہ میں جاکر چاء پی۔ بعد عصر چھوٹے حضور مین اور مغرب کے وقت بڑے حضور مین حاضر ہوئے اور فاتحہ پڑھی۔ یہان کے لوگ اور مخصوص اکثر خدام روپیہ کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ یہان کی آب ہوا مرطوب ہے۔ آجکل ملیریا کا زور ہے۔ ابھی تک موسم نہایت سرد ہے۔ بڑے حضور کے روضہ کے سات دروازہ ہیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ جنوب کی طرف در قبلہ مشرق کی طرف در قاضی الحاجات در صحن کوچہ۔ در صاحبزمان شمال کی طرف در صدر۔ غرب کی جانب در سلطانیہ۔ اور در زینبیہ اور در سلطانیہ اور در صدر کے باہر بازار نہین ہے۔ باقی پانچ دروازون کے باہر بڑے ہوئے بازار نہایت پررونق ہیں۔ چھوٹے حضور کے روضہ کے چھہ دروازے ہیں۔ جنوب کی طرف در قبلہ اور ایک اور ہے۔ شرق کی طرف در برچہ شمال کی طرف در صدر غرب کی طرف در صاحبزمان اور در بازار۔

۴ اراپریل ۱۹۲۸ء۔ کربلائے معلی۔ حسب معمول بازارون مین سیر اور خریداری کی۔ قہوہ خانون مین جاکر چاء پی اور آئیس کریم کھایا۔ عصر اور مغرب کو دونون روضون پر حاضری دی۔ نماز مغرب پڑھکر واپس آئے

۵ اراپریل ۱۹۲۸ء کو کربلائے معلی ایک حکیم صاحب۔ خادم۔ نواب جانی صاحب کے ایک چرٹ مین سوار ہو کر جعفریہ باغ گئے۔ جو شہر سے ۳ میل کے قریب ہے۔ باغ مین ایک گنبد بنا ہوا ہے۔ یہ جگہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ چھٹے امام کا مقام ہے ایک یہ روایت بھی مشہور ہے کہ آپنے یہان نماز پڑھی اور دوسری روایت یہ ہے کہ آپ بعد شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب زیارت کی غرض سے اس مقام پر پہونچے تو روضہ مبارک تک خون بہتا نظر آیا اور آپ اس جگہ سے زیارت کرکے واپس چلے گئے۔ آج بھی بازارون مین خریداری کی قہوہ خانون مین چاء و آئیس کریم کھایا۔ ظہر - روضون پر حاضری دی۔ نماز مغرب پڑھی۔ یہان قتل کی سزا اسال کی قید ہے۔

حضرت حُر کا روضہ

۱۶ اپریل ۱۹۲۸ء کربلائے معلی صبح آٹھ بجے ایک گاڑی لیکر معہ خادم و صاحبزادہ جالی صاحب کے روضہ حضرت حُر کو روانہ ہوئے جو کربلائے معلی سے قریباً پانچ میل ہے۔ بہت سے مرد و عورات پیدل اور گاڑیون میں جارہے ہیں۔ کیونکہ آج چھٹے امام کی شہادت کا دن ہے۔ روضہ پر سیکڑون زن و مرد اور بچون کا مجمع ہے۔ اور دوکانین بھی لگی ہوئی ہیں۔ شہر کا تمام بازار قریباً بند ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ باغون مین تفریح کرنے چلے گئے ہیں۔ روضہ مبارک اور راستہ مین بھیک مانگنے والی عورتون اور بچون کی کثرت ہے یہان کے خدام نے زیارت اور سلام پڑھایا بعدہ فاتحہ پڑھی۔ ہمنے معلوم کیا کہ کربلا سے اسقدر فاصلہ پر روضہ کیون بنایا گیا ہے۔ تو دو روایت معلوم ہوئین ایک یہ کہ حضرت حُر لڑتے ہوئے اسی مقام پر شہید ہوئے دوسرے یہ کہ ابن سعد نے جب لاشون کے پامال کرنے کا حکم دیا تھا تو حضرت حُر کی والدہ لاش کو یہان لے آئی تھین۔ یہ بھی ایک گنبد نما خوشنما عمارت ہے اور مزار جالی کے اندر ہے۔ کتبے لکھے ہوئے ہیں۔ واپسی پر قہوہ خانہ مین چاء وغیرہ کا شغل کیا۔ عصر اور مغرب کو دونون دربارون مین حاضری دی۔ نماز ادا کی۔ مغرب سے قبل ایک گروہ سینہ ننگا کیے ہوئے حد قبلہ پر ماتم کنان آیا۔ اور بعد کو سیاہ جھنڈون اور علمون کے ساتھ آیا ایک کثیر مجمع معہ ایک تابوت کے چھوٹے حضور مین سینہ کوبی کرتا ہوا گیا۔ پولیس ساتھ ہے۔ اور قریب مغرب بڑے حضور مین کثیر مجمع کے ساتھ۔ اسوقت یہان واپس آیا ہے۔ اسوقت یہان ہر چہار جانب مجالس ہورہی ہیں۔ کثرت سے زن و مرد جمع ہیں۔ یہان تابوت رکھکر جو ماتم کیا گیا وہ نہایت سخت اور قابل دید ہے۔ ماتم کرنے والون کے دو فریق ہیں اور ایک ساتھ ہاتھ سینہ کوبی کرتا ہے۔ اور سینے سرخ ہوگئے ہیں۔ عجیب پر درد موقع اور مجمع ہے عزاداری اور ماتم کی شان نظر آرہی ہے۔ یہ سب چھٹے امام کا سوگ ہے۔ سید نوری صاحب بہترین یہان کے خادم ہیں۔

روانگی بغداد شریف

۱۷ اپریل ۱۹۲۸ء۔ صبح کو ساڑھے چار بجے کی ٹرین سے ہم صاحبزادہ جالی صاحب اور سید ضیاء صاحب خادم بغداد کو روانہ ہوئے ۵½ بجے الہندیہ اسٹیشن پر ٹرین بدلنے کی غرض سے اوتر گئے۔ قہوہ خانہ مین انڈا۔ روٹی بالائی۔ اور چاء سے ناشتہ کیا۔ عربی دیہات کی جو جنگلی کانٹون کی باڑ سے گھرا ہوا ہے سیر کی۔ عربی دیہاتی عورتیں ہم کو دیکھکر خوش ہوئیں کہ ہم دیں۔ بالائی وغیرہ خریدنے آئے ہیں۔ دوسری گاڑی مین آٹھ بجے ہم سوار ہوئے اسوقت

بھی عورات تازہ بالائی سٹی کی کوری طشتریوں میں جمی ہوئی ایک آنہ فروخت کرنے لاتی ہیں۔ ۱۲ بجے دوپہر کو ہم بغداد پہونچے یہاں سے قلی اور گاڑی والے نہایت درجہ بدتہذیب ٹھہرائے کچھ ہیں اور لیتے کچھ ہیں۔ خوب جھگڑا کرتے ہیں۔ اور غل مچاتے ہیں۔ بغداد کے ہوٹل میں اسباب رکھکر رائل ہاسپٹل گئے لیڈی ڈاکٹرنی سے ملے۔ مکان کی تلاش کی کیونکہ بیگم حاجانی صاحبہ کی وجہ سے انتظام کرنا ہے۔ انجمن جمعیۃ الاسلام کے دفتر میں گئے۔ جونیئی ٹرک پر بازار میں ایک عالیشان اور خوش منظر کمرہ میں ہے۔ تمام قسم کی معلومات اور ہر قسم کا انتظام انجمن کے معزز ممبروں نے اپنے ذمہ لیا۔ اور ہماری تمام ضروریات پوری کیں۔ جنوبی اور شمالی بغداد دیکھا۔ دجلہ کے دونوں پل دیکھے بازار میں گشت لگایا۔ ہوٹل میں عربی کھانا کھایا۔ اور شب کو کربلا بذریعہ ٹرین واپس ہو گئے۔

مکرر بغداد شریف کو روانگی!

۱۸ اپریل ۱۹۲۸ء کربلائے معلی۔ چونکہ بیگم کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہے ارادہ کیا کہ آج ہی بغداد روانہ ہو جائیں۔ اور بیگم کا مستقل علاج وہاں ہو۔ انجمن کے پریسیڈنٹ جناب سید ارشاد احمد صاحب کو آمد کی اطلاع تار دیدیا۔ زینبیہ دروازہ کے باہر خیمہ گاہ بھی دیکھے جہاں اہل بیت خیمہ زن ہوئے تھے۔ سہ پہر کو ۳ بجے ہماری پارٹی بغداد کو روانہ ہو گئی۔ ۷ بجے شام کو جس وقت ہماری ٹرین بغداد اسٹیشن پر پہونچی تو انجمن کے پریسیڈنٹ صاحب بابو شہاب الدین صاحب۔ اور چند ممبر صاحبان موجود تھے۔ گاڑی قلی وغیرہ کا ہر قسم کا انتظام انہوں نے کیا۔ ایک مکان بھی ہمارے قیام کے واسطے لیا ہے۔ اس میں جاکر اترے۔ مکان کی تمام ضروریات بھی ان حضرات نے پوری کردیں۔ قریب ۱۰ بجے شب کے ایک بہترین قابل لیڈی ڈاکٹرنی کو لائے اور بیگم کا علاج شروع ہو گیا

۱۹ اپریل ۱۹۲۸ء بغداد آتے وقت ریل کی سڑک سے آٹھ ۸ میل کے فاصلہ پر حضرت عون علیہ السلام کا روضہ دیکھا۔ ٹرین میں سے فاتحہ پڑھی۔ یہ بھی ایک قبہ میں ہے اسکے بعد ٹرین دریائے فرات کے پل سے گذری۔ جو نہایت زور شور اور تیزی سے بھرا ہوا چل رہا تھا۔ کربلا سے دوسرا اسٹیشن مسیب کا ہے۔ اسٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر تین قبوں میں حضرت مسلم کے صاحبزادوں کے مزار ہیں۔ یہاں بھی ہم حاضر نہ ہو سکے ٹرین میں سے فاتحہ پڑھی۔ کل بغداد میں تین تمباکو کی دوکانیں ہیں۔ چونکہ یہاں پان کا رواج بہت ہی کم ہے ایک تمباکو کی دوکان ناڈ برج کے پار جنوبی بغداد میں ہے جہاں سے چار پانچ چھ روپیہ سیکڑہ تک ہم پان خریدتے ہیں۔ ہفتہ وار بمبئی سے پان آتا ہے۔ شام کو بیگم حاجانی صاحبہ کو ڈاکٹرنی کے پرائیوٹ شفاخانہ میں

داخل کیا۔ بابو شہاب الدین صاحب کے ساتھ آستانہ مبارک درگاہ فلک بارگاہ حضرت غوث الاعظم شیخ سید
عبدالقادر الگیلانی رحمتہ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے۔ روضہ اسوقت بند ہے۔ صرف مسجد مین نماز اور فاتحہ پڑھکر
واپس آئے درگاہ کے احاطہ کے اندر جو بہت وسیع ہے جامع مسجد اور روضہ ہے اور حجرہ ہائے بیشمار اوپر نیچے
مسافرون کے قیام کے واسطے بنے ہوئے ہیں۔ کاظمین اور سامرہ شریف کے خادمون نے پریشان کر رکھا ہے
ہم بیگم کی علالت سے پریشان ہیں اور وہ تقاضہ کرتے ہیں کہ کاظمین اور سامرہ زیارت کو چلو۔

۲۰ اپریل سنہ ۲۸ء۔ بغداد جمعہ ۱۲ بجے دوپہر کو ہم اور صاحبزادہ جالی صاحب سوار ہوکر روضہ مبارک
پر حاضر ہوئے۔ خاص مرقد محترم کے سرہانے نقیب الاشرف کے پہلو مین کھڑے ہوکر نماز جمعہ ادا کی۔ جو یہان کے سوا
بارہ بجے ہوئی۔ روضہ پر فاتحہ پڑھی۔ اور دعا مانگی۔ روضہ مبارک مسجد کے آخر حصہ جنوبی مین ہے۔ نماز سے فارغ ہوکر
ہم حجرہ مزار مبارک سے نکلکر اس غرض سے صحن مسجد مین آکر کھڑے ہوگئے کہ جناب نقیب الاشراف السید محمود حسام الدین
الگیلانی سے سلام علیک کرین اور مصافحہ کرین۔ اور بھی بہت سے اصحاب حجرہ کے باہر اس انتظار مین ہیں کہ نقیب الاشراف
صاحب جو متولی درگاہ بھی ہیں باہر تشریف لائے۔ ہم نے بھی اپنے نمبر سے سلام علیک کی۔ مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا۔ جناب
موصوف نے ہمین بالکل ہندوستانی وضع مین ایک مسافر خیال فرماتے ہوئے ٹھہر کر نہایت خلق سے ہمارا اصلی مکان
دریافت فرمایا۔ اور بغداد آنے کی غرض اور جائے قیام وغیرہ دریافت کرتے ہوئے ہمین اپنے ساتھ آنے
اور کھانا کھانے کی دعوت دی۔ یہ سب گفتگو فارسی مین ہوئی۔ ایک خادم وہان کا ہمارا رہبر ہوگیا جس نے یہ
گفتگو سنی تھی۔ نقیب صاحب کے پیچھے پیچھے ہم بھی اون کے مکان پر حاضر ہوئے۔

ایک مکلف کمرہ مین صوفے پر نقیب صاحب کے قریب اونکے اشارہ سے ہم بیٹھ گئے خادم ہمارے
ملازم کو بھی مسجد سے تلاش کرکے لایا۔ وہ بھی یہان کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ بہت سے معززین یہان تشریف فرما ہین
یہ سب بغداد گورنمنٹ کے سول و ملٹری کے اعلیٰ افسر اور عہدہ دار ہیں۔ ان سے ہمارا تعارف کرایا۔ اور ہمارے
تفصیلی حالات دریافت فرماتے رہے اور ہز ہائینس نواب صاحب بہادر رام پور دام اقبالہ سے نواب احمد سعید خان
کے وقت سے تعلق ہونیکا ذکر فرمایا۔ اور موجودہ رئیس رام پور کے بہت تعریف فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے
والد کے انتقال پر تعزیت نامہ اور ہماری گدی نشینی پر رام پور سے مبارکباد بھی آئی تھی۔ نہایت خندہ پیشانی سے
دیر تک مختلف امور پر گفتگو فرماتے رہے۔ ہمارے اخبار ہز اعظم کے متعلق بہت سی باتین دریافت فرمائین۔ اور فرمایا
کہ رام پور کا اخبار دبدبہ سکندری ہمارے پاس آتا ہے۔ ہم نے اسم گرامی دریافت کیا تو سب نام کا ایک کارڈ

ہم کو عطا فرمایا۔ ہمنے بھی اپنا کارڈ اون کو پیش کیا۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ تمھارا گھر ہے جس چیز کی یا جس بات کی ضرورت یا خواہش ہو مجھسے کہو کوئی تکلیف نہ اوٹھانا۔ خدمتگار نے کہانے کی اطلاع دی۔ سب صاحب دوسرے کمرہ مین کھانے کی میز پر تشریف لے آئے۔ صدر جگہ پر جیلانی صاحب کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ ہمنے نقیب صاحب کو صدر پر بٹھایا۔ ایک پہلو مین صاحبزادے جیلانی صاحب اور ایک مین ہم بیٹھے۔ چھری کانٹا چمچہ۔ رومال۔ میز پر لگا ہوا ہے۔ طشتریون مین سیاہ کھجورین۔ بڑے پیالون مین دہی۔ بڑی پلیٹون مین سلاد وغیرہ کی بنی ہوئی چٹنیان اور دودو ٹکڑے تنوری روٹی کے لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا ملازم بھی اسی میز پر نقیب صاحب کے مقابل بیٹھا ہے۔ بڑی قابون مین عربی کھانے پاس ہو رہے ہیں۔ جو اعلیٰ قسم کے نہایت لذیذ ہیں۔ دوران کھانے مین بھی آپ گفتگو فرماتے رہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ہمارے کھانے مین مرچ نہین ہے۔ جو ممکن ہے کہ آپ کو مرغوب نہو۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر چھری چمچے سے عادت نہ ہو تو ہاتھ سے کھائیے۔ بعد فراغت کھانا کھجورین کھانے کو ارشاد ہوا اور اپنے دست مبارک سے طشتری پیش فرمائی۔ ہم نے کھجو لیکر کھائی۔ باہر چبوترہ پر آکر ہاتھ دہوئے۔ جہان متعدد جگہ آفتابے۔ صابن۔ سلابچی اور تولیہ لگے ہوئے ہیں۔ پھر سب صاحب کمرہ مین آکر بیٹھ گئے۔ سب کو قہوہ پیش کی گئی۔ مگر ہمنے نہین پی۔ کمرہ مین چھوٹی میزون پر سگرٹ لگے ہوئے ہیں وہ قبل کھانا بھی پیئے اور اب بھی۔ بعدہٗ سلام اور مصافحہ کرکے رخصت ہوئے۔ سب صاحب تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ نقیب الاشراف صاحب دروازہ کمرہ تک مشایعت فرمانے آئے اور نہایت خندہ پیشانی سے رخصت کیا۔ یہ ہے اصلی مسافر نوازی۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ جس عقیدت مندی سے ہم روضہ مبارک پر حاضر ہوئے۔ اور خیال تھا کہ یہان کے سجادہ نشین یا نقیب الاشراف صاحب سے نیاز حاصل کرین۔ حضرت شیخ کے تصرف سے اوس سے بھی کچھ زیادہ ہم کو حاصل ہوگیا۔ شام کو بازارون کی بضرورت گشت لگائی اور جناب سید ارشاد احمد صاحب صدر انجمن تشریف لائے۔ اور ملاقات ہوئی۔ آج روضہ کی حاضری پر ایک خاص اثر ہوا۔

۲۱ر اپریل ۲۸ء۔ بغداد۔ شب مین ایک انگلش سرکس جو یہان آیا ہوا ہے دیکھا۔ آج سنیچر کو یہودیون کا روز عبد ہے۔ کل دوکانین اونکی بند ہیں۔ ماڈبرج اور باغات کی زن و مرد سیر کر رہے ہیں۔

۲۲ر اپریل ۲۸ء۔ بغداد۔ آج اتوار کو نصرانیون کا یوم عید ہے اونکی تمام دوکانین بند ہیں۔ سیاہ سے نصرانی مرد عورت بچے اچھے اچھے لباس پہنکر نکل گئے ہیں۔ ماڈبرج اور جنوبی بغداد کے باغ اون کی تفریحات کی جگہ ہیں۔ خوب چہل پہل ہے۔ عصر کو ہم روضہ مبارک حضرت غوث الاعظم پر حاضر ہوئے۔ نماز عصر وہین مسجد مین ادا کی۔ اور فاتحہ پڑھکر دعا مانگی۔ نقیب الاشراف صاحب کے مکان پر اون سے ملنے کو حاضر ہوئے۔ جو درگاہ کے سامنے ہے

چاء اور سگرٹ کی تواضع کی گئی۔ اور مکان واپس آئے۔

۲۴ / اپریل ۱۹۲۸ء۔ بغداد۔ بیگم جانی صاحب کی علالت مین مصروف رہے۔ بغداد کے سب سے بڑے ہاسپٹل کے ڈاکٹر میجر ڈون لپ صاحب سے ملے کہ وہ بیگم کو دیکھین۔ اور اپنی رائے قایم کرین کہ آپریشن کرنیکی ضرورت ہے یا نہین۔ سہ پہر کو ڈاکٹر صاحب نے آکر دیکھا۔ آپریشن کی رائے دی۔ قریب شام آغا ذوالفقار علی صاحب کے ہمراہ حضرت عمر رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ پر حاضر ہوئے۔ جو بغداد کے مشرق و شمال کے گوشہ مین کسیقدر فاصلہ سے ہے یہ بزرگ حضرت غوث پاک سے پیشتر یہان کے قطب تھے۔ اوسی کے قریب وہ بند دیکھا جو بغداد کو دجلہ کی طغیانی سے بچانے کی غرض سے یہان کے ایک والی ناظم پاشا نے شہر کے چارون طرف مٹی کا بنوایا ہے۔ جسپر چوڑائی مین دو موٹر کاڑیان چل سکتی ہین۔ اوسی کے قریب ایک مٹی کا ٹیلہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ ہارون رشید کے زمانہ کا ہے اور شہر کی فصیل کا ایک نشان بھی ہے۔ ایک موقع وہ بھی دیکھا کہ ٹرکی کی عملداری کے وقت جو شہر پناہ بنائی گئی تھی اور جا بجا برج بنائے گئے تھے اونمین کا ایک برج کا حصہ اور ٹوٹی ہوئی اینٹون کے آثار موجود ہین۔ اور یہی وہ جگہ ہے کہ اس جگہ سے موصل تک ایک سرنگ چلی گئی ہے۔ جو اب بند کرا دیگئی ہے۔ گویا یہ آثار قدیمہ ہین۔ یہان کے تمام مکانات کی چھتون پر ہوادان بھی بنے ہوئے ہین جن کا نظارہ کسی بلند جگہ سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بیگم کی علالت کی وجہ سے یہ طے ہوا کہ ہم اپنے اصلی مقصد حج کے واسطے تنہا روانہ ہو جائیں۔ مخزومی کمپنی مین جو ایک یہودی کی ہے بذریعہ سید ارشاد احمد صاحب صدر انجمن موٹر کار کی ایک سیٹ کا کرایہ براہ دمشق بیروت تک ۹۲ روپیہ طے کیا۔ اور موٹر کی صدر سیٹ ریزرو کرائی گئی۔ انجمن کے چند ممبر اور عہدہ دار صاحبان جو ہندوستانی مین روزانہ تشریف لاکر ہماری ضروریات معلوم فرماتے رہتے ہین۔ اور ہماری مدد کرتے رہتے ہین۔ یہان بہت سے اخبارات بھی عربی زبان مین نکلتے ہین۔ اخبار **الاخلاق** مطبوعہ ۴۔ ذیقعدہ مطابق ۲۴۔ اپریل مین ہمارے متعلق ذیل کا پیراگراف بھی دیا گیا ہے۔

"ہمین خبر ملی ہے کہ اس ہفتہ ہندوستان سے حضرت اڈیٹر مولوی السید ابن علی صاحب اخبار نیر اعظم مراد آباد۔ صاحبزادے جانی صاحب رئیس مراد آباد کربلائے معلی مین سید لوزی صاحب خادم کے یہان ضروری اشغال کی وجہ سے تشریف فرما ہوئے ہین۔ عراق خوش قسمت ہے کہ ہندوستان سے ایسے لوگ بھی یہان تشریف لائے،،

اس اخبار کی عین کا بیان بھی ہمنے حاصل کرلین ہیں۔

۲۵ / اپریل ۱۹۲۸ء۔ بغداد۔ آج قریب دو پہر کے جانی بیگم کو لیڈی ڈاکٹر کا کلا ووہ کے شفاخانہ

سے رائل ہاسپٹل کے انگلش وارڈ مین منتقل کیا۔ سہ پہر کو ہم تین داماد آغا فیض الفقار علی صاحب کے ہمراہ بغرض زیارت وفاتحہ اول روضہ مبارک امام اعظم یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے جو شمالی بغداد مین قریب دو میل کے ہے۔ وہان مسجد مین نماز ادا کرنیکے بعد روضہ کے اندر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ اوسی کے قریب محمد پاشا فاتح کویت کا مزار ہم کو دکھایا گیا جسنے جنرل ٹاونشینڈ کو قید کیا تھا۔ بعدہٗ اعظمیہ و کاظمیہ (جسر) پل سے گذر کر کاظمین شریف حاضر ہوئے۔

باب المراد سے روضہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ساتوین امام اور امام محمد تقی رضی اللہ عنہ نوین امام پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ اپنے اور سب کے واسطے دعا مانگی۔ اسی احاطہ مین ساتوین امام کے دونون صاحبزادون کی قبرین بھی ہین۔ جن کو کہ عاق کیا ہوا بتایا گیا۔ باب القبلہ سے واپس نکلکر بازار کی سیر کرتے ہوئے ٹرمبوے مین سوار ہوئے۔ اور دریائے فرات کے قریب راستہ سے اوترکر مغربی کاظمین حضرت **جنید بغدادی** کے روضہ مبارک پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ یہان سے کہا جاتا ہے کہ ایک سرنگ مکہ معظمہ تک چلی گئی تھی۔ جو بند کردیگئی ہے۔ اسکے بعد روضہ حضرت **سری سقطی**۔ حضرت **یوشع** علیہ السلام بن **نون وصی**۔ **جناب موسیٰ** علیہ السلام بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ۔ زبیدہ **خاتون** زوجہ ہارون رشید و **معروف کرخی** رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ یہ مقامات شمال مغربی بغداد مین ایک میل کے فاصلہ سے ہین۔ ہر مزار کے باہر شہر خموشان آباد ہے۔ قبرون کی بناوٹ نرالی ہے۔

۲۵-اپریل سنہ ۲۸ء۔ بغداد آج سوا بارہ بجے حاجی بیگم کا رائل ہاسپٹل مین پیٹ کا اپریشن ہوا۔ سہ پہر کو ہم نے کل صبح بذریعہ موٹر بیروت جانے کے واسطے سامان سفر کیا۔ برٹش نوٹ کے بدلے یعنی ٹرکی پونڈ بنوائے کیونکہ دمشق مین ٹرکی سکہ رائج ہے یا ہماری گورنمنٹ کی ساورن اور کسی غیر ملک کا کوئی سکہ نہین چلتا۔ حاجی بیگم کے علاج کی مصروفیت کی وجہ سے ہم یہان کے تمام مقامات نہین دیکھ سکے۔ انشاءاللہ ارادہ ہے کہ بعد حج وزیارت مدینہ طیبہ واپسی پر پھر بغداد آوین اور جو تاریخی مقامات اور زیارات دیکھنے سے رہگئی ہین اون کو دیکھین۔ شام کو حضرت غوث پاک کے روضہ پر حاضر ہوکر کامیابی مقاصد کی دعا کی۔ بعدہٗ نقیب الاشراف صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر اونسے بھی رخصت ہوئے اور بازار سے ٹرکی بارہ ربع قرش۔ اور شمنہ خرید کر مکان آئے۔

حالات بغداد

بغداد ایک اسلامی اور تاریخی شہر ہونے کی وجہ سے دنیا مین مشہور ہے۔ مگر اب وہ بغداد نہین ہے

جو خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں تھا بہت کم آثار قدیمہ باقی ہیں۔ نئے بازار نئی عدالت نیا پل نئی سڑک۔ اور باغات
بن گئے ہیں۔ ایک محمد دو حصہ میں بغداد آباد ہے۔ مگر پھر بھی بہت بڑی اور رونق کی جگہ ہے۔ صرف یہود۔ نصاریٰ
اور مسلمان آباد ہیں۔ تینوں کا طرز معاشرت یکساں اور انگریزی فیشن کا ہے۔ ترکی ٹوپی۔ یا عراقی فیصل کی ٹوپی
استعمال ہوتی ہے۔

عراقی ٹوپی حکومت کے ملازم اور عسکری مخصوص طور پر استعمال کرتے ہیں۔ دوسرے لوگوں سے بھی
ممانعت نہیں ہے۔ یہود اور نصاریٰ عورات کا لباس نہایت دلکش نشین قیمتی ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں کچھ پردہ ہے
اور باقی سب بے نقاب پھرتی ہیں جن یہاں کا بھی بہتر ہے۔ سیر و سیاحت کے لیے بہت وسیع میدان ہے۔ ہر چیز
ہر جگہ کثرت سے ملتی ہے۔ گران بھی نہیں ہے۔ موٹر۔ چرٹ۔ لینڈو۔ فٹن۔ کی صرف سواری ہے۔ نہایت ارزاں۔ موٹر
کے علاوہ بقیہ سواریاں چھہ آنہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دیتی ہیں۔ کثرت سے سواریاں ہر جگہ ملتی ہیں
کسی جگہ آپ کھڑے ہو جائیں بہت سی سواریاں گذرینگی محض عربانچی کہکر آواز دیجئے کا منٹ پر آپ کی برابر آ کر
لگ جائیگی۔ دجلہ کے اسوقت دو پل ہیں ایک ترکی کے زمانہ کا پرانا۔ دوسرا ماڈ صاحب کا بنایا ہوا یہ نہایت بارونق
ہے ہر وقت آمد و شد باقاعدہ رہتی ہے۔ شام کو نہایت تفریحی جگہ ہے ترکی کے زمانہ کا بڑا بازار بھی جو پٹا ہوا ہے
نہایت بارونق اور اچھا ہے۔ ماڈ برج کی طرف اور اسطرف وہ بڑے قہوہ خانے ہیں جو حقیقتاً برائے بیت قہوہ
خانے ہیں۔ مگر وہ قحبہ خانے ہیں۔ اسکے علاوہ نئی سڑک پر بازار سے ایک کوچہ نہایت تنگ دور تک چلا گیا ہے
جسپر ایک سائن بورڈ اردو میں لکھا ہوا لگا ہے اوسپر لکھا ہے (اس گلی میں جانے کی سخت ممانعت ہے) یہ بالکل نصرانی
اور یہودی رنڈیوں کا بازار ہے جو نہایت ٹھسے کے ساتھ شام سے اس گلی کو آباد کرتی ہیں۔ گلی پر اور اندر پولیس بھی تعینات
ہے جس کا صرف یہ کام ہے کہ کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ اور اگر کوئی معقول مہذب شخص اس گلی میں جانا چاہے تو اس سے
وہ یہ کہدیتے ہیں کہ یہ جگہ آپ کے جانے کی نہیں ہے۔ ماننا نہ ماننا اوسکا فعل ہے۔ اسکے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا
کہ محلوں میں کسم خانے بھی ہیں۔ لوطی است کا بھی زیادہ زور ہے۔ بدمعاش لڑکے اور بدن کے خواہشمند مغرب کے
بعد اپنے خنکار کی تلاش میں کثرت سے پھرتے ہیں۔ نصرانی اور یہودی عورتوں کی بھی یہی حالت ہے مسلمانوں
کی حکومت ہے پھر فواحش کی بہت کثرت ہے۔ عورتیں بھی دفرات بناؤ سنگار کے ساتھ بازاروں میں پھرتی ہیں۔
حیا اور شرم کا اس جگہ نام نہیں۔ خلاف قانون واقعات یہاں بھی ہوتے ہیں۔ بکثرت شب کو قہوہ خانے جو قدم
قدم پر ہیں نہایت آراستہ ہیں۔ آدمیوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں قہوہ کافی۔ چاء آئس کریم۔ سوڈا

لینڈ۔ بوٹ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔

ہنا وطی جو یہان سے چھ میل ہے گورنمنٹ کی فوج کا مرکز ہے۔ نوحش مین اول درجہ یہودی ہیں دوئیم درجہ نصرانی اور آخر درجہ مین مسلمان۔ شراب خوری بھی عام ہے یہ باتین یہان کے لیے کوئی باعث شرم نہین ہیں کوئی حجاب ہے مسلمانی حکومت مین اس کثرت سے ان افعال کا ہونا ہمارے خیال مین نہایت بری بات ہے ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ملک فیصل کو بذاتہ پانچ روپیہ کے ملازم رکھنے یا موقوف کرنیکا اختیار نہین۔ تینون قومون کی ملی جلی آبادی ہے۔ مردم شماری بھی تینون کی قریب قریب برابر ہے۔ عراق مین اور مخصوص بغداد مین مختلف محکمون مین اور خاصکر صرف آفس مین جو ہندوستانیون کی تعداد ہے۔ حکومت رفتہ رفتہ ہندوستانیون کو جو قابل ترین لوگ ہیں نکال رہی ہے۔ عراقیون کو جو ایسے قابل نہین ہین ان کی جگہ دے رہی ہے۔ ہمارے خیال مین چند سالو مین ایک بھی ہندوستانی وہان کسی محکمہ مین نہین رہے گا۔ یہ عجیب بات ہمیں معلوم ہوئی کہ بغداد کے مسلمان ہندوستانی مسلمانون کے مقابلہ مین اپنے وطن کے یہودی اور نصاریٰ کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اور ہندوستانیون کی کوئی وقعت اور عزت نہین کرتے ہر معاملہ مین اپنی وطنی قومون کو فوقیت دیتے ہیں۔ اور ہندوستانیون کو نیچا دکھاتے ہیں۔ یہان کے مسلمان ہندوستان کے مسلمانون کے مقابلہ مین یہود و نصاریٰ کو اپنا عزیز بھائی جانتے ہیں یہ عجیب قسم کی ذہنیت ہے ہمتو اس کو یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان یہود و نصاریٰ مین جذب ہوگئے ہیں۔ آیندہ ان واقعات کے نتایج ممکن ہے کہ خطرناک صورتون مین رونما ہون۔

بغداد سے دمشق کو روانگی

۲۶ اپریل ۲۸ء ۶ بجے صبح کے مع اسباب کے ہم مخزومی کمپنی کے دفتر مین نئی سڑک پر پہونچے۔ صاحبزادہ عجائب علی صاحب اور ہمارے مکرم سید ارشاد احمد صاحب مع توشہ راہ کے رخصت کرنے کے لیے ساتھ آئے بعد نو بجے کے کمپنی کے ایک ملازم کے ساتھ ہم گیرج یعنی موٹر خانہ آئے یہان تمام موٹر کارون مین مسافر سوار ہو رہے ہیں۔ ہم بھی ایک موٹر مین سوار ہو گیے بعد دس بجے کے یکے بعد دیگرے موٹرین روانہ ہوکر ریلوے اسٹیشن کے قریب کسٹم آفس پر ٹھہرین۔ تمام مسافرون کے ساتھ پانی کے مشکیزے بھرے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی دو مشکیزے چمڑے اور ٹرنچ کے ساتھ لیے کسٹم آفس پر اسباب کے تعداد اور ہر مسافر کی نقدی دریافت کرکے ایک ایک فارم کی خانہ پری کی گئی۔ یہان یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ نقدی کی مقدار زیادہ نہین بتائی جاتی۔ نہ تین چار اشرفی بتائی

چاہئیں کیونکہ فرانسیسی حکومت ذمہ دار ہوتی ہے۔ زیادہ نقدی بتانے میں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ فرانسیسی حکومت بعض
روک دے اور آگے نہ جانے دے۔ نقدی، نوٹ روپیہ پیسہ اشرفی آپ کے پاس کسی مقدار میں ہوں مگر صحیح مقدار
بتانا نہیں چاہیے۔ تمام فارم ہر موٹر ڈرائیور کو دیدیے جاتے ہیں۔ جو تمام چوکیوں پر دکھانا جائے گا۔ یہاں سے آگے
پیچھے کاریں چلنا شروع ہو گئیں۔ دو گھنٹہ میں قریب پچاس میل کے دریائے فرات کے کنارے فلوجہ مقام پر پہونچے
دریا کا پل نہیں ہے کشتی کے ذریعہ سے تمام موٹریں پار کی گئیں۔ لوہے کے ایک رسہ میں جو اس پار سے اس پار تک
تھا اور کشتی میں لگا ہوا تھا اوسکی وجہ سے کشتی بہاؤ کی طرف نہیں گئی۔ پانی کے منکیرے جو موٹر میں لٹکے ہوئے ہیں اون
کے منہ میں ربڑ کی نلکیاں بھی لگی ہوئی ہیں تاکہ موٹر میں بیٹھے ہوئے منہ کو لگا کر پانی پی لیا جائے۔ یہاں سے ایک
ایک فوجی مسلح آدمی ہر ایک موٹر میں ساتھ ہو لیا ۵ بجے شام کے رماڈی مقام کسٹم آفس میں پہونچے۔ یہاں پاسپورٹ
پر مہر لگائی گئی۔ یہاں سے روانہ ہو کر ۱۲ بجے شب کے جنگل لق و دق میدان میں ہم موٹریں دم لینے کو ٹھہر گئیں۔ باقی
موٹریں آگے پیچھے چل رہی ہیں۔ تھوڑے وقفہ کے بعد ہم یہاں سے بھی روانہ ہو گئے ۴ بجے صبح کے مقام رطبہ پہونچے
یہاں فوجی پکٹ رہتا ہے۔ بے تار برقی کا اسٹیشن ہے۔ کوئی آبادی نہیں قرب جوار میں نظر نہیں آئی۔ ایک احاطہ کے
اندر موٹریں کھڑی ہو گئیں صبح کا ناشتہ کیا منکیروں میں پانی بھرا۔ ضروریات سے فارغ ہوئے۔ اس موقع پر بھی
خرہ دکھارہی ہے۔

۲۷ اپریل سنہ ۲۸ء ۶ بجے صبح تک کل موٹریں آگے پیچھے یہاں سے روانہ ہو گئیں قریب ایک
بجے دن کے دو دو چار چار موٹروں نے تھوڑی دیر کو قیام کیا اور روانہ ہو گئیں۔ تین بجے سہ پہر کو کوہ لبنان کے
سلسلہ کا پہاڑ جبل ہر نظر آنا شروع ہوا۔ ایک گھنٹہ کے بعد موٹریں دامن کوہ میں چلنا شروع ہو گئیں۔ یہ پہاڑ
اونچا بھی نہیں ہے اور منڈا ہے ۶ بجے شام کے بعد دمشق کے فوجی کمپ دروازہ پر ٹھہرے۔ ڈرائیور نے وہ فارم جو بغداد
کے کسٹم آفس میں طیار ہوئے تھے دکھائے۔ یہاں سے پانی کے نلے اور دو رویہ باغ اور سبز کھیت ہمارے دونوں طرف
ہیں۔ بلا مبالغہ انگور کے باغات اور زیتون کے درخت میلوں تک چلے گئے ہیں۔ بغداد سے دمشق تک جو پانچ سو
میل کے قریب ہے تمام راستہ میں ایک درخت بھی سایہ دار نظر نہیں آیا۔ ریتے یا بجری وار ریتے کا ایک
بے پایاں سمندر حد نگاہ سے بھی آگے تک چلا گیا ہے۔ تمام راستہ میں سوائے مذکورہ بالا مقامات کے کوئی
آبادی بھی نہیں راستہ نہایت ناہموار ہے سنٹ میں دسیوں دفعہ موٹر میں کدائی کرنی پڑی۔ رطبہ سے فرانس کی عملداری
شروع ہے۔ اکثر دفعہ تو اس میدان میں یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ راستہ کدھر کو ہے۔ چاروں طرف میدان کی یکسان

حالت کہیں کہیں نیکھ ہے۔ کبھی ہمارا موٹر آگے اور کبھی دوسرے موٹر آگے۔ نہایت آزادی کے ساتھ ان میدانوں میں دوڑ ہوتی ہے۔ خوب خوب جھٹکے لگتے ہیں۔ ہماری موٹر میں چھ مسافر ہیں۔ ایک یہودی جو کسی قدر انگریزی جانتا ہے۔ تین عرب ایک حاجی علی بابا سوداگر نیچا البصرہ دوکان ۱۲/۱۷ کسی قدر اُردو بھی جانتا ہے ایک عرب حاجی عباس بن جعفر صاحب سوداگر بصرہ الشارع ۱۵۶ مقام علی مسجد و متصل عثمانی بنک قریب حمام یہ بھی کسی قدر اُردو جانتا ہے۔ تیسرے عرب حاجی عبدالکریم بن خفیف الشارع گراغون ناصریہ قلعہ سکر قضا حکمہ مقاطع منرعہ نیا ضیا یہ بالکل اُردو سے نابلد ہے انہیں سے ہم کچھ مطلب برآری کرتے جاتے ہیں شام کے ۷ بجے کے قریب ہم دمشق کے شروع میں شفاخانہ پر ٹھیرے سب کے فوٹو لیے گئے۔ دونوں بازوؤں پر ان جکشن کیا گیا۔ پاسپورٹ پر مہریں اور تصویریں لگائی گئیں دو روپیہ فی کس فیس کے لیے۔ یہاں سے چلکر ریلوے اسٹیشن کسٹم آفس میں ہمارا سفر ختم ہوگیا۔ اسباب کھول لیا گیا۔ معمولی طریقے سے دکھائی ہوئی اسی دوران میں ہماری ذرا نگاہ بچی کہ ہمارے دونوں تھیلے کوئی صاحب لیکر رفوچکر ہوگئے۔ خدا ان کا بھلا کرے اور ان کو نیک ہدایت دے۔ یہاں سے فٹن میں سوار ہوکر وسط شہر کے دار الفرح ہوٹل میں مع تینوں عربوں کے جو کعبۃ اللہ جا رہے ہیں قیام کیا۔

دمشق اگرچہ بہت کچھ فرانسیسی نے بمبارڈ کر دیا ہے۔ مگر دنیا کا سب سے پہلا شہر ہونے کی وجہ سے پھر بھی دنیا کی جنت ہے۔ عربی زبان ترکی اور فرنچ ملی ہوئی بولی جاتی ہے۔ بہت بڑی اور نہایت رونق کی جگہ ہے۔ اکثر بازار نہایت خوشنما اور مسقف ہیں۔ شہر میں سات بڑی نہریں جاری ہیں۔ اور تمام شہر کے نیچے ہر وقت پانی کا ریلا چلتا رہتا ہے افسوس کہ اس وقت کسی میوے کی فصل نہیں۔ صرف پرتقال یعنی سنترہ کا موسم ہے جو تین قسم کا ہوتا ہے ایک تو بالکل میٹھا دوسرا کھٹامیٹھا۔ تیسرا بالکل کھٹا۔ انگور کے درخت مثل ہمارے ملک کے ڈھاک کے درختوں کے میلوں تک باغات کی صورت میں ہیں۔ بلیدار بھی ہیں۔ عدم واقفیت زبان کی وجہ سے ہم کو زیادہ لطف نہیں آیا۔ بہت سی بڑی بڑی سڑکیں اور سینکڑوں عمدہ سے عمدہ بھرے ہوئے بازار ہیں۔ مسلمان عورتیں عام طور پر سیاہ عبا اور اوپر نقاب ڈالے پھرتی ہیں۔ یہود و نصاریٰ میں کوئی پردہ نہیں۔ یہاں کے حسن کی دلفریبی نے اور بھی سونے میں سہاگہ کا کام کیا ہے۔ پانی ایسا عمدہ کہ اگر بیمار آدمی بھی پی لے تو اچھا ہو جائے۔ ہندی حجاج اور زوار کی خدمت رہبری اور دلالی کے واسطے غازی عبداللہ ہندی دن رات گشت لگاتے رہتے ہیں۔ یہ آدمی نہایت خدمت گذار اور مسکین طبیعت کا ہے اچھی خدمت انجام دیتا ہے اور حق الخدمت پر کوئی جھگڑا نہیں کرتا۔ دمشق کا انگریزی نام اس ہے اور جیبر بالہی کہتے ہیں۔ موٹر کار عربانہ اور ٹرامیے کی اس جگہ بڑی کثرت ہے۔ ہوٹل اور قہوہ خانوں

کی تو کوئی شمار ہی نہین ہے۔ جو سات نہرین برف کے پگھلے ہوئے پانی کی شہر مین سے گذرتی ہین اون مین سے ۵ کے نام یہ ہین۔ نہر برادہ - وبرانی - نہر یزید - تورا - اور نہر بانیاس - تمام شہر اور ہر گلی کوچہ کے نیچے دو قسم کا پانی - اوسکے نیچے تمام شہر کی غلاظت کو دہوتا ہوا پانی چلتا ہے شہر کی آبادی مین نہرون کے دونون جانب سفید پتھر کی مونڈیرون سے محدود کی گئی ہے - اور کنارے پر پتھر کی پٹری بچھائی گئی ہے جس پر شام کو مخلوق کا تفریحاً مجمع ہوتا ہے - یہان متعدد قہوہ خانے بھی ہین - جن مین چاء قہوہ اور حقہ نوشی ہوتی رہتی ہے - حقہ کا بہت رواج ہے سوکھا تمباکو پیا جاتا ہے - ہر شخص اپنا حقہ علیحدہ پیتا ہے - ایک دوسرے کو حقہ نہین دیا جاتا ہے نہ کوئی پیتا ہے - قہوہ خانہ مین بلوری حقہ معہ نَے کے کثیر تعداد مین موجود رہتے ہین - عموماً حقہ پینے والا تمباکو اپنی جیب کی تھلیا سے نکالکر دیتا ہے - قہوہ خانہ کا ملازم تماکو کو پانی مین بھگو کر نچوڑتا ہے اور اوسکی ایک ٹکلی سی بناکر ایک چھوٹی سی چلم کے اوپر ایک انچہ اونچا رکھدیتا ہے اور اوسپر دہکتے ہوئے دو کوئیلے لاکر رکھدیتا ہے حقہ تیار ہو گیا - ان ممالک کے قہوہ خانے آپس مین تبادلہ خیالات کے لیے بہت اچھی چیز ہین - یہود اور نصاری کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد یہان زیادہ ہے یہان کی مٹھائیان نئی نئی قسم کی اور اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہین خشک مٹھائیان کاغذ کے خوشنما بکسون مین دوکان مین لگی ہوئی ہین - مگر ان مٹھائیون کا مزا اچھا نہین ہوتا - ہندوستانی قسم کی ایک بھی مٹھائی نہین ہوتی سکے اور نوٹ قریب قریب ہر ملک کے یہان چلتے ہین - اس ملک کی سکے بھی اسقدر زیادہ ہین - کہ اون کو عبور کرنا مشکل ہے تمام مساجد مین عموماً اعلیٰ قسم کی اونی قالینون کا فرش ہے ہر مسجد کے متعلق بیت الخلا اور صحن مین حوض ضرور ہوتا ہے - ہر وقت جاری پانی حوض کو لبریز کرتا رہتا ہے اور زاید پانی نیچے گر کر ارد گرد کی نالی کو دہوتا رہتا ہے - کرایہ ہر سواری کا نہایت ارزان ہے - خچرون اور گدہون کی سواری کا یہان زیادہ رواج ہے - بازارون مین صدہا قسم کے کھانے کی چیزین ہر وقت طیار ملتی ہین - ان تمام ممالک مین تنوری روٹیان تولکر بکتی ہین - یہان کی روٹی بہت اچھی ہوتی ہے - ہر ہوٹل اور قہوہ خانہ مین گراموفون کا ہونا بھی ضروری ہے - ان مین مختلف قسم کے تفریحاً کھیل بھی کھیلے جاتے ہین - عربی کے متعدد اخبار یہان سے شایع ہوتے ہین - بازارون مین سیکڑون بڑی بڑی تجارتی کوٹھیان ہین - پیدل چلنے والون کے لیے پٹری بنی ہوئی ہے ہر شخص کے گھر مین ڈرائنگ روم اوسکی حیثیت کے موافق نہایت اعلیٰ سامان سے سجا ہوتا ہے - مکانون کے دروازے ہر وقت اندر سے بند رہتے ہین - باہر سے کھٹکا دینے سے بعد دریافت کھولدیا جاتا ہے اعلیٰ قسم کے ایرانی اور شامی قالین ہر گھر کی زیبایش کی چیز ہین - مکان کی صفائی اور آراستگی کی

رہنے والوں کی خوش سلیقگی معلوم ہوتی ہے۔ ہم چار دن ہوٹل کی تیسری منزل کے ایک ہی کمرہ میں ٹھہرے۔ یومیہ کا چار روپیہ یومیہ صرف رہائش کا کرایہ ہے۔ انگریزی لوہے کی سنہری پلنگ اسپرنگ دار اوسپر گدا اور چادر بھی۔ تکیے سرہانے اور اوڑھنے کو کمبل ہے۔ کمرہ میں فرش ہے اور فی کس کھڑاؤں کا جوڑا ہے۔ ایک میز ہے اوپر آئینہ۔ پانی کی صراحیاں یا بلور کے کنٹر معہ گلاس کے موجود ہیں۔ فی کس ایک کرسی یا نرم کی بنی ہوئی بھی ہے۔ ان ملکوں میں اسی قسم کی کرسیوں کا عام طور پر قہوہ خانوں اور تفریح گاہوں میں رواج ہے۔ بعض بعض جگہ اسی قسم کی بنچیں بھی موجود ہیں۔

۲۸ر اپریل ۱۹۲۵ء دمشق قریب دوپہر کے ہم حاجی بابا بصرہ کے ایک رفیق کے ساتھ دمشق میں سوار ہوکر روضہ مبارک سیدنا زینب بنت علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہما پر گئے۔ جو شہر سے تین میل ہے ایک روپیہ آٹھ آنہ گاڑی کے کرایہ کے طے ہوئے۔ راستہ میں ایک وسیع یہودیوں کا قبرستان چہار دیواری کے اندر ہے اور میلا ایک قصبہ بھی ہم نے دیکھا۔ روضہ پر جاکر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی ابن یزید شہید کربلا کا جسم یا سر بھی یہیں مدفون ہونا کہا جاتا ہے۔ سہ پہر کو چوک مرجہ سے ہم ٹریموے میں سوار ہوکر مہاجرین تک سیر کرنے کو گئے جو اس لائن کا آخری اسٹیشن ہے ۲ر ٹکٹ کے دیئے۔ ٹریموے نہر کے کنارے کنارے آبادی میں سے گزرتی ہوئی پہاڑی چڑھائی پر چڑھنا شروع ہوئی۔ دمشق کے چاروں طرف کا خوشنما منظر سامنے آنے لگا۔ ہماری داہنی جانب پہاڑ اور اوسپر بالو کوٹھی بنگلوں کی خوشنما آبادی کے نیچے نہر خموشان کا عجیب منظر بائیں جانب نشیب میں کل دمشق کا سین نہایت پر لطف ہے سبزہ زار باغات اور پانی کی بہار کچھ اور ہی سماں پیدا کر رہی ہیں۔ اوسی ٹریموے سے ہم چوک مرجہ واپس آئے اوس کے بعد ہم دوسری جانب کی ٹریموے میں سوار ہوکر میدان کے آخری اسٹیشن تک چلے گئے۔ آخر حصہ میں ایک سلسلہ اون قابل دید عمارات کا جلا ہوا اور منہدم شدہ نظر آیا جو حکومت فرانسیہ نے جنگ کے زمانہ میں گولا باری سے خراب کر دیا ہے اوس کے دیکھنے سے دل بیچین ہو گیا۔ ترکی زمانہ کی اکثر عالیشان عمارات دفاتر بھی یہیں بتائے گئے۔ جو مقام عبرت و افسوس ہے۔

۲۹ر اپریل ۱۹۲۵ء دمشق آج صبح دنیا کی سب سے بڑی اور مشہور جامع اموی میں ہم گئے۔ سبحان اللہ خلفائے عہد بنی امیہ کی تعمیر کردہ ہے۔ دنیاوی حیثیت سے اسکی تعمیر بے نظیر ہے دینی حیثیت سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زیارتگاہ ہے۔ مسجد کی تزئین ممکن نہیں کہ قلم سے بیان کیجائے اندر کی جانب سقف ۳ کھمبوں

دریچے ہیں۔ جن مین سیکڑون کی تعداد سے اعلیٰ درجہ کے قالینون کا فرش ہے۔ جھاڑ بجلی کی روشنی وغیرہ چھت
اور دیوارون کی زیبایش کر رہے ہیں۔ اس مسجد کا طول قریباً ڈیڑھ سو گز انگریزی ہے اور عرض مین اندر کے
ستونون درمیان سو گز۔ اٹھائیس ستون ہیں۔ اور ۴ محرابین۔ یہان نماز جنوب کی طرف سونہہ کرکے پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ
مکہ معظمہ ملک شام سے جنوب کی جانب واقع ہے۔ مسجد مین زنانہ درجہ علیحدہ ہے۔ چھت نہایت عالیشان اور نرالی
وضع کی ہے جس مین عجیب کاریگری سے روشندان بنائے گئے ہیں۔ چھت اور قبہ کے حصون کو مختلف رنگین
شیشون سے زیبایش دی گئی ہے۔ مکبر کی جگہ دس بارہ آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ باہر صحن مین فوارہ لگا ہوا ہے
مسجد کے تین دروازہ ہیں۔ **باب جیرون۔ باب النطافین۔ باب الزیارۃ۔** باہر کی طرف جگہ بیت الخلا
ہیں۔ نہر جاری ہے جو اُن کو دہوتی رہتی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ مین سیدنا یحییٰ پیغمبر علیہ السلام کا شاندار
روضہ ہے۔ جس کے چارون طرف کٹہرا اور جالی ہے۔ مسجد کا منارہ غربیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا عبادت
خانہ ہے۔ شرقی منارہ سے متصل وہ مقام ہے جہان سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کو اکثر رات کے وقت نماز مین
مشغول دیکھا گیا۔ اسکا نام زاویۃ الخضر ہے۔ مقصورۃ الصحابہ جو صحابہ کے بیٹھنے کی جگہ تھی زیارت گاہ ہے۔ مسجد
اموی کے شرق شمال مین ایک اور مسجد ہے۔ جس مین محراب اور مصلیٰ بنا ہوا ہے۔ وہ سیدنا زین العابدین
رضی اللہ عنہ کی مسجد کہلاتی ہے۔ مشہور ہے کہ یہان امام رضی اللہ عنہ رات مین ہزار رکعت نماز ادا فرمایا کرتے
تھے۔ اسی کے متصل ایک اور مقام پر پردہ پڑا ہے۔ مشہور ہے کہ شہید کربلا کا سر مبارک اول یہان لاکر رکھا گیا
تھا۔ اور بھی یہان کئی زیارات کے مقام ہین۔ ہمنے سب پر فاتحہ پڑہی۔ اور سب دوستون۔ اور عزیزون کے واسطے
برآری مقاصد کی دعا کی۔ خدا قبول کرے۔ دمشق مین زیارت گاہون پر عموماً مساجد تعمیر کردی گئی ہیں۔ اور مسجد
صاحب زیارت کے نام سے منسوب ہے۔ سہ پہر کو ربوا مقام پر گئے۔ جس کا کلام پاک مین بھی ذکر ہے۔ یہان
چند پہاڑ کے حصون سے پانی نکلکر سات نہرون کی صورت مین شہر سے گذرتا ہے۔ خشک اونچے نیچے پہاڑون
کا ایک سلسلہ دور تک چلا گیا ہے اوس کے دیکھنے سے قدرت خدا نظر آتی ہے۔ کہ یہ پانی کہان سے آتا ہے
جو نہایت ہلکا اور ہاضم ہے۔ پہاڑ کی شرق کی جانب ایک حصہ پہاڑ مین ایک کتبہ پانچہزار برس کا کندہ
ہے جسکی زبان معلوم نہین کہ کیا ہے۔ کثرت پانی اور سبزہ زار کی وجہ سے یہ عجیب پرفضا مقام ہے۔ یہ بھی
کہا جاتا ہے کہ اسی پہاڑ پر اصحاب کہف سو رہے ہیں۔ یہ مقام شہر کے چوک سے تین میل سے زیادہ ہے۔ مگر برابر
خوشنما آبادی اور سبزہ زار سے گلزار ہے۔

۲۴۔ اپریل ۶۲ء دمشق۔ صبح کو ضروریات اور ناشتہ سے فراغت پاکر حاجی عبداللہ ہندی معلم کے ساتھ اون کے مکان گئے۔ وہان سے محلہ سوق ساروجہ کے مدرسہ جامع الشامیہ مین گیے جو ایک مسجد مین ہے۔ لڑائی کے زمانہ مین اس مدرسہ کی اعلیٰ شاندار عمارت گولہ باری سے خراب ہوگئی۔ اس مدرسہ کے رئیس الجمعیت حضرت مصطفےٰ ایک عبانی ہیں۔ اسوقت طلباء کی تعداد ۸۰ ہے۔ لڑائی سے پہلے تین سو تھی۔ قریباً تمام طلباء وہ ہیں کہ جو لڑائی کے دوران مین یتیم ہوگیے ہیں۔ یا غریب ہیں۔ دس ٹیچر ہیں اور ۱۹ پونڈ ماہوار خرچ ہے ایک پونڈ یعنی لیرہ برابر بارہ روپیہ کے ہے تعلیم مفت ہے۔ مختلف قسم کے مسلمانون کے چندون سے خرچ پورا کیا جاتا ہے۔ اگر آمدنی کم ہوئی تو رئیس الجمعیت بطور قرض اوسکو پورا کرتے رہتے ہیں۔ ہم نہایت اعزاز سے مدرسے کے دفتر کے کمرہ مین بیٹھائے گئے۔ حاجی عبداللہ ہندی کی ترجمانی سے یا انگریزی مین تین اصحاب سے مختلف معاملات پر گفتگو کی کہ اسی درمیان مین ایک بچہ ہمارے سامنے کمرہ مین آیا۔ اور اوسنے نہایت ادب سے ہم کو سلام کیا اور نہایت خوش الحانی سے عربی مین تقریر کی وہ سلام کرکے رخصت ہوا کہ دوسرا بچہ سلام کرکے آیا اور عربی مین نظم نہایت خوش الحانی سے حفظ پڑھی ایک تیسرے بچہ نے کلام پاک ناظرہ اور چوتھے بچہ نے حفظ تلاوت کیا جب رخصت ہوکر ہم صحن مسجد مین آئے تو کل طلباء نے باقاعدہ کھڑے ہوکر بکزبان ہماری رخصت پر ایک عربی نظم پڑھی۔ تھوڑی سی قواعد بھی ان بچون نے ہم کو دکھائی اور سب ٹیچر اور طلباء نے نہایت محبت اور تعظیم سے ہمین رخصت کیا۔ بعدہ ہم انگلش کونسل خانہ گیے۔ تاکہ بیت المقدس کے واسطے پاسپورٹ پر تصدیق کرادین۔ اسسٹنٹ کونسل نے جو مسلمان ہے۔ نہایت احترام سے ہم کو کرسی پر بیٹھایا۔ اور انگریزی مین چند سوالات ہم سے کیے۔ اور اپنی مہربانی سے فوراً پاسپورٹ تصدیق کرکے ہم کو دیدیا۔ دو روپیہ فیس ہم سے لیے۔ بعدہ ملک ابن سعود کے کونسل خانہ مین گیے۔ ہم بلا تکلف اوپر جانے لگے۔ چپراسی نے روکا ہمنے اطلاع کرنے کو کہا فوراً اوستے اطلاع کی اور ہم بلائے گیے۔ کونسل۔ عرب ہیں۔ جو صرف عربی جانتے ہیں۔ مگر اون کا مددگار ایک مسلمان ہے اور انگریزی بھی جانتا ہے۔ انگریزی میں ہمسے بات چیت ہوئی۔ کونسل اور ہمارے درمیان یہی صاحب ترجمانی بھی کرتے جاتے ہیں۔ دونو صاحب نہایت عزت اور اخلاق سے پیش آئے حسب رواج قہوہ ہم کو پیش کیگئی ہمنے انکار کردیا۔ کونسل نے ہماری تصویر اور نام کا کارڈ طلب کیا۔ ہم نے سہ پہر کا وعدہ کیا۔ اونہون نے ہمسے فرمایا کہ آپ مکہ معظمہ مین ملک کو دیکھین ہم نے اونسے تعارف کرانے کی درخواست کی۔ اونہون نے ایک چٹھی نائب کونسل مکہ کے نام لکھکر

ہم کو دی اور فرمایا کہ تین دن میں ہم ڈاک سے ساتھ ایک چٹھی براہ راست بھی بھیج دیں گے۔ ہم رخصت ہوئے تو فرمایا کہ چاء پی کر جائیے۔ فوراً چاء آگئی۔ چاء اور سگرٹ پی کر ہم رخصت ہوئے۔ کونسل اور مددگار دروازہ تک ہمیں رخصت کرنے آنا چاہتے تھے لنصف راستہ سے ہم نے اُن کو باصرار رخصت کیا۔ کوئی فیس پاسپورٹ کی تصدیق کی نہیں لی گئی۔ یہاں سے ہم سلطان سلیم کی مسجد میں آئے جو فرانسیسی گولہ باری سے بہت کچھ خراب ہو گئی ہے بڑی شاندار مسجد ہے مسجد کے صحن میں ہر تین طرف مسافروں کے قیام کے حجرے بنے ہوئے ہیں۔ ہر شخص بلا کرایہ قیام کر سکتا ہے ملک شام کے اوقاف نے دو ہزار پونڈ مسجد کی مرمت کیواسطے منظور کیا ہے کام شروع ہو گیا ہے۔ واپسی چوک مرجعہ سے قریب اخبار فتح العرب کے دفتر میں جا کر اڈیٹر سے ملے افسوس کہ وہ سوائے عربی ترکی اور فرنچ کے اور کوئی زبان نہیں جانتے۔ حاجی عبد اللہ خادم کی ترجمانی کے ذریعہ ہم نے ان سے گفتگو کی اڈیٹر صاحب نے ہم لوگوں کے اخبار میں ہمارے اس ملک میں آنے کی خبر چھاپنے کو فرمایا۔ اس کے بعد ہم معلم کے ساتھ حضرت **شیخ محی الدینؒ** صاحب شہید کے روضہ پر گئے حضرت غوث الاعظم کے بعد ملک شام میں قطب ہوئے ہیں۔ آپ نے شامیوں سے کہا کہ "دینکم دینارکم قبلتکم نسوانکم معبودکم تحت قدمی" یعنی دین تمہارا دینار ہے۔ اور قبلہ تمہارا عورتیں ہیں۔ اور تمہارا معبود میرے قدموں کے نیچے ہے اسپر شامیوں نے آپ کو قتل کر دیا۔ اوسوقت آپ نے فرمایا کہ جب شین میں سین داخل ہو گا تو میرا بدلا تم سے لیا جاوے گا۔ چنانچہ جب ش یعنی شام میں س یعنی سلطان سلیم کی حکومت ہوئی اور یہ واقعات سلطان کے علم میں آئے تو سلطان نے شامیوں کا قتل عام کر کے بدلا لیا۔ اس کے بعد ایک پہاڑی حصہ پر تھوڑی دور پیدل چلکر ایک بہت بڑے شہر خموشاں قبرستان میں پہونچے نبی ذوالکفل صحابہ قبر اربعین یعنی چالیس پیغمبروں کے مقامات پر فاتحہ پڑھی۔ اور اللہ جل شانہ سے تمامی اعزا و احباب کے واسطے دعا مانگی۔ وسیع پہاڑی کے اوپر ایک مقام ایسا بتایا گیا کہ جہاں ہابیل نے قابیل کو قتل کیا تھا۔ اوس حصہ پہاڑ کا پتھر اب تک خون آلود ہے جس کے چند ٹکڑے ہم نے بھی لے لیے ہیں۔ دوری کی وجہ سے ہم اوس موقع تک نہیں پہونچ سکے اسی پہاڑی پر ایک اور مقام بھی بتایا گیا کہ جہاں اصحاب کہف سوئے ہیں۔ ان دونوں مقامات پر غار ہیں جس میں کچھ نظر نہیں آتا۔ دوسرے مقام پر بھی ہم بوجہ چڑھائی پہاڑ کے نہیں جا سکے یہیں سے فاتحہ پڑھکر دعا مانگی۔ بعدہ دحیہ الکلبی صحابی رسول اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کی شکل میں حضرت جبرئیل نبی کریم کے حضور میں وحی لیکر حاضر ہوتے تھے یہ تمام مقامات آبادی مزہ کے قریب ہیں۔ سعد بن وقاص اصحاب جلیل القدر فاتح شام **محمد ایوب** جن کے بائیں پیر کا پنجہ سات سو برس سے قبر سے باہر نکلا ہوا ہے۔ اور محمد صالح اون کے بھائی اولیاء کرام کے

مرقد پر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ واپسی پر حجاز ریلوے کا مدینہ اسٹیشن دیکھا یہ نہایت شاندار عمارت ہے جو حجاز ریلوے کے خراب ہو جانے سے ویران پڑا ہے۔ یہان کے تمام قبرستان اس قسم کے ہین کہ ہر ایک خاندان کا زر خرید کچھ حصہ زمین کا ہے اور اوسکے اندر کی زمین کے حصہ مین تہ خانہ بنا کر ایک راستہ یعنی دروازہ رکھا گیا ہے۔ اور اسپر ایک بڑا پتھر ڈھک دیا گیا ہے جب کوئی میت ہوتی ہے تو اوس تہ خانہ کا منہ کھولکر اوسکے اندر لاش برابر رکھدیجاتی ہے اور اوپر قبر کا نشان بنا دیا جاتا ہے اور عربی زبان مین کتبہ لگا دیا جاتا ہے۔ ایک تہ خانہ مین جس قدر جگہ ہوتی ہے اوسی قدر لاشین رکھدیجاتی ہین۔ یہان کی آبادی مین قریب نصف مسلمان اور نصف مین یہود و نصاریٰ ہین نکاح اور متعہ ہر ٹپے سے بڑے گھرانے مین ہو سکتا ہے۔ ہم اپنے تھوڑے سے قیام مین شام کا بہت کم حصہ دیکھ سکے لوکنڈے (ہوٹل) اور قہوہ خانہ وغیرہ یہان بھی بہت کثرت سے ہین۔ ہمارے خیال مین خفیہ اور پرائیوٹ طور پر فحش اور بدمعاشی یہان بہت زیادہ ہے۔ بازاری عورتون کا ایک بازار بھی ہے جس مین یہود و نصاریٰ رنڈیان آباد ہین۔ شام کو تماشبینون کا میلہ لگا ہوتا ہے۔ شراب خوری بشیر مادر سمجھکر قریباً عام طور سے کثرت سے ہوتی ہے تین سینما ہین ایک عربی تھیٹر ہے۔ یہان ہر دیگر داخل ہوتے ہین۔ سینکڑون مسلمان۔ یہود و نصاریٰ چھوٹی چھوٹی میزون پر دو دو چار چار بیٹھکر نہایت آزادی سے شراب نوشی کرتے ہین۔ شرم وحیا کا یہان کوئی واسطہ ہی نہین۔ ساز ہندوستان جیسا نہین ہے۔ ایک کے ہاتھ مین معشوق ایک کے ہاتھ مین دف اور دو تین سازون کے پاس اور قسم کے باجے۔ اسٹیج پر کل ساز ندے اور پانچ چھ نصرانی۔ ترکی۔ مصری۔ عربیہ۔ شامی۔ یہودی عورتین نہایت دلکش لباس پہنے ہوئے ایک قطار مین بیٹھتی ہین۔ ساز بجتا ہے۔ عورتین گاتی ہین اور ایک ایک کرکے ناچتی ہین۔ ہندوستان جیسا ناچ نہین ہے۔ ایک نوجوان لڑکی حسینہ جمیلہ وہ وہ کرتب دکھاتی ہے جو نہ ہندوستانی نٹ کر سکتے ہین۔ نہ بارہ تالی بس یہی تھیٹر ہے اسی جگہ تھیٹر کے ایک حصہ مین ہر قسم کی خورد و نوش کی چیزین بھی فروخت ہوتی ہین جس مین شراب اور اسکی ضروریات ہوتی ہین۔

ہم اوپر یہ ذکر کرنا بھول گئے جس مدرسہ کا ہمنے ذکر کیا ہے وہ ہندوستانی مسلمانون کی امداد کا بہت زیادہ ضرورت مند ہے۔ کیونکہ اوسکے پاس اب مدرسہ کی عمارت نہین ہے۔ یتیم اور مفلس بچون کے واسطے سب سے پہلی چیز یہی ہے۔ عمارت اپنی ہو تو چندہ سے مدرسہ کا خرچ بھی چل سکتا ہے۔ جیسا کہ اتنک ہو رہا ہے ہم نے یہان کے مشہور مقامات کے اپنے بعض احباب کے لیے فوٹو بھی لیے ہین۔ یہان مسلمان عورتین بیا دپوش یہود۔ نصاریٰ اور مسلمان مردون مین کوئی امتیاز نہین عموماً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی استعمال کی جاتی ہے

زبان سب کی عربی ہے۔ یہان سلطانی مجیدی اور اوسکے ٹکڑے یعنی چھوٹے سکے ابتک کثرت سے چلتے ہین۔ اگرچہ حکومت فرانسیسیہ نے اونکی قیمت گرا کر نصف سے بھی کم کر دی ہے۔ سوریہ سکہ کم چلتا ہے اور اُن سکون کی تعداد و مختلف اقسام بہت زیادہ ہے۔ ہر ملک کا نوٹ لیا اور دیا جاتا ہے اس ملک مین آنے والون کو حاجی عبد اللہ ہندی اور اون کے شریک کار عبد الرحمن اور محمد کاظم سے عملی کی خدمت لینا چاہیے ان صاحبون کا حق الخدمت بھی دینا ضروری ہے روزانہ اخبار کثرت سے شایع ہوتے ہین۔ جو شام کو ہر جگہ بکتے پھرتے ہین۔ اخباری مذاق یہان زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی عورات عمدہ عمدہ لباسون مین نہایت آزادانہ اور بے باکانہ پھرتی ہین۔ اور نہایت خوشرو ہین۔ یہان کے مکانات نہایت عالیشان ہین۔ عمارات سب پتھر کی ہین۔ مساجد عالیشان۔ قابل دید اور کثرت سے اور نمازیون سے خالی۔ چار بجے کے بعد ہم اپنی تصویر کارڈ اور الاعلاق اخبار بغداد لیکر حجاز کی کونسل مین گئے دونون صاحبون نے ہم کو استقبال کر کے لیا۔ اور تینون چیزین کونسل کو دیتے کین اور فوٹو کی پشت پر انگریزی مین یہ عبارت اور اپنا نام لکھدیا (ہدیہ برائے کونسل) پاسپورٹ لیکر ہم رخصت ہوئے تو دونون صاحب پھر دروازہ تک پہونچانے کو آنا چاہتے تھے۔ ہمنے بمشکل اون کو روک دیا۔ یہان گرمی نہ ہونے یا کم ہونے کی وجہ سے مکانون مین صحن بہت کم ہوتا ہے۔ یہان کے باشندے محض زیبایش کی غرض سے دانتون مین سونا جڑواتے ہین۔ اور ہر قوم کے لوگ متوسط اور اعلیٰ درجہ کے ۳۳ چھوٹے دانون کی تسبیح فیشن کے طور پر ہاتھہ مین لیکر دانے پھراتے رہتے ہین۔ پڑھنا پڑھانا کچھہ نہین ہے مساجد اور مکانون مین غسلخانہ نہین ہین۔ پانی کی ٹوٹیان ہر مسجد کے باہر کے حصہ مین لگی ہوئی ہین۔ اوسی سے استنجہ اور وضوع کرتے ہین۔ حمام یہان کے بہت اچھے اور زیادہ ہین۔ عراق کی طرح غلیظ نہین بازار مین نصاریٰ و یہودی حجامون کی دوکانین ہین۔ جیب کترنے والے بدمعاشون کی یہان بہت کثرت ہے۔ گدھے پر عمدہ چارجامہ لگاکر تمام لوگ سواری کرتے ہین۔ غریبون کے ٹھیرنے کے مکانون کو تکیہ کہتے ہین۔ بڑی سڑک جو میدان سے سرایہ تک چلی گئی ہے اوسپر بڑا بازار ہے۔ اس کے شرق مین سوق الخیریہ۔ سوق البزوریہ۔ سوق الحمیدیہ۔ سوق مدحت پاشا اور سوق لسوان کپڑے کا بازار ہے جس مین عورتین خریداری کرتی ہین۔ شامی کپڑے قسم قسم کے نہایت عمدہ ہوتے ہین اور ارزان بھی۔ گھرون مین تو لڑکی کھڑاون پہننے کا عام رواج ہے۔ جامہ وار یہان کی اصلی مشہور ہے نقلی بھی ہوتی ہے۔ زیتون کے پھلون کا اچار یہان عام طور پر فروخت ہوتا ہے اور کھایا بھی جاتا ہے۔ اور چیزون کے اچار بھی ہوتے ہین۔ مگر کھانے کے قابل کوئی نہین ہوتا سب کچے اور بدمزہ ہوتے ہین۔ یہان سردی کا موسم ہے۔ ہوٹل کے کمرہ کو بند کر کے لحاف

مسہری کے گدّے پر لحاف اوڑھ کر سوتے ہیں۔

یکم مئی ۲۵ء۔ راستہ بیروت۔ صبح پونے آٹھ بجے بذریعہ موٹر اپنے تین ذی سفر کے ہم بیروت روانہ ہوئے اُن میں سے ایک ناصر یکے اور ایک بغداد کے اور ایک اپنے کو بصرہ کا بتاتے ہیں۔ فی کس ... ہمنے کرایہ دیا بیروت ہم سفر سے ۳۰۰ میل ہے ریل بھی جاتی ہے جو آٹھ گھنٹے میں پہونچتی ہے۔ کرایہ قریب ... کے ہے۔ ربوہ پہاڑ کے نیچے سے جہاں سے ساتوں نہریں جاری ہیں ہم گذرے۔ ہماری موٹر پوری رفتار پر جا رہی ہے۔ کیونکہ سڑک صاف ہے۔ قریب نصف گھنٹہ تک آبادی کا حصہ ہمارے دونوں جانب آتا رہا۔ کبھی دو نہروں کے درمیان سے ہم گذرتے ہیں کبھی اس کے درمیان سے ریل کی پٹری بھی یہاں تک نہر کے کنارے بل کھاتی ہوئی جا رہی ہے کبھی ہمارے داہنے اور کبھی بائیں پہلو پر ہے کبھی سر سے اونچی ہے اور کبھی پیروں سے نیچی ہے راستہ نہایت سبزہ زار خوشنما پھول پتے اور پانی کی کثرت سے نہایت گلزار قابل دید ہے۔ جابجا فوجی چوکیاں آبادی کے حصے نہایت دلکش اس کے بعد پہاڑی میدان میں ہمارا موٹر چلنے لگا۔ چند منٹ کے بعد موٹر پہاڑی حصے میں بل کھاتا ہوا جانے لگا یہاں تک ریل کی پٹری غائب ہو گئی۔ یہاں بھی وہی حالت ہے کہ کبھی سڑک سے ہم اوپر اور کبھی سڑک ہم سے اوپر۔ سامنے کی جانب کوہ لبنان کا میلوں تک برف سے ڈھکا ہوا حصہ جو تھوڑی سی بلندی کا ہے۔ دلکشی پیدا کرتا ہے۔ جنگلی انگور کے درخت ہمارے دونوں جانب ہیں۔ حد نگاہ تک ہر طرف سبزہ زار و بہار۔ ہمارے ملک کے نینی تال سے بھی زیادہ پر لطف۔ موٹر جب پہاڑ کی انتہائی چوٹی پر جاتا ہے تو سیکڑوں کوس تک۔ ہر چہار طرف کا منظر خوب لطف دکھاتا ہے۔ پہاڑی سڑک کا گھوماو حیرت میں ڈالتا ہے ڈمس۔ سٹورل۔ انٹرول وغیرہ جس قدر دیہات دیکھے سامنے آتے جاتے ہیں وہ نہایت خوشنما انگریزی وضع کے بنگلے نما کھپریل سے پٹے ہوئے ہیں۔ ریل بھی سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی کہیں کہیں نظر آ جاتی ہے کبھی ریل کی پٹری ٹنل کے اندر کبھی ہم اس سے اوپر اور کبھی وہ ہم سے اوپر۔ کبھی ہمارے داہنے اور کبھی ہمارے بائیں۔ نصف راستہ پر چند منٹ قیام ہوا۔ یہاں ہوٹل و دوکانیں ہیں ہر قسم کے کھانے پینے کا سامان مہیا ہے۔ یہاں سے روانہ ہوئے تو برابر ہمارے پہلوؤں میں اور سامنے میلوں تک آبادی و سبزہ زار چلا جا رہا ہے۔ پونے بارہ بجے لبنان کی میلوں تک پھیلی ہوئی آبادی کا منظر قابل دید ہمارے سامنے آیا۔ ایسا پر لطف سین ہمنے کبھی نہیں دیکھا۔ اسی کے ساتھ تھوڑے فاصلے سے بیروت کی آبادی اور اسکے بعد سمندر کا سین نہایت دلچسپ نظر آتا رہا۔ سوا بارہ بجے ہم بیروت پہونچے۔ بازاروں سے گذر کر مقام ساحت السرایا میں ہمارا موٹر ٹھہرا اور قلیوں نے ہمارے اسباب کو اٹھا لیا۔ ہم منع بھی کرتے رہے نہ قلیوں نے توجہ کی اور نہ ہمارے ساتھیوں

ساتھیون نے قریب کے ایک کوچہ مین ہوٹل شہبا مین ہم کو لے گئے جس کے مالک احمد حسن المالکی ہین یہ نہایت خوش طبع اور با مذاق جوان شخص ہین۔ للعہ روز اللہ کے ایک کمرے مین ہم چار دن اُتر گئے۔ مختلف ملکون کے حجاج سے ہوٹل بھرا ہوا ہے۔ یہ جگہ شہر کا ایک وسطی حصہ ہے۔ چارون طرف بڑے بڑے بازار اور پر لطف سر بفلک عمارات موجود ہین۔ بالکل انگریزی وضع کا شہر و بازار ہے ہمارا خیال ہے کہ یورپ مین بھی انگریزی شہر و بازار اسی نمونہ کے ہون گے بڑی بڑی دوکانین نہایت خوش سلیقگی سے آراستہ اور لکھو کھا روپیے کے سامان سے بھری ہوئی ہین۔ سڑکین پتھر کی نہایت چوڑی پختہ اور صاف شفاف بجلی کی ٹرموے کی ڈبل لائن۔ دونون جانب پیدل چلنے کے فٹ۔ ہر طرف ہر وقت بھیڑ کا دستے نزد آمد و رفت کی بہ کثرت کہ ادھر سے ادھر جانا مشکل نہایت ستھری اور پر رونق جگہ ہے۔ بندرگاہ تک شہر کی آبادی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ملک کے جہازون اور کشتیون کی کثرت سے آمد و رفت ہے ریلوے کا ایک اسٹیشن شہر مین ہے اور ایک بیچ سمندر کے کنارے یعنی بیروت مرفہ مین ہے ہوٹل شہر و بندرگاہ مین کثرت سے ہین۔ ایک قطار مین دوکانین بھی چلی گئی ہین۔ ملک شام کا یہ بہت بڑا بندرگاہ ہے علاوہ حجاج کو یہان بھی کثرت سے پھرتے ہین۔ بحری ملاح والون سے بہتر ہین۔ شہر سطح سمندر سے بہت بلندی پر ہے شہر کے نشیب فراز کے حصے و بازار سیڑھیون سے طے کیے جاتے ہین۔ شہر نہایت خوشنما آبادی۔ خوش وضع دوکانین بارونق۔ یہان کی آبادی مین جو کئی لاکھ ہے تین حصہ یہود و نصاریٰ ہین۔ اور قریباً ایک حصہ مسلمان ہین۔ طرز معاشرت ولباس سب کا یکسان ہے شناخت مشکل ہے۔ زبان عربی۔ فرنچ اور قدرے انگریزی استعمال کی جاتی ہے بعض جو عجمی ہین وہ فارسی بھی بولتے ہین۔ اور ہم انگریزی اور فارسی سے کام لیتے ہین۔ یا اشارون سے ہم کو اکثر ہندوستانی وضع اور لباس مین دیکھکر وہان کے عام لوگ بہت غور سے تکتے ہین اور بعض جگہ مسخری بھی اڑاتے جاتے ہین۔ فرانسیسی سکہ رائج ہے جس کے اقسام اچھی طرح ہم تو سمجھ بھی نہ سکے۔ مثل نکل۔ اور چاندی سونے کے سکے ہین بعض سکون مین سوراخ بھی ہے۔ ہر ملک کے سکے اور ہر ملک کے نوٹ سے یہان تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ صراف اسی کام کو کرتے ہین۔ کچھ کمی ضرور ہو جاتی ہے۔ ہمنے اپنے جائے قیام کا پورا پتہ اور چوک سے شہر کے آخری حصون کے پتے جہان تک ٹرام جاتی ہے نوٹ کر لیے ہین۔

سب سے پیشتر ایک ایرانی قلی کو ساتھ لیکر خدیوی کمپنی کے دفتر مین گئے جہان سے ہم کو اپنے طلائی لیرے وصول کرنے ہین۔ جو بغداد مین امانت دیے تھے۔ مینیجر دفتر نے ایک گھنٹہ مین دینے کا وعدہ کیا۔ واپسی پر بندرگاہ اور چند بازارون کی سیر کی اور وہ جہاز بھی دیکھا جو ۵ ذیقعدہ کو جدہ جاوے گا۔ اور جس مین ہم جانے کا ارادہ کر رہے ہین۔

اس کے بعد قہوہ خانہ میں بیٹھکر چائے اور شربت پیتے رہے ایک گھنٹے کے بعد جاکر کمپنی کے دفتر سے اپنے پیسے وصول کیے۔ شام کو ٹرمیوے میں سوار ہوکر الشہر تک پہنچ گئے۔ یہاں ہمارے بائیں جانب سمندر موجیں مار رہا ہے۔ اور سامنے کوہ لبنان کی ڈھلوان سے چوٹی تک ہزاروں لمبائی و چوڑائی میں آبادی کا نظارہ نظر آرہا ہے شام کا سہانا وقت اور یہ پرلطف سین عجیب بہار دے رہا ہے۔ کوہ لبنان جانے کے لیے اجازت کی ضرورت ہے۔ لبنان کی کل آبادی یہود و نصاریٰ کی ہے۔ ممکن ہے چند مسلمان بھی ہوں ہمارے داہنی جانب پہاڑی سرسبز جنگل اور پانی کا سین جس میں سے ریل گذر رہی ہے۔ ہمارے سامنے ہے کوہ لبنان کے مختلف حصوں پر جانے کے واسطے دس پندرہ بیس تیس میل تک کی مسافت بذریعہ موٹر طے کرنی ہوتی ہے۔ مگر ہم کو یہاں سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ لبنان کی آبادی بہت ہی قریب ہے۔ یہ مناظر قدرت حقیقت میں ضرور قابل دید ہیں۔ یہاں سے واپس آکر ہم پھر بازاروں کی گشت لگانے لگے جدھر دل چاہتا ہے چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے پتے پر واپس آجاتے ہیں کبھی راستہ بھی بھول جاتے ہیں اکثر کوئی نہ کوئی رفیق سفر ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں حسن صورت میں اور کئی چار چاند لگ گئے ہیں۔ کوئی مکان دوکان یا جگہ ایسی نہیں کہ جہاں سائن بورڈ نہ لگے ہوں۔ کوئی در و دیوار بھی اس سے خالی نہیں۔ پہاڑی برف کثرت سے عام طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اگرچہ موسم مثل دمشق کے سرد ہے۔ بڑی موٹریں ٹرک پر سے ہر وقت کوڑا صاف کرتی رہتی ہیں۔ ہمارے ہوٹل کے قریب دارالامارہ ہے اور اس کے سامنے میدان میں تفریح گاہ بھی موجود ہے۔ جوتوں پر پالش کرنے والے پورے سامان کے ساتھ ایک ایک منٹ کے بعد ہر جگہ مل رہے ہیں۔ موزہ پہنے اور صاف پالش کیا ہوا جوتہ استعمال کرنیکا عام دستور ہے۔ صفائی کے یہ لوگ نہایت دلدادہ ہیں۔ یہاں کے مکان اور کثرت سے دوکانات میں بجلی کے پنکھے اور بجلی لگی ہیں۔ سمندر کے کنارے بہت سے ہوٹل اور قہوہ خانہ ہیں جن کے نیچے سمندر بہہ رہا ہے۔ اور بڑے لطف کی چیز ہیں اسی طرح سمندر کے کنارے کنارے دور تک آبادی کے بنگلے بنے ہیں۔ ہر زبان کے اخبارات کثرت سے روزانہ شائع ہوتے ہیں۔ جو ہر کوچہ و بازار میں ہر وقت فروخت ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح یہاں کے مطبع و مطبوعہ کتب بھی مشہور ہیں۔ یہاں کے کالج اور مدرسوں میں بغداد و بصرہ وغیرہ اور ایران تک کے طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مساجد کی تعداد کم ہے۔ ہمارے تینوں ساتھیوں کا نہ ہم سے اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے مزاج ملتا ہے اور نہ یک جہتی کی صورت ہے ایک دوسرے کی برائی کرتے رہتے ہیں۔ ہر شخص ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتا ہے۔ اسی ہوٹل میں کردستان کے اس فرقہ کے لوگ بھی ٹھہرے ہوئے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔ مگر یزید کو ولی مانتے ہیں۔

۲ و ۳ مئی ۱۹۲۸ء۔ آج بھی سیر سپاٹا کرتے رہے۔ شہر سے دوسری جانب البرج تک ٹریم میں چلے گئے۔ اسی راستہ میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا محدود قبرستان ہے اور باہر سے قبروں کی بناوٹ کچھ عجیب لگتی ہے۔ شہر کے آخری حصہ النہر جہاں تک ٹرمیوے جاتی ہے ہمیں حسب ذیل معلوم ہوئے ہم گئے۔ فرلی ثبات۔ النہر البسطہ فوک۔ کلبہ امرکانی۔ البور البرج۔ ممکن ہے اور بھی شہر کے آخری حصہ ہوں۔ الشیخ حسن حمزہ معلم مکہ معظمہ سے ملاقات ہوئی۔ اُن کے ساتھ بندرگاہ پر خدیویہ ہوٹل میں آلو بخارے کا شربت پیا۔ وہاں سے ایک سمندری ہوٹل و قہوہ خانہ میں جا کر کھانا کھایا۔ دوپہر کے کھانے باقلے کے تخم خشکہ چاول عدہ فی کس کھانے کا تھا۔ باقلہ کی پھلی یہاں اور عراق میں کیلے کی چھیا پھلی کے برابر ہوتی ہے۔ عراق میں جلیے کا فنجان آدھ آنہ کو اور ایک آنہ کو۔ اور ملک شام میں ۲ اور ۳ کو مگر فنجان بڑا ہے آج بھی ٹرمیوے میں بیٹھکر بازاروں میں سیر کی۔ لسان الحال الاحرار الف لیلہ۔ وغیرہ یہاں کے عربی اخبار ہیں۔ ریاض۔ اسکندریہ جہاز کا دوسرے درجہ کا ٹکٹ و کمپنی ترکی لینی ملتے ہوئے کا جدہ تک معلم کی معرفت خرید کیا۔ شب کو بجلی کی روشنی سے یہاں عجیب نظارہ ہوتا ہے۔

۴ مئی ۱۹۲۸ء۔ بیروت۔ آج سارا دن خرید سامان سفر میں ختم ہوا۔ شام کو ٹرمیوے میں بیٹھکر بیروت کے مختلف حصوں کی سیر کی اور مغرب کے وقت مع اپنے ایک رفیق سفر حاجی عباس علی کے قرنطینہ میں داخل ہوئے جو شہر و سمندر کے سب سے آخری حصہ میں ہے۔ نہایت عمدہ پختہ کمرے شیشہ دار بنے ہوئے ہیں۔ چہار دیواری تاروں سے محفوظ ہے۔

۵ مئی ۱۹۲۸ء قرنطینہ بیروت۔ آج ۸ بجے شام کو تمام حاجیوں کے پاسپورٹ کی یہاں تصدیق کی گئی۔ اور دمشق میں جن کے ٹیکہ نہیں لگا تھا ان کے ٹیکہ لگا رات کو آرام سے سوئے سینکڑوں حاجی اس بڑے قرنطینہ کے حصہ میں قیام پذیر ہیں۔

۶ مئی ۱۹۲۸ء۔ صبح سے تمام حاجیوں نے اپنے سامان کو دروازہ قرنطینہ پر لاکر جمع کر دیا ہے۔ جہاز کمپنی کے اسباب کی گاڑیاں آرہی ہیں۔ اور بندرگاہ پر لیجا کر بے ترتیب ڈھیر لگا رہی ہیں۔ تمام اسباب لیجانے کے بعد موٹریں اور فیٹن کمپنی کیطرف سے آئیں۔ اور مسافروں کو بندرگاہ پر لے گئیں سب نے اپنا اپنا اسباب اس ڈھیر میں سے شناخت کرکے چھانٹ لیا۔ ہم نے بھی اپنا اسباب علیحدہ کر لیا۔ اور قلیوں کا انتظام کرکے جہاز پر پہونچایا۔ یہ وقت نہایت احتیاط اور ہوشیاری کا ہے۔ نفسی نفسی پڑی ہوئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاز میں چوری زیادہ کی جاتی ہے اسی حالت میں ہماری بہت سی چیزیں ضائع ہو گئیں۔ اس جہاز کا نام ریاض اسکندریہ

سکا سیکنڈ کلاس ہمین پسند نہین آیا۔ ایک ایک پلنگ معہ بچھونے کے تھا۔ اور کوئی انتظام نہ تھا۔ ایک کمرے مین بارہ پلنگ تھے اوپر نیچے اور یہ کمرہ نیچے کے حصہ مین تھا۔ اس وقت جہاز پر سے کوہ لبنان اور بیروت کا سین ایسا خوشنما منظر معلوم ہو رہا ہے جو قابل فوٹو کھینچنے کے ہے۔ ہمارے چارون طرف اسوقت سمندر موجین مار رہا ہے۔ جہاز اور کشتیاں کثیر تعداد مین سمندر مین پھیلی ہوئی ہیں۔ شہر کی کل آبادی ڈھلوان صورت مین میلون تک نظر کے سامنے ہے۔ عجیب دل فریب نظارہ ہے۔ قریب بارہ بجے کے جہاز نے لنگر اوٹھایا۔ اور ہمنے بھی بسم اللہ مجریہا و مرسیہا پڑھکر خدا تعالی سے خیریت کی دعا کی۔ قریب ۱½ گھنٹہ تک ہمارے سامنے سے اونچی نیچی شکل کا آبادی اور اسکے عقب مین کوہ لبنان کی آبادی کا حصہ گذرتا رہا۔ اس کے بعد آباد حصہ جہاز کی پشت پر دیر تک نظر آتا رہا۔ جہاز نے جس وقت لنگر اوٹھایا اسوقت ہوا نہایت تیز تھی اور جہاز کے چھوٹے پن نے وہ حرکت پیدا کر دی تھی کہ قریباً تمام مسافر دوران سر۔ قے متلی مین مبتلا ہوگئے تھے۔ شام تک یہی حالت رہی ہمیں بھی کسی قدر دوران سر کی شکایت ہے۔ پلنگ پر پڑے ہیں۔ رات بھی اسی حالت بے ہوشی اور تکلیف مین گذری ہے۔

۷ مئی سنہ ۲۸ء۔ راستہ یہ دن بھی سمندری بیماری مین گذر رہا ہے۔ نہ کچھ کھایا نہ پیا دل ہی نہین چاہتا قریب ۴ بجے شام کے جہاز کی حرکت مین کمی ہوئی۔ بہت سے لوگ باہر چھتری پر نکل آئے ہیں۔ داہنے بائین جہاز آتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اور پورٹ سعید کا سین دور سے نظر آرہا ہے۔ قریب مغرب کے پائیلٹ نے آکر راستہ بتایا اور ہمارا جہاز بندرگاہ سے کچھ فاصلہ پر جاکر کھڑا ہوگیا۔ اسوقت مختلف کشتیاں ہمارے جہاز کے چارون طرف نہایت آزادی سے دوڑتی پھر رہی ہیں اور پورٹ سعید کی عمارت روشنی اور لائٹ ہاوس کا میلون تک نظارہ سامنے ہے۔ بہت سے روشنی کے قمقمے جن کو بویا کہتے ہیں۔ پانی مین تیر رہے ہیں۔ سمندر کے دو حصے کرتی ہوئی کئی میل لانبی ایک دیوار بنی ہوئی ہے ہمارا جہاز جہان لنگر انداز ہے اسکے مقابل دیوار پر ایک اسٹیچو یعنی پتھر کا مجسمہ قد آدم کھڑا ہوا ہے۔ تحقیق سے معلوم یہ ہوا کہ بحر محیط یہان ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے آگے راستہ نہین تھا ایک عرب سعید نامی نے اسکا ذمہ لیا کہ مین اس بحر کو دوسرے بحر سے ملاکر راستہ بنا دون گا۔ چنانچہ اوس نے اس اہم کام کو اپنے ذمہ لیا اور انجام کو پہونچایا اسی عرب سعید کا یہ بت ہے جو داہنے ہاتھ کے اشارہ سے آگے کو راستہ بھی بتاتا ہے۔ بہت رات تک یہ نظارہ ہمارے سامنے رہا یہ بھی معلوم ہوا کہ پورٹ سعید پر قریباً دنیا کے ہر حصہ کے جہاز آکر لنگر انداز ہوتے ہیں۔ پانچ چھ گھنٹے یہان قیام کرتے ہیں۔ کیونکہ پورٹ سعید مین جو ایک نہایت رونق کی خوش منظر جگہ ہے بڑی کثرت سے کسٹم خانہ اور خوشنما کوٹھیان ہیں۔ اور متعدد اہم

لوگ یہان جاکر شراب نوشی اور روسیاہی کرتے ہیں۔ چار پانچ گھنٹہ اپنی لغو تفریحات مین گذرکر جہاز کی روانگی سے
پہلے واپس آجاتے ہیں پورٹ سعید بد افعالی کے لئے اِس حصہ ملک مین مشہور جگہ ہے۔ یہ مصر کا پیرس ہے۔ یہان
یہود و نصاریٰ کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ اور اُنھین مین فواحشات کی کثرت بھی ہے کسی طریقہ سے روپیہ
کماتا اور جیسی راحت سے اپنی زندگی گذارنا اُن کا اصول ہے۔ شب کو ہم نے آرام کیا۔

۲۸ مئی سنہ ۶ء۔ آج صبح جب ہم بیدار ہوئے تو ہمارا جہاز دریا کی کھاڑی مین چلا جا رہا ہے جسکے دونون
طرف تھوڑی عمارتین بنگلہ نما ہیں۔ معلوم نہین کہ شب مین کس وقت پورٹ سعید سے جہاز روانہ ہوا۔ تھوڑے
وقفہ کے بعد نہر سویز مین جہاز داخل ہوگیا۔ اس کا پھاٹ معمولی دریا کی برابر ہے۔ جہاز کی رفتار آہستہ
ہے۔ نہر سویز کے دونون جانب پلوان پتھر کا پشتہ بھی بنا ہوا ہے۔ اور اوس کے بعد ریتلی ریتلا میدان پھیلا ہوا
ہے۔ ایک جانب ریلوے لائن برابر چل رہی ہے۔ کہین کہین کچھ فاصلہ سے کوئی درخت یا پہاڑی خشک ٹیلے
بھی نظر آرہے ہیں۔ ایک پائیلٹ راہ بر موٹر لانچ ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ جہاز کی رفتار اسقدر آہستہ ہو گئی کہ
محسوس ہی نہین ہوتی۔ تمام مسافر جہاز کی چھتری پر تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ راستے مین کئی جہاز بھی ملے اور
ریلوے لائن کی برابر موٹر رین بھی آتی ملین۔ ایک موقعہ پر ہمارا جہاز ٹھہرا دیا گیا ہے اوس سے آگے ایک اور جہاز
ٹھہرا ہوا ہے۔ جب دو جہاز سامنے کی طرف سے آتے ہوئے ہماری برابر سے نکل گئے تب ہمارے آگے کا جہاز
اور ہمارا جہاز آگے پیچھے روانہ ہوئے۔ یہین ایک دو چھوٹا سا پارک نما ریلوے اسٹیشن بھی لب دریا ہے اور
اوس کے سامنے کچھ فاصلہ پر تھوڑی انگریزی وضع کی آبادی ہے اِسی دوران مین ایک مسافر ٹرین جس مین ۱۲
گاڑیان معہ انجن کے تھین ہمارے سامنے سے گذری مسافر دس بیس سے زیادہ ٹرین مین نہ تھے۔ چند منٹ کے بعد
سامنے سے ایک مال گاڑی آئی جس مین ٹیرول اور بوریان لدی ہوئی تھین اس مین ۸۸ گاڑیان معہ انجن کے
تھین۔ یہ چھوٹی لائن معلوم ہوتی ہے پشتہ نہر سویز پر جا بجا مرمت جاری ہے۔ مزدور جو کام کر رہے ہیں وہ
حاجیون کو سلام کرتے ہین اور ہماری طرف سے جواب دیا جاتا ہے۔ دوپہر کو ہمارا جہاز بندر اسمٰعیلیہ پر
پہونچا جہان نہر کا پانی زیادہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ یہان کچھ درخت زیتون وغیرہ کے نظر آئے۔ باغات
مین اسمٰعیلیہ کی آبادی بھی بنگلہ نما پارگین یعنی کھپریل کی نہایت خوش منظر ہے۔ تھوڑی دیر جہاز یہان ٹھہرا کنارہ
پر لائٹ ہاؤس اور پانی مین چھوٹے چھوٹے روشنی کے بوئے مختلف رنگ کے عجیب لطف پیدا کر رہے ہیں۔ موٹر
لانچ جہاز اور مختلف اقسام کی کشتیان بھی اپنا منظر پیش کر رہی ہین۔ دو چار کھجور کے درخت عراق کے بعد یہان

نظر آئے۔ شب گذشتہ سے ہم ملک مصر مین سفر کر رہے ہیں۔ کنارے پر دونون جانب ریتیلے ٹیلے برابر چل رہے ہین۔ جب یہان سے جہاز روانہ ہوا تو ایک گھنٹے تک دونون جانب آبادی اور وریانی سامان کا ذخیرہ نظر آتا رہا۔ جابجا ان ریتیلے کنارون پر کوڑا اٹھانے کی ٹرین چلتی نظر آئی۔ چھہ گاڑیان ایک خچر کھینچے لیے جاتا ہے۔ یہ بالکل اوسی نمونہ کی گاڑیان ہین جیسی کہ جے پور مین کوڑا اٹھانے کی ٹرین چلتی ہے۔ ان مین کنارون پر سے ریتہ ڈھویا جاتا ہے۔ یہان پر کنارہ سوئیز سے ریتے کی سطح بلند ہے۔ یہ بالکل ریتہ حصہ ہے دور تک کسی درخت یا سبزہ کا نام تک نہین۔ کہین کنارے پر کچھہ درخت نظر آجاتے ہیں اسی موقع پر ایک مسافر ٹرین بھی سامنے سے آتی ہوئی گذری۔ اب ریلوے لائن کنارے سے کچھہ ہٹ گئی ہے دو جہاز ہمارے جہاز سے آگے بھی چل رہے ہیں آتا ہوا جہاز بھی ملتا ہے کشتیان تو برابر ادھر ادوھر گشت لگا رہی ہیں نہر سوئیز بالکل خط مستقیم مین نہین ہے۔ کہین خمیدہ بھی چلی گئی ہے۔ نہر کا پشتہ بھی برابر نہین ہے۔ بندرگاہون پر دو چار میل تک ہے۔ دونون جانب صفا چٹ اونچا نیچا ریتیلا میدان ہے۔ مگر برابر جابجا سوٹر لانچ جہاز اور کشتیان اور مزدور کنارون پر کام مین مصروف ہیں۔ نہر کی صفائی پر یہ عملہ ہر وقت کام کر رہا ہے قریب ۳ بجے کے سوئز کی چوڑائی قریب ایک میل کے ہو گئی کئی انگریزی بڑے جہاز بیروت جاتے ہوئے ملے۔ نہر کے دونون جانب سوائے ریتیلے میدان کے اب کچھہ نہین ہے شب گذشتہ تک موسم نہایت سرد رہا مگر آج یکایک ایسا گرم موسم ہو گیا ہے کہ ہم کو سردی کے تمام کپڑے اوتار دینے پڑے۔ خدا کا ہمپر یہ فضل ہے کہ ہمارے کمرے مین علاوہ ہمارے رفیق سفر اور دیگر عرب مسافرون کے ایک عورت اور ایک مرد بمبئی کے بھی ہمارے رفیق سفر ہو گئے ہین۔ چونکہ ان سے ہم اردو مین بات چیت کرتے ہیں اسی واسطے طبیعت زیادہ نہین گھبراتی۔ حاجی عباس رفیق نے بھی کچھہ اردو الفاظ سیکھ لئے ہیں۔ آج تیسرے دن بمبئی کے رفیق سفر کی شرکت مین ہم نے خشکہ اور آلو کا سالن خوب سیر ہو کر کھایا۔ جون جون جہاز سفر طے کر رہا ہے دن بدن ہماری دلی مسرت بڑہتی جاتی ہے۔ گویا ہم اپنے مقصد سفر حج کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ خداوند کریم کا شکریہ ادا کرتے جاتے ہیں۔ کہ اس نے ہمیں رفیق بھی اچھے دیدیئے ہیں۔ اس جہاز پر پانچ چھہ سو کے درمیان حاجی سوار ہیں۔ سوائے تین چار ہندیون کے باقی سب عرب کردی اور عجم بلاد کے لوگ ہیں جو مختلف قسم کی عربی بولتے ہیں۔ لباس اور طرز معاشرت مختلف ہے۔ جہاز پر باجماعت نماز بھی ہوتی ہیں۔ کلام پاک کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔ نہایت لطف ہے۔ قریب شام کے ہمارے بائین جانب کچھہ ٹھنڈی پہاڑی چوٹیان اور ریتیلے میدان نظر آنے لگا۔ گھاس کا نام تک نہین قریب مغرب دونون جانب کم

بلندی کے پہاڑی ٹیلے ہمارے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ کہ سامنے پورٹ سوئیز کا نظارہ نظر آنے لگا۔ تین بڑے جہاز سامنے سے آرہے ہیں۔ ہمارا جہاز ٹھہرا لیا گیا۔ جب وہ نکل گئے تو پھر ہمارا جہاز چلنا شروع ہوگیا سامنے ایک مسافر گاڑی بھی جا رہی ہے۔ کھجوروں کے باغات بھی پہاڑی دامن میں نظر آرہے ہیں۔ اب جیسے قدر ہمارا جہاز آگے بڑھتا جاتا ہے اوسی قدر نہر سوئیز کا بندرگاہ زیادہ خوش منظر معلوم ہوتا جاتا ہے قریب ۸ بجے شب کے کچھ فاصلہ پر پورٹ سوئیز کے سامنے پانی میں جہاز ٹھہر گیا۔ پورٹ سعید کی طرح پورٹ سوئیز کی عمارات اور روشنی کا نظارہ نصف سرکل کی صورت میں ہمارے سامنے میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ لائٹ ہاؤس مختلف رنگ کی روشنی کی جھلک الگ نظر آرہی ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے کیبن میں چلے گئے۔ ۱۰ بجے شب کے بعد جہاز نے یہاں سے لنگر اوٹھا دیا۔ اب کسی قدر رفتار بھی تیز ہے کیونکہ پانی گہرا بھی ہے اور چوڑائی میں زیادہ پھیلا ہوا ہے۔

۹ مئی سنہ ۲۸ء۔ جہازی راستہ۔ صبح بیدار ہوکر ہم نے کمرے سے باہر نکل کر دیکھا تو ہم ریڈ سی یعنی بحر احمر میں چل رہے ہیں۔ دونوں جانب کنارہ نظر آرہا ہے اور اوسکی بعد سرخ پتھریلی زمین اور ٹنڈے پہاڑی ٹیلوں کا سلسلہ ہے اور ان ٹیلوں کے عقب میں آبادی بھی بتائی جاتی ہے۔ اسکی چوڑائی کئی میل تک ہے جسطرح کل نہر سوئیز ٹھنڈی تھی اوسی طرح آج بھی دریا نہایت ٹھنڈا ہے۔ جہاز نہایت سکون سے چل رہا ہے ہمارا سفر نہایت آرام سے ہو رہا ہے۔ کہیں ریڈ سی کی چوڑائی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور کہیں ہمارے قریب اس طرح پہاڑی سلسلہ بھی کہیں ہمسے دور اور کہیں قریب ہو جاتا ہے۔ شام تک برابر یہی سلسلہ رہا۔ یہاں تک کہ کہیں پہاڑی حصہ کنارہ پر آجاتا ہے۔ راستہ میں کوئی آبادی یا سبزہ یا دو چار جھونپڑے بھی نظر نہ آئے۔

۱۰ مئی سنہ ۲۸ء۔ آج صبح سے چاروں طرف سوائے بحر احمر کے کوئی چیز نہیں۔ جہاز کی رفتار نہایت آرام دہ اور سکون کی ہے۔ جیسی کہ پرسوں سے شروع ہوئی ہے۔ جہاز آتے جاتے معلوم ہوتے ہیں۔ کل سے کوئی بندرگاہ اور آبادی بھی نظر نہیں آئی۔ آج سب حاجی صبح سے غسل کرنے اور احرام باندھنے کی تیاری میں مصروف ہیں۔ **مقام میقات** آرہا ہے۔ جہاز اطلاع دے گا۔ جہاز نے قریب ۳ بجے کے سیٹی سے اطلاع دی۔ کل ہم خط بنوا چکے تھے فوراً غسل کیا اور حج کی نیت کرکے احرام باندھ لیا اور لبیک کہکر دو رکعت نماز نفل احرام کی ادا کیں۔ خداوند عالم کا لاکھ لاکھ احسان اور شکر ہے کہ فرض ارکان حج سے پہلا فرض ادا ہوگیا۔ اوس پاک پروردگار کے فضل کا بھروسہ ہے کہ باقی مناسک حج بھی ادا ہوں گے انشاء اللہ ہم اپنے [illegible]

ہوں گے۔ اب ہم اپنے دلی مقصد کے قریب تر ہوتے جاتے ہیں۔ اور ولولہ بڑھ رہا ہے۔ جو حاجی کعبہ جا رہے
رہے ہیں۔ اون سب نے احرام باندھ لیا ہے اور جو مدینہ طیبہ جا رہے ہیں انہوں نے احرام نہیں باندھا ہے
آج بھی نہایت سکون سے سفر ہو رہا ہے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ جہاز چل رہا ہے یا نہیں۔ آج بھی جہاز سامنے آتے رہے
ہیں اور ہمارے برابر سے تھوڑے وقفہ اور فاصلے سے گذر رہے ہیں۔ پانچ بجے شام کے بیچ سمندر میں جہاں تک چاروں
طرف حد نگاہ تک سوائے پانی کے کچھ نہ تھا ایک بہت بڑا شاندار لائٹ ہاؤس سفید پتھر کے چبوترے پر بنا
ہوا تھا۔ جو دھوپ کے مقابل میں مثل شیشے کے چمکتا تھا۔ ہم کو وہ ایک اسٹیج کی سی صورت نظر آتی تھی کیونکہ ہم تھوڑے
دو میل کے فاصلہ پر تھا۔

۱۱ مئی ۲۸ء۔ وعدہ وصل چون شود نزدیک۔ آتش شوق تیز تر گردد۔

کل کو انشاء اللہ ہم جدہ ہوں گے یہ خبر دل میں ولولہ مسرت پیدا کر رہی ہے۔ قربت کعبۃ اللہ شوق دید اٹھ رہا
رہا ہے وہی بحر احمر ہے اور ہم ہیں۔ جہاز کی سست رفتاری سے پریشانی ہے آج بھی سمندر بالکل ٹھنڈا اور
ساکن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو رابغ مقام نکل گیا۔ جہاز وہاں نہیں ٹھہرا ظہر کی نماز ساڑھے گیارہ بجے ہوئی
ہے جنوبی جانب کو موسم کی حدت زیادہ ہو رہی ہے۔ آج صبح سے شام تک سوائے پانی اور آسمان کے کوئی دوسری
چیز نظر نہیں آئی نہ کوئی آبادی معلوم ہوئی نہ کنارہ نہ یہاں کوئی جہاز نہ کوئی لائٹ ہاؤس۔

۱۲ مئی ۲۸ء۔ آج کا دن بھی کل کی طرح گذرا اس کالے پانی میں کہیں سبز یا دامی پانی کے ٹکڑے
نظر آرہے ہیں۔ کہیں بڑی مچھلیوں کے جھنڈ کودتے ہیں اسکے علاوہ مختلف خیالات بھی پیدا ہو گئے ہیں کہ
کہیں جہاز راستہ تو نہیں بھٹک گیا۔ نو بجے سہ پہر کو جہاز پر غل مچا کہ جدہ جدہ سامنے کی طرف دیکھا تو کنارہ
اور عمارات نظر آنے لگیں تمام جہاز پر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لبیک پکارا جانے لگا اور کلام پاک پڑھا جانے لگا چار
بجے جدہ کا پورا منظر سامنے آگیا۔ جہاز رک گیا۔ پائلٹ آکر راستہ بتاتا ہوا آگے لے گیا اب جہاز بالکل بندرگاہ
جدہ کے مقابل جاکر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر نے جہاز کے مسافروں وغیرہ کا آکر معائنہ کیا اور کل صبح مسافروں کے اترنے
کا حکم دیا مگر اپنی بیوی کو جو حمص سے آئی تھیں اسیوقت اتار کر ایک موٹر لانچ میں لے گیا تمام مسافروں نے جو سامان
جہاز سے اترنے کی غرض سے باندھ لیا تھا پھر کھول ڈالا کیونکہ شب جہاز پر گذارنی تھی۔ کل جدہ کے ایک رخ
کی عمارت کا بیشتر سفید پتھر کا یا مٹی کا ہمارے سامنے ہے جو قابل فوٹو ہے۔ عربستان۔ علوی۔ اور ایک اور جہاز
بندرگاہ جدہ پر لنگر انداز ہیں موٹر بان جو مسافروں کے لینے کو آئی تھیں واپس ہو گئیں۔ کئی دن سے ہمارے در

یہان دو شعر یاد آتے ہیں ؎

تمنا ہے درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

آرزو یہ ہے کہ تیری راہ مین
ٹھوکرین کھاتا ہمارا سر چلے

رات آرام سے بسر ہوئی۔

۲۴ اپریل شنبہ ۲۳ [illegible] کی نماز سے ہم نے فرصت نہین پائی تھی کہ ہوڑیون یعنی کشتیون نے [illegible] آکر جہاز کو گھیر لیا۔ ایک عجیب طوفان بے تمیزی مچ گیا۔ ہمنے معہ تین آدمیون کے ارادہ کر لیا تھا کہ اطمینان سے بھیڑ کم ہونے کے بعد سب سے آخر مین اترین گے کیونکہ بہت سے مسافر رسّیون کے ذریعہ کشتیون مین اتر رہے تھے اور یہ ایک خطرہ کی بات تھی اور بے طرح اسباب کشتیون مین پھینکا جا رہا ہے۔ ایک ہنگامہ مچا ہوا ہے۔ ہمنے ایک چھوٹی کشتی روک لی ہے اور اس مین اطمینان سے آہستہ آہستہ اپنا سامان اتروا دیا۔ اور سیڑھی کے راستہ سے ہم چارون اس مین آکر سوار ہو گئے۔ بہت آخر مین ہماری کشتی چلی۔ مگر کئی کشتیون سے وہ آگے نکل گئی۔ کیونکہ چھوٹی اور ہلکی تھی اور ہم کو بندر پر جا کر اتار دیا۔ وہان پاسپورٹ دیکھے گئے۔ نام دریافت کیا گیا۔ اس کے بعد ایک اور دروازہ پر سے جہان حاجیون کا شمار ہو رہا ہے گزر کر ایک دوسرے دروازہ پر پہونچے جہان ہمسے ہمارا معلم دریافت کیا گیا۔ اور ہم اوس معلم کے وکیل کے سپرد کر دیئے گئے وہ اپنے انتظام سے ہمیں قیام گاہ پر لے آیا۔ ہم چونکہ خدائے قادر کے توکل پر تنہا چلے ہیں اسواسطے خدا خود بہرسان است ارباب توکل را۔ انشاء اللہ کل صبح سے مکہ معظمہ روانہ ہون گے خدا نے یہان تک تو پہونچا دیا ہے اب مقاصد کی کامیابی اوس کے ہاتھ ہے۔

۲۵ اپریل یکشنبہ ۲۴ [illegible]۔ آج مکہ معظمہ روانہ نہو سکے کیونکہ موٹر کار مین سوائے بستر کے اور کوئی سامان نہین جاتا۔ باقی سامان اونٹ پر جا سکتا ہے اور یہ ہمنے منظور نہین کیا۔ لاری موٹر مین سامان جا سکے گا اس واسطے آج حسین ابو زید اپنے وکیل سے طے کیا ہے کہ کل لاری مین سفر کرین تاکہ سامان بھی ساتھ جا سکے آج ایک مصری جہاز دوپہر کو یہان پہونچا ہے کل شام بھی سیکڑون حاجی بذریعہ اونٹ شغدف مکہ معظمہ کو روانہ ہو گئے۔ اور بھی سیکڑون اونٹ حاجیون کو لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ افسوس ؎

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے ✻ حسرت آتی ہے یہ پہونچے مین رہا جاتا ہون

چونکہ مین تنہا ہون اور تنہا اونٹ کا سفر ہو نہین سکتا اس واسطے مجبوراً موٹر کا سفر اختیار کیا ہے۔ اگر ایک بھی میرا ہندوستانی بھائی میرا مددگار ساتھہ ہوتا تو سنت طریقہ پر اونٹ کا ہی سفر اختیار کرتا۔ عراق جیسی حالت یہان کی بھی ہے۔ بازار مسقف۔ قہوہ خانے کثرت سے بازار پر رونق یہان عموماً روٹی نان یا یعنی ڈبل روٹی کی قسم کے کھائی جاتی ہے۔ اور یہی بازار مین فروخت بھی ہورہی ہے توے کی یا تنور کی روٹی کہین دیکھنے مین بھی نظر نہین آتی۔ کل صرف ایک وقت ہم نے بازار مین کھانا کھایا جو نہین کھایا گیا۔ باقی دو وقت وکیل صاحب کے ساتھہ کھانا کھایا جو عربی قسم کا پھیکا تو ضرور تھا۔ مگر کھانے کے قابل تھا۔ اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ صبح کا ناشتہ اور چائے بھی وکیل صاحب کی عنایت سے ہی مل رہی ہے۔ سوائے پینے کے باقی تمام ضروریات مین سمندر کا کھاری پانی استعمال ہوتا ہے۔ آجکل میٹھے پانی کا ایک ٹین چار آنہ کو ملتا ہے کسی قہوہ خانے یا باورچی کی دوکان پر کھانا کھانے پر پانی پینا چاہو تو آدھ آنہ دینا ہوگا۔ مفت پانی نہین ملتا۔ دوکان دار نہایت سخت بدگو اور بداخلاق ہین مخصوص حاجیون کے ساتھہ اچھا سلوک نہین کرتے۔ تربوز۔ خربزہ یہان فروخت ہورہا ہے۔ مگر نہایت گران۔ آٹھہ آنہ سے کم معمولی چھوٹا تربوز نہین آسکتا۔ جو ہمارے ملک مین فصل پر دو تین پیسہ کو آوے گا۔ معمولی سگرٹ تمباکو کی قیمت ایک آنہ ہے کسی قہوہ خانہ مین اگر آپ بیٹھ جاوین گے تو چاے پینا لازمی ہوگا۔ ورنہ اٹھا دیئے جاؤگے۔ ایک چاے دانی مع فنجان کے آپکے سامنے رکھدی جاوے گی۔ جس مین تین پیالی چاے ہوگی۔ چاندی کی دونی یہان ڈیڑھ آنہ مین چلتی ہے روپیہ ہمنے یہان بھنایا۔ تو سولہ آنے یعنی سولہ قرش ملگئے یا ایک دو پیسہ کم یہان کا سکہ جداگانہ ہے۔

ہم اپنی تنہائی کی وجہ سے نہ یہان زیارات کرسکے اور نہ یہان مشہور مقامات دیکھہ سکے خود رو ہمنے گشت لگائی بڑی بڑی عالیشان عمارات دیکھنے مین آئین۔ جن مین سے زیادہ تر حکومت کی ہین۔ کیونکہ ان پر پھریرا اڑرہا ہے عموماً عمارات پتھر کی ہین۔ آئس کریم یعنی برف اول تو یہان اچھا نہین بناتے دوسرے بہت گران فروخت کیا جاتا ہے۔ جہان تک ہمنے اندازہ کیا کوئی چیز بھی ارزان نہین ہے۔ مسلم مچھلیان تیل مین تلی ہوئی یا انارین فروخت ہورہی ہین۔ مسجد مین بھی کھاری پانی وضو کو آدھ آنہ مین ملتا ہے۔ شہر بندرگاہ سے ملا ہوا ہے۔ یہان بھی اردو زبان شاذونادر بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ایک الہ آباد کا حجام ہم کو یہان ملا جو برسون سے قیام پذیر ہے یہان کے سرکاری دفاتر دیسی وضع کے ہین۔ عمارات کی ساخت کسی قدر ہندوستانی عمارت سے ملتی جلتی ہے۔ باقی وضع کچھہ جداگانہ ہے۔ یہان مساجد کا صرف ایک مینار ہشت پہل یا شش پہل قسم کا ہوتا ہے مساجد مین معمولی چٹائی کا فرش ہے اور صفائی بھی اطمینان بخش نہین۔ شہر جدہ کی تمام عمارات سفید

پتھر کی ہیں۔ شہر بالکل سفید ہے۔ مکانوں کی بناوٹ ایسی رکھی گئی ہے کہ ہوا کا گذر زیادہ ہے۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے مکانوں میں ہوادان بھی بنے ہوئے ہیں۔ مگر عام طور سے نہیں۔ کباب قسم قسم کے بنائے جاتے ہیں۔ جن کو ہم تو سوائے ایک دو قسم کے کھا بھی نہیں سکتے۔ یہاں کنوئیں نہیں ہیں۔ بارش کا پانی جمع کر لیا جاتا ہے اور پینے کے کام میں آتا ہے۔ یہاں گدھے بڑے اور خوب مضبوط ہوتے ہیں۔ ٹھیلہ گاڑی جس پر بوریاں اناج وغیرہ کی لدی ہوتی ہیں گدھے کھینچتے ہیں۔ پانی لانے کی گاڑیوں میں بھی یہی کام کرتے ہیں۔ عام سواری بھی یہی ہے۔ شہر کی شہر پناہ بنی ہوئی ہے اور دروازے لگے ہوئے ہیں۔ وکیل صاحب کا کوٹھہ ہے اور جس دن کوئی جہاز حاجیوں کا آتا ہے اُس دن خوب زور سے کام ہوتا ہے۔

۵ اپریل ۲۸ء۔ راستہ مکہ معظمہ۔ آج پھر موٹر پر تمام سامان کے ساتھ گئے پھر وہی سوال ہوا کہ بکس موٹر پر نہیں جا سکتا۔ وکیل صاحب نے بھی اسبات پر زور دیا کہ چار آدمیوں کی موٹر کار میں ہم مکہ معظمہ چلے جاویں۔ سامان پرسوں صبح اونٹ پر مکہ معظمہ پہونچ جاوے گا۔ مجبوراً ہمنے اسکو منظور کیا نقدی اور دو ایک ضروری اشیاء بکس میں سے ہم نکالنے لگے۔ چند اشرفیاں جو ہمنے بکس میں ایک کونہ کو ٹریہ باندھکر رکھدی تھیں ہر چند ہمنے چاہا کہ وہ ہمارے ہاتھ آجاویں تمام بکس ہاتھ ڈالکر نیچے سے ٹٹولا مگر نہ ملنی تھیں نہ ملیں۔ مجبوراً ہمنے خیال کیا کہ خدا کے بھروسہ پر ان کو بھی چھوڑ دو۔ جب ہم بکس کا ڈھکنا بند کرنے لگے تو سب سے اوپر وہ رکھی ہوئی ہم کو مل گئیں۔ یہ خدا کی قدرت تھی کہ جب ہم بالکل نا امید ہوگئے اور اسکا بھروسہ دیکھا تو ہماری امید پوری ہوگئی۔ ہم نے بکس بند کرکے اونٹ پر بھیجنے کو واپس کر دیا۔ خدا کا کرشمہ دیکھئے کہ دو تین دن تک اسباب اور بکس کے جانے اور نہ جانیکی بحث رہی اور آخر کو مجبور ہوکر بکس چھوڑ ہی دیا۔ مگر جس وقت ہمارا موٹر روانہ ہونیوالا تھا تو یہ دوسرا قدرت کا کرشمہ ہمنے دیکھا کہ وکیل صاحب کا آدمی جو بکس واپس لیگیا تھا بکس لیے ہوئے چلا آتا ہے اور موٹر پر لاکر بکس باندھ دیا گیا۔ ہم اپنے کل سامان کے ساتھ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ نا امید اور مایوس ہونے پر ہماری امیدیں پوری ہوگئیں۔ اول جس دروازے سے موٹر گذرنیوالا تھا موٹر ڈرائیور نے راہداری کے پروانے حاصل کئے اور شہر سے باہر نکلا۔ ہمنے دیکھا کہ چلتے ہوئے رستہ میں سیکڑوں اونٹ لوٹ رہے ہیں اور اونٹ والے بدو ننگے پاؤں اوس ریتے پر بے تکان پھر رہے ہیں۔ جس پر غالباً ہم تو ایک منٹ بھی پاؤں نہیں رکھ سکتے۔ آبلے پڑ جائیں۔ موٹر آگے بڑھا تو اور لوگوں کو بھی ہم نے اوسی حالت سے پھرتے دیکھا۔ ریتلی زمین پر موٹر چل رہا ہے جہاں موٹر کے پہیئے دھنسے جاتے ہیں۔ کئی میل کے بعد پتھر کی نہایت عمدہ سڑک پر موٹر آگیا۔ پھر ریتلی زمین آگئے پتھر کی

ٹرک بنانے کو مزدور لگے ہوئے ہیں ایک موٹر پتھر توڑ رہا ہے ایک ٹرک کوٹنے کی مشین ٹرک کو ٹھیک کر رہی ہے
حقیقت میں یہ کام نہایت قابل تعریف ہو رہا ہے اگر سر انجام پا جاوے تو اس وقت مکہ معظمہ سے ینبع کی ٹرک
بنجاویگی۔ حجاج کو نہایت سہولت ہوجاویگی۔ اور یہ کام سلطان ابن سعود کا قابل یادگار کام ہوگا۔ اسی طرح اگر
مدینہ طیبہ تک بھی پختہ ٹرک بنجاوے تو سبحان اللہ۔ جدہ سے مکہ تک سبز گھاس اور پانی کا نام راستہ میں کہیں
نشان تک نہیں۔ ایسے راستے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ٹنڈے خشک پہاڑی کا راستہ ہے بعض
پہاڑوں پر کچھ عمارات بھی بنی ہوئی ہیں راستہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بیسیوں اونٹ مرے ہوئے
پڑے ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ برابر مکہ معظمہ تک چلا گیا ہے اول پڑاؤ پر پندرہ منٹ قیام ہوا۔ پانی وغیرہ
پیا دوسرے پڑاؤ پر تمام وہ اونٹ اور حجاج تھے جو قیام کئے ہوئے تھے جو کل شام جدہ سے چلے تھے۔ یہاں
ٹرک پال ادا لگا ہوا ہے جو کسی قدر آباد ہے یہاں سے آگے چلکر موٹر کے ٹیوب خراب ہوگئے۔ جو ٹھیک کرنے
میں زیادہ دیر لگی تیسرے پڑاؤ پر بھی موٹر خراب ہوگیا۔ یہاں پر زیادہ دیر لگی۔ ... ٹھنڈا پانی وغیرہ
پیا۔ اور یہاں ہی ظہر کی نماز ادا کی کچھ فاصلہ پر یہاں سے چلکر ہر دو جانب سفید ... راستہ پر ... حرم
ہے اب ہم شاہنشاہی دربار کے صحن خانہ میں قدم رکھتا ہے سر جھکائے عاجز و مسکین ... تکبیر کہتے
کانپتے توبہ استغفار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَحَرَمُ رَسُوْلِکَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ
وَعَظْمِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَائِکَ وَاَھْلِ
طَاعَتِکَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔ اب ہم کثرت سے تکبیر استغفار اور شوق ...
موٹر پہاڑوں میں گھومتا ہوا جا رہا ہے کہ ڈرائیور نے بتایا کہ سامنے جبل نور ہے۔ اسکے بعد ...
آواز دی اور کہا کہ اسکے نیچے حرم کعبۃ اللہ ہے اب ہمارا شوق اور بڑھنا شروع ہوا کہ تھوڑے وقفہ کے بعد
(عربی ...) کچھ عمارات نظر آئیں۔ وہاں پر ذیل کی دعا ہمنے پڑھی
پر سر اور آنکھوں کے بل چلنا زیبا ہے۔ بہتر ہے کہ یہاں غسل کر لیا جائے یا کم سے کم وضو ... میں پانی
ملتا ہے اس متبرک مقام کی حاضری کا ادب یہی ہے۔ اب چند منٹ کے بعد ہمارا موٹر شہر مکہ کے باہر پہنچ
گیا۔ اور ہمارے معلم کا آدمی ہم کو ملا کیونکہ جدہ سے روانگی کے وقت معلم کو بذریعہ تار اطلاع دیدی گئی تھی اُسنے
اپنے انتظام سے ہمارا تمام سامان موٹر سے اتروا دیا۔ سواری کو گاڑی بھی موجود تھی۔ مگر ہمنے پیدل چلنا مناسب
سمجھا اور دو قلیوں پر اسباب لاد کر معلم کے ایجنٹ کے ساتھ پیدل چل دیئے۔ تقریباً دو ڈیڑھ میل پیدل بازار

ہیں گذرتے ہوئے سید امین عاصم مرحوم کے مکان محلہ مسفلہ پر پہونچے یہاں پہونچکر تیسرا قدرت کا کرشمہ یہ نظر آیا۔ ہم تمام راستہ یہ خیال کرتے آرہے تھے کہ خدا جانے ہمارا کہاں قیام ہوگا۔ ہم تنہا کیا کریں گے۔ کہاں مکان تلاش کریں گے اور کسکو رفیق بناویں گے کیونکہ ہمارے پاس ایک دانہ کھانے کا ہے۔ نہ ایک برتن پکانے کا ہے۔ مگر جس وقت ہم یہاں پر پہونچے سب سے پہلے عبدالحی صاحب ہمارے عزیز اور قاضی النعمان حسین صاحب مراد آباد کے ہم کو ملے۔ ہم فوراً ہی ان دونوں کو چمٹ گئے۔ ہماری خواہش سے زیادہ ہماری تمنا پوری ہوتی گئی۔ گویا اپنے گھر میں آگئے۔ نو آدمیوں کی پارٹی یہاں ایک کمرہ میں قیام پذیر ہے۔ دسویں ہم بھی اس پارٹی میں شریک ہو گئے چند منٹ ٹھہر کر سید عقیل صاحب نواسہ سید امین عاصم صاحب معلم کے ایجنٹ کے ساتھ تازہ وضو کر کے حرم میں حاضر ہوئے طواف قدوم کیا مکہ معظمہ میں پہونچنے پر پہلے وقت کی پہلی مطوف کی طرف سے ہوتی ہے کعبۃ اللہ کی بابت ہماری کیا مجال ہے کہ ایک لفظ بھی لکھ سکیں یہاں کی شان شان خدائی ہے جسقدر تعریف اور برکات کا ذکر کیا جائے کم ہے۔ آج ہم اوس جگہ ہیں جو دنیا اسلام کا قبلہ و کعبہ ہے اور تمام عمر سے ہماری اسکی آرزو تھی حجر اسود کے ٹکڑوں کو جو گیارہ کی تعداد میں لگے ہوئے ہیں ہمنے بوسہ دیا اور خوب سیر ہو کر آب زمزم پیا۔ دو رکعت واجب تحیۃ الطواف نماز ادا کی۔ عصر کی نماز پڑھی اور دل کھولکر گریہ وزاری کے ساتھ دعا مانگی اور غالب کا یہ شعر زبان پر آگیا ؎

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

خدائے عز و جل کا شکریہ ادا کیا اور معلم کے ساتھ صفا مروہ دوڑے چونکہ یہ بھی مقام قبول دعا ہے یہاں بھی دل بھر کر سب کے واسطے دعا مانگی۔ حاجیوں کی خدمت کرنا اور مناسک حج ادا کرانا معلم اپنا حق سمجھتے ہیں اگر انسے یہ خدمت نہ لیجائے تو انکی ناگواری کا باعث ہوتا ہے۔ اسموقع پر کچھ سلوک کے بھی تمنی ہوتے ہیں۔ مجاورین بیت اللہ سمجھکر روپیہ دو روپیہ سے انکی خدمت کردینی چاہیے۔ بڑے سے بڑا مولوی بھی پہلی مرتبہ یہاں حاضر ہوکر معلموں کی اعانت کا محتاج ہوتا ہے۔ عوام کا تو پوچھنا کیا۔ دعائیں ہر شخص کو یاد کرنی مشکل ہیں۔ اور معلموں کا کام یہی ہے انکو سب حفظ ہوتی ہیں۔ اب مغرب کا وقت آگیا۔ حرم میں جاکر جماعت سے ہمنے نماز ادا کی۔ دنیا کے ہر حصہ کے لاکھوں آدمی جماعت میں ہیں۔ اسلامی شان کا عجیب بابرکت منظر ہے۔ آب زمزم پیا۔ عشاء کی نماز بھی حرم میں باجماعت پڑھی۔ پھر آب زمزم پیا اور دعا مانگی۔

۶ مئی سنہ ۲۸ء اب مکہ معظمہ ہماری پنجگانہ نمازیں حرم میں ہو رہی ہیں۔ صبح سات بجے ہم اپنے مرادآبادی دو رفیقوں کے ساتھ سید عبدالقادر صاحب شیبی کلید بردار خانہ کعبہ کے مکان پر انکے نام کا خط لیکر باب الصفا گئے سید صاحب موصوف نے جو اخلاق محمدی سے برتا اوسکی تعریف نہیں کیجا سکتی۔ خوش کن شربت سے تواضع کی۔ داخلہ خانہ کعبہ کی ہمنے خواہش ظاہر کی۔ نہایت خندہ پیشانی سے پرسوں کا وعدہ فرمایا بعدہ ہم حمیدیہ کی عالیشان عمارت میں دفتر خارجہ کے افسر فواد صاحب سے ملنے اور کونسل منشی کا خط دینے گئے معلوم ہوا کہ فواد صاحب جدہ گئے ہوئے ہیں اس ہفتہ واپس آجاوینگے۔ وہاں کے اہلکاروں نے ہمسے کہا کہ وہ اس خط کو جدہ ان کے پاس بھیجدیں یا ہم فواد صاحب سے ٹیلیفون کے ذریعہ ملاقات اور بات کرلیں۔ ہمنے انکار کردیا اور کہدیا کہ جب جدہ سے واپس آجائیں گے ہم آنسے ملیں گے۔ ہم نے اپنا پتہ نوٹ کرادیا اور لکھادیا کہ واپسی پر ہم کو اطلاع دیدیا۔ شام کو حاجی عبدالجبار صاحب کی دوکان پر گئے اور انسے ہمنے اپنے حوالہ کیے روپیہ کے متعلق ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب چاہو روپیہ لیلو۔ یکمشت یا تھوڑا تھوڑا ضرورتاً۔

۷ مئی سنہ ۲۸ء آج صبح مدرسہ صولتیہ کے سالانہ جلسہ میں ہم معہ اپنی پارٹی کے گئے۔ جسطرح پر تقسیم انعامات کے ہندوستان کے مدرسوں میں جلسے ہوتے ہیں وہی طرز عمل یہاں ہے۔ مگر سب کارروائی عربی زبان میں ہے ایک پنجابی مولوی صاحب مدرسہ نے اوس عربی کارروائی کا خلاصہ اردو میں بیان کیا۔ کیونکہ اس جلسہ میں ہندی احباب بھی شریک تھے۔ سب سے آخر میں ہمنے ایک اردو میں تقریر کی اور حاضرین سے مدرسہ کی امداد کے واسطے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے ایک مختصر ہدیہ مبلغ ... کا نوٹ اول ہمنے پیش کیا اسکے بعد اور صاحبان نے بھی چندہ دیا۔ طلباء کو کثرت سے کتب معہ سند انعامات میں دی گئیں۔ دوران جلسہ میں چاء پانی اور پرتقال کی نہایت بھٹائی شربت سے تواضع کی گئی۔ بعد مغرب حاجی احمد سعید خانصاحب سوداگر بازار گنج مرادآباد کے یہاں ہم نے دعوت کھائی۔ نہایت پرلطف صحبت رہی۔ اس دعوت میں مرادآباد کے آٹھ دس اصحاب تھے۔

۸ مئی سنہ ۲۸ء صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب پر ذیل کے مقامات اجابت دعا پر نہایت تضرع سے دعا مانگی اور ہر مقام پر دو دو نفل پڑھی۔ کیونکہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مقامات پر نماز ادا کی ہے میزاب رحمت کے نیچے خانہ کعبہ کے اندر آج داخلہ نصیب ہوئی۔ اور دین و دنیا کی مراد پوری ہوئی۔ پانچ دوگانہ نماز نفل ادا کی اور دیوار کو پکڑ کر اپنے دوستوں اور عزیزوں کے نام لیکر دعا مانگی عجب برکت ہے

مقام ابراہیم کے پاس حطیم کے اندر مستجاب کے پاس یعنی موجودہ خانہ کعبہ کے دروازہ کی پشت جو باب کعبہ کے سامنے۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔ قریب رکن عراقی کے جو درمیان حطیم اور دروازہ کے واقع ہے۔ حفرہ میں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی امامت کی جگہ کہلاتی ہے۔ یہ ایک گڑہا ہے **خانہ کعبہ** کے غسل کا پانی بھی اسی میں آ ملتا ہے۔ میزاب کے نیچے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان نزدیک رکن شامی کے اسطرح کہ باب عمرہ اسکی پشت ہو جانب رکن یمانی کے جو آدم علیہ السلام کا مصلے ہے۔ آج جمعہ کی نماز میں حکومت کے بھی بہت سے آدمی ہیں۔ کئی جنازے حرم میں آئے۔ مگر اسکا افسوس ہے کہ لاکھوں آدمی کی موجودگی میں دس آدمی بھی جنازہ کی نماز میں شامل نہیں ہوتے شہر بیہودہ خانوں سے **تمام مکہ معظمہ** اور حاجی بیمار ہوتے ہیں جو شہر میں گھومتی ہوئی جاتی ہے **مکہ مکرمہ** میں چند کتیں بھی ہیں۔ جو کھاری ہیں۔ کثرت سے یہاں کے معلمان کے ایجنٹ اور ملازمین کی بھی وہی حالت ہے جو **نجف اور کربلا** میں ہے حاجیوں کی کوئی عزت اور وقعت نہیں کرتا پیسہ کی طرف توجہ رہتی ہے۔ جاہل اور غریب حاجیوں کو تو مناسک حج بھی پوری طرح سے ادا کرنے نہیں دیتے۔ مگر بعض معلم اور ان کے ایجنٹ وغیرہ نہایت نیک دل اور اچھے بھی ہیں جن میں سے ایک سید **محمد عقیل صاحب** نواسہ سید امین عاصم صاحب مرحوم ہیں۔ اکثر دوکاندار زیادہ تر بد اخلاق اور معاملہ کے سخت پائے گئے۔

۱۹ مئی ۲۸ء شنبہ مولوی محمد شفیع صاحب سے حرم میں ملاقات کی جو ایک بزرگ شخص ہیں اور بہت سی باتیں مسائل کی انہوں نے ہمیں بتائیں۔ بازاروں سے کچھ تبرکات خرید کئے۔ کلید بردار **خانہ کعبہ** سے سہ پہر کو نیاز حاصل کیا۔ انہوں نے وہی اخلاق برتا۔ ہمنے ہندوستان کی بنی ہوئی چینی۔ مربہ۔ ایک گلاس چاندی چڑہا ہوا۔ اپنی تصویر اور نام کا کارڈ ہدیتہً پیش کیا۔ الحمد للہ بڑی مسرت سے انہوں نے قبول کر لیا سے کسی طرح نقد کچھ لینا پسند ہی نہیں کیا۔ خدا کی شان ہے کہ موٹریں اب **خانہ کعبہ** اور **حرم** کے سامنے گھومتی ہیں۔

۲۰ مئی ۲۸ء آج سہ پہر کو خدا کے فضل سے نہایت پر لطف ابر اٹھا اور خفیف باران رحمت کا نزول ہوا اور دن تک کی گرمی اور تپش کو سرد اور خوشگوار ہوا نے پر لطف کر دیا۔

۲۱ مئی ۲۸ء شنبہ آج بھی سہ پہر کو باران رحمت کا وہی پر لطف سین رہا۔ حرم شریف میں طواف اور حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت کسی شخص کے کمر سے دو ہزار اور سات سو چالیس اور پانچ روپیہ چالان اور جاپ جیب کترے کاٹ لئے ہزار افسوس۔

۲۲ مئی ۲۸ء شنبہ بعد نماز صبح جنت المعلیٰ گئے یہ ایک زمانہ قدیم کا دامن کوہ میں قبرستان ہے۔ اس شہر خموشاں کی

حصے ہیں۔ اب ابن سعود کی حکومت کے زمانہ میں ہر حصہ کھنڈر کی صورت میں ہے۔ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قبریں تھیں
اور ہیں۔ مگر اب کھدا ہوا پتھروں کا ڈھیر ہے۔ جو قابل زیارت مقامات تھے وہ بھی اب پتھروں کے ڈھیر بدل دیئے گئے
ہیں۔ سب سے آخر حصہ پر ایک دیوار کھینچکر دروازہ مقفل کر دیا گیا ہے تاکہ اس حالت میں بھی وہاں تک کوئی نہ جا سکے اور
اصلی حالت نہ دیکھ سکے مقام عبرت ہے مولوی رحمت اللہ صاحب و مولوی امداد اللہ صاحب
مہاجر مکہ کے مزارات بھی یہاں ہی ہیں۔ مگر لاپتہ یہ قبرستان اب قبرستان کی صورت میں نہیں ہے۔ بلکہ ایک بے ترتیب
کھدے ہوئے میدان کی صورت میں ہے۔ بعض حصوں کی قبریں تو ایسی حالت سے کھود دی گئی ہیں۔ کہ کھائی جیسی صورت نظر
آتی ہے۔ قبروں کا یہاں اب کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ یہاں قبریں تھیں اور ہیں آج بھی
سہ پہر کو کسی قدر ترشح ہوا۔ سہ پہر کو مصری اور جاوی حاجیوں میں سنگ اسود کو بوسہ دینے پر کچھ جھگڑا ہوا۔ پولیس
اور حکومت کے آدمیوں نے دخل دیا۔ مصریوں نے ڈنڈے سے خوب ان کی خبر لی۔ یہاں تک کہ خون خرابہ ہو گیا۔ اور
کئی زخمی ہوئے۔ شہر مکہ معظمہ کے چاروں طرف پہاڑیوں عمارت نے اوس کو سیاہ کر دیا ہے شیبی صاحب
کلید بردار سے نیاز حاصل کیا۔ انہوں نے ایک چاندی کا چھلہ تبرک عنایت کیا۔ اعلیٰ درجہ کی اخلاق اور خاطر تواضع
کا برتاؤ کیا جو وہ اختیار کر چکے ہیں۔

۲۳ مئی سنہ ۲۸ء بعد نماز صبح جبل ابو قبیس پر گئے۔ جہاں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ایک مسجد ہے۔ وہ مسجد بھی مقفل
پائی گئی۔ وہاں بھی کوئی حالات بتانے والا اور دکھانے والا نہیں ہے۔ اسی پہاڑ پر ایک موقع شق القمر کے معجزہ کا بھی
کہا جاتا ہے۔ جا بجا اس پہاڑ پر عمارات کا کھدا ہوا پتھروں کا ڈھیر ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ جن مقامات پر یہاں قابل
زیارت مکان تھے۔ جہاں کچھ لوگ نفل اور فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ اس بلند مقام سے کل مکہ معظمہ کا منظر نہایت خوشنما نظر آ رہا ہے
اور خاصکر حرم میں خانہ کعبہ کا طواف کرنے والوں کا سین نہایت پر لطف ہے۔ اس پہاڑ کے مقابل میں ایک نہایت
عالیشان ترکی کے زمانہ کی ایک عمارت ہے جس کے ایک حصہ کو برباد کر دیا گیا ہے۔ جس کے دیکھنے سے افسوس ہوتا ہے
شریف کے رہنے کا مکان بھی سامنے نظر آ رہا ہے۔ سہ پہر کو شدت سے پھر بارش ہوئی اور ایک جھال چھوٹے اولوں کی
بھی پڑی۔ حاجیوں نے خوب اولے چن کر کھائے اور خوشی منائی حرم میں میزاب رحمت کا پانی پینے اور لینے کو مجمع رہا
آج ڈاکٹر احسان اللہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے جدہ میں حاجیوں کی خدمت کیواسطے
مقرر ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ظفر علی خان صاحب اڈیٹر اخبار زمیندار لاہور بھی آئے ہوئے ہیں جو حکومت
کے مہمان ہیں مولانا فاخر صاحب الہ آبادی حافظ محمد حلیم صاحب سوداگر کانپور مولانا سلیمان

اشرف صاحب۔ خان بہادر سید زین الدین صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ اور پروفیسر حمید صاحب بھی آئے ہوئے ہیں غرضکہ تمام دنیائے اسلام کے نیک بندوں کا اجتماع بجلل مکہ معظمہ میں مجمع ہے آج خانہ کعبہ کو احرام بھی باندھا گیا ہے گویا ایک لٹھے یا خاصہ کا تھان غلاف خانہ کعبہ پر باہر کی جانب نیچے کے حصہ میں چاروں طرف لپیٹ دیا گیا ہے۔

۲۴ مئی ۱۹۲۸ء عصر کی نماز میں سلطان ابن سعود بھی حرم میں آئے اور مقام ابراہیم پر نماز ادا کی۔ دو بدوی سپاہی بندوق لئے ہوئے محافظت میں کھڑے رہے۔ سعودی فوج میں لڑکے اور بڈھے پتلے اور دبلے اور معمولی جسم کے لوگ عموماً ہیں۔ تن و توش کے جوان ہٹے کٹے دیکھنے میں بالکل نہیں آئے۔

۲۵ مئی ۱۹۲۸ء آج جمعہ کی نماز میں حرم میں بڑی کثرت ہے کیونکہ یہ آخری جمعہ ہے۔ سلطان ابن سعود اور اس کے صاحبزادے اور فوج بھی موجود تھی۔ بہت سے لوگوں کو سلطان کے دیکھنے کی آرزو تھی جو پوری ہوئی۔ حرم شریف سے روزانہ دو چار جیب کترے کا ٹھہ کترے پکڑے جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ وہی ہیں جو حج کرنے کے بہانہ سے آئے ہیں۔ یہ مذموم کام سندھی۔ پنجابی۔ جاوی اور مصری پٹھان کرتے ہیں۔ آج مکہ معظمہ کی سڑکوں پر سیکڑوں لاری موٹر موٹر کار اور ٹمٹم دوڑ رہی ہیں۔ بعض اوقات راستہ چلنا دشوار ہے چونکہ منیٰ جانے کے واسطے اونٹ بھی شغدف سے بھرے ہوئے برابر جا رہے ہیں۔ معلم لوگ حاجیوں کو خلاف سنت اپنی آسانی کی غرض سے منیٰ روانہ کر رہے ہیں اور اپنے بوجھ کو کم کر رہے ہیں تمام راستے۔ سڑکیں۔ گلی کوچے شغدف سے بھرے ہوئے ہیں اور حاجی اپنی ضرورتوں کے واسطے شقدفوں کو تیار کر رہے ہیں۔ تاکہ دھوپ اور لو سے محفوظ رہیں۔ مکہ معظمہ اور اسکے باہر اب کوئی جگہ بھی دیکھنے کے قابل نہیں رہی ہے کیونکہ تمام مقامات متبرکہ ابن سعود نے شہید کرا دیئے ہیں۔ نشان بھی کسی چیز کا باقی نہیں رکھا۔ صرف نام ہی نام باقی ہے کہ یہاں یہ مقام تھا اور یہاں یہ قبہ تھا۔ ہر جگہ شہید شدہ مقام کے پتھروں کا ڈھیر ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کہ معلم کا کوئی آدمی بھی کسی حاجی کو کسی مقام کا نام بتائے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ان مقامات کے شہید کرنے سے یہاں کے بدمعاش لوگوں کے افعال کا سد باب ہوگیا ہے اس حصہ ملک میں جو پہاڑ ہیں وہ سب منڈے جلے ہوئے اور سیاہ ہیں۔ یہ یہاں کی گرمی کا اثر ہے۔ تمام دوکاندار کل پرسوں سے منیٰ کو جا رہے ہیں۔ پانی کی قیمت روز بروز گراں ہو رہی ہے۔ بادل بھی برابر آ جا رہے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز یہاں مل رہی ہے گراں ضرور ہے۔ کیونکہ مانگ زیادہ ہے۔ آج ہم نے اور قاضی ایقان حسین صاحب نے طے کر لیا ہے کہ ہم دونوں بعد از حج مدینہ طیبہ۔ مصر۔ بیت المقدس اور دمشق وغیرہ ہوتے ہوئے بغداد اور بصرہ جاویں گے جدہ کی کونسل سے تصویر والا پاسپورٹ ملنے میں بڑی دقت ہے۔ ورنہ اور بھی چند اصحاب اس طرف سے جانے کو آمادہ ہیں منشی احسان اللہ صاحب نائب کونسلر سے ملکر قاضی صاحب کے

پاسپورٹ کے متعلق ہمنے کچھ طے کیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں ایک مخفوظ مقام پر لونڈیاں بھی فروخت کیجاتی ہیں مگر وہ جگہ مخدوش بتائی جاتی ہے۔ کیونکہ ہمارے قافلہ کے عبدالقادر صاحب زنگوفی اوسجگہ گئے تھے مگر گھبرا کر واپس چلے آئے۔

۲۶ - مئی سنہ ۲۸ء۔ رات گذشتہ کئی ہزار حاجی بھی مکہ معظمہ پہونچے ہیں۔ انھوں نے آتے ہی آب زمزم اور طواف خانہ کعبہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ ہندوستان والوں کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ خانہ کعبہ کے جس کونہ میں حجر اسود لگا ہوا ہے وہ تقریباً ہندوستان کے بالمقابل ہے اور اسی کے قریب داہنی جانب خانہ کعبہ کا دروازہ اور ملتزم اور وہ مقام ہے کہ جہاں حضرت جبرئیل نے امامت کی۔ اور اسی کے قریب مقام ابراہیم ہے اور یہاں ہی چاہ زمزم ہے۔

۲۷ مئی سنہ ۲۸ء آج کی ڈاک سے بغداد اور ہندوستان کے دس بارہ خط ہمکو ملکر احباب اور عزیزوں کے حالات معلوم ہوئے۔ حاجیوں کے قافلے منیٰ کو روانہ ہو رہے ہیں اور ہم بھی آج شب کو انشاء اللہ منیٰ کو روانہ ہوجائیں گے۔ حکومت کی طرف سے انتظامات اچھے بتائے جاتے ہیں۔ مگر ابھی تک حکومت کی طرف سے اس کا اعلان نہیں کیا گیا کہ منیٰ اور عرفات وغیرہ مناسک حج ادا کرنیکی غرض سے جانے آنے کا فی اونٹ کیا کرایہ ہوگا۔ یہ معلوم ہوا کہ بعد واپسی حج کرایہ کا اعلان کیا جائے گا۔ یہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ حکومت نے اسکو پہلے سے کیوں نہیں اعلان کیا۔ اس میں کیا مصلحت رکھی ہے۔ جب کرایہ کا اعلان کیا جائے گا اوسوقت ہم اوسپر کوئی رائے زنی کرسکیں گے۔

۲۸ - مئی سنہ ۲۸ء شب گذشتہ ہمارے دس گیارہ آدمیون کا قافلہ اونٹوں پر شقدف میں سوار ہو کر بعد مغرب منیٰ کو روانہ ہوگیا۔ وہاں ایک کمرہ لب سڑک چار گنی کو ہمنے تین دن کے لئے کرایہ پر لے لیا ہے۔ یہ صرف گرمی کے اثر سے بچنے کے لئے لے لیا گیا ہے۔ پورا دن وہاں گزرا۔ مسجد خیف حاجیوں سے بھری ہوئی ہے۔ تمام راستے اور مکانات بھی بھر گئے ہیں۔ ایک شفاخانہ بھی حکومت کی طرف سے ہے۔ اور مختلف حاجیوں کی طرف سے پانی کی سبیلیں لگی ہوئی ہیں۔ حکومت کی طرف سے بھی ایک سبیل لگی ہوئی ہے۔ ہم نے بھی ایک قافلہ کی طرف سے مشترکہ ایک سبیل لگائی ہے۔ منیٰ میں ایک بہت بڑا بازار لگا ہوا ہے۔ جس میں ہر چیز موجود ہے۔ مگر نہایت گران۔ پینے کا پانی پانچ چار آنہ کنستر مل رہا ہے۔ گرمی کی شدت لوگوں کو بیتاب کر رہی ہے۔ مختلف لوگوں نے منیٰ کے مختلف حصوں میں تو خانہ جیسے پکے کنوئیں بنا رکھے ہیں اور اسوقت کے آنے سے پہلے اُن کنوئں میں نہر زبیدہ

پانی لاکر بھر لیا ہے اور وہی فروخت ہو رہا ہے۔ نہر زبیدہ بھی یہاں سے ہوتی ہوئی مزدلفہ اور عرفات چلی گئی ہے۔ آج شب میں حاجیوں کے قافلے اونٹوں پیدل گدھوں اور گھوڑوں پر عرفات کے میدان کو روانہ ہو گئے ہیں۔

۲۹ مئی عرفات کا میدان حشر کے میدان کا نمونہ ہے۔ ہم بھی سحر میں یہاں پہونچ چکے ہیں۔ نفسی نفسی ہے۔ دھوپ کی تیزی اور گرمی کی شدت نے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے۔ کچھ حاجیوں نے خیمے کرایہ پر لیکر نصب کئے ہیں۔ کچھ شغدفوں میں بیٹھے ہوئے ہیں کچھ نے دھوپ سے بچنے کے لئے پردہ کی آڑ کر لی ہے۔ جبل رحمت کے سامنے عرفات کا میدان شغدفوں۔ اونٹوں۔ گدھوں۔ گھوڑوں شتربانوں اور ڈیرے خیمہ سے میلوں تک بھرا ہوا ہے۔ مسجد نمرہ میں خطبہ ہوا اور بعد نماز ظہر تمام حاجی مصروف دعا اور ذکر و اذکار ہو گئے۔ کیونکہ اسوقت سے غروب آفتاب تک نزول رحمت اور اجابت دعا کا وقت ہے جبل رحمت پر بے شمار تعداد حاجیوں کی تلے اوپر بیٹھی ہوئی ہے اور نزول رحمت کے انتظار میں مصروف دعا ہے وہ عجیب پرلطف نظارہ قابل دید ہے۔ یہاں بھی نہر زبیدہ حاجیوں کو سیراب کر رہی ہے۔ پانی کی قیمت دس بارہ آنہ کنستر تک ہو گئی۔

بعد عصر شدت سے آندھی آئی۔ بہت سے ڈیرے خیمے ہوا میں اڑ گئے۔ گرد و غبار نے نہایت پریشان رکھا اور سکون کے ساتھ عبادت بھی نہ کرنے دی۔ مگر ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس رحمت کی آندھی نے تمام حاجیوں کے گناہوں کو اڑا دیا۔ اور میدان عرفات کو نزول رحمت سے بھر دیا۔ آندھی ختم ہونے پر تمام حاجی اطمینان سے مصروف دعا ہو گئے۔ ہمیں یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ ہزارہا حاجی بعد عصر میدان عرفات سے روانہ ہو گئے حالانکہ قبل مغرب فوراً بعد غروب روانہ ہونا چاہئے زیادہ تعداد حاجیوں کی بعد مغرب ایکدم روانہ ہو گئی۔ اس روانگی کے بعد شب میں مزدلفہ تک وہ اژدہام تھا جس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ مزدلفہ میں پہونچکر مغرب اور عشا کی نماز یکجا پڑھی۔ شیطانوں کے مارنے کی کنکریاں یہاں ہی سے چنی گئیں۔ کھانے اور پینے اور ضروریات سے فارغ ہوکر پھر منی کو روانہ ہو گئے۔ بہت سے حاجیوں نے وہیں قیام کیا کیونکہ سنت طریقہ یہی ہے کہ رات بھر مزدلفہ میں رہکر صبح کو منی میں آئے۔ مگر بدوی جن کے اونٹ ہوتے ہیں اور معلم ایسا نہیں کرنے دیتے اونٹوں کو لیجاتے ہیں چنانچہ ہمارے قافلہ کے بھی کئی حاجی یہاں رہ گئے اور ان کے اونٹ چلے گئے انہوں پیدل منی پہونچنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ کیونکہ صبح کو بعد نماز اونٹوں کا ملنا ناممکن ہے۔ اس مقام پر چاروں طرف

پہاڑ کے نیچے ایک میلہ سا لگا ہوا ہے اور روشنی عجیب لطف دکھا رہی ہے۔

۳۰ مئی ۲۸ شنبہ ء منیٰ ہمارے دو تین ساتھی طلوع آفتاب پر مزدلفہ سے پیدل چلکر منیٰ پہونچ گئے۔ میں بعد اشراق سب سے پہلا کام ہمنے یہ کیا کہ بڑے جمرہ یعنی شیطان پر سات کنکریاں ماریں اور بسم اللہ اللہ اکبر الخ کہتے گئے۔ اسکے بعد سب حاجی ادھر مذبح کی طرف گئے۔ اونٹ۔ گائے۔ بکرا۔ دنبہ وغیرہ کی قربانیاں کیں۔ لاکھوں جانور اس موقع پر ذبح کیا ہوا لوٹ رہا ہے۔ گویا خون کی ندی بہ رہی ہے۔ اور جانور تڑپ رہے ہیں اور ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ گرمی نے بھی اس موقع پر اور شام تک انتہائی زور دکھایا۔ گرمی اور اوس منظر کی تاب نہ لا کر ہم اپنی قربانی ایک رفیق کی سپرد کر کے واپس چلے آئے۔ آج سے منیٰ میں ہماری پارٹی کی طرف سے مفت پانی کی سبیل لگائی گئی۔ اور اس موقع پر شدت گرمی کی وجہ سے صرف پانی ہی ضروریات زندگی میں ایک ضروری چیز ہے۔ بعد قربانی حلق یعنی حجامت کرائی اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر بھیجتے ہوئے تمام مناسک حج ادا ہونے پر احرام سے باہر ہوئے۔ آج شدت گرمی اور تیز لو نے بہت سے حاجیوں کو جاں بحق کر دیا۔ اگر کسی وقت ہم اپنے مکان کے دروازہ پر جو لب سڑک ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو حاجیوں کی لاش پر لاش جاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ جس منظر کی ہم تاب بھی نہیں لا سکتے۔ ہزارہا حاجی غریب مفلس فقیر اور مسکین بے خانماں آسمان کے سایہ کے نیچے دھوپ اور تپش میں بسر کر رہے ہیں۔ آج تین سو اسی حاجیوں کے انتقال کی اطلاع ہے۔ جس میں قریباً بہت زیادہ حصہ مذکورہ بالا حاجیوں کا ہے۔ حکومت کی طرف سے مریض حاجیوں وغیرہ کو شفاخانہ لانے کے واسطے موٹریں کام کر رہی ہیں۔ یہ انتظام حکومت کا قابل تعریف ہے۔ یہ تمام حاجیوں کی لاشیں مسجد خیف کے سامنے میدان میں جسمانی ملبوسات کے ساتھ لا کر اکٹھی کی جا رہی ہیں یہ ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ انکی نماز۔ کفن۔ دفن۔ کا کیا انتظام کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہمنے اوس موقع پر جانے اور دیکھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ نجدی۔ یمنی اور دیگر اس حصہ ملک کی جنگلی قوموں نے حاجیوں کے ساتھ جو سختی کا برتاؤ کیا وہ ضرور حکومت کی توجہ کے قابل ہے۔

۳۱ مئی ۲۸ شنبہ ء منیٰ میں آج بہت کثیر ازدہام ہے آج بھی قربانیاں ہو رہی ہیں۔ مگر قربانگاہ میں بدبو کی وجہ سے ایک منٹ بھی ٹھہرنا مشکل ہے۔ آج بھی اموات ہوئیں۔ مگر بہت کم۔ بعد عصر ہمنے تینوں شیطانوں کے سات سات کنکریاں ماریں اور وہیں سے ہماری پارٹی گاڑیاں کرایہ کر کے فی کس دو روپیہ کے حساب سے مکہ معظمہ حاضر ہوئی۔ اور قبل مغرب طواف الطہارت جو حج کا تیسرا فرض ہے ادا کیا۔

اور کُل پارٹی بعد مغرب پیدل منیٰ واپس ہو گئی۔

یکم جون ۲۸ء منیٰ۔ آج بھی پانی کی سبیلیں قایم ہیں۔ حاجیوں کی واپسی کئی دن سے جاری ہے۔ اور آج تو کوئی حد باقی نہیں رہی ہے۔ بعد ظہر بقیہ حاجیوں کی ایک دم روانگی ہونے سے نہایت پریشانی اور مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک قدم پیدل چلنا نہایت خطرہ کی بات ہے۔ اس موقع پر نہایت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ موتیں آج بھی ہوئیں مگر بہت کم۔ بعد عصر ہمارا قافلہ بھی پیدل روانہ ہو گیا۔ شغدفوں پر سامان لاد دیا اور جنگلی اونٹ والے بدوؤں کو سمجھا دیا کہ بڑے شیطان کے پاس کھڑے ہو جانا۔ وہاں ہی ہم سوار ہوں گے۔ بڑی مشکل سے تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں مار کر اونٹوں کا انتظار کیا۔ بہت دیر انتظار کرنیکے بعد ہمارے اونٹ سامنے آئے۔ اور بڑی مشکل سے اوس ہنگامۂ محشر میں اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ پھر بھی ہماری پارٹی کا ایک آدمی گم ہو گیا۔ اور اسکا اونٹ خالی واپس گیا۔ یہاں پہونچکر گم شدہ آدمی جو پیدل آیا تھا ملگیا۔

۲۔ جون ۲۸ء مکہ معظمہ صبح غسل کر کے ہم نے کپڑے بدلے **شیخ فواد حمزہ** سے ملنے عمارت حمیدیہ میں گئے وہاں پہونچکر معلوم ہوا کہ فواد حمزہ آج نہیں آویں گے ایک مسعودی سپاہی کو ساتھ لیکر ہم محلہ سیر سلیلہ ان کے مکان پر گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ حکومت کے مکان کو گئے ہیں۔ ہم انگریزی میں ایک رقعہ انکے نام کا لکھکر اُن کے مکان پر چھوڑ آئے۔ ہمیں آج یہ بھی معلوم ہوا کہ حکومت نے ایک کمیٹی میں یہ طے کر دیا ہے کہ فی اونٹ جو حج کے زمانہ میں عرفات وغیرہ گئے تھے چار انگریزی گنی لیا جاوے۔ جس میں ایک گنی شغدف کے کرایہ کی اور ایک گنی حکومت کا ٹیکس اور دو گنی میں اونٹ والے کا کرایہ اور معلم یا ایجنٹ کا حق۔ عام طور پر یہ کرایہ بہت زیادہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ اگر پیشتر سے اس کرایہ کا اعلان کر دیا جاتا تو ہزارہا آدمی پیدل جاتے یا آگے اور گاڑی میں جاتے۔ اونٹ پر اتنا کرایہ دیکھ ہرگز نہ جاتے۔ مگر جب حج کا موقع ختم ہو گیا تو حکومت اعلان کرتی ہے۔ یہ کیا اصول ہے۔ اب سب مجبور ہیں۔ کیونکہ حکومت کا حکم ہے۔ اکیس ریال یعنی چھبیس روپیہ دو آنہ۔ ریال برابر ایک روپیہ چھ آنہ کے۔ یہاں سے جدہ تک ایک اونٹ کا کرایہ بھی واپسی بلا شغدف مقرر ہو گیا ہے۔ ابھی مدینہ جانے کے واسطے اونٹ اور موٹر کا کرایہ مقرر نہیں ہوا ہے۔ یہاں ہر معاملہ میں گنی کی ہی بات چیت کیجاتی ہے۔ روپیہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ کئی دن سے آب زمزم پر نجدی حبشیوں کا قبضہ ہی جسکی وجہ سے در زمزم بند کر دیا گیا ہے۔ دن رات میں چند گھنٹوں کے واسطے کھولا جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کسی قسم کی تکلیف

یا دبا ہمینوں پیشتر سے دوران حج مین اوراب تک نہیں ہوئی۔ لاکھوں کی تعداد مین قدرتاً جسقدر اموات
ہونا چاہیئے تھیں وہ ہوئین اور شدت گرمی اور بے احتیاطی کی وجہ سی کچھ زیادہ ہوئین۔ صرف جہازوں کے
ذریعہ سے اس مرتبہ کل ایک لاکھ سات ہزار حاجی آئے۔ سال گذشتہ مین ایک لاکھ چھبیس ہزار حاجی آئے
تھے۔ نجد ہی۔ یمنی۔ مدینہ منورہ اور دیگر خشکی کے راستوں سے جو حاجی آئے ہین انکی تعداد ڈھائی تین لاکھ
کہی جاتی ہی۔ ۱۰۔ ذی الحجہ سے خانہ کعبہ پر نیا غلاف چڑھایا گیا ہے۔ جبارہ تاریخ تک برابر ٹھیک کیا جا رہا ہی
یہ غلاف سیاہ ساٹن پر سیاہ ریشم سی کلمہ طیبہ کی بناوٹ کے ساتھ بنارس کے کاریگروں نے وماہ میں
یہیں تیار کیا ہی۔ مگر کمربند اور صدر دروازہ کا پردہ جو زردوزی ہی وہ دہلی سے تیار ہوکر چند صاحبوں کے ساتھ
آیا ہے۔ آج ہمیں اطلاع ملی کہ کئی روز ہوئے کہ حطیم مین جو خانہ کعبہ کا ہی حصّہ ہے کسی بدقسمت نے پاخانہ کپڑے
میں لپیٹ کر ڈالدیا۔

۳۔ جون ۲۸ء۔ آج بعد عصر قاری عبد اللطیف صاحب کے یہاں ناشتہ کیا
چاء پی۔ اسکے بعد شیبی صاحب کلید بردار سے ملاقات کی۔ اور بعد نماز مغرب شیخ فواد حمزہ افسر محکمہ
خارجہ نے ملاقات کا وقت دیا تھا۔ اُن سے ان کے مکان پر جاکر ملاقات کی۔ کونسل دمشق کا خط اُن کو دیا
اور سلطان ابن سعود سے ملاقات کے متعلق گفتگو کی۔
تمام مراتب طے کئے اور پرسوں صبح ۵۔ جون کو انہوں نے کہا کہ سلطان سے جاکر ملو۔ یہ بھی کہا کہ مین کل
پرائیوٹ سکریٹری کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیدونگا۔ اور ایک خط تعارفی ہمیں بھی لکھکر دیدیا۔ نہایت
اخلاق سی بہت دیر تک ہمارے کہنے پر پرائیوٹ کمرہ مین آکر گفتگو کی۔

۴۔ جون ۲۸ء۔ آج بعد نماز صبح ہمدی پاسٹی کے چند صاحب عمرہ لینے گئے اور پیدل
گئے آئے۔ مگر ہم سواری مین گئے۔ ایک روپیہ کرایہ دیا۔ واپس آکر طواف کیا۔ نفل پڑھے۔ اور صفا
مروہ کی دوڑکی اور حجام سے سر حلق کرایا اور احرام کھولدیا۔ آج بھی بڑی کثرت سے جدہ کو حاجیونکی روانگی
جاری ہے۔

۵۔ جون ۲۸ء۔ آج صبح ہم سلطان ابن سعود سے ملنے حکومت کے مکان پر جو جنت المعلی
سے بھی آگے ہے گئے۔ سلطان کے پرائیوٹ سکریٹری شیخ ابراہیم معمر کو اپنا کارڈ اور وہ چٹھی بھیجی جو شیخ
فواد حمزہ نے تعارف کی ہم کو دی تھی۔ ہمنے دیکھا کہ فوجی اور جنگلی قبیلوں کے افسر تمام حکومت کے مکان

میں بھرے ہوئے ہیں جو پانچ پانچ سات سات کی تعداد میں سلطان کے پاس جا رہے ہیں تقریب قریب دوپہر کے ہم بھی بلائے گئے اور چند صاحب بھی پہلے ہم سے جا چکے تھے۔ سلطان سے بقاعدہ اسلام ہمنے سلام علیک کی مصافحہ کیا اور ایک ڈبیہ مرادآبادی صنعت کا بہترین نمونہ الکٹرو ویلڈنگ مینا کار سلطان کو پیش کی اوران کو ہمنے بتایا کہ یہ ہمارے شہر مرادآباد کی صنعت کا ایک نمونہ ہے بغداد کا ایک اخبار الاخلاق جس میں ہماری بابتہ ایک نوٹ چھپا ہوا تھا وہ بھی پیش کیا۔ دونوں چیزیں انہوں نے لیکر ہمسے بیٹھنے کو اشارہ کیا۔ ہم قریب میں ایک سوفہ پر بیٹھ گئے۔ قہوہ ہم کو پیش کیا گیا۔ ہمنے پیا نہیں۔ پیالی منہ کو لگاکر چھوڑ دیا۔ پیالی واپس لیتے وقت خادم نے ہمکو حیرت سے دیکھا کہ جیسے پیالی میں وہ قہوہ دیکیا تھا ویسے ہی وہ واپس لے گیا۔ ہمنے اپنی اردو زبان میں کچھ کہا۔ سلطان غالباً اسکو بالکل نہیں سمجھے۔ انہوں نے ہمسے کہا کہ چیف سکرٹری کے پاس ہم جا دیں۔ چنانچہ فوراً چیف سکرٹری ہم کو واپس لے آئے۔ سلطان نے کوئی ترجمان نہیں بلایا۔ اسی دوران ملاقات کے موقع پر ایک شخص نے شیبی یعنی خانہ کعبہ کا کلید بردار ہونیکے متعلق کچھ اپنے حقوق جتانا چاہی۔ سلطان نے اسکو دو خادم بلا کر نکلوا دیا۔ چیف سکرٹری نے باہر آکر ہمسے دریافت کیا کہ جو کچھ آپ سلطان سے کہنا چاہتے ہیں وہ آپ ہمیں لکھوا دیں۔ چنانچہ محمد معنی مترجم بلوائے گئے انہوں نے ذیل کا ہمارا مطلب عربی میں لکھ لیا۔ یہ انگریزی بھی جانتے ہیں علیگڈھ میں کچھ تعلیم حاصل کی ہے ہمارا بیان یہ ہے جو ہمنے لکھوایا۔

"جب سے سلطان نے حجاز کی حکومت اختیار کی ہے۔ ہمارا خیال آپسے ملنے کا تھا۔ اس مرتبہ حج کی غرض سے یہاں حاضری کا موقع ملا اور سلطان سے ملنے کی آرزو بھی پوری ہوگئی۔ جدہ اور مکہ اور یہاں کے انتظامی حالات ہمنے دیکھے مدینہ منورہ بھی جاکر ہم کو دیکھنا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم طائف بھی جاکر دیکھیں۔ اس صورت میں کل حجاز دیکھکر ہم کوئی رائے قایم کرسکیں گے۔ طائف اور مدینہ طیبہ جانے کے متعلق اگر حکومت ہم کو کوئی مدد دے تو ہمکو ان مقامات پر جانے میں سہولت ہوگی۔ بدوی قوم جو ہمیشہ سے لوٹ مار کی عادی تھی ہمنے دیکھا کہ حکومت نے انپر وہ دبدبہ قایم کیا ہے کہ تمام سے کانپتی ہے۔ راستے نہایت پرامن ہوگئے ہیں۔ حکومت اگر پسند کرے تو چند اہم امور ہم اپنے اخبار میں لکھیں اور سلطان انپر توجہ فرمائیں۔ ہم اپنے اخبار کی ایک کاپی بھی سلطان کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ باقاعدہ تحریری اجازت ہمکو دیں۔ ہمارا اخبار ۴۳ سال سے مرادآباد میں جاری ہے۔"

اس کے بعد سرکاری موٹر کار میں ہم اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔

۶۔ جون ۲۶ء۔ عبدالقادر شیبی صاحب سے جو تبرکات آب غسل خانہ کعبہ، غلاف اور زمزم بھی ہم لائے تھے وہ چار حصوں میں تقسیم کر دی۔ سہ پہر کو ایک شخص کو ساتھ لیکر ہم معہ اپنی دو ساتھیوں کے مسجد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور مکان حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دیکھنے گئے۔ اسکو بھی شہید کر دیا گیا ہے اور دروازے بند کر دیئے ہیں۔ یہانتک کہ اندر کے حصہ کا کوئی اندازہ نگاہ بھی نہیں کر سکتی مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ دیکھکر نہایت افسوس ہوا کہ یہ مقامات صرف خالی زمین ہیں۔ عمارت کا کوئی نشان تک نہیں۔ بکریوں کی مینگنیاں اور شغف اس حصہ زمین کو گھیرے ہوئے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جہاں چکی تھی وہ بھی افتادہ زمین ہے۔ اور کوئی نشان کسی قسم کا باقی نہیں۔ چکی بھی کسی صاحب نے لیجا کر چھپا دی ہے۔ جس مسجد میں ہمارے حضرت کفار کے خوف سے چھپ کر نماز پڑھتے تھے وہ صفا پہاڑی کے اوپر ہے اور وہاں ایک چاہ وغیرہ کی دوکان ہے۔

۷۔ جون ۲۸ء۔ آج مغرب کی نماز سلطان نے حرم میں پڑھی۔ اور طواف بھی کیا۔ اسوقت محلہ جیاد میں جہاں کہ غلاف کعبہ تیار ہوتا ہے۔ اس مکان میں تقریباً پچاس ہندوستانی اصحاب حکومت کی مہمانی کے دائرہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جس میں ظفر علیخان صاحب اڈیٹر زمیندار لاہور۔ مولوی عبدالقادر صاحب قصوری مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی وغیرہ بھی ہیں مدینہ منورہ اور جدہ کو بڑی کثرت سے قافلے جا رہے ہیں۔ جدہ میں کسی قدر بیماری کی بھی خبر ہے۔

۸۔ جون ۲۸ء۔ آج جمعہ کی نماز میں بھی سلطان حرم میں شریک ہیں۔ فوجی سپاہی باڈی گارڈ بھی ہے حرم نمازیوں سے بھرا ہوا ہے۔ مگر پھر بھی بہت خالی ہے۔

۹۔ جون ۲۸ء۔ جب سے ہم یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ اکثر ایک وقت کھانا کھاتے ہیں تاکہ طبیعت اچھی رہے اور گرمی کی شدت بھی اجازت نہیں دیتی۔

۱۰۔ جون ۲۸ء دارالعسوہ جو سرکاری بارک نما عمارت ہے وہاں جا کر مولوی ظفر علیخان صاحب اڈیٹر زمیندار لاہور سے ملے اُن کے ساتھ اور بھی چند صاحب ہیں۔ سرکاری مہمان کئی مقاموں میں مقیم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض مہمانوں کو رخصت کے وقت عطیات و انعامات بھی حکومت دیتی ہے۔

۱۱ جون سنہ ۲۸ء۔ بعد نماز مغرب حرم میں ہز اگزالٹیڈ ہائینس میر عثمان علیخان صاحب بہادر والی دکن کے واسطے خاص مقاصد کی کامیابی کے لئے عربی اور اردو میں دعا مانگی گئی۔

۱۲ جون سنہ ۲۸ء۔ شب گزشتہ کو اطلاع پہونچی کہ نجد میں سلطان عبدالعزیز کے والد عبدالرحمن کا انتقال ہوگیا۔ ایک سو بیس برس کی عمر تھی۔ کثرت سے لوگ تعزیت کو سلطان کے پاس جا رہے ہیں۔

۱۳ جون سنہ ۲۸ء۔ آج کوئی خاص بات قابل دید نہیں ہوئی اونٹوں کے قافلے اسباب کے جدہ کو اور حاجیوں کے مدینہ منورہ اور جدہ کو جا رہے ہیں۔

۱۴ جون سنہ ۲۸ء۔ عصر کے وقت ایک چور کا جس نے خانہ کعبہ کے طواف میں گرہ کاٹی تھی۔ شفاخانہ میں بلا بیہوش کئے ہوئے پہنچے سے ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ تا علاج شفاخانہ میں رکھا گیا ہے۔ مغرب کے وقت سلطان نے حرم میں نماز پڑھی۔ طواف کیا حجر اسود محفوظ کر دیا گیا ہے۔ طواف بھی روک دیا گیا ہے۔ یہ بات ہمیں پسند نہیں آئی خانہ خدا اور حرم سب مسلمانوں کے لئے یکساں ہے سلطان اور فقیر کے درمیان میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔

۱۵ جون سنہ ۲۸ء۔ سلطان آج بھی جمعہ کی نماز میں شریک ہوئے فوج باڈی گارڈ اور پولیس موجود رہے۔ بعد نماز جمعہ کے سامنے سلطان کے دیدار کی غرض سے حاجی جمع ہو گئے۔ مگر سلطان موٹر میں سوار ہو کر شہر سے باہر حکومت کے مکانوں میں چلے گئے۔ تمام شائقین مایوس واپس آئے۔

۱۶ جون سنہ ۲۸ء۔ مغرب کی نماز کے وقت ایک حبشی خادم حرم نے ایک مصری شخص کے بید مارا۔ چند مصریوں نے اوس غلام کو پکڑ کر خوب پیٹا۔ اور پکڑ کر شیخ الحرم کے پاس لے گئے اور کل واقعہ بیان کیا شیخ الحرم نے کہا کہ یہ سلطان کا خاص خادم ہے اسکو چھ ماہ کی قید ہو جاوے گی معاف کر دو چنانچہ مصریوں نے معاف کر دیا۔ قصہ فرو گزاشت ہوا۔

۱۷ جون سنہ ۲۸ء۔ آج صبح کی نماز کے وقت ایک حاجی نے یا رسول اللہ کہا۔ پاس ایک نجدی سپاہی نے اسکو خوب پیٹا۔ اسپر ہنگامہ مچ گیا۔ نجدیوں کے نزدیک یا رسول اللہ کہنا جرم ہے۔

۱۸ جون سنہ ۲۸ء۔ صبح حرم میں مکہ کے علماء کا بمکان سلطان ایک جلسہ ہوا۔ حرم کے تمام دروازوں پر مسلح فوج کا پہرہ ہے۔ مقاصد جلسہ معلوم نہیں ہوئے۔ عصر کے وقت بھی ایک شخص نے حرم

ہیں یا رسول اللہ کہا۔ نجدی اسکو پیٹتے پکڑ کر حمیدیہ لے گئے جو **ملک فیصل** کا اجلاس اور دفتری

۱۹ جون ۲۸ء ہماری پارٹی کے چھ آدمی کل مدینہ روانہ ہو گئے۔ ہم چار آدمی مراد آباد کے

مدینہ طیبہ جانے کا انتظام کر رہے ہیں تیرہ گنی فی کس مدینہ آنے جانے کا کرایہ بذریعہ موٹر ادا کر دیا گیا

ہے۔ آج یہ بھی ایک خبر ہمنے سنی کہ کل دو بدوؤں کے ہاتھ اور ایک پیر کاٹا جاوے گا۔ انہوں نے

مدینہ کے راستہ میں حاجیوں کو لوٹا ہے۔

۲۰ جون ۲۸ء اطلاع ملی ہی کہ مولوی **مشتاق احمد** صاحب دہلوی اور اہلحدیث نجدی

علماء میں کچھ بحث حرم میں چھڑ گئی **نجدی علماء** کو کچھ ناگوار ہوا۔ انہوں نے حکومت سے جا کر کچھ شکایت کی

حکومت نے کسی عہدہ دار کو مولوی صاحب دہلوی کے مکان پر بھیجکر ان کو گرفتار کرالیا۔ آج دو **بوہرہ** قوم

کے حاجی **مقام ابراہیم** پر ہاتھ لگا کر سینے پر مل رہے تھے۔ نجدیوں نے خوب انکو پیٹا اور پکڑ کر حکومت میں

لے گئے جہاں وہ چھوڑ دیئے گئے۔

۲۱ جون ۲۸ء حرم میں جا کر نماز پڑھی اور کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

۲۲ جون ۲۸ء آج سلطان جمعہ کی نماز پڑھنے حرم میں آئے ہیں۔ ہمارا سامان آج **جدہ**

اونٹ پر جا رہا ہے۔ ہمنے اپنے رفیق سفر قاضی **ایقان حسین** صاحب کے واسطے جو **مصر بیت المقدس**

شام اور **عراق** وغیرہ کے پاسپورٹ کی کوشش کی تھی۔ اسکی اطلاع آگئی۔ پاسپورٹ مل جاوے گا۔ خدا کامیاب کرے

۲۳ جون ۲۸ء آج شب کے ۲ بجے حرم میں حاضر ہوئے کیا بابرکت وقت ہے۔ خدا کا فضل

اور برس رہا ہے۔ طواف میں بھی معدودے اصحاب ہیں **حجر اسود** کو بھی بوسہ دینے کا اطمینانی موقع ہے۔ اول دو

طواف میں ہر شوط یعنی پھیرے پر ہمنے بھی حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور رکن یمانی کو بھی ہر دفعہ ہاتھ سے مس کیا

واجب الطواف نماز ادا کی۔ ساڑھے تین بجے صبح کی اذان ہوئی۔ اور تھوڑے وقفہ کے بعد نماز باجماعت

اول صف میں پڑھی اسکے بعد حاجی **عبد الرزاق** صاحب معلم کے ایجنٹ گئے۔ ان کے ساتھ طواف الوداع کیا

پھر واجب الطواف نماز پڑھکر جن جن **مقامات** پر دعا مانگنے اور نماز نفل پڑھنے کی ضرورت تھی اسکو پورا کیا۔

خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے الٹے پاؤں **باب الوداع** تک واپس آئے اور راستہ میں بھی دعا اور رخصت پڑھتی

گئے حرم کے صحن ہی باہر آکر پھر دعا مانگی اور حسرت و یاس کے ساتھ خانہ کعبہ سے رخصت ہو کر قیامگاہ پر واپس

گئے۔ درمیان ۹-۱۰ بجے صبح کے مولانا **محمد سلیم** صاحب خلف مولانا **محمد سعید صاحب** مہتمم

مدرسہ صولتیہ اور رجسٹرار صاحب مدرسہ ہمسے رخصتی ملاقات کی غرض سے تشریف لائے۔ ہمارے دو رفیق سفر نے مدینہ آنے جانے کا موٹر سے کرایہ بارہ گنی طے کیا۔ اور ہم دو نے صرف ایک طرف جانے کا موٹر کا کرایہ ساڑھے چھ گنی طے کیا کیونکہ ہمیں مدینہ منورہ زیادہ قیام کرنا ہے۔ اور موٹر کی واپسی کا پابند ہونا پسند نہیں کیا۔ معلم کے ۵ عہ فی کس دلائے تین روپیہ فی کس زمزمی کے ادا کیے اور اپنی طرف سے معلم صاحب کو کچھ پیش کیا۔ ایجنٹوں کو بھی حسب توفیق انعام دیا۔ ہمارے دو رفیق سفر بعد عصر روانہ ہوگئے۔ قریب مغرب ہم دونوں کے واسطے موٹر آئی۔ ہم روانہ ہوئے۔ مگر مکہ معظمہ سے نکلنے تک قریباً پانچ جگہ موٹر روکی گئی۔ غرضکہ ۹۔۱۰ بجے شب کے موٹر باقاعدہ روانہ ہوئے۔ نصف شب کو حدہ میں موٹر ٹھہر گیا جس سے شب وہاں موٹر ہی میں گذارنا پڑی۔

۲۴ جون ۲۸ء سنہ۔ حدہ۔ صبح کو حدہ سے روانہ ہو کر قریب ۹ بجے کے ہم جدہ پہونچے اور اپنے دونوں رفیق سفر سے جا کر مل گئے۔ اپنے وکیل سے ملے۔ اور ڈاک خانہ میں اپنی ڈاک کے متعلق نوٹس دیا۔ اسکے بعد منشی احسان اللہ صاحب نایب برٹش کونسل سے ملکر قاضی صاحب کے پاسپورٹ مصر و شام وغیرہ کے متعلق ان کو فوٹو دیا اور بات چیت طے کی۔ واپسی پر ایک روپیہ چار آنہ کا ایک تربوز بازار سے لیا شکر۔ برف سے خوب سیر ہو کر تربوز کھایا اور اسکا شربت پیا۔ مغرب کے قریب سلام کمپنی کے موٹر روانہ ہوئے۔ ہم چاروں بھی روانہ ہوگئے شہر سے نکلتے نکلتے حکومت کے ۲ دو تین مقاموں پر موٹریں ٹھہریں۔ دیکھ بھال ہوئی۔ شہر سے باہر پیٹرول پانی وغیرہ لیکر روانگی ہوئی۔ سمندر کا کنارہ ایک سمت میں ہے اور جہاز اور کشتیاں اور سبزہ لطف دے رہے ہیں راستہ میں نماز مغرب ادا کی قریب ۱۲ بجے شب کے اول منزل قدیمہ پر موٹروں کا قافلہ ٹھہرا۔ نماز عشا ادا کی اور کچھ کھایا پیا۔ اور ریتہ پر کھلے میدان میں فرش بچھا کر صبح تک نہایت مسرت کے ساتھ آرام کیا۔ رات نہایت ٹھنڈی اور چاندنی کھلی ہوئی ہے۔

۲۵ جون ۲۸ء سنہ۔ صبح کی نماز کے بعد یکے بعد دیگرے موٹروں کا قافلہ روانہ ہوگیا قریب دس بجے مقام مستورہ پر پہونچے۔ یہاں چھ دوکانیں اور پھوس اور چٹائی کی جھونپڑیاں ہیں اور یہ نام اس مقام کا ہمارے حضرت نبی کریم صلعم نے رکھا ہے۔ اس موقعہ پر کفار سے لڑائی ہو رہی تھی آنحضرت نماز میں مصروف ہوگئے۔ ایک عورت نے آپ کے دوران نماز میں کفار کا مقابلہ کیا اور شہید ہوگئی۔ بعد فراغ نماز حضور نے دیکھا کہ اس مقام کی ایک عورت کفار کے مقابلہ میں شہید ہوگئی ہے اور کچھ زیادہ حال معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ نے اس مقام

کا نام مستورہ رکھدیا اوس شہید عورت کی قبر بھی یہاں ہے۔ چند منٹ یہاں ٹھہر کر بعد ۱۱ بجے کے رابق پہونچے یہ اچھا قصبہ ہے مکانات بازار سب ہیں۔ بدوی عورتیں سمندری پیداوار کی عجیب و غریب چیزیں فروخت کر رہی ہیں۔ اور نہایت ارزان ہے ہمنے بھی بعض چیزیں قلیل مقدار میں خرید کیں چائے پی تربوز۔ خربزہ۔ کھجوریں خرید کر کھائیں اور تھوڑا آرام لینے کے بعد روانہ ہوگئے قریب ۲ بجے کے بیر احسانی پڑاؤ پر قیام کیا۔ اسوقت دھوپ۔ تپش اور لو کی تیزی ناقابل برداشت ہے۔ ایک قہوہ خانہ کے اندر امن ملی۔ دنبہ کا گوشت لیکر پکوایا روٹی ساتھ تھی۔ خوب سیر ہوکر کھایا۔ ۵ بجے یہاں سے روانہ ہوکر ۹ بجے شام کو سفیہ پہاڑ پر ٹھہرے۔ یہاں بھی چند جھونپڑوں کی دوکانیں اور مکانات ہیں۔ پانی ٹھنڈا ہونیکی وجہ سے خوب سیر ہوکر پیا۔ یہاں سے تھوڑے وقفہ کے بعد روانہ ہوکر مقام مسجد پر پہونچے۔ یہ بھی ایک بڑا ڈپہ ہے حکومت کے آدمی اور مکان یہاں ہیں شبکو یہاں آرام کیا۔ اس مقام پر دونوں جانب کی آنے جانے والی بیسیوں موٹریں جمع ہوگئیں۔ کھلے رتیلے میدان میں راحت سے شب گذاری۔

۲۶۔ جون ۲۸ء ۔ داخلہ مدینہ طیبہ بعد نماز صبح یہاں سے روانہ ہوکر **بیر درویش** پر چند منٹ قیام ہوا۔ یہاں کا سرد پانی پیکر ایسی طبیعت خوش ہوئی کہ جسکا اظہار ناممکن ہے۔ پانی کیا تھا آب کوثر تھا۔ اب مدینہ طیبہ قریب ہے اور آتش شوق بیتاب کئے ہوئے ہے چند منٹ کے قیام کے بعد یہاں سے بھی روانہ ہوگئے قریب ۸ بجے صبح کے خدا کے فضل و کرم سے **مدینہ منورہ** کے ریلوے اسٹیشن دروازے شہر پر پہونچے اس حصہ مبارک میں سبزہ زار بھی دلکو مسرور اور آنکھوں کو سرور پہونچا رہا تھا شہر مدینہ منورہ کے دروازہ کے اندر داخل ہوئے اور موٹر سے اُترے **معلمین** اور ان کے ایجنٹوں نے مقام دریافت کیا۔ اور ہر ایک معلم نے اپنے اپنے ضلع کے حجاج لیلئے۔ اس مقدس زمین پر پہونچکر دل کی عجیب کیفیت ہے۔ گنبد خضرا اور مسجد حرم کے مینار اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تمام عمر کی مشتاق آنکھیں اوس متبرک اور مقدس روضہ کے دیدار کا لطف اٹھا رہی ہیں۔ ایک گاڑی میں اسباب روانہ کردیا گیا اور حرم محترم کے قریب بازار میں اسباب اُتار دیا گیا۔ وہاں سے ہمارے دو رفیق قیام کے لیئے مکان دیکھنے گئے۔ اور ایک مکان باب جبرئیل کے قریب لے کر اسباب اٹھالیا اور مکان میں پہونچکر معلم کے ساتھ حمام میں جاکر غسل کیا۔ حمام نہایت نفیس عالیشان پتھر کی عمارت کا ہے کھیسے سے ملوا کر غسل کرنے کی فیس ۳ عہ ہے خود نہانے کی فیس ۱۰ ر ہے غسل کی تمام ضروریات مہیا ہیں۔ یہاں سے کپڑے بدلکر اور خوشبو لگا کر باادب باب جبرئیل سے روضہ مقدسہ اور حرم میں حاضر ہوئے

آج ہمنے اپنا وہ کرتہ پہنا کہ جو سنہ ۲۰ء میں ہمنے مخصوص اس غرض کے لئے نہایت مکلف بیل اور بانکڑی
لگوا کر پنڈلیوں تک سلوایا تھا۔ اور اسکا ملا گیری رنگوایا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ جب مدینہ منورہ روضہ
مبارکہ پر حاضر ہونگے تو پہلے اسی کرتہ کو پہن کر سلام کیلئے پہنچ جائیں گے۔ مگر بدقسمتی سے سنہ ۲۰ء میں ہمارا سفر
نامکمل رہا اکبر نامی جہاز جس میں ہم جا رہے تھے آگ لگ جانے کی وجہ سے بمبئی لوٹ آیا تھا۔ آج
ہمیں اس کرتہ کے استعمال کا موقع ملا اور ہماری مراد پوری ہوئی۔ اس سرزمین پر حرم اور روضہ مقدسہ
جو انوار الٰہی ذرات برستے ہیں۔ اسکی تعریف کرنا ہمارے حد امکان سے باہر ہے۔ روضہ مطہرہ کے پہلو
میں خلیفہ اول **حضرت ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت **عمر ابن الخطاب**
رضی اللہ عنہ کے مزارات ایک ہی قبہ کے اندر ہیں۔ روضہ مبارک کی جالی پر اور چہروکہ نیز ہر طرف
دو دو سعودی جنگی پہرہ دار متعین ہیں" کوئی حاجی نہ جالی کو چھو سکتا ہے نہ بوسہ دے سکتا ہے نہ سر
لگا کر چہروکہ سے جھانک سکتا ہے۔ معلم نے جہاں جہاں ضرورت تھی سلام پڑھایا۔ ظہر کی نماز ۲ بجے
حرم میں ادا کی۔ دعا مانگی اور قیام گاہ پر واپس آ گئے۔ سوائے نماز عشاء کے چاروں وقت بعد
نماز سلام پڑھایا جاتا ہے۔ اسی جالی اور قبہ کے اندر ایک سمت میں **حضرت فاطمہ** رضی اللہ عنہا
کا حجرہ بھی بنا ہوا ہے۔ یہاں کا سرد اور مزے دار پانی بہشت بریں کی ایک نعمت ہی نہر زرقہ
یہاں جاری ہے۔ جا بجا نل لگے ہوئے ہیں۔ **شہر مدینہ** کی رونق حرم محترم کی عظمت و بابرکت
شان دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ ہم کیا اور ہماری زبان و قلم کیا جو ثنا و صفت کر سکے۔ بقول کیکہ تمام
سمندر روشنائی بنجائے اور تمام درخت قلم بنجائیں تب بھی یہاں کی تعریف احاطہ امکان سے باہر
ہے۔ یہ حبیب خدا کا مکان ہی جسکی خاطر باریتعالے نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اور اپنے حبیب کو وہ رتبہ عالی
عطا فرمایا کہ جو نہ کسی کو ملا اور نہ آئندہ کسی کو ملے۔ کیونکہ آنحضرت خاتم النبین ہیں۔ یہاں کے باشندے
نہایت خلیق۔ مسکین حلیم الطبع منکسر المزاج۔ اور متواضع ہیں۔ حرم میں مسجد نبوی کے حصہ میں جنت کی
ایک کیاری ہے جس کا نام **ریاض الجنتہ** ہے غرضکہ یہاں کی ہر چیز قابل دید اور قابل تعریف
ہے۔ جس طرف نگاہ اٹھائیے نور ہی نور نظر آتا ہے جس سے طبیعت مسرور ہوتی ہے اس حصہ میں
پر سر سبزی اور شادابی بھی بیحد ہے۔

۲۷۔ جون سنہ ۲۸ء۔ آج مولانا **علی حسن** صاحب سے جن کے نام ایک خط تھا۔ ملاقات کی

اندرانی کے مکان میں اٹھکر چلے آئے۔ گویا اپنے گھر میں آگئے۔ مولانا موصوف بیت البطروی زقاق الخیاطی باب السلام کے قریب رہتے ہیں۔ نہایت مہمان نواز اور متواضع ہیں۔ آپکی صحبت لغت غیر مترقبہ ہے۔

۲۸۔ جون ۲۸ء۔ آج معلم کے ساتھ بعد نماز صبح جنت البقیع کی زیارت کی۔ یہ ایک صفا چٹیل میدان ہی بیچ میں اسکے راستہ بنادیا گیا ہے۔ تمام قبے اور کتبے جو یہاں تعمیر ہو سکے گئے ہیں وہ سب بکھرے بے ترتیب حالت میں اوس راستہ کے دونوں طرف بطور منڈیر چن دیئے گئے ہیں۔ ۷۔ ۸۔ یا ۹ قبروں کے بطور چبوترہ نشان بھی بنے ہوئے ہیں جس میں ایک چبوترہ ازواج مطہرات کا بتایا جاتا ہے۔ سرہانے ایک ایک بالشت کے پتھر کے ٹکڑے اس غرض سے گاڑ دیئے گئے ہیں کہ گویا یہ نو مزارات کا ایک مزار ہے۔ اسیطرح ایک چھوٹا سا چبوترہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مزار بتایا جاتا ہے جو آنحضرت کے صاحبزادے ہیں۔ یہ ایک بچہ کی سی قبر معلوم ہوتی ہے۔ اسیطرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حلیمہ سعدیہ وغیرہ کے چبوترے نما مزاروں کے نشان ہیں۔ باقی اس جنت البقیع میں کسی قبر کا نشان تک بھی نہیں معلوم ہوتا۔ قریباً تمام قبرستان کو ہموار میدان کر دیا گیا ہے اس قبرستان کے جو دو حصے کر کے بیچ میں راستہ بنایا گیا ہے داخل ہوتے وقت داہنی جانب کا حصہ وہ ہے کہ جس میں پہلے اور متبرک مزارات ہیں اور جہاں کے قبے وغیرہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اور بائیں سمت کا میدان نیا قبرستان ہے۔ غرضکہ اس متبرک موقع کو دیکھنے سے دل پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے کہ تیرہ سو برس کے آثار قدیمہ اور مقدس مزارات سب شہید کر دیئے گئے۔ نام و نشان تک مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ خداوند عالم اون ہاتھوں سے بدلہ لے جنہوں نے یہ عمل کیا ہے اور جنہوں نے یہ حکم دیا ہے۔ سعودی حکومت کے دسترخوان کے بلاؤ اس کھلے ہوئے واقعہ پر بھی پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ معلم نے اون قبروں کے نشان پہ لیجا کر کھڑا کیا اور سب جگہ سلام پڑھایا۔ دن کی گرمی اور تپش نے آج سہ پہر کو ہمیں بیمار کر دیا۔

۲۹۔ ۳۰۔ جون۔ و یکم جولائی ۲۸ء ۲ تا ۷ جولائی ۲۸ء۔ خالی۔ علالت رہی۔ تیسرے دن تپ دلرزہ کے دورے پڑے اور بخار ہر وقت رہا۔ ۷ جولائی کی دوپہر کو ہم معہ چند اصحاب کے دروازے میں علیل لیٹے ہوئے تھے کہ ایک فقیر نے بے تحاشہ آکر دروازہ کھول دیا۔ اور عام طور پر سوال کیا کہ بابا کوئی کپڑا دو۔ ایک منٹ تک خاموشی کا عالم رہا۔ غیب سے ہمارے دل میں ایک خیال پیدا ہوا کہ ہم نے وہی کرتہ جو ہم پہنے

ہوئے تھے اپنے جسم سے اتار کر اسکو دیدیا اسکے بعد جاڑے کا دورہ رک گیا بخار بھی خفیف ہو گیا مگر حرارت بھی خفیف علالت میں گذر رہی۔

۹ جولائی ۲۸ء۔ آج ہماری طبیعت زیادہ اچھی رہی شام کو مولوی ضیاء الدین صاحب اور محمد سالم صاحب سے خود جا کر باب الرحمۃ میں ملے حرم میں حاضر ہو کر مغرب کی نماز ادا کی۔ گویا ہم بالکل اچھے ہو گئے۔

۱۰ جولائی ۲۸ء۔ صبح مولوی سید احمد صاحب فیض آبادی سے ملاقات کی اور شام کو حرم میں حاضر ہو کر عشاء کی نماز کا حاضری دی۔ دعا مانگی۔

۱۱ جولائی ۲۸ء۔ مولانا علی حسن صاحب اپنے میزبان کے ہمراہ حضرت سید محمد صاحب مدنی گوشہ نشین بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دعا کے طالب ہوئے جو انھوں نے دی اور یہ بھی فرمایا کہ کسی مقصد کی کامیابی کے لئے ہر پنجگانہ نماز کے بعد درود شریف پانچ سات مرتبہ پڑھنے کے بعد پانچ مرتبہ قل یا ایہا الکافرون اور دس مرتبہ آیۃ الکرسی اور پھر درود پڑھنے کے بعد دعا مانگی جائے۔ خداوند تمام مقصد پورا کرے گا۔

۱۲ جولائی ۲۸ء۔ کو معلم کے ایجنٹ اور رفیق سفر کے ساتھ سواری میں بعد نماز صبح شہر سے باہر باب شامی سے نکل کر جبل احد کے دامن میں امیر حمزہ اور عقیل شہید کے مزار پر حاضر ہو کر سلام اور فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی شہداء جنگ احد اور جبل احد پر بھی سلام پڑھا۔ اور دعا مانگی اسی مقام پر مسجد مسجد تج ہیں دو نفل پڑھ کر دعا مانگی تھی اور مسجد امیر حمزہ کا بھی شہید کر کے میدان کر دیا گیا ہے صرف نشان باقی ہے۔ یہاں بھی پہرہ موجود ہے۔ شہداء احد کے مزارات بھی شہید کر کے برابر کر دیئے گئے ہیں۔ اور قبرستان بتیغہ کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی اندر بھی نہ جا سکے۔ اس حصہ میں زمین وو نہر کا پانی لطف دے رہا ہے یہاں ہی بیر عثمانی پر پہونچکر پانی پیا۔ اور مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھکر روانہ ہوئے اور مسجد قبلتین کی زیارت کی اور دو رکعت نماز نفل یہاں بھی پڑھی۔ یہ مسجد وہ ہے کہ ہمارے حضور نبی کریم کے مبارک زمانہ میں ایک وقت کی نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی گئی ہے یعنی جماعت سے نماز بیت المقدس کی طرف جانب شمال ہو رہی تھی۔ کہ کعبۃ اللہ کی طرف نماز ادا کرنے کی آیت نازل ہوئی۔ فوراً جماعت جنوب کعبۃ اللہ کی طرف پھر گئی۔ اس مسجد میں دونوں محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر مسجد فتح مسجد سلیمان فارسی

مسجد علیؓ۔ مسجد حضرت عمرؓ۔ و مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ اور دو۲ دو۲ رکعت نفل پڑھے۔ یہ پانچوں مساجد قریب قریب غزوہ خندق کے موقع پر ہیں۔ مسجد فتح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے فتح کی دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی تھی۔ پانچوں مقام ماثورہ ہیں مسجد علیؓ کے نیچے تہ خانہ ہے جس میں پرسانی پانی۔ بیس۲۰ گز گہرا جمع ہے باب عنبرہ جہاں سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے ہیں اور جہاں مدینہ ریلوے کا اسٹیشن ہے۔ اسکے باہر کا حصہ وادی بطحا کہلاتا ہے ریل سکنے ہو جانے سے مدینہ شریف کے بہت سے حصے غیر آباد اور ویران پڑے ہوئے ہیں حضرت عبداللہ پدر نبی کریم کا مکان بھی شہر میں دیکھا جو بند ہے۔

۱۳ جولائی شنبہ۔ صبح آٹھ بجے ایک گاڑی میں مع اپنے رفیق سفر اور میزبان مولانا علی حسن صاحب کے مقامات متبرکہ کی زیارت کو باب حمام سے عوالی مدینہ اور پرانے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ شہر سے نکلنے پر بیر زروان دیکھا۔ اس کنوئیں میں ایک یہودی خبیث نے حضور سرور عالمؐ پر جادو کر کے ایک پتلا دفن کیا تھا۔ جس کا اثر حضورؐ پر ہونے لگا تھا۔ ایک ان دو فرشتوں نے آپس میں بات چیت کی۔ جس سے حضورؐ کو اس جادو کا حال معلوم ہوا۔ اور کنوئیں سے اوس جادو کے پتلے کو نکلوایا اور اس یہودی کو بلوا کر دریافت کیا کہ تم نے مجھپر جادو کیوں کیا تھا۔ اوس نے جواب دیا کہ میں نے اسلئے جادو کیا تھا کہ آپ برحق اور سچے نبی ہیں تو آپ پر اس کا راز افشا ہو جاوے گا۔ اور اگر اسکے خلاف ہے تو میرے جادو کے اثر سے آپ مر جائیں گے۔ حضورؐ نے اوس یہودی سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ اور کنوئیں کو پاٹ دینے کا حکم فرمایا۔ تیرہ۱۳ سو برس سے میلا کنواں پاٹنے کو ڈالا جاتا ہے۔ مگر آجتک کنواں پورا نہیں پٹ سکا۔ یہ بھی حضور کا ایک معجزہ ہے۔ اسکے بعد عوالی یعنی بلندی مدینہ میں جہاں عموماً ایک خاص قسم کے سیاہ فام شیعہ آباد ہیں۔ مسجد حضرت ماریہ میں حاضر ہوئے۔ شاہ مصر نے حضور سرور عالم کو ماریہ اور سیرین دو لونڈیاں بھیجی تھیں۔ ماریہ حضور نے رکھ لی تھی۔ اور سیرین ایک صحابی کو عطا فرما دی تھی۔ حضرت ماریہ کا یہاں قیام رہتا تھا۔ یہ دو منزلہ مکان تھا۔ یہیں حضرت ماریہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک صاحبزادے پیدا ہوئے تھے۔ اسی مقام پر انھوں نے پرورش پائی تھی اور آنحضرتؐ یہاں تشریف لایا کرتے تھے اب یہ بشکل مسجد کی صورت میں ہے۔ اسکے بعد مسجد شمسی میں حاضر ہوئے۔ جہاں ہمارے حضور سرور عالمؐ نے اول نماز جمعہ ادا فرمائی تھی۔ بعدہ بیر عرس پر حاضر ہوئے جسکی بابتہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ بیر الغرس کنواں

ہے اسکا پانی پیا منہ ہاتھ دھوئے اسی کنوئیں کے پانی سے حضور کے ارشاد کے بموجب حضور کی وفات پر غسل میت دیا گیا تھا بعدہ غار مدسونہ پر پہونچے۔ جہاں کی مٹی ہر مرض کے واسطے خاک شفا ہے حضور صلعم کے زمانہ میں جب بخار پھیلا ہے تو حضور نے حکم فرمایا تھا کہ غار سونہ میں جاکر لوٹو چنانچہ اس عمل سے بیماروں کو شفا ہوئی۔ یہاں سے تھوڑی سی مٹی ہمنے بھی لے لی ہے۔ اسکے بعد بیر حجنین پر حاضر ہوئے۔ جو ایک کھجور کے باغ میں ہے۔ اس باغ میں خود حضور صلعم نے اپنے دست مبارک سے درخت لگائے ہیں۔ اس کنوئیں کے پانی سے غسل فرمایا ہے۔ وضو فرمایا ہے اور لعاب دہن اسمیں ڈالا ہے۔ یہاں کا بھی پانی پیا اور سر پر ڈالا۔ اور مساجد بالا میں دو دو رکعت نفل بھی پڑھے۔ یہاں سے مسجد قبہ حاضر ہوئے۔ یہاں کے امام صاحب مسجد نے ہمیں مدعو فرمایا ہے۔ مسجد میں حاضر ہوکر نفل پڑھے۔

کیونکہ یہاں دو نفل پڑھنا ایک عمرہ کا حکم رکھتے ہیں۔ اسلام میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے جسکو مسجد طاقت الاسلام بھی کہتے ہیں۔ حضور عالم نے خود اپنے دست مبارک سے اسکی بنیاد رکھی تھی۔ اسوقت حضرت جبرئیل نے خانہ کعبہ اللہ کو لاکر آپ کے سامنے کردیا تھا۔ اسی مسجد کی ایک سمت میں **طاقت الکشف** وہ مقام ہے جہاں حضرت جبرئیل نے خانہ کعبہ آپ کے سامنے کیا تھا اور صحن میں **متبرک الناقہ** وہ مقام ہے۔ جہاں حضور کی اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔ نفل اور زیارت سے فرصت پاکر امام صاحب کے مکان پر حاضر ہوئے فوراً تازی کھجوریں پیش ہوئیں جو نہایت لطف کے ساتھ سیر ہوکر کھائیں۔ نماز جمعہ سے فراغت حاصل کرنیکے بعد دسترخوان بچھایا گیا جسپر حاجی **فضل الٰہی** صاحب و فدا محمد صاحب سوداگر وغیرہ چند صاحبان بھی ہیں۔ عربی تکلف کھانا پیش ہوا۔ بڑے چینی کے پیالوں میں شوربے دار قیمہ میں نمکین سویاں بڑی تھالیوں میں نہایت باریک پرت کے پراٹھے۔ جن کے درمیان میں قیمہ انڈے اور سبزی پسی ہوئی بھری ہوئی ہے اور نہایت سرخ سکے ہوئے ہیں۔ ایک بڑی سینی میں مسلم دنبہ کا پلاؤ یا بریانی۔ جسپر انڈا۔ پستہ۔ چلغوزہ اور بادام کی مینگ چنی ہوئی ہے۔ اور نہایت مرغن اور ہر چیز نہایت مزیدار ہے۔ ہر چیز خوب سیر ہوکر کھائی۔ اور آرام کیا۔ اسی مکان کے قریب **بیر عرس یا بیر خاتم** ہے۔ یہاں بھی جاکر پانی پیا۔ یہ وہ کنواں ہے جس کی منڈیر پر حضور سرور عالم تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور جنت کی بشارت فرمایا کرتے تھے اسی کنوئیں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے آنحضرت کی انگشتری مبارک گر گئی تھی اور باوجود تمام پانی نکلوانے اور کنوئیں کا ریت چھنوانے کے بھی انگوٹھی نہیں ملی۔ قریب مغرب امام صاحب سے رخصت ہوکر

حاجی فضل آلہی صاحب و حاجی فدا محمد صاحب کے ہمراہ انکے باغ کو روانہ ہوئے۔ کیونکہ وہ بھی دعوت دے چکے تھے۔ راستہ میں پرانا مدینہ دیکھا جو محض سیاہ پتھر کے ٹکڑوں کا دور تک ڈھیر پھیلا ہوا ہے۔ دو چار شیعہ آبادی کے مکان بھی نظر آئے۔ یہی پہاڑی راستہ غار کھلاتا ہے جو کعبۃ اللہ سے مدینہ منورہ کے قریب کا ہے۔ اسی مقام پر وہ مسجد بھی دیکھی جہاں انصار نے دو مہینہ تک برابر بیٹھکر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا تھا جبکہ حضور ہجرت فرما کر مکہ سے مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے اسکے بعد حاجی فضل الہی صاحب کے باغ میں پہونچے جو نہایت سر سبز اور کھجوروں کے خوشوں سے بھرا ہوا تھا۔ باغ کے بیرونی جانب ایک یہودی کے پختہ قلعہ کے کچھ نشان دیکھے جو حضور کے زمانہ سے پیشتر کا بنا ہوا ہے۔ اسی نواح میں ترکوں کے زمانہ کا بھی ایک قلعہ نظر آیا۔ باغ میں کنوئیں کے پانی سے جو مشین سے چل رہا تھا وضو کیا۔ اور نماز مغرب ادا ہوئی مختلف قسم کی کھجوریں صاحب باغ نے پیش بھی کیں اور درختوں سے ہمنے اپنے ہاتھوں سے بھی توڑکر اور خوب سیر ہوکر کھائیں۔ باغ اور اسکے تمام حصوں کی خوب چل پھر کر سیر کی۔ چار کا دور چلتا رہا۔ نماز عشاء باجماعت ادا ہوئی کھانا کھایا۔ اور باغ کے ایک حصہ میں چبوترہ پر فرش بچھا کر سب نے آرام کیا۔

۱۴ جولائی ۲۸ شنبہ۔ یہ دن بھی یہاں باغ میں گذرا۔ کھجور، ناشتہ اور دنبہ کے پلاؤ وغیرہ سے ہماری مہمان داری ہوئی چائے نوشی کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

۱۵ جولائی ۲۸ شنبہ۔ ناشتہ اور تازہ کھجوروں کے کھانے سے فرصت پاکر قریب ۹ بجے صبح کے عربانہ یعنی گاڑی میں ہم روانہ ہوئے اور اس سڑک پر کو واپس ہوئے جو نجدی پاشا نے چوڑی سڑک باب قبا سے سیدھی بنوائی ہے۔ میزبان نے ایک لکڑی کے چھوٹے بکس میں کھجوریں ساتھ بھی کر دی واپس مکان پہونچے۔

۱۶ جولائی ۲۸ شنبہ۔ آج مدینہ طیبہ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک لیموں چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا ہے۔ ورنہ چور کو جرمانہ اور ناک پر زخموں کی سزا دیجاتی رہی ہے۔

۱۷ جولائی ۲۸ شنبہ۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص کی گردن ماری جاویگی۔ اوس نے ایک بخاری کے قتل کا اقدام کیا تھا۔ مگر وہ اچھا ہو گیا۔ اور اسکا شفا خانہ میں علاج ہوتا رہا۔ دو لاری موٹر میں عراق اور نجد پکڑے ہوئے آئے ہیں۔ پہلے کے بھی چھ سات آدمی اسی جرم میں گرفتار اور حوالات میں ہیں۔ ابھی کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے۔

۱۸ جولائی سنہ ۲۸ء۔ بعد عصر ہمارے معلم عمر خاشقجی نے معہ مولانا علی حسن صاحب کے
ہماری دعوت کی عربی اور ہندی قسم کے ستر کھانے ہندوستانی طرز پر نہایت تکلف طریقہ سے مع
پھلوں کے پیش کئے اور نہایت خلوص محبت و اخلاص سے کھلائے۔ بعد فراغت کے حضرت
سیدنا علی کرم اللہ وجہہ میں حاضر ہوکر مغرب کی نماز ادا کی اور اسکے بعد مسجد الغمامہ جو ہمارے
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عیدگاہ تھی اور مسجد سیدنا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور
مسجد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوکر دو دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ یہ تمام مقامات
ان حضرات کے رہنے کے مقام تھے۔

۱۹ جولائی سنہ ۲۸ء۔ آج ہمارے قیام کے مکان میں حاجی محمد اسحٰق صاحب ساکن کراچی
کی طرف سے بعد ظہر صرف جلسہ سنت میلاد شریف ہوا۔ اور بعدہٗ حاضرین کی دعوت کی گئی۔ پچھلے
سنیچر یعنی ۱۴ جولائی سنہ ۲۸ء کو بھی حاجی صاحب نے اپنے مکان قیام پر محفل میلاد منعقد کی تھی۔ اور
ہم کو بھی مدعو کیا تھا۔ مگر ہم اوس دن حاجی فضل الٰہی صاحب کے باغ میں تھے۔

۲۰ جولائی سنہ ۲۸ء۔ بعد نماز صبح نجدی حکومت کے بیرحم سپاہیوں نے ایک شخص کو بیٹھے
ہوئے حرم سے باہر نکال دیا۔ اسکے متعلق بعض ہندی مسلمانوں کو کچھ کارروائی کرنے کا خیال ہوا ہے
اسکے بعد ہم جنت البقیع میں حاضر ہوئے اور اوس کھدے اور شہید کئے ہوئے میدان میں جہاں کچھ
نشان بعض مزارات کے بنا دیئے ہیں۔ فاتحہ پڑھی۔ بعد نماز عصر دو ہندی روضہ مبارک کے سامنے
ہاتھ اٹھاکر دعا مانگ رہے تھے کہ پہرے کے نجدی سپاہیوں نے اُن کے ہاتھوں کو جھٹک دیا۔
اون ہندیوں نے بھی سپاہیوں کو کہنی سے جھٹکا دیدیا۔ اسپر سپاہی اون دونوں کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے
حرم سے باب السلام کے باہر محکمہ تعزیری کے افسر کے پاس لے گئے دو آدمی اور بھی ہندی اُن کی سفارش
میں گئے۔ افسر نے یکطرفہ سپاہیوں کا بیان لے کر چاروں کو حوالات میں دیدیا۔ اور یہ بھی فرمایا
کہ تمھارے ہاتھ کاٹ ڈالنے چاہئیں۔ اسی اثنا میں اور دو ایک آدمی آگئے اور افسر کو کہا
کہ آپ کیا کرتے ہیں تمام ہندی بگڑ جاوینگے۔ اسپر دو آدمیوں کو لٹا کر آٹھ آٹھ بید کی سزا دیگئی
تب اون چاروں شخصوں کی رہائی ہوئی۔ اس واقعہ سے ہندیوں میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ ہمنے ارادہ کیا ہے
کہ ۲۳-۲۴ جولائی کو یہاں سے روانہ ہوکر مصر۔ بیت المقدس۔ حمص۔ عمان۔ حلب وغیرہ

کی زیارت کرتے ہوئے۔ شام۔ بیروت وغیرہ قیام کرتے ہوئے براہ بغداد و بصرہ ہندوستان
کراچی کو روانہ ہوں۔

۲۱۔ جولائی ۲۶ء۔ نجدی قاضی القضاۃ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ جو عبدالوہاب نجدی وہابی وہابیہ مذہب کے پوتے ہیں۔ سرکاری حکومت کے مدرسہ میں قاضی صاحب تشریف لے گئے اور ایک طالب علم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ اشفع لنا کہنا کیسا ہے۔ طالب علم نے جواب میں کہا کہ شرک ہے۔ اسپر شیخ عبدالقادر صاحب جو مدینہ طیبہ کے مدارس کے ڈائرکٹر تعلیم ہیں اونہوں نے اوس طالب علم کو ڈانٹا اور کہا کہ یہ تو نے کہاں سے کہا کہ یہ کہنا شرک ہے۔ شرک نہیں ہے۔ اسپر قاضی صاحب اور ڈائرکٹر صاحب میں کچھ بات چیت رہی۔ غرضکہ قاضی صاحب کے مزاج اور مذہب کے یہ بات خلاف تھی۔ قاضی صاحب نے ڈائرکٹر کو موقوف کر دیا۔ اسکے بعد مولوی سید احمد صاحب فیض آبادی کے مدرسۃ العلوم الشرعیہ تیامی بلدۃ الخیر البریہ میں قاضی صاحب تشریف لے گئے۔ وہاں طلباء سے ذیل کے سوالات کئے۔ مسئلہ استوی علی العرش۔ حیات مبارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسئلہ شفاعت۔ مسئلہ ندائے غائب وغیرہ وہاں سے ان مسائل کے جوابات نجدی اور وہابی کے عقائد کے موافق ملے۔ قاضی صاحب خوش ہوگئے۔ اور طلباء مدرسہ کو کچھہ وظائف دینی کا وعدہ کیا۔ اور اپنے عقائد کی کتابیں بھی مدرسہ میں کچھہ پڑھانے کو دیں۔ اسکے بعد مولوی عبدالباقی صاحب کے مدرسہ النظامیہ فی العلوم الدینیہ میں تشریف لے گئے۔ مولانا صاحب سے نصاب تعلیم دریافت فرمایا۔ مولانا نے فرمایا کہ کلام پاک احادیث اور اس کی ضروریات کی تعلیم دیجاتی ہے۔ خیریت ہوئی کہ یہاں اس قسم کے بے تکے سوالات نہیں کئے گئے اور قاضی صاحب واپس چلے گئے۔

۲۸۔ جولائی ۲۶ء۔ آج صبح ہم اپنے ایک رفیق کے ساتھ یہاں کا شفاخانہ دیکھنے چلے گئے رئیس الڈاکٹر جناب محمد بے خالد الخاشقجی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ یہ بات معلوم ہو کر بیحد ہمیں مسرت ہوئی کہ آپ مدینہ طیبہ کے ہی باشندے ہیں اور شریف علی سابق حکومت نے ان کو ملک شام میں ڈاکٹری کی تعلیم کو بھیجا تھا۔ نہایت کامیابی کے ساتھ اس نوجوان نے اس تعلیم کو حاصل کیا۔ اور ابھی حال میں یہاں کے شفاخانہ کا چارج آپکے سپرد ہوا ہے۔ آپ فرانسیسی و عربی زبان سے واقف ہیں۔ ہمارے اور انکے درمیان ترجمانی کے واسطے آپنے اپنے اسسٹنٹ جناب ڈاکٹر محمد سعید صاحب کو بلا لیا ہے

یہ انگریزی سے واقف ہیں۔ ان کے ذریعہ سے تفصیلی طور پر بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد دونوں صاحبوں نے شفاخانہ کے ہر حصہ کو ہمیں دکھایا جہاں تک ہمارا خیال ہے تمام حصوں کا انتظام صفائی۔ مریضوں کی نگہداشت وغیرہ سب اچھی حالت میں ہے۔ ادویات کا اسٹاک نہایت کثرت سے ہے اور معلوم ہوا کہ نئی ادویہ کا دوسرا اسٹاک ایک اور آرہا ہے۔ جو بمبئی میں آچکا ہے۔ ہمارے سامنے کئی مختلف قسم کے مریضوں کو ملاحظہ کیا۔ علاوہ یہاں کے مریضوں کے ایک ہندوستانی مریض بھی شفاخانہ میں ہم نے دیکھا۔ دونوں صاحبوں کو انسانی اخلاق اور ہمدردی سے بھی ہم نے متصف پایا۔ رئیس الڈاکٹر صاحب پہلے مدینہ طیبہ کے باشندے ہیں جو اس عہدہ پر مامور ہوئے ہیں۔ باشندگان مدینہ۔ زائرین حجاج اور پبلک بادشاہ کے اس انتخاب کو بنظر تشکر و استحسان دیکھتی ہے۔

۲۳-۲۴ جولائی ۲۸ء۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ہم برابر دیکھتے رہے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنے پر روضہ مطہرہ کے مواجہہ میں۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے پر ہاتھ باندھ کر باادب سلام پڑھنے پر حاجی پیٹے جاتے رہے ہیں اور حاجیوں کے ساتھ سختی برتی جاتی رہی ہے۔ آج بعد مغرب یہی واقعہ ہمارے سامنے اور خود ہمارے ساتھ گذرا۔ مواجہہ میں ہاتھ اٹھا کر ہم دعا مانگ رہے تھے کہ ایک نجدی سپاہی نے ہمارے ہاتھ جھٹک کر نیچے کر دیئے۔ ادب کے خیال سے ہم خاموش ہو گئے۔

۲۵-جولائی ۲۸ء۔ آج ہمیں اطلاع ملی کہ جو ہندی یا رسول اللہ کہنے پر تعزیری افسر کے سامنے لیجائے گئے تھے اور لٹا کر ان کے بید لگائے گئے تھے اور ہاتھ کاٹنے کی دھمکی دی گئی تھی۔ ان کو جدہ تک موٹر سے جانیکا کوشاں پروانہ راہداری فی کس تین گنی معاف کر دیا گیا ہے تاکہ ہندوستان میں برٹش حکومت سے شکایت نہ کی جائے۔

۲۶-جولائی ۲۸ء۔ آج ایک چور بدو کا مصری دروازہ کے باہر صبح ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں پبلک کے سامنے کاٹا گیا ہے۔ اور بعدہٗ بغرض علاج خستہ خانہ یعنی شفاخانہ بھیجدیا گیا ہے آج ساڑھے پانچ گنی کرایہ میں ہمارے موٹر کا بھی واپسی جدہ تک انتظام ہو گیا ہے۔ کل بعد مغرب انشاء اللہ ہم روانہ ہوں گے۔ جس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹا گیا ہے یہ راہزن تھا۔

۲۷-جولائی ۲۸ء۔ واپسی از مدینہ طیبہ۔ بعد نماز صبح جنت البقیع میں حاضر ہو کر ان مزارات پر فاتحہ پڑھی جن کے کچھ نشان بھی بنا دیئے گئے ہیں۔ بعدہٗ سید محمد صاحب مدنی گوشہ نشین

کی خدمت میں بغرض رخصت حاضر ہوئے۔ تین۳ وظائف لب نماز عصر جمعہ۔ اور تھی۔ دروازہ
کے بتائے۔ اول یا حی یا قیوم۔ نصف شب ایک سو مرتبہ مخصوص اجابت دعا۔ دوم سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؕ
ننانوے مرتبہ آخر میں ایک مرتبہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ؕ پنجگانہ نماز کے بعد
تیسرا۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی الہ وصحبہ وسلم ؕ اسی
یا سو مرتبہ بعد نماز عصر یوم جمعہ۔ بعدہٗ مولانا نائب حاجی علی حسین صاحب سے وہ درود لکھوائی کہ جس کے
پڑھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے وہ یہ ہے۔

صلوۃ الحضوری صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وصاحبہ وبارک وسلم ؕ

شب جمعہ یا شب دوشنبہ کو بعد نماز عشاء بطہارت کاملہ رو بقبلہ جائے نماز پر پڑھا جائے۔ اگر
سجدے میں ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ دو زانو نشست تعداد تلاوت ایک ہزار بار۔ بلا کم و کاست طلب حضور
و تصور حضوری۔ و ذوق و اشتیاق وحصول شرف زیارت حتی المقدور برابر متصل رہنے کی کوشش
رہے۔ بعد ختم تعداد اسی مقام پر اسی تصور میں داہنی کروٹ پر با طہارت سو رہے۔ واللہ الموفق
والمعین۔ اسکے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ کھانے پینے کے تماکو یا کسی نشی چیز کے استعمال کی عادت
نہو۔ اگر عادت ہو تو چھوڑ دینی چاہئے۔ بعد نماز جمعہ معلم کے ایجنٹ حمزہ نے روضہ مبارک پر سلام
الوداعی پڑھوایا۔ ہمیں جدائی روضہ مطہرہ کے خیال سے رقت طاری ہوگئی۔ اسی حالت سے
دروازہ باب السلام تک واپس آئے۔ اسکے بعد عصر کی نماز بھی حرم میں پڑھی۔ اور سلام عرض
کرنے کا موقع مل گیا۔ بعد عصر موٹر خانہ پر معہ ایک رفیق کے آئے۔ بعد مغرب روانہ ہوگئے۔ یہاں
اسقدر کہنا اور ضروری ہے کہ ہم بارہ دن تک مدینہ طیبہ میں شدید علیل رہے تھے۔ تو ہمیں یہ
خیال تھا کہ ہماری چالیس وقت کی نمازیں حرم میں نہیں ہوئی ہیں۔ اور ہم سمجھتے تھے کہ نصف نمازیں
بھی پوری نہیں ہوئی ہیں۔ پہلے ایک کمپنی کو موٹر کا کرایہ دیدیا گیا۔ اسنے وعدہ کیا تھا کہ کل موٹر
روانہ ہوگا۔ دوسرے دن جب معلم کا ایجنٹ روانگی کا وقت معلوم کرنے گیا تو معلوم ہوا کہ آج
موٹر نہیں جائے گا۔ کل جائے گا۔ ہم خوش ہوئے اور خدا کا شکر بجا لائے کہ پانچ نمازیں ہماری
بڑھ گئیں۔ اسیطرح دوسرے اور تیسرے دن بھی اتفاق ہوا۔ اب ہمنے پانچوں وقت کی نماز

حرم میں پڑھنا شروع کردیں۔ گویا تین دن میں پندرہ نمازیں پڑھ گئیں۔ جس موٹر کمپنی کو ہمنے اپنا
کاروپیہ دیا تھا اوسکی ٹالم ٹول کی وجہ سے ہم بد دل ہوگئے اور کچھ پتہ نہیں تھا کہ اوس کا موٹر
کب روانہ ہوگا۔ اس لئے چوتھے دن اوس سے روپیہ واپس لے کر دوسری کمپنی سے معاہدہ کیا۔ چوتھے
دن کی پانچ نمازیں اور پڑھ گئیں۔ اوس کمپنی نے بھی یہ وعدہ کیا تھا کہ کل جمعرات کو موٹر جائے گا
مگر صبح کو جب ایجنٹ سے معلوم کرنے گیا تو معلوم ہوا کہ آج موٹر روانہ نہیں ہوگا۔ کل بعد نماز جمعہ کے
روانہ ہوگا۔ پانچویں دن کی پانچ نمازیں ہماری اور حرم میں پڑھ گئیں۔ اور اب ہمارا وہ خطرہ دل سے
جاتا رہا کہ چالیس نمازیں بھی ہماری حرم میں پوری نہیں ہوئی ہیں۔ چھٹے دن جمعہ کو بھی دو نمازیں
ہماری حرم میں ہوئیں۔ اور اطمینان سے ہمنے سفر شروع کر دیا۔ ایک خطرہ اور ہمارے دل میں
پیدا تھا کہ جدہ پہونچنے پر اگر خدیویہ میل کا جہاز جو دس بارہ ١٠-١٢ دن میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور آتا ہے
اگر وہ ہمارے پہونچنے سے ایک دو دن پہلے چھوٹ گیا ہے تو آٹھ دس دن جدہ میں ٹھہرنا
مشکل ہوگا۔ کیونکہ جدہ اچھی جگہ نہیں اور کوئی راحت کا سامان نہیں۔ مگر خداوند عالم کی اس میں
مصلحت تھی کہ چھ ٦ سات دن تک موٹر والوں کی ٹالم ٹول سے ہمیں مدینہ طیبہ میں ٹھہرنا پڑا۔ اور
اس دوران میں اللہ پاک نے ہمارے اوس دوسرے خطرہ کے دفعیہ کے اسباب بھی مہیا فرمادیئے

٢٨ جولائی ٢٨ء۔ راستہ۔ شب میں ضرورت کے موافق بعض منزلوں پر قیام کرتے
ہوئے آج شب کو منزل قدیمہ میں ٢ بجے پہونچے۔ صبح تک نہایت آرام سے زمین پر بستر لگایا اور
تکان کی وجہ سے بیخبری کی نیند سوئے۔ اب ہر جگہ کے قہوہ خانے ویران پڑے ہوئے ہیں۔ آتے
وقت تمام آباد تھے۔ ٢٣ دن میں ہم مدینہ طیبہ سے واپس ہوئے ہیں۔ حجاج کا کثیر حصہ جا چکا ہے

٢٩ جولائی ٢٨ء۔ چار بجے بعد نماز صبح منزل قدیمہ سے روانہ ہوکر ساڑھے آٹھ بجے
منزل ذہبان پہونچے۔ ناشتہ کیا۔ کھجور۔ اور چائے پی اور تھوڑا آرام کرکے پھر روانہ ہوگئے۔ دس بجے
صبح کے جدہ پہونچ گئے۔ اپنے وکیل حسین ابو زید کے یہاں قیام کیا۔ منشی احسان اللہ صاحب نائب
برٹش کونسل سے ملکر اپنے رفیق سفر کا پاسپورٹ باوجود تعطیل ہونے کے دفتر سے منگوایا۔ منشی احسان اللہ
صاحب نے ہی ہمسے یہ بھی فرمایا کہ کل جو سویز کو جہاز جانے والا ہے اوسمیں مصر چلے جاؤ۔ یہ خدا کی
قدرت کا ایک کرشمہ ہے کہ ہم جدہ پہونچے ہیں اور جہاز ہمیں تیار ملتا ہے۔ حاجی عبدالغنی صاحب کے

پاس جاکر اپنے حوالہ کے روپئے۔ نوٹ - گنیاں لیں۔ بازار سے بُردیمانی۔ یعنی یمن کی بنی ہوئی چادریں خریدیں۔

حالات مُلک حجاز

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور جدہ میں جو کچھ ہم نے حکومت کے حالات۔ عمال حکومت کے واقعات رعایا کا حجاج کے ساتھ برتاؤ۔ معلّمین کا سلوک۔ دوکانداروں کا طرز عمل وغیرہ دیکھا ہے یہاں ہم اوسکی تفصیل کرتے ہیں۔

قریباً ہر موقع پر نجدی بدو پہرہ پر متعین ہیں اور وہ حاجیوں کے ساتھ بجنسہ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں نو وارد دیسی گورے معزز سے معزز ہندوستانی کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ مثال ایسی موزوں ہے کہ اسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ ابن سعود کی حکومت کی باگ حقیقت میں دو آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ایک ان کے وزیر باتدبیر جو انپر حاوی ہیں۔ دوسرے قاضی القضاۃ جن کے حکم میں فوج کا بہت سا حصّہ اور رعایا ہے۔ بغیر انکے ایما اور مرضی کے اور رائے کے ملک کا کوئی انتظام نہیں کیا جا سکتا۔ اونکی مرضی کے خلاف بھی کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابن سعود پر ان کا خوف طاری ہے۔ ان کا اثر بہت زیادہ ہے۔ حکومت نے حجاج پر مختلف مدوں میں اسقدر ٹیکس لگا دئیے ہیں کہ جس کا اندازہ کم سے کم سولہ (١٦) گنی ہندوستانی فی حاجی پڑتا ہے دو چار مدیں نمونتہً ہم یہاں دکھلاتے ہیں۔

جدہ سے مکہ تک جانیکا موٹر کا کرایہ فی کس عــہ ہے اسمیں سے قریباً نصف کے حکومت کا ہے ۸ جدہ میں وکیل معلّم کی فیس ہے۔ اوسمیں بھی حکومت حصّہ دار ہے۔ مکہ میں جو عــہ معلّم کی فیس ہے اسمیں ١٣ عــہ حکومت کے ہیں ٣ جو فی حاجی نفری کا ٹیکس ہے اوسمیں سے دو روپیہ حکومت کے ہیں۔ ایک روپیہ فی کس نہر زبیدہ کی فیس لیجاتی ہے۔ وہ بھی حکومت کے ہی پیٹ میں جاتی ہے۔ چار گنی جو عرفات آنے جانے کا ١ اونٹ کا کرایہ ہے اوسمیں دو گنی حکومت کی ہیں۔ سب سے بڑا ٹیکس یہ ہے کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ جانے اور جدہ واپس آنے کا موٹر کا کرایہ

چاہے کسی مقدار میں موٹر کمپنی سے طے ہو۔ چھ کمپنی کس حکومت کی ہیں۔ اسی قسم سے چھوٹے موٹے بہت سے ٹیکس ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ لکھوکہا گینیاں جو ہر سال حکومت کو حاجیوں سے حاصل ہوتی ہیں اُنسے حکومت حاجیوں کو کیا فائدہ اور آرام پہونچاتی ہے۔

مکہ معظمہ کی سڑکیں راستہ ویسے ہی ناہموار ہیں جیسے کہ غالباً ہمیشہ سے ہیں۔ انکی مختلف ذرایع سے یہ کوشش رہتی ہے کہ تمام حجاج جو حجاز میں آئے ہیں وہ وہابیہ کے عقاید کی پیروی کریں انہیں اصول پہ چلیں کہ جو عبدالوہاب نجدی کے خودساختہ ہیں۔ اگر کسی حاجی کو کسی موقع پر وہ اپنے عقائد کے خلاف کرتے دیکھتے ہیں تو بے تکلف بیدسے خبر لیتے ہیں اور اسکو پکڑ لیجاتے ہیں۔ ذمہ دار عمال بھی حکومت کے سپاہیوں کی طرفداری کرتے ہیں۔ حاجیوں کی تکلیف اور مشکلات کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتے اگر کوئی حاجی کسی بات کی حکومت تک شکایت پہونچا بھی دے تو اوسپر ایسی بے توجہی کیجاتی ہے کہ حاجی اپنے دوران قیام تک اپنی فریاد کو نہیں پہونچا۔ روزانہ وہ حکومت کے یہاں نتیجہ معلوم کرنے کو جاتا ہے۔ اور بے نیل ومرام واپس چلا آتا ہے۔ ہندی حاجیوں کی ترجمانی کے لیے کہ وہ اپنی زبانی فریاد حکومت تک پہونچا ئیں۔ ترجمانی کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے۔ ہمارا ذاتی تجربہ بھی ہو چکا ہے کہ جب ہم ابن سعود سے ملنے کے لئے حکومت کے مکان پر گئے تو ہم ذاتی طور پر ابن سعود سے بھی تبادلہ خیالات نہ کرسکے کیونکہ کوئی ترجمان نہ تھا اور حکومت نے اسکا کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ اگرچہ ہمارا دل یہ چاہتا تھا کہ ابن سعود سے زبانی بات چیت کریں کہ تبادلہ خیالات ہو۔ مگر ہم مجبور تھے۔ ہم نے یہ بھی اندازہ کیا کہ سعودی حکومت ابھی تک مطمئن نہیں ہے۔ اور اسکو برابر خطرہ ہے کہ میں حجاز کی بادشاہت پر قایم نہیں رہ سکوں گا۔ آئے دن تمام حجازی قبیلوں کے سردار جمع ہوتے رہتے ہیں اور انکو حکومت کے موافقت کے سبق پڑھائے جاتے ہیں۔ ہمارے اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ہم نے عموماً جدہ۔ مکہ اور مدینہ میں رعایا کو حکومت کی موافقت میں نہیں پایا۔ مختلف زبانوں سے مختلف قسم کی برائیاں سنتے رہے جو حجاج ادائے فرض کے لئے جاتے ہیں انمیں سے بھی ننانوے فیصدی حکومت سے ناخوش واپس ہوتے ہیں۔

حکومت نے ایک یہ بھی پروپیگنڈا پھیلا رکھا ہے کہ بعض ہندوستان کے اڈیٹران اخبار۔ علماء۔ لکچرار۔ اور مختلف لوگوں کو اپنے دسترخوان کا بلاؤ بنا کر سونیکی پیٹیاں آنکھوں پر باندھکر

گھر میں خنجر بند ھوا کر کامدار جبے پہنا کر اور ہاتھوں میں طلائی گھڑیاں لگوا کر اپنی موافقت کے گیت گواتی رہتی ہے۔ تاکہ ہندوستانی مسلمان حکومت کے اندرونی اور اصلی حالات سے بے خبر ہیں اور فریضہ حج ادا کرنے کی غرض سے کثرت سے حجاز جائیں۔ حکومت اور عمال اور کاروباری اصحاب کے ہاتھوں لٹیں۔ مگر حکومت کے حالات اور واقعات جو تار عنکبوت کی طرح ہیں پردہ خفا میں نہیں رہ سکتے جو حاجی تمام مشکلات کو برداشت کرکے اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں وہ کچھہ نہ کچھہ تو ضرور اصلی حالات پبلک کو بتاتے ہیں۔ چنانچہ اسکا نتیجہ یہ شروع ہو گیا ہے کہ پچھلے سال کے مقابلہ میں قریبًا بائیس ۲۲ ہزار حاجی بذریعہ جہاز کم آئے۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر یہی لیل و نہار رہے تو دن بدن حجاج کی آمد کم ہوتی جائے گی۔ حکومت نے حجاز پر قبضہ کرنے کے ساتھہ ہی ساتھہ بہت سے لوگوں کی املاک۔ جائداد اور مکانات۔ باغات۔ اور دکانات وغیرہ جبریہ مدینہ طیبہ میں ضبط کر لی ہیں۔ انکی بابت کوشش کیجا رہی ہے۔ درخواستیں لگائی جا رہی ہیں۔ اپنا حق ثابت کیا جا رہا ہے۔ مگر صدائے برنخاست کا مضمون ہے۔ جو چیزیں اندرون ملک حجاز میں داخل ہوتی ہیں انپر ایسے سخت ٹیکس لگے ہوئے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ پچاس ۵۰۔ ساٹھ ۶۰ ستر اور اسی فیصدی تک کا ٹیکس قایم ہے۔ کیا ان واقعات سے آیندہ کسی فلاح کی امید ہو سکتی ہے ذمہ دار عمال حکومت بھی بعض مدوں کی آمدنی میں نجی طور پر حصہ دار ہیں۔ حج کے زمانہ میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حاجی آندھی کے آم ہیں جتنے بٹورلے جائیں بٹور لینے چاہئیں۔ مگر کم بخت یہ نہیں سمجھتے کہ یہ واپس جا کر پھر دل ملک ہمارے کارناموں کی بابت کیا اثر قبول کریں گے مدینہ منورہ کو اس حکومت کے دور میں یہ نقصان عظیم پہونچا ہے کہ وہاں کے باشندے۔ عام طور پر غریب۔ مفلس۔ محتاج اور ضرورتمند ہیں نہایت عاجزی سے ہر وقت اُن کا دست سوال پھیلا رہتا ہے۔ پہلی حکومتوں کے حکم سے جن لوگوں کو کچھہ وظائف ملا کرتے تھے وہ بھی سعودی حکومت کے زمانہ میں بند کر دیئے گئے۔ مدینہ منورہ کی رعایا جسطرح تباہ اور برباد ہوئی ہے وہ نہایت درجہ قابل افسوس ہے۔ رعایا ہر وقت حکومت کی بدعنوانیوں سے خائف رہتی ہے۔ اور کثرت سے۔ مکہ مدینہ اور جدہ کی عرب رعایا اس حکومت کی ناقابل برداشت سختیوں کی تاب نہ لا کر مصر و شام وغیرہ چلی گئی ہے۔ حکومت کی طرف سے جو احکامات صادر ہوتے رہتے ہیں۔ ان سے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ اخراجات گھٹانے کی کوشش کی جاتی ہے اور آمدنی بڑھانے کے وسائل مہیا کئے جاتے ہیں۔

تنخواہوں میں کمی کیجاتی ہے۔ ملازمین کی موقوفی ہوتی ہے۔ وظائف بند کیے جاتے ہیں یا کم کیے جاتے ہیں مگر ہر نئی قسم کے ٹیکس وصولیابی کے لئے قایم کئے جاتے ہیں مدینہ طیبہ میں فی کھجور کا درخت بھی جس میں پھل آتا ہو ایک روپیہ۔ ڈیڑھ۔ دو اور ڈھائی روپیہ تک ٹیکس لگا دیا جاتا ہے غرضکہ کوئی خبرذی خیر بھی ایسی نہیں چھوڑی جاتی کہ جس سے پیسہ نہ وصول ہوتا ہو۔

جدہ کی حالت سب سے بدتر ہے تمام قبرستان جہاں متبرک مزارات تھے۔ کھود کر پھینکدیئے گئے ہیں۔ نام ونشان تک باقی نہیں رکھا کوئی اصلاحی صورت پیدا نہیں کی گئی ہے۔ نہ حاجیوں کے آرام کے لئے کوئی خاص انتظام ہے۔ ڈاک کا انتظام نہایت بدترین ہے۔ ہمارا خود ذاتی تجربہ ہے کہ قریباً ڈیڑھ پونے دو مہینہ تک اپنی ہندوستان کی ڈاک جدہ کے ڈاک خانہ کی معرفت منگائی اور جب ہم ۳۲ دن مدینہ طیبہؓ میں حاضر رہکر جدہ واپس آئے تو ہمیں خیال تھا کہ اخبارات اور خطوط بہت کثرت سے ہمیں اکھٹے ملیں گے۔ مگر ڈاک خانہ میں جاکر جب معلوم کیا تو ہمیں ٹکہ سا جواب مل گیا اور ایک پرزہ تک ڈاک کا ہمیں نہیں ملا۔ حالانکہ ہم ہفتہ وار اپنے دوران سفر سے مکان کو دوست احباب اور دیگر ضروریات کے لئے خطوط بھیجتے رہتے تھے اور جواب کے لئے جدہ کا پتہ لکھتے تھے۔ ہندوستان پہونچنے پر ہم سے بہت سی شکایتیں کی گیئں کہ ہمنے جدہ کے خطوں کا جواب نہیں دیا۔ اس سے ہمنے یہ نتیجہ نکالا کہ ہماری جدہ کی ڈاک ضایع کردیگئی۔ جلادی گئی یا کسی مصلحت سے ہمیں نہیں دیگئی۔ یا انتظامی حالت ڈاک خانہ کی خراب ہونے کی وجہ سے کہیں پھینک دیگئی اور کوئی پرواہ نہیں کی گئی۔ ایک یہ اصول بھی ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ تمام حجاز میں سعودی قرش کا سکہ چلتا ہے۔ مگر ڈاک خانہ کے محصول میں مصری قرش چلایا جاتا ہے جو قیمت میں زیادہ ہے۔

اسموقع پر یہ لکھدینا بھی ضروری ہے کہ منشی احسان اللہ صاحب نائب کونسلر برٹش گورنمنٹ جو جدہ میں رہتے ہیں حاجیوں کے لئے ایک رہبر کامل ہیں۔ حج کے زمانہ میں حاجیوں کے ساتھ جو مصروفیت رہتی ہے وہ نہایت قابل قدر ہے۔ حاجیوں کی راحت اور آسائیوں کے لئے جو جو تجاویز آپ کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ آپ کا برتاؤ حاجیوں کے ساتھ نہایت ہمدردانہ اور مخلصانہ رہتا ہے۔ ہر وقت باہر سے اور مکان کے اندر تک حاجیوں کا ہجوم آپکے یہاں رہتا ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ سب کی ضرورتیں ہر وقت پوری ہوتی رہتی ہیں۔ تمام قسم کی معلومات آپ ہم پہنچاتے ہیں

نادار حاجیوں کو اُن کے وطن پہونچانے کے اسباب مہیا کرتے رہتے ہیں۔ اگر کسی کو اپنے جہازی ٹکٹ کے داموں کی واپسی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کام بھی آپ ہی کے ذریعہ سے بآسانی ہو جاتا ہے۔ جہازی کمپنیاں اگر حاجیوں کے ساتھ بدسلوکی یا بے ایمانی کرتی ہیں تو اسکا انسداد بھی آپ ہی فرماتے ہیں ضرورت کے وقت مفلس حاجیوں کے کھانے پینے کی ضروریات کی بھی کفالت فرماتے ہیں۔ غرضکہ آپ ہر خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں۔ یہانتک کہ تعطیل کے ایام میں بھی آپ دفتر کھلوا کر حاجیوں کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ حکومت حجاز سے اگر کسی حاجی کو شکایت ہو تو اسکی منشی احسان اللہ صاحب کو اطلاع دینے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ خود کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ برٹش رعایا کے آپ ہر طرح کفیل ہیں۔ خلیق ہیں۔ خوش طبع ہیں۔ قابل ہیں۔ متواضع اور منکسر المزاج ہیں۔ غرضکہ آپ ہمہ صفت موصوف ایک ہستی ہیں۔ اسی کے ساتھ ہمیں یہ کہنے میں بھی باک نہیں ہے کہ جو بعض جاہل اور ناسمجھ حاجی منشی صاحب موصوف کو بیجا اور بار بار تکلیف دینا چاہتے ہیں اور ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوتے تو اپنا وقت عزیز ضایع ہوتے ہوئے دیکھکر اُن کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ ہزارہا آدمیوں کی خواہشوں کا پورا کرنا منشی احسان اللہ صاحب کے ہی قبضہ میں ہے۔ جس حاجی کو وہ جس پوزیشن کا دیکھتے ہیں اسکے ساتھ ویسا ہی اعزاز برتتے ہیں۔ ہمارے خیال میں تعلیم یافتہ اور اعلےٰ درجہ کے اصحاب کو جدہ میں ضرور ان سے ملنا چاہئے۔

ہمنے جہانتک تجسس اور غور کیا سلطان نجد نہایت نفس پرور اور شریعت کی آڑ میں شکار کھیلنے کا عادی ہے۔ اسکا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم سے زیادہ مضبوط اور کارآمد لٹھ وہ ہے جو ایک وہابی بدو کے ہاتھ میں ہو۔ جسکی تعلیم ہے کہ جو مسلمان نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس کی زیارت کرے اسکی داڑھی منڈا کر اور اُلٹے گدھے پر بٹھا کر تشہیر کرنا لازم ہے۔ انکی تعلیم ہے کہ حقہ پینا حرام ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو وہ لوگ کافر جانتے ہیں۔ اور خود کو مسلمان۔ مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر قتل کرنا اور انکے مال پر قابض ہونا حلال ہے۔ مسلمانوں کی قبریں کھود دینا اور ہڈیاں نکالکر پھینک دینا کار ثواب ہے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ جو مؤذن قبل اذان باواز بلند رسول مقبول صلعم پر درود بھیجے وہ زنا کار عورت سے زیادہ گنہگار ہے اور واجب القتل ہے یہ وہی سلطان ہے کہ جس نے حضور سرور کائنات روحی فداہ کے روضہ اطہر کو بندوقوں کا نشانہ بنا دیا۔ حکومت حجاز پر مسلط ہوتے وقت جو کچھ وعدہ وعید

کئے تھے وہ حباب برآب کی مانند ثابت ہوئے۔ ایرانی حکومت نے انہیں وجوہات کی بناء پر حکماً اپنی رعایا کو حجاز آنے کی ممانعت کر دی ہے۔ غرضکہ اسی قسم کے بہت سے واقعات ہین جو وہان ہو کر اور نظر غور سے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے۔ شیخ دلائل الخیرات سے اس کا حق غصب کر لیا۔ حجاز مین دلائل الخیرات کے پڑھنے اور بیچنے کی علانیہ ممانعت ہے۔ وغیرہ۔

مکہ مدینہ اور جدہ مین عربی النسل خاص عرب کے باشندے بہت کم ہیں۔ مختلف حصوں کے لوگ کاروباری حیثیت سے یا کسی دوسرے سلسلہ مین وہان مقیم ہیں۔ ان کا برتاؤ حجاج کے ساتھ نہایت خوشگوار ہے۔ فریضہ حج ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکی ادائیگی کی غرض سے دنیائے اسلام کے لاکھون آدمی ہر سال وہان جاتے ہین۔ اگر یہ فرض وہان کے لئے مخصوص ہوتا تو شاید کوئی فرد بشر بھی اسطرف کو منہ نہ کرتا۔ منہ بھر کے کسی حاجی کو جواب دینا بھی ان کے نزدیک گناہ ہے۔ ترش روئی اور سختی کا عام عادت ہے پیسہ کمانے کی فکر نے ان کے تمام عادات و اخلاق کو بیکار کر دیا ہے۔ یہ ہم نہین کہتے کہ کلیتہً یہی حالت ہے بلکہ خال خال ان مین بہترین انسان بھی ہین۔ جو حاجیون کا اس ملک مین آنا باعث برکت سمجھتے ہین اخلاق اور تواضع سے انکے ساتھ پیش آتے ہین۔ ہر قسم کی ان کی امداد کرتے ہین ان کی ضروریات مین ان کی مدد دیتے ہین۔

مکہ معظمہ مین قریباً دو ڈیڑھ ہزار معلم ہین۔ جن مین سے دو تین سو کے قریب عرب ہین۔ باقی جاوی۔ بنگالی۔ بخاری۔ ہندوستانی۔ مصری وغیرہ ہین۔ ان سب معلمون کے دو دو چار چار ایجنٹ بھی ہین۔ عام طور سے حاجیون کو بھیڑ بکری سے بھی بدتر سمجھتے ہین۔ حج کے زمانہ مین خدائی فوجدار بنکر بیٹھتے ہین۔ حاجیون کی بات سننا گوارہ نہین کرتے۔ اگر کوئی شخص اپنی سخت ضرورت کو بابیان پیش کرے تو غصہ کی صورت بنا کر جھڑک دیتے ہین۔ غریب اور جاہل حاجی دست بستہ نہایت ادب کے ساتھ اپنی عرض و معروض کرنا چاہتے ہین۔ مگر پھر بھی درجہ قبولیت نہین ہوتا۔ بے پروائی کی شان انتہا سے زیادہ شدید ہوتی ہے۔ مسند معلمی پر بیٹھکر تحکمانہ لہجہ مین حاجیون پر حکومت کرتے ہین۔ اپنی قوت سے زیادہ بوجھ اٹھانا چاہتے ہین۔ مگر اٹھا نہین سکتا۔ حاجیون کے ساتھ بیجا اور بے جا سختیان ان کے خیال مین جائز ہین۔ اگر کسی معاملہ مین انسے کہا جائے کہ ہم حکومت سے شکایت کرین گے تو وہ ذرا بھی اسکی پرواہ نہین کرتے اور کہتے ہین کہ ایک دفعہ نہین دس دفعہ شکایت کرو حکومت ہمارا کیا کر لے گی۔ حاجی اگر چار پیسہ یا کوئی سامان اٹھا

معلم کے پاس امانت رکھواتے ہین تو اسکی واپسی نہایت دقت اور مشکل سے ہو سکتی ہے۔ کسی فارملیشن وضع ہونیکے بعد ایسے چند معاملے دوران قیام مین ہمارے سامنے آئے۔ کئی حاجیون کو معلم صاحب منیٰ تک لے گئے اور واپس لے آئے۔ بعد اختتام حج جب اُن کو دوسرون سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارا حج نہین ہوا اور انہون نے اپنے معلم سے شکایت کی تو کیا معقول جواب دیا جاتا ہے کہ جو روپیہ تمہارے پاس ہے وہ ہمین دے جاؤ۔ آیندہ سال ہم تمہارا حج بدل کردین گے"

بعض حاجی اپنے عزیز احباب وغیرہ کی طرف سے حج بدل کے لئے روپیہ لیجاتے ہین اور وہ کسی معلم کے ذریعہ سے حج بدل کرانا چاہتے ہین تو ایک ایک معلم کئی کئی شخصون کی طرف سے حج بدل ایک ہی وقت مین کرلیتا ہے اور اس کوشش مین رہتے ہین کہ دنیا بھر کے حج بدل ہمین کو ملجائین۔ ہم ایک خاص واقعہ اس موقعہ پر اپنے بیان کی تصدیق کی غرض سے لکھتے ہین۔ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ تمام واقعات ہماری آنکھون کے دیکھے اور کانون کے سنے ہوئے ہین۔ جن کو جھٹلانے کی کوشش کرنا چاند پر خاک ڈالنا ہے۔

ایک واقعہ پچھلے سال سنہ [illegible]ء مین ہمارے مراد آباد محلہ گھیر سید خان سے ایک شخص حج کے لئے روانہ ہوئے۔ عمر اکبر خیاط کی معلمی مین مکہ معظمہ مین رہے۔ حج کے ایام مین منیٰ گئے۔ قضاء الٰہی سے وہان فوت ہو گئے ان کا جو کچھ روپیہ پیسہ وغیرہ تھا وہ سب معلم صاحب کے قبضہ مین آگیا۔ اس مرحوم کے وارثون نے ایک سال تک برابر یہ کوشش کی کہ کسی طرح سے معلم صاحب مرحوم کا روپیہ پیسہ جو انہون نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہے دیدین۔ مگر لیت و لعل ہوتا رہا۔ اس سال جبکہ ہم بھی وہان تھے۔ گھیر سید خان سے ایک شخص الہ نور لاڈلے خان صاحب کے حج بدل مین مکہ گیا۔ وہ ہمارے ہی قافلہ مین تھا۔ ورثاء مرحوم کا ایک خط اکبر عمر خیاط معلم کے نام وصولیابی روپیہ کی بابتہ لیتا گیا تھا۔ وہ معلم صاحب کو اس نے جا کر دیا۔ معلم صاحب نے اسکا کوئی جواب نہین دیا۔ نہ روپیہ کی منف ارتبائی۔ تقاضہ پر تقاضہ کیا گیا۔ ہمارے معلم کے ایجنٹ جن کا نام ہم اظہار کرنا نہین چاہتے۔ اُن کے پاس بھیجے گئے۔ مشکل سے ایک سو تیس روپیہ کا اقرار کیا۔ مگر ان کے دینے کا وعدہ پھر بھی نہ کیا گیا۔ جب اللہ نور اُن کے پاس جاتا یا کوئی دوسرا شخص تقاضہ کے لئے ہم بھیجتے تو اسکا یہ جواب ملتا کہ ہم مراد آباد روپیہ بھیجدین گے یا جب ہم مراد آباد آئین گے تو دیدین گے۔ کبھی یہ جواب ملتا کہ ہم تم سے واقف نہین ہین تمہین کس طرح روپیہ دین۔ جب ہماری پارٹی تقاضہ کرتے کرتے تھک گئی اور نا امیدی کی حد تک ہم پہونچ گئے تو ہم نے شیخ المعلم کے پاس اس واقعہ کی اطلاع بھیجی۔ شیخ المعلم تمام مکہ معظمہ کے معلمون کا افسر اعلیٰ ہے۔ اُس نے اسقدر توجہ کی

کہ فوراً اپنے آدمی اکبر عمر خیاط معلم کو بلانے بھیجے یہ واقعہ ہے کہ معلم صاحب کئی دن تک چھپے چھپے پھرے اور بعض علم ہو گیا تھا کہ ہم نے شیخ المعلم کو اس واقعہ کی اطلاع دیدی ہے۔ آخر کب تک چھپتے ایک دن شیخ المعلم کے سامنے جانا ہی پڑا۔ اس نے اپنے فرائض کو اسقدر ادا کیا کہ ان کو کوئی سزا تو نہیں دی صرف ہدایت کی کہ اس معاملہ کو جلد نمٹا دین۔ تب ان کا دماغ کسیقدر درست ہوا اور روپیہ دینے کی طرف کچھ آمادگی پیدا ہوئی۔ جب ہمیں یہ اطلاع ملی کہ وہ روپیہ دینے کو آمادہ ہین۔ تو ہم فوراً خود اور ہمارا ایک رفیق سفر۔ بی سلے ایل۔ ایل۔ بی۔ ان کے مکان پر پہونچے۔ یہ وہ وقت تھا کہ حجاج مکہ معظمہ سے کثرت سے واپس ہو چکے تھے اور برابر قافلے واپسی وطن کی غرض سے جدہ یا مدینہ کو واپس ہو رہے تھے۔ دونون باپ بیٹون نے جس سختی اور خلاف انسانیت اور بد اخلاقی کا ترشروئی سے ہمارے ساتھ برتاؤ کیا اسکا گہرا نقش ہم کبھی نہین بھول سکتے قریب تھا کہ ہاتھا پائی یا جوتی پیزار تک کی نوبت پہونچے۔ مگر ہم نے اور ہمارے ساتھی نے انتہائی بردباری اور تحمل سے کام لیا وہ جو کچھ ہمین برا بھلا کہتے رہے اور سختی کا برتاؤ بدگوئی کرتے رہے اون سب کو برداشت کیا۔ کیونکہ ہمین روپیہ وصول کرنا تھا اور ارادہ کر لیا تھا کہ روپیہ لیکر ہی جائینگے۔ اس حالت مین بھی مختلف قسم کے حیلے حوالے انھون نے پیش کئے مگر ہم نے ایک بھی نہ مانا۔ آخر کلام ہم نے اُنسے ایک سو تیس روپیہ وصول کیا۔

دوسرا واقعہ شاہ محمد وحید الحق صاحب قادری ضلع نیا نگر ڈاکخانہ شکری ضلع دربھنگہ کا ہے۔ یہ ایک ۶۰۔۷۰ برس کی عمر کے شخص حرم مین ہمین بعد حج ملے اور انھون نے اپنی مصیبت کی داستان ہمین سنائی کہ ہم دونون میان بیوی نے۔ منیٰ۔ مزدلفہ۔ عرفات وغیرہ جانیکے لئے اپنے معلم کے ذریعہ سے جس کا نام ہمین اسوقت یاد نہین ہے ایک اونٹ کا انتظام کیا ۲۰ علی الحساب اونٹ کے کرایہ کے اور آٹھ روپیہ خیمہ کے کرایہ کے میدان عرفات مین اسکو پیشگی دیدیئے۔ عرفات تک ہم اونٹ پر گئے۔ وہان پہونچکر نہ ہمین معلم کا پتہ چلا۔ نہ جس خیمہ کا ہمنے کرایہ دیا تھا وہ خیمہ ہمین ملا۔ نہ واپسی پر ہمین اونٹ ملا۔ ہم دونون کو اس سخت موسم مین پیادہ پا گھسٹتے ہوئے سوا اپنے مزدوری سامان کے مکہ واپس آنا پڑا۔ اب معلم اکتیس ۳۱ روپیہ کا ہم سے اور مطالبہ کرتا ہے۔ بجائے اسکے کہ ہمارے آٹھ روپیہ خیمہ کے کرایہ کے واپس دے جو ہم کو نہین دیا گیا۔ اور ہماری تکلیف کا ہم کو کوئی معاوضہ ملے اور اُلٹا ہم پر سختی کرتا ہے۔ اور مختلف طریقون سے روپیہ وصول کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم اگر اوس سے کہتے ہیں کہ ہمنے حکومت کو اطلاع کر دی ہے تو وہ اسکی کوئی پرواہ نہین کرتا۔ کچہری حمیدیہ مین یہ صاحب اپنے اس واقعہ کی ایک خود

بھی دے رہے تھے۔ کئی دن تک اُس کے جواب کو معلوم کرنے کے لئے جاتے رہے۔ مگر کچھہ جواب
نہین مل سکا۔ ہم بھی اُن کے ساتھہ دو ایک دن حمیدیہ کی عمارت مین گئے۔ اور معلوم کرنے کی کوشش
کی کہ انکی درخواست پر کیا احکام صادر ہوئے۔ مگر کچھہ پتہ نہین چلا۔ ہمنے اُنسے وعدہ کیا کہ ہم آپ کے
معاملہ مین پوری کوشش کرین گے۔ چنانچہ اس کے بعد ہم ظفر علیخانصاحب اڈیٹر زمیندار
لاہور سے ملے۔ دوران گفتگو مین کچھہ اُن کا خیال معلوم کرنے کی غرض سے اور کچھہ حقیقت کو لیتے ہوئے
ہم نے حکومت ابن سعود کی بدانتظامی کا ذکر کیا۔ پھر کیا تھا۔ اڈیٹر صاحب کے تیور چڑھ گئے۔ اور آپنے
انتہا درجہ کی حکومت کی موافقت کا اظہار خیال کیا چونکہ ہمین ان کا اصلی خیال معلوم ہو گیا کہ وہ
انتہائی موافقین مین ہین اور حکومت کے شاہی دسترخوان کے مزے اڑا رہے ہین۔ اسواسطے ہم نے
اوس بحث کو زیادہ طول دینا پسند نہین کیا اور ہمنے یہ کہا کہ ہمارے سامنے اسوقت بھی ایک معاملہ درپیش
ہے اور حکومت کوئی توجہ نہین کرتی۔ آپ ہی اس معاملہ کو طے کرا دیجئے۔ انہون نے وعدہ فرمایا۔ ہمنے
واپس آکر شاہ صاحب کو اُن کی خدمت مین بھیجدیا۔ تاکہ وہ اپنا تفصیلی حال بیان کر دین۔ ظفر علیخانصاحب
نے ان کے تفصیلی حالات سننے کے بعد حکومت کے کسی بڑے شخص کو یا شیخ المعلم کو اس واقعہ کے متعلق
کوئی چٹھی لکھی یا زبانی کہا۔ جس کا فوری یہ اثر ہوا کہ معلم صاحب بلائے گئے اور یہ فیصلہ کیا گیا نہ تم انہین کچھہ دو
اور نہ یہ کچھہ تمہین دین۔ بہرکیف اس فیصلہ سے جو ظفر علیخانصاحب کی عنایت سے ہو گیا اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ
شاہ صاحب کی جان آیندہ کے مطالبہ سے چھوٹ گئی۔ مگر ہماری سمجھہ مین یہ فیصلہ نہین آیا۔ کیونکہ اس فیصلہ مین
سراسر معلم کی رعایت کا پہلو رہا۔ کیونکہ شاہ صاحب نے جو آٹھہ روپیہ خیمہ کے کرایہ کے دیئے تھے اسکے لئے ایک
خیمہ کے لینے کا بھی معلم کو کیا حق اور استحقاق تھا۔ جبکہ عرفات کے میدان مین خیمہ نہین دیا گیا۔ دوسرے شاہ صاحب
اور ان کی اہلیہ کو اوس کثیر الاجتماع اور شدت گرمی کے موقع پر جو واپسی پر پیدل آنے کی تکلیف معہ ضروری
سامان کے برداشت کرنا پڑی اسکی بابتہ معلم سے کیا بازپرس کی گئی اور اوس کو کیا سزا دیگئی اور شاہ صاحب کو
کیا معاوضہ دلایا گیا۔

اور سنئے معلم لوگ جب آپس مین ملتے تھے اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھکر بات چیت کرتے تھے
تو یہ بھی ذکر ہوتا تھا کہ اس مرتبہ حاجیون کی اموات کم ہوئین۔ کیونکہ جس قدر زیادہ تعداد مین حاجی مرتے ہین
اُسیقدر معلمون کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔ اسمرتبہ زمانہ حج مین خدا کا یہ فضل وکرم رہا کہ سوائے ۱۰ ذی الحجہ کے باقی ایام

ایام میں کسی وبائی مرض کے نہونے اور موسم کی خوشگواری کی وجہ سے اموات بہت کم ہوئیں یہ معلم لوگ بھکر اُسی بکار روناروتے تھے۔ صورت حالات یہ ہے کہ جب کوئی حاجی وہان مرجاتا ہے تو معلم کا یہ فرض ہوکہ وہ مرحوم کی نقدی اور سامان سفر کو معہ ایک مفصل فہرست کے مرحوم کے رفیق سفر سے یا دوسرے آدمیون سے تصدیق کراکر حکومت مین داخل کردے۔ مگر ایسا ہوتا نہین۔ معلم لوگ اپنی نفع کی خاطر حکومت کو بھی دہوکہ دیدیتے ہین اور وہ یہ کرتے ہین کہ جب کسی حاجی کا انتقال ہوگیا تو اُسکے تمام نقدی اور سامان پر معلم قبضہ کرلیتا ہے۔ اور وہ گویا اُسکے باپ دادا کی ملکیت ہوجاتی ہے۔ اس کے ساتھ حکومت کے اوس حکم کی بھی پابندی کیجاتی ہے۔ اور وہ اسطرح پابندی کیجاتی ہے کہ اگر مرحوم حاجی کے سامان مین سے فرض کیجئے کہ پانسو روپیہ نقد نکلے۔ معلم یہ کرتے ہین کہ اگر مرحوم کے رفیق سفر کچھ موجود نہین تو اُن کو یا اور جو حاجی اُن کے یہاں ہین۔ اُن کو یہ سمجھا دیتا ہے کہ اگر کل روپیہ و سامان حکومت مین داخل کردیا جائے گا۔ پھر وہاں سے اسکی واپسی مشکل ہوگی۔ پانچ سات روپیہ اور معمولی کچھ کپڑا لتہ حکومت کے سامنے مرحوم کے رفیق سفر یا دوسرے حاجیون سے تصدیق کراکر حکومت مین داخل کردیا جاتا ہے اور تصدیق کنندگان کو یہ دہوکہ دیا جاتا ہے کہ یہ روپیہ اور سامان مرحوم کے ورثاء کو ہم خود بھیجدین گے۔ مگر حقیقت مین ایسا کبھی نہین ہوتا۔ اور سب سامان کے وہ خود ہی مالک بنجاتے ہین۔ حاجی حج کرکے چلے آتے ہین۔ کوئی دعویدار ہوتا نہیں اگر کوئی دعویدار ہو بھی تو جہان مرحوم کا پانچ سات روپیہ یا دو چار کپڑے لتے مرحوم کے رفیق سفر یا دوسرے حاجیون کی تصدیق سے داخل ہین وہ وصول کرلین۔ اس سے زیادہ کا دعوی کرنیکا کوئی ثبوت ہی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ بقیہ سب کچھ معلم کے پیٹ مین جاچکا ہے اور آپ کوئی ثبوت نہین اسی قسم کے معلمین کے بہت سے واقعات ہین جو عام طور پر حاجیون کے ساتھ کئے جاتے ہین۔ مشتے نمونہ از خروارے مثال کے طور پر چند واقعات ہمنے لکھدیئے ہین۔ یہ ہم کہنے کو تیار نہین ہین کہ تمامی معلم ایسے خیال کے ہین نہین بعض معلمین نہایت نیک دل ہین متواضع ہین۔ خدمت گذار ہین۔ منکسر المزاج ہین۔ اپنی حاجیون کی عزت کرتے ہین۔ بعض اوقات اگر کسی حاجی کو کچھ روپیہ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بھی دیدیتے ہین اور اپنے حاجیون کی ہر ضرورت آرام اور تکلیف کا احساس کرتے ہین۔ اور ہر امکانی مدد کیلئے تیار رہتے ہین۔ ایسے چند نام ہمارے سامنے آئے۔ انمین سے ہم صرف اپنے معلم کا نام لکھے دیتے ہین جن مین مذکورہ بالا صفات سے بھی زیادہ خوبیاں ہین۔ سید امین عاصم مرحوم کا آپ نام لے دیجئے۔ مرحوم کے نواسہ سید عقیل معلمی کی خدمت کو نہایت احتیاط اور خوبی سے انجام دیرہے ہین۔

اسکے برعکس مدینہ طیبہ کے معلمین ہیں کبھی کسی بات پر جھگڑا نہین کرتے انکی معلمی کی فیس کچھہ مقرر نہین ۔ جو آپ خوشی سے دینگے خوش ہوکر لین گے ۔ نہ بے ایمانی ۔ بدمعاشی اور دہوکہ وہی اُن کا شیوہ ہے ۔ غرضکہ جسقدر اُن کی تعریف کیجائے وہ اُن کے اوصاف سے بہت کم ہے ۔ حجاز کے دوکاندار جو بیسیل ہین اُن کو بھی دنرات سوائے روپیہ کمانے کے اور کوئی دھندا نہین ہی ۔ عموماً حالت یہ ہی کہ اگر آپ کسی دوکاندار سے کوئی چیز لینا چاہین تو اگر ہم اُسکی منہ مانگی قیمت اسکو دیدین گے تب تو وہ خوش ہی ۔ ورنہ وہ ناخوش ہی ۔ اور ناخوشی بھی اس حد تک کہ بعض تو منہ پر بھلا ۔ برا کہنے کو تیار ہوجاتے ہین ۔ مکہ اور جدہ دونوں جگہ کی یہی حالت ہی ۔ ہان البتہ مدینہ طیبہ ضرور اس سے مستثنی ہی ۔ برساتی کیڑوں کی طرح حج کے زمانہ مین صدہا دوکانات عارضی طور پر کہل جاتی ہین ۔ ایک ایک معمولی پیسہ دو پیسہ شربت کا گلاس بیچنے والا بھی اوس زمانہ مین اسّی یا سو گنیان کما لیتا ہی ۔ یہ بھی ضروری ہی کہ ان دوکاندارون مین بعض نیک دل سلیم الطبع اور حجاج کی عزت و ادب بھی کرنے والے ہین ۔ مگر زیادہ تعداد بداسلوبی کرنے والوں کی ہے ۔

مکہ معظمہ مین ہر چیز ملتی ہے ۔ پھل ترکاریان وغیرہ ہر قسم کی طائف سے آتی ہیں ۔ کرایہ مکانات کا سالانہ ہوتا ہے ۔ ۳۰ ذی الحجہ کے بعد دوسرا سال شروع ہوجاتا ہے ۔ حرم کے قریب کے مکانات کا کرایہ زیادہ ہی ۔ یہاں پہونچکر وقت ضایع مت کرو ۔ یہاں ایک نماز دوسری جگہ کی ایک لاکھ نمازوں کی برابر ہے ۔ اپنا تمام وقت یہان کی حاضری مین صرف کرو ۔ کیونکہ بیت اللہ کی جانب نظر کرنا ۔ اور کعبہ کی دیوارون کا دیکھنا بھی ستر نیکیون کا سبب ہے ۔ تلاوت کلام پاک ۔ تسبیح و تہلیل ۔ تحمید ۔ جو کچھہ بھی یہان تمہارا عمل ہوگا وہ ایک لاکھ کی برابر محسوب ہوگا ۔ صفا اور مروہ پہاڑون کے درمیان بھی بازار ہے جسکو سوق الصفا کہتے ہین ۔ یہین کوتوالی ہی ۔ مکہ مکرمہ کی آبادی دو طویل پہاڑون کے درمیان ہی ۔ اسواسطے لمبائی زیادہ ہے کئی کئی منزل کے مکان یہان ہین ۔ یہان مختلف قسم کے لنگرخانے بھی ہین ۔ جہان غربا ۔ یا فقرا ۔ بیوگان اور یتامی کھانا بھی کھاتے ہین ۔ اور گزرادقات بھی کرتے ہین ۔ باب السلام پر کتب فروشون کی بہت سی دکانین ہین ۔ یہین کئی دوکانون پر بیت اللہ کا غلاف استرا اور ابرہ فروخت ہوتا ہے ۔ ابرہ سیاہ خالص ساٹھن جیسے کپڑے کا ہوتا ہے اور اسپر کلمہ کشیدہ کیا ہوا ہوتا ہے ۔ جو زیادہ قیمت مین ملتا ہے ۔ استر معمولی گاڑھے وغیرہ جیسے کپڑے کا ہوتا ہے ۔ اصل تبرک یہی ہی ۔ کیونکہ بیت اللہ کی مقدس دیوارون سے سال بھر تک ملا و اسکے چپٹا رہتا ہے ۔ نیک بندے کفن کے لئے اسکو خرید کرلاتے ہین ۔ اسمرتبہ ۱۲ گز کے حساب سے ہمارے ایک رفیق سفر

نے خرید لیے ہے۔ حاجی لوگ گاڑھا۔ لٹھہ۔ خاصہ وغیرہ کے تھان یا ادھے ٹکڑے وغیرہ بھی اپنے ساتھ
لیجاتے ہین۔ یا دہین سی خرید لیتے ہین۔ اور اسکو آب زمزم مین بھگو کر واپس لاتے ہین۔ فی ٹکڑہ یا تھان آٹھ آنہ
زمزمی والے کو آب زمزم مین تر کرنے اور لانے کی فردوسی دیجاتی ہے۔ اگر آپ خود اس کام کو کرلین تو کوئی پیسہ
نہین صرف ہوسکتا۔ مکہ معظمہ کا سوق الشامیہ نہایت بہترین اور بڑا ہوا بازار ہے۔ شامی قسم کا کپڑا لکھو کھا
روپیہ کا یہان فروخت ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ مین متمول مسلمانون کی طرف سی بہت سی رباطین یعنی مسافر خانہ ہین جہان
مسلمان مسافر زائرین سعادتمند کے غربا ٹھہرتے ہین۔ مگر اب متولی ان کی ذاتی مالک ہین اور کرایہ پر کام مین آتے ہین۔ حرم کی باب الوداع
کے متصل ڈاک خانہ ہے۔ لیٹر بکس مین خط ڈالے جاتے ہین۔ اور پوسٹ ماسٹر کے ہاتھ مین دیئے جاتے ہین ٹکٹ
لفافہ بھی یہین سی ملتے ہین۔ پوسٹ کارڈ یہان نہین ملتا۔ ہان اگر سادہ پوسٹ کارڈ آپ کے پاس ہو تو اسپر ایک آنہ
کا ٹکٹ لگا کر آپ روانہ کرسکتے ہین۔ حجاز مین شیخ دلائل کے اختیارات دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت
دینے کے سلطان ابن سعود نے سلب کرلئے ہین۔ اسپر طرہ یہ ہے کہ دلائل الخیرات کے پڑھنے اور فروخت کرنے کی
بھی ممانعت ہے۔

روانگی مصر

۳۰ جولائی ۱۹۲۸ء روانگی طرف مصر۔ اپنے وکیل کی معرفت ساڑھے چار گنی مین۔ لندن نامی
مصری۔ خدیوی میل کے جہاز کا تیسرے درجہ کا ٹکٹ منگایا۔ اور ضروریات سفر جلد جلد مہیا کرکے بندر جدہ
پر پہونچکر ایک کشتی کرایہ کرکے جہاز پر سوار ہوگئے۔ کشتی کا کرایہ تین روپیہ ۳ سے ہمین دینا پڑا۔ کیونکہ جہاز کی
روانگی کا وقت قریب تھا اور مسافر جہاز پر سوار ہونیکے لئے گھبرائے ہوئے پھر رہے تھے دوپہر کو بارہ بجے جہاز
نے لنگر اٹھا دیا۔ اس جہاز پر ۲۵۔ ۳۰ حاجیون سے زیادہ نہین ہین۔ نبی کریم کی برکت سے صرف ایک شب
ہم کو جدہ مین ٹھہرنا پڑا اور جس قدر وقت بھی ہم جدہ مین ٹھہرے بالکل مصروف رہے۔ ضروری کامون سے
فرصت ہی نہین ملی نہ کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کسی تکلیف کا احساس ہوا۔

۳۱ جولائی ۱۹۲۸ء سمندری راستہ۔ صبح سات بجے سے سامنے دھندلی حالت مین ینبوع
نظر آنے لگا ساڑھے آٹھ بجے بندر ینبوع کے سامنے قریباً نصف میل پر کھاڑی مین جہاز کھڑا ہوگیا آدھ گھنٹہ بعد گندم بوری اور سامان صندوق

دو جر ثقیل کے ذریعہ سے اوتارنا شروع کئے۔ چند مسافر ینبوع کے سیر کرنے کی غرض سے کشتی مین سوار ہو کر کنارہ پر جا رہے ہین۔ ہم بھی ایک روپیہ کو آنے جانے کی کشتی کرایہ کر کے روانہ ہو گئے۔ کھاڑی ینبوع کا سمندری بندر کا سین بھی خوشنما ہے۔ ایک اچھے بڑے قصبے کے مثل آبادی ہے۔ بازار لنبا ہے۔ اور عمارتین خوشنما پتھر کی ہین۔ ہمنے بازار سے دو اوقہ۔ ایک اوقہ برابر ایک سو دس روپیہ کے گیارہ آنہ کی تازہ کئی قسم کی کھجورین خریدی ہین۔ شکر اور مونگ پھلی لیکر اور اچھی طرح سیر کر کے جہاز پر واپس آ گئے۔ جدہ سے محمد عاشق صاحب شرکتہ العزیزیہ یہانتک ہمارے ساتھ آئے۔ کیونکہ یہ ہندوستانی لاہور کے باشندے ہین۔ یہاں سے ایک ہماری طالب علم حبیب اللہ بندر علوجہ تک ہمارے ساتھ ہو گئے۔ جو جامع ازہر مصر یا دمشق مین مولانا شاہ بدرالدین صاحب کے مدرسہ مین تعلیم کی غرض سے جا رہے ہین۔ بعد دوپہر ایک بجے جہاز نے یہان سے لنگر اٹھا دیا اور بحر احمر مین چلنے لگا۔ سمندر بالکل ٹھنڈا اور ساکن ہے۔ کسی قسم کا بھی کوئی طوفان نہین ہے۔ یہاں ابھی برسات کا موسم شروع نہین ہوا ہے سردی کے موسم مین برسات ہوتی ہے۔

یکم اگست ۲۸ء۔ راستہ۔ آج صبح سے ہماری داہنی جانب۔ زمین اور پہاڑ کنارہ پر نظر آتے رہے۔ پونے دس بجے جہاز نے علوجہ بندر کے کنارہ قریب نصف میل کے کھاڑی مین لنگر ڈالا۔ دو مسافر مع حبیب اللہ خان کے یہان اتر گئے۔ سعودی فوج کے کئی آدمی بھی اترے۔ تین گھوڑے عجیب ترکیب سے اتارے گئے۔ گھوڑون کے پیٹ مین پٹی ڈالکر اور اسکے پیچھے سے کس کر پیٹھ پر رسی کے پھندے کو جر ثقیل مین ڈالکر گھوڑے کو لٹکایا گیا۔ اور اسطرح کشتی مین جہاز کے نیچے اتار دیئے گئے۔ علوجہ چھوٹے قصبہ کی صورت مین ہمارے سامنے ہے۔ ہم اتر کر قصبہ دیکھنے نہین گئے۔ کیونکہ کل جو ہم ینبوع دیکھنے گئے تھے تو ہمارے سامان مین سے ایک گلاس اور ایک شکیزہ اور ایک کنستر پانی کا کوئی صاحب چرا کر لے گئے تھے۔ جہاز پر انڈا۔ سوکھی اور تازہ مچھلی۔ بکرے کی ران۔ مسلم دنبہ اور روٹی بکنے کو آ گئی ہے۔ روٹی اور انڈے ہمنے بھی خرید لئے ہین۔ کنارہ برابر نظر آ رہا ہے۔ سہ پہر کو ہم ناشتہ کر کے ٹھنڈا پانی پینے کے خیال مین تھے۔ مگر چی اور مشک کا پانی گرم تھا۔ مجبوراً ہم مشک کا پانی پینے کو تیار ہوئے۔ مرد غیب از غیب بیرون آید و کاری بکند۔ ایک شخص ٹین مین پانی لئے ہوئے چلا آتا ہے۔ اور ہم سے کہتا ہے کہ یہ ٹھنڈا پانی ہے پیجئے۔ وہی شخص علوجہ اتر گیا۔ اور وہ ٹین پانی پینے کے اپنے بھی چھوڑ گیا۔ ہمارا گلاس تو چوری جا ہی چکا تھا ہمنے اُنسے کام لیا۔

۲۔ اگست ۲۸ء۔ راستہ جہازی ملازمین سے دو ڈبل روٹی کی بجائے ایک ڈبل روٹی آٹھ آنہ کو لیا۔

۲۰۹۶۲ ۱۵

چھ لیموں سوا دو آنہ کو ایک چینی کا ڈبہ سات آنہ کو اور ایک اننّاس کے مربہ کا ٹین نو آنہ کو خرید کیا اور دوپہر کو کھایا۔ صبح سے دونوں طرف کنارہ نظر آ رہا ہے دس بجے کوہ طور مقام پر جہاز نے لنگر ڈال دیا ڈاکٹر نے آکر مسافروں کا معاینہ کیا۔ چند سامان کے بورے اور خالی پیپے جہاز پر لادے گئے۔ کوہ طور کچھ فاصلہ سے ہے۔ مگر آبادی کنارہ پر انگریزی وضع کی کوٹھی بنگلوں کے دو حصوں میں نہایت خوشنما ہیں دونوں آبادیوں میں قریبًا نصف میل کا فصل ہے۔ کھجور کے درخت اور مساجد بھی ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ کوہ طور وہی کوہ طور ہے یا بیت المقدس میں جو کوہ طور ہے وہ جلوہ حق کی جگہ ہے۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لاکر بیہوش ہو گئے تھے۔ آج طوفانی وبر تشنہ زدگی کی حالت کا تمام جہازی ملاحین نے رستے ہر سال یعنی شوق کی چھ گھنٹے جہاز یہاں قرنطینہ میں رہا ۴ بجے جہاز یہاں سے چل دیا۔

بندرگاہ سوئز

۲۸ اگست ۳۰ء شنبہ ۶۔۰ بجے صبح کے جہاز نے سوئز میں کنارہ سے دو میل کے فاصلہ پر لنگر ڈال دیا سوئز کے بندرگاہ اور آبادی کے علیحدہ علیحدہ منظر نہایت خوشنما ہمارے سامنے ہیں۔ بیسیوں جہاز لنچ اور موٹر کشتیاں کھڑی ہوئی ہیں۔ تین طرف پانی ہے اور ایک طرف پہاڑی سلسلہ ہے۔ ایک جانب ایشیا کا ساحل ہے اور دوسرا ساحل افریقہ کی جانب ہے۔ ڈاکٹر وغیرہ نے آکر جہازی مسافروں کو قطار میں کھڑا کرکے معاینہ کیا۔ پولیس بھی آیا۔ اور جو ضروریات تھیں وہ سب پوری ہوئیں بعد ۹ بجے کے نہایت آہستہ جہاز گھومتا ہوا روانہ ہوا۔ اور دس بجے بندر سوئز کے پلیٹ فارم پر آکر کھڑا ہو گیا۔ جہازی حمالوں کی یورش شروع ہو گئی اور ایک شخص محمد محمود الیا جو غالبًا قدس شریف کے انصاری فرم کے ایجنٹ ہیں لگ گئے اور ہم پر قبضہ کر لیا۔ قلی وغیرہ بلا کر ہمارا اسباب اتروایا۔ بیت المقدس میں انصاری کے یہاں قیام کی ترغیب دی۔ بندر کے پلیٹ فارم پر کسٹم والوں نے ایک ایک مسافر کی نہایت بے دردی سے اسباب کی ایک چندی تک کھولکر دیکھی۔ اور محصولی اشیاء کو علیحدہ کرکے محصول لیا جن کے پاس مجیدیاں سکہ زیادہ مقدار میں تھا وہ بھی روک لیا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ بیت المقدس میں بھیجدو اندرون ملک مصر نہیں لیجا سکتے یا مجیدیاں کاٹ دیجاوینگی۔ کئی گھنٹے اسی قصہ میں صرف ہوئے۔ کیونکہ ہمارے رفیق سفر کے پاس جو ۶۸ مجیدیاں تھیں۔ انپر کسٹم والوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ بعد قرنطینہ کے حمال نے بستر اور بکس کھلوا کر

انہین سے مجوزہ دینے کے قابل کپڑے نکالکر تھیلون مین ڈالکر لے گئے۔ پھر تمام مسافرون کو ایک کمرہ مین لیجاکر بٹھادیا گیا۔ مسافرون کو تمام بدن کے کپڑے اتارنے اور قرنطینہ کا ایک گھٹنے تک کا کرتہ پہننے کو دیا گیا پھر سب مسافر اسی ہیئت کذائیہ کے ساتھ اندر ایک کمرہ مین لیجائے گئے۔ جہان چند غسلخانہ بنے ہوئے تھے انہین کواڑ نہین تھے کھلے ہوئے تھے۔ ہر اس کا نل لگا ہوا تھا اور سر کے اوپر فوارہ لگا ہوا تھا۔ جو کپڑے جسم سے اتارے گئے وہ بھی بخور مین دیدیئے گئے۔ تمام مسافر برہنہ ہوکر ان کمرون مین کھڑے ہوکر نہانے لگے مگر ہم دونون نے معہ اوس کرتہ کے غسل کیا جو وہان سے دیا گیا تھا۔ واپس آکر پھر اسی کمرہ مین بیٹھے۔ اور بخور شدہ پہننے کے کپڑے واپس کردیئے گئے جو پہنکر دوسرے کمرہ مین آئے۔ جہان بخور شدہ بسترے وغیرہ ڈھیرین پڑے ہوئے تھے۔ ہر شخص نے اپنے بسترے اسمین سے علیحدہ کئے اور اسباب کو درست کرکے موٹر کشتی اور دوسری کشتی پر لاد دیا۔ اور خود بھی سوار ہوگئے۔ کیونکہ تین یوم کا یہان بحری قرنطینہ ہے یہ کشتیان مصر کے ایشیائی ساحل پر بہت دور قریباً ۳ میل کے مسافرون کو لے گئین وہان کنارہ پر خود مسافرون نے اپنے سامان کو کشتیون سے اتارا اور اٹھاکر قرنطینہ کے کوارٹر مین لے گئے۔ حکومت کا فرض تھا کہ وہ حمالون اور مسافرون کی آسایش کا انتظام کرتی۔ ہر شخص اون لکڑی کے جھونپڑون مین ٹھہر گیا جو اسی غرض سے ایک وسیع احاطہ کے اندر بنے ہوئے تھے۔ کانٹے دار تارون سے یہ احاطہ گھرا ہوا ہے اور پہرہ چوکی کا بھی کافی انتظام ہے۔ پکی بارکین بھی ہین۔ انمین پلنگ بھی ہین۔ مگر ان حصون کا کرایہ لیا جاتا ہے۔ قرنطینہ اور کرایہ مکان ایک عجیب بات ہے۔ ہر کوارٹر مین تین گدے لگے ہوئے ہین۔ پانی کا کافی انتظام ہے ایک دوکاندار بھی ہے جو ضروریات شہر سے لاکر مسافرون کے ہاتھ نہایت گران فروخت کررہا ہے۔ انگور۔ اور انجیر۔ اپنے خیال سے نہایت ارزان ہمنے بھی خریدے۔ اسی سلسلہ مین ہمنے دیکھا کہ ایک کوارٹر مین دو ہندوستانی اور ایک آفریدی پٹھان بھی مقیم ہین۔ ہم دونون نے انھین کی شرکت مین اپنا بستر لگا دیا ہے۔ یہ تینون شخص بلا پاسپورٹ یہانتک آگئے ہین اور یہان قرنطینہ مین روک دیئے گئے ہیں۔ پریشان ہوکر ایک شب کو یہ تینون یہان سے خشکی کے راستہ سے بھاگ بھی نکلے تھے اور ایک رات مین پیدل تین منزل کا راستہ طے کرلیا تھا۔ صبح کو ان کی تلاش مین ان کے نشان قدم پر دو اونٹ سوار روانہ ہوئے اور اونکو پکڑکر واپس لے آئے۔ جب کہ تینون شدت پیاس سے بیتاب ہوکر قریب نزع کی حالت کو پہنچ چلے تھے۔

۴۔ اگست ۲۸ء سوئیز کا بحری قرنطینہ۔ رات نہایت ٹھنڈی اور آرام سے گذری

جنگل میں منگل ہو رہا ہے۔ موسم نہایت خوشگوار ہے۔ پانی مدینہ طیبہ کی صراحی یا شکیزے میں ڈال کر تھوڑی
دیر میں خوب ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اپنے دو پنجابی اور ایک پٹھان کی شرکت میں ترکاری اور مسور پکوا کر اور سے
خمیری روٹیاں نہایت لطف سے کھائیں۔ انجیر کھائے۔ اس قرنطینہ کے مکان میں بیٹھے ہوئے دریا
کی سیر کرتے رہے۔ دسیوں چھوٹے بڑے جہاز مختلف ممالک کے دنرات میں سامنے سے گذرے۔

۵۔ اگست سنہ ۳۶ء۔ رات کو شبنم نہایت کثرت سے پڑی ہے۔ ہم اپنے کمرے کے اندر بھی کمبل
کے ساتھ سوئے ہیں۔ یہاں انگریزی ساوکن ساڑھے تانوے پیاسٹر کی ہے۔ ڈھائی پیاسٹر کا نقصان
ہے۔ دوپہر کو ایک ڈاکٹر یہاں آئے اور تمام مسافروں کو جو ۲۵-۲۶ تھے ایک کمرہ میں بلا کر سکے کا
نشان دیکھا۔ زبان بھی دیکھی۔ اور بغل رانوں وغیرہ میں گلٹ دیکھ کر پاس کیا۔ شام کو ہم ٹھنڈے اور
سہانے وقت میں نہر سویز کے کنارہ پر بیٹھ کر مناظر اور جہازوں کی سیر کرتے ہیں اور خوشگوار ہوا کا لطف
اٹھاتے ہیں۔ پڑاب رنگا ہے۔

۶۔ اگست سنہ ۳۶ء۔ بڑی قرنطینہ۔ ۱۱ بجے صبح کے ایک موٹر لانچ معہ دو کشتیوں کے آیا۔ اور
تمام مسافروں کو انہیں سوار کرا کے جہازی اسٹیشن پر لے گیا۔ جہاں ہم جہاز سے اترے تھے۔ یہاں ایک ایک
شخص کی تصدیق کر کے پاسپورٹ دے دئے گئے۔ اور قریب تین گھنٹے کے اس قصبہ میں صرف ہو گئے۔ اس کے
بعد سویز کے شمالی حصہ میں ۳ یوم کے قرنطینہ کا اور حکم ملا۔ یہ بھی اسٹیشن سے قریب ۳ میل کے ہے۔ اور سویز کی
آبادی سے گذر کر شمالی حصہ میں ہے۔ جو پچھلے قرنطینہ کے مقابل میں عام طور پر نہایت خراب ہے۔ اسٹیشن سے موٹر کے
ذریعہ تمام مسافر یہاں پہونچا دئے گئے ہیں۔ یہ دراصل سویز کا بڑا شفاخانہ ہے۔ یہاں کے اسسٹنٹ
انچارج نے جو ایک مسلمان ہیں ہمارے ساتھ یہ مہربانی کی کہ ایک نیا اور بڑا خیمہ۔ معہ پلنگ۔ گدے تکیے۔
اور میز وغیرہ کے ہم کو دیدیا اور بہت مہربانی سے پیش آئے۔ کیونکہ یہاں جو قرنطینہ کے ریتہ میں کوارٹر بنے
ہوئے ہیں وہ چاروں سمتوں اور اوپر سے سیٹے کے بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر طرح سے دھوپ اور تپش ہے
شام کو ایک یورپین لیڈی سی جو شفاخانہ میں آئی تھی اور جس کو ہم نے اپنے خیمہ میں بلا لیا خوب بات چیت
ہوئی محمد محمود الیانی نے بندر سویز پر اترنے کے دن سے اب تک ہماری ضروریات۔ تلی۔ پھلے کھانے
وغیرہ کی پوری کیں۔ یہ سرکاری بھروسہ کے آدمی کہلائے جاتے ہیں۔ ہوٹل والے بھی ہیں۔ ایجنٹ بھی ہیں
بحری قرنطینہ میں جہازوں کی آمد و رفت کا نظارہ تھا اب اس بری قرنطینہ میں دنرات ریل کی سیٹی اور اس کی آمد و رفت کا نظارہ

بعد مغرب تمام مسافروں کو بجبر پاخانہ کرایا گیا۔ اور اس کا امتحان لیا گیا۔ یہ جہاز کے تیسرے درجہ کے مسافروں کی مصیبت کا قصہ ہے۔

۷۔ اگست ۲۸ء۔ آج صبح خوب ابر ہے اور خاصی سردی ہے دو دو ڈبل روٹیاں دونوں وقت کی معہ گوشت ترکاری کے سالن کے حکومت کی طرف سے سب مسافروں کو مفت تقسیم کی گئیں۔ اس کے بعد مولوی عبدالغنی صاحب اسسٹنٹ انچارج آف سوئیز ہاسپٹل تشریف لائے۔ خیریت دریافت کی۔ بعدہٗ یورپین لیڈی ڈاکٹرنی معہ اسسٹنٹ کے آئیں۔ بات چیت ہوتی رہی۔ دوپہر کو ایک ایک پلیٹ سالن گوشت اور ترکاری کی تقسیم کی گئی۔ اور شام کو دودھ کی خفیف میٹھی کھیر اور سالم لوبیا شوربے میں پکا ہوا دیا گیا اور ہر مسافر کا ٹمپریچر لیا گیا۔

۸۔ اگست ۲۸ء۔ اس قرنطینہ کے اندر باہر سے کسی کو آنے کی اجازت نہیں سوائے ملازمین کے، نہ یہاں سے کوئی مسافر باہر جا سکتا ہے۔ محمد عبدالغنی صاحب ہمارے مزاج پرسی کو آئے۔ بعدہٗ یورپین ڈاکٹرنی لیڈی صاحبہ جو بمبئی کی پاس شدہ ہیں معہ اپنے اسسٹنٹ کے آئیں۔ بہت دیر تک انگریزی میں مختلف معاملات پر دلچسپ گفتگو ہوئی۔

روانگی قاہرہ مصر

۹۔ اگست ۲۸ء۔ سوئیز سے قاہرہ کو روانگی۔ صبح سوئیز کے قرنطینہ سے خلاص ہوکر قریب کے ایک دوسرے شفاخانہ میں پہونچائے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے قریب ۹ بجے کے آکر سب کو اجازت دی۔ اور سب مسافر پبلک ہیلتھ آفیس کے شفاخانہ میں بھیجے گئے۔ قریباً ایک گھنٹہ وہاں صرف ہوا۔ پاسپورٹ کی ضروری نقل کی گئی۔ نام اور جانے کا مقام۔ اور جائے قیام دریافت کیا گیا۔ مگر ہمارے دونوں کے پاسپورٹ اس وجہ سے روک لئے گئے کہ ہمارے رفیق سفر کو جمرک یعنی چنگی خانہ میں محصول کا فیصلہ کرنا تھا۔ اور ان کو بیت المقدس بھیجنا تھا۔ ہم البا کے ہوٹل میں آگئے برابر میں بیچ بازار میں سوئیز کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ ہم نے سوئیز کی چل پھر کر سیر کی۔ کیونکہ ہمارے رفیق جمرک گئے ہوئے ہیں۔ سوئیز بالکل انگریزی وضع کا شہر ہے۔ نہایت بارونق صاف ستھرا اور ہر قسم کے سامان سے بھرا ہوا ہے۔ قدم قدم پر انگریزیت کا اثر ہے۔ سڑکیں پتھر کی نہایت صاف شفاف پیدل کے لئے فٹ بنے ہوئے ہیں۔ جابجا ناکوں پر پولیس تعینات اور راستہ بتانے والی۔ پھل اور میوہ جات

نہایت ارزاں ہمارے رفیق جنگی خانہ سے لوٹ کر آئے۔ قاہرہ جانے والی ریل کا وقت قریب ہے۔ دو چار ہی منٹ باقی ہیں۔ جلدی میں اسباب اٹھوایا اور اسٹیشن پر آگئے۔ پاسپورٹ الّا صاحب نے وصول کرکے قبضہ میں کر لئے ہیں مصر یعنی قاہرہ کے ریل کے ٹکٹ تیسرے درجہ کے ملیم فی کس کے حساب سے لئے گئے ہیں۔ وہ بھی الا صاحب کے قبضہ میں ہیں۔ ٹرین میں ہم اور الا صاحب سوار ہوگئے۔ اور ٹرین روانہ ہو گئی یہ اپنی حساب کی غرض سے ساتھ ہیں۔ صرف ایک وقت کے معمولی کھانے۔ ٹھیلے پر اسباب لانے۔ لیجانے جمرک میں موٹر پر کرتے جاتے۔ قاہرہ تک ریلوے ٹکٹ اور اپنی معمولی خدمات کے معاوضہ میں ساڑھے تین انگریزی گنی ہم سے وصول کیں ہیں۔ گویا دن دہاڑے ہمیں لوٹ لیا ہے۔ ہم مجبور ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاسپورٹ اور ریلوے ٹکٹ انہیں کے پاس ہیں اور حکومت کے اعمال نے ہمارے پاسپورٹ انہیں کو دیدیئے اور جب تک انھوں نے منہ مانگا معاوضہ ہمسے وصول نہ کر لیا اوس وقت تک ہمارے پاسپورٹ اور ریلوے ٹکٹ ہم کو نہیں دیئے۔ اس طرز عمل سے ہمیں یہ محسوس ہوا کہ حکومت کے عمال بھی ایسے دلالوں سے ملے ہوئے ہیں۔ سوئیز میں روزانہ ہوائی جہاز ہمارے سر پر چکر لگاتے ہیں۔ گیارہ بجے دن کے ہم روانہ ہوگئے۔ یہ مسافر گاڑی ہے ہر اسٹیشن پر ٹھہرتی ہے۔ گاڑیاں بُری بُری ہیں۔ انگور و تازہ انجیر کھانے سے طبیعت بھر گئی ہے۔ ٹرموے کی طرح ریل میں دو دو آدمیوں کے بیٹھنے کی ادھر اودھر بالمقابل بنچیں ہیں۔ بیچ کا حصہ بالکل خالی ہے۔ اسماعیلیہ اسٹیشن تک جہاں سوا دو بجے دوپہر کو گاڑی پہونچی ہے۔ ہمارے دونوں طرف افریقہ کا ریگستان حد نگاہ تک آتا رہا ہے۔ نہر سوئیز برابر کچھ فاصلہ سے چل رہی تھی۔ کہیں کہیں اس طرف کا کچھ حصہ سرسبز بھی نظر آیا اسماعیلیہ بڑی جگہ ہے اور بڑا جنکشن ہے۔ کئی ٹرینیں آئیں اور گئیں۔ ہم نے بھی یہاں ٹرین بدلی۔ یہاں سے ہم ڈاک گاڑی میں بیٹھے جو نہایت تیز اور اسٹیشن چھوڑتی ہوئی جا رہی ہے۔ زقازیق سٹی جنکشن پر تین بجے ٹرین جا کر ٹھہری۔ یہ بھی بڑی جگہ اور نہایت خوشنما انگریزی طرز کی آبادی ہے۔ یہانتک ہمارے دونوں طرف حد نگاہ تک سرسبز کھیت آتے رہے۔ یہ راستہ نہایت خوش منظر ہے۔ کیونکہ دریائے نیل سے جو نہریں نکالی گئی ہیں وہ اس حصہ کو سیراب کرتی ہیں۔ ٹرین کے اندر انجیر انگور۔ انڈا روٹی۔ شربت اور مختلف اشیا فروخت ہو رہی ہیں۔ اور اسٹیشنوں پر ہر قسم کی اشیاء دستیاب ہوتی ہیں۔ یہاں سے ٹرین روانہ ہو کر بنہا جنکشن پر جا کر ٹھہری راستہ نہایت خوش منظر سرسبز و شاداب دونوں جانب اسماعیلیہ سے مسلسل قریب قریب قریہ و قصبات و فوجی مقام ہیں۔ ایک یا آدھے میل کا بھی ایک دوسری آبادی سے فصل نہیں ہے۔

دیہات میں کچے مکانات ہیں کہیں کہیں پھوس بھی نظر آرہا ہے۔ اس اسٹیشن پر فوج ترکی ٹوپی پہنے ہوئے قیام پذیر
ہے جو غالباً کسی چھاؤنی کو جانے والی ہے۔ انجن سے لیکر آخر گاڑی تک مسافر چکر لگا سکتا ہے کیونکہ
تمام ریل کا بیچ کا حصہ بالکل خالی ہے۔ ساڑھے چار بجے شام کے ہم سمرہ یعنی [illegible] اسٹیشن پر اترے
یہ بہت بڑا اسٹیشن ہے اور نہایت پر رونق ہے۔ بارہ آنہ قلی کو دیکر اسباب باہر لائے۔ ایک ٹھیلے پر اسباب لادا
اور خود بھی اس پر بیٹھے۔ کیونکہ اس غیر ملک میں اسباب کو علیحدہ بھیجنا مناسب نہیں سمجھا۔ ٹھیلے کا کرایہ ایک روپیہ
دو آنہ ٹھہری جو تقریباً نصف گھنٹے کے بعد ٹھہرا ہے۔ سیدنا حسین علیہ السلام میں لوکنڈہ کاوب مقدسیہ میں جو حاجی اسماعیل سوداگر
کے نام سے مشہور ہے آکر قیام کیا۔ دو روپیہ بارہ آنہ روزانہ ہوٹل کا ایک کمرہ اول درجہ کا لیا۔ یہ تمام فرنیچرات
سے مکمل ہے۔ صرف کھانے کا انتظام یہاں نہیں ہے۔ ٹھیلے والے بدمعاش نے یہاں پہونچکر دو روپیہ
چار آنہ کرایہ کا مطالبہ کیا جیسا کہ اس ملک کے بدمعاشوں کا دستور ہے۔ غرضکہ اسکو قریباً دوگنی مزدوری
دینی پڑی ہے۔ کیونکہ اس نے ہوٹل میں آکر غل مچانا چیخنا چلانا رونا اور سوا دو روپیہ کرایہ کا مطالبہ کرنا شروع
کر دیا تھا۔ قبل مغرب مشہد مقدس سیدنا حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے۔ یہ نہایت عالیشان کئی
درجوں کی خوشنما عمارت ہے۔ ایک حصہ میں مسجد بھی ہے۔ عمارت پتھر کے بڑے بڑے ستونوں پر ہے۔ یہ ستون
ایک ایک پتھر کے ہیں۔ مکمل عمارت مسجد اور روضہ قابل زیارت جگہ ہے۔

تمام روضہ کے حصہ میں اعلیٰ قسم کے اونی قالین کا فرش ہے۔ سر مبارک کا مرقد ایک قبر کی صورت
میں جالی کے اندر ہے سبز غلاف پڑا ہوا ہے۔ جا بجا آیات کلام پاک منقوش ہیں اور سونے کا کام ہے۔ روضہ پر
فاتحہ پڑھی اور باہر آکر بازاروں میں گشت لگاتے رہے۔ اسی دوران میں ایک دوکان میں جاکر مختلف قسم
کی مٹھائیاں کھائیں بعدہٗ دوسری دوکان پر جاکر گوشت لے کر نمکین ستہ کیا۔ یہاں سبزی بھر کر ٹکیاں
تیل کی پکاتے ہیں جن کو کباب کہتے ہیں۔ ہم کو یہاں کے مرد اور عورتوں نے نہایت غور سے دیکھا۔ ایک
دوسرے کو اشارہ کرتی ہیں۔ کیونکہ ہماری شان ان ملکوں میں یہ ہے۔ بادامی عبا پاؤں میں شرعی سیدھا
تنگ پاجامہ پہنے ہوئے۔ گھٹنوں سے نیچے تک کا کرتہ یا اچکن سر پر دو کلیہ لکھنؤ کی بیلدار ٹوپی
اور گلے میں جے پوری یعنی سانگانیری چھپا ہوا انگوچھا۔ اسی اثناء میں ایک دوکان میں محمد عبدالحفیظ الدین
ابن عبدالنصیر المدنی ہم کو ملے۔ مجبوراً ہم کو اپنے پاس بٹھا کر مختلف قسم کی گفتگو کی انگور کھلائے اور وعدہ
کیا کہ صبح میں ہوٹل میں آکر آپ کو یہاں کی زیارات اور تمام قابل دید مقامات دکھاؤں گا۔ اور کوئی معاوضہ

آپ سے نہیں لوں گا۔ اس سے پہلے ہم خود حیرت میں تھے کہ کس طرح یہاں کے تمام مقامات اور زیارات ہم دیکھیں گے۔ مرد از غیب بروں آید و کارے بکند۔

۱۰۔ اگست ۳۸ء قاہرہ یہاں کے اور سویز کے بڑے بازار لکھنؤ کے حضرت گنج اور فورٹ بمبئی کا لطف دیتے ہیں۔ مدنی صاحب حسب وعدہ سات بجے صبح کے ہوٹل میں ہمارے پاس تشریف لے آئے ہیں۔ یہاں موٹریں ٹیمپو کی طرح نہایت کم کرایہ پہ چلتی ہیں۔ دس بارہ آدمی بیٹھتے ہیں ایک آنہ فی سواری ایک مقام سے دوسرے مقام تک کا کرایہ ہے۔ ہر موٹر پر مقام لکھا ہوتا ہے کہ کہاں جانیوالی ہے مدنی صاحب کو ساتھ لیکر موٹر میں سوار ہو کر حضرت امام شافعی رحمت اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے یہ مسجد کے ایک حصہ میں لکڑی کے ایک بڑے کٹہرے میں ہے۔ جس پر سونے کا کام ہو رہا ہے مختلف رنگ کی مینا کاری بھی ہے۔ جابجا کلام پاک کی آیات منقوش ہیں روضہ مبارک کی برابر دو اولیا اللہ کے اور بھی مزار ہیں۔ عجب پر انوار جگہ ہے۔ دو نفل پڑھے اور دعا مانگی روضہ کے تمام حصوں میں اعلیٰ قسم کے قالین کا فرش ہے۔ بیسیوں آدمی قرآن خوانی اور دعا میں مصروف ہیں۔ بعدہٗ قلعہ محمد علی پاشا پر واپس آئے۔ یہاں قلعہ کا ایک گائیڈ ساتھ لے کر جامع محمد علی پاشا کو دیکھا جو قسطنطنیہ کی مسجد ایا صوفیہ کے ہو بہو نمونے پر بنائی گئی ہے۔ در و دیوار سونے کی مینا کاری اور مختلف رنگوں کے بیل بوٹے پھول پتی سے مزین ہیں۔ اسی کے ایک حصہ میں پاشا کا مزار ہے جس پر ہم نے فاتحہ پڑھی اس حصہ میں کل فرش اعلیٰ کے قالینوں کا ہے۔ مسجد کا گھنٹہ جو باہر پر لگا ہوا ہے۔ اور درمیان کا بڑا جھاڑ نپولین لوئی فلپ نے ہدیہ پیش کیا تھا۔ مختلف گنبد اور چھت جس میں شیشے بھی لگے ہوئے ہیں خاص صنعت سے بنائی گئی ہے۔ یعنی جو آواز وہاں پر آپ کسی قدر زور سے دیں گے تو آپ کی آواز ختم ہونے پہ گونج سی وہی آواز پیدا ہوگی قابل دید ہے۔ پاشا نے یہ مسجد ۱۸۳۰ء میں بنوانا شروع کی تھی ۱۸۱۱ء میں مصریوں نے ان کو قتل کر دیا ۱۸۵۷ء میں ان کے بیٹے نے اسکو تکمیل کو پہونچایا۔ کلام پاک کی آیات ہر جگہ لکھی ہوئی ہیں۔ یہ پتھر کے عالیشان ایک ڈول ستونوں پر استادہ ہے۔ قلعہ کے اندر ہی سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی تعمیر کی ایک نہایت خوبصورت مسجد ہے جو چاروں طرف سے بارہ دری نما بنائی گئی ہے۔ وہ اب خستہ حالت میں ہے اور دروازہ بند ہے۔ پاشا مرحوم کا محل بھی جو قلعہ ہی میں ہے دیکھا اگرچہ اچھی خراب حالت میں ہے۔ مگر پھر بھی ایک شاہانہ شان کا اور عبرت کا نمونہ ہے۔ پاشا کی بگھی جہاں ان کی شبیہ

کی تصویرین بھی دیوار پر دیگئی ہین۔ چونکہ یہ قلعہ اور محل ایک پہاڑی بلندی پر ہے۔ یہاں سے ایک آخر حصے
سے کل قاہرہ اور اس کے بیرونی حصون کا سین نہایت پُر لطف معلوم ہوتا ہے۔ جو میلون تک پھیلا ہوا ہی
نیا پڑنا قاہرہ اہرام مصری اور دور تک میدان کا منظر نظر آتا ہی۔ اس سے عالیشان۔ شہر کی وقعت اور
وسعت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ ایشیائی شہرون مین یہ کیسا بڑا اور پر رونق شہر ہے۔ تمام عمارات عالیشان
پتھر کی ہین۔ اس قلعہ مین دروازہ کے قریب ایک دیوار مین سفید پتھر کے سلطان صلاح الدین فاتح کے زمانہ
کی دھوپ کے طلوع و غروب دیکھنے کی گھڑی بنی ہے۔ اب یہ قلعہ برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین ہی۔ اور
گورہ شاہی عمل دخل ہے۔ بغیر پاس اور کچھ خرچ کئے یہ مقام نہین دیکھے جا سکتے۔ کچھ قرش خرچ کرنے کی
ضرورت ہوتی ہے۔ زندان حضرت یوسف علیہ السلام۔ قلعہ کے ایک بازو مین دو کنوان ہی جس مین عزیز مصر
نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے عشق کی وجہ سے قید کیا تھا۔ کچھ دور تک بتی روشن کر کے ہاتھ مین
ہاتھ پکڑ کر سیڑھیون اور ڈھلوان حصے سے نیچے اترنا ہوتا ہے۔ اسکے بعد وہ عمیق کنوان ہی جو سطح زمین سے
دو سو اسی فیٹ نیچا ہے۔ اسکے تلے مین ایک جانب کچھ حصہ کھلا ہوا ہے۔ جس کے نیچے اسی قدر فاصلے
سے پانی ہے۔ جیسے کہ ہندوستان مین کسی گہرے کنوئین کا پانی دور ہوتا ہے۔ گائیڈ نے دو تین پتھر اوپر
سے پھینک کر ہمکو دکھایا۔ کہ اس کنوئے کے نیچے اسقدر گہرائی پر پانی ہی۔ عجب عبرت کی جگہ ہے۔ سہ پہر کے
وقت جامع سلطانی حسن دیکھی اور بھی کئی عالیشان جامع دیکھین۔ سب پتھر کی اعلیٰ درجہ کی عمارات
ہین۔ بعدہٗ جامع سیدنا زینب علیہم السلام پر حاضر ہوئے۔ یہاں سیدنا کا مزار بھی ہی۔ ایک جالی کے اندر
قبہ بنا ہوا ہے۔ بعدہٗ مزار حضرت سیدنا فاطمہ پر حاضر ہوئے۔ یہ بھی مسجد کے ایک حصے مین پتھر کی عمارت
قبہ دار ہے۔ ان تمام مقامات پر فاتحہ پڑھی چند منٹ قیام کیا اور دعا مانگی۔ خدا مقبول کرے۔ اس کے بعد
موٹر مین سوار ہو کر چڑیاخانہ دیکھنے روانہ ہوئے۔ یہ شہر سے کئی میل کے فاصلہ پر ہے۔ راستے مین دریائے نیل
کے بڑے دو پل پر گذر ہوا جو نہایت عمدہ اور مضبوط قسم کے بنے ہوئے ہین۔ دریائے نیل کے کنارون پر دو میل
ہین یعنی دور تک دونون کنارون پر مختلف قسم کی چھوٹی بڑی کشتیان بادبانی اور موٹر انجن وغیرہ کی پڑی
ہین اور ان پر دیوالی کی شہری یا جے پور کے جوہری بازار کی طرح نہایت خوبصورت انگریزی وضع کے رہائش
کے مکان بنے ہوئے ہین۔ سخت گرمی کے زمانہ مین ان کے مالک یہاں آکر رہتے ہین اور جہان چاہی ان کشتی والے
مکانون کو دریائے نیل مین لیجاتے ہین۔ چڑیاخانے پہنچکر دو ایک آنہ کے ٹکٹ سے داخلہ ہوا۔ سیاہ اور بھورے

شیر۔ سوڈان کے جنگل کی بلیاں نہایت خوبصورت چیتے کی طرح چت کبری۔ سوڈانی دریائی گھوڑا۔ محافظ نے اپنی ترکیب سے ایک محفوظ حصے میں اسکو پانی سے باہر نکالکر دکھلایا۔ پیٹھ سپاٹ۔ ہاتھی کے بچے کی طرح۔ رنگ بھورا مائل۔ بڑی بھینس سے بڑا۔ اوپر کا ہونٹ دونوں طرف جبڑوں تک کو ڈھکے ہوئے۔ منھ بہت چوڑا اور پھیلا ہوا۔ دانت چھوٹے بڑے موٹے بھدے ارکھنیٹوں کی طرح کھڑے ہوئے۔ معلوم ہوا کہ یہ خوفناک جانور ہے اور انسان کو سالم نگل جاتا ہے۔ محافظ نے اسکو گھاس کھلائی۔ کئی قسم کے بن مانس انسان کی شکل کے جسم پر بال ہاتھ پاؤں بندر جیسے کوب یارپی یہ ایک جانور ہے از قسم شیر سیاہ خرائنٹ کا۔ بندر چھوٹے بڑے۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ۔ اودے اور مختلف رنگوں سے مزین افریقہ کے ظرافہ۔ ایک چرند جانور اونٹ سے کسی قدر چھوٹا۔ مگر اسی وضع کی گردن لانبی۔ جسم پر گلابی مائل ور سفید داغ۔ طوطی سرخ۔ کالی نیلی مختلف رنگوں کے اقسام کی اور چرند پرند بہت سی قسم کے تھے۔ یہ چڑیا خانہ قابل دید ہے۔ قاہرہ جدید کی سیر کی جو قاہرہ قدیم کے ایک آخری حصے کی جانب نہایت باقاعدہ بالکل انگریزی وضع کے شہروں کی طرح آباد کیا جا رہا ہے۔ جس قدر حصہ آباد ہو گیا ہے۔ وہ بھی میلوں تک لانبا اور چوڑا نہایت باقاعدہ اور خوشنما منظر ترتیب دیا گیا ہے۔ سڑکیں نہایت چوڑی۔ عمارات نہایت عالیشان۔ صاف ستھرا دلکش اور پر رونق شہر ہے۔ نیا اور پرانا قاہرہ دونوں ایک ہی سلسلے میں ہو رہے ہیں۔ فوجی بارگ بھی ہیں ہر سواری جاتی آتی ہے:۔

۱۱۔ اگست سنہ ۲۸ء۔ حضرت سیدنا سکینہ و حضرت نفیسہ علیہم السلام کے روضہ جو علیحدہ علیحدہ فاصلے پر مساجد کے حلقوں میں ہیں حاضر ہوئے۔ کل عمارت پتھر کی ہے۔ مزار جنگلوں کے اندر نہایت پر انوار ہیں۔ تھوڑی دیر قیام کیا اور فاتحہ پڑھی۔ سیدنا حضرت نفیسہ کا روضہ مخصوص اجابت دعا کی جگہ ہے۔ یہ دونوں صاحبزادیاں حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہیں علیہ التحفہ اور عبا۔ خان خلیل نہایت عالیشان اور پر رونق بازار چوک ہیں۔ جہاں سے چھ سات سڑکیں مختلف سمتوں کو جاتی ہیں۔ ٹرامویے۔ موٹر۔ گھوڑا گاڑی۔ فٹن وغیرہ سواریاں قدم قدم پر تمام حصوں میں نہایت ارزان ملتی ہیں۔ اسباب لادنے کے ٹھیلوں پر بھی مرد عورت سوار ہو کر پھرتے ہیں۔ تمام بازاری سودا سلف کی خریداری کا کام عموماً عورتیں کرتی ہیں۔ یہاں کے عجائب خانہ کو دیکھا۔ فرعون کے زمانہ کے مختلف رنگ کے پتھر کے قلمدان اور آس سی بڑے تابوت معبود برتن۔ مختلف اشیا ترکیب کندہ ہیں جو عجیب نے بال

بیٹھا ہیں۔ رنگین پتھر کی تصاویر جانوروں کی اسٹیچو۔ اکثر اسٹیچو پر کچھ کھود کندہ ہیں۔ زمانہ قدیم کی کشتیاں۔ قبل فرعون کی اشیا لکڑی کے رنگین اسٹیچو۔ ممی زنجیر کی بنی ہوئی۔ ممی سونے کے سلیپر وجہ تہ قدیم پتھر صندوق نما لکڑی و پتھر کی۔ شیشے کے بکسوں میں ہر چیز لگی ہے۔ تاکہ نیچے کا حصہ بھی نظر آوے۔ زمانہ قدیم کے پلنگ۔ آرام کرسی نما۔ جامع ازہر اس کے بعد جاکر دیکھی۔ یہ ایک عالیشان مسجد ہے۔ جابجا چٹائیاں بچھی ہوئی ہیں۔ جن پر طلبا مطالعہ کتاب میں مصروف ہیں زمانہ امتحان کی وجہ سے درس بند ہے جامع ازہر کی بہت سی شاخیں ہیں۔ جہاں درس دیا جاتا ہے۔ ازہر کے اوقاف کی سالانہ آمدنی دو لاکھ پونڈ ہے بعد وضع اخراجات پینتیس ہزار پونڈ سالانہ کی بچت ہے۔ جامع ازہر کا خزانہ معمور ہے جس سے حکومت مصری۔ اٹالین اور امریکہ وغیرہ قرض لیتی رہتی ہیں۔ تمام قسم کی تعلیم عربی زبان میں ہوتی ہے۔ چاروں مذہب و عقائد کی تعلیم دیجاتی ہے۔ زمانہ موجودہ کی بھی کل تعلیم سائنس تاریخ جغرافیہ۔ الجبرا وغیرہ کی بھی تعلیم دیجاتی ہے۔ شیخ الاسلام ازہر کا افسر اعلےٰ ہوتا ہے جو علماء کے انتخاب سے لیا جاتا ہے۔ اس وقت طلباء کی تعداد دس ہزار ایک سو پچاس ہے۔ اعلےٰ علمائے متبحر ازہر تیس ۳۰ ہے۔ جن کا انتخاب بھی نفس علمای کرتا ہے۔ موظفین ازہر کی تعداد ڈیڑھ سو۔ غریب طلباء کی تعداد چھ سو چھیاسی ہے۔ اور ان کا نصاب تعلیم ہے فقہ۔ اصول۔ فقہ۔ حدیث۔ مصطلح الحدیث۔ التوحید۔ نحو۔ صرف۔ منطق۔ معانی۔ بیان اور بدیع ہے۔ نظامی نصاب تعلیم میں مذکورہ علوم کے علاوہ۔ حساب۔ ہندسہ۔ جغرافیہ۔ طبیعات۔ کیمیا۔ ہیئت جبر۔ علم وضع۔ علم تواریخ و العروض۔ تاریخ وغیرہ ہیں۔ غرباء کے لئے ازہر کی طرف سے ستائیس ۲۷ دار الاقامے ہیں جن کو رواق کہتے ہیں۔ مثلاً رواق ابن معمر۔ رواق الطبریہ۔ رواق الحنفیہ۔ رواق المغاربہ۔ رواق الحرمین۔ رواق الیمن۔ رواق الہنود۔ رواق صلیح۔ رواق سلیمانی۔ رواق جاوہ۔ رواق چین رواق الشوام وغیرہ۔ طلبا و مدرسین کی اوقات سے روٹیاں مقرر ہیں۔ ایک ایک عالم کی کئی کئی ہزار روٹیاں مقرر ہیں۔ جو فروخت کر دیجاتی ہیں۔ اسکے بعد ہم ایک جامع میں پہنچے۔ جہاں ایک کار دار مدرسہ کے طالب علم سے ملاقات ہوئی۔ بہت دیر تک تبادلہ خیالات اور لطف صحبت رہا۔ ہم نے مصر میں ابن سعود کی حکومت کے خلاف صحیح واقعات کی بنا پر ایک تقریر کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ تو ان سے معلوم ہوا کہ مصری حکومت سعودی حکومت کے موافق ہے۔ مولانا محمد علی یورپ جاتے ہوئے چند گھنٹے یہاں ٹھہرے تھے۔ انہوں نے نجدی حکومت کے خلاف تقریر کی تھی اور پریس کو اپنا بیان دیا تھا۔ اس ایک تقریر کا کوئی اثر

نہین ہوا۔ بعدہ پنجاب کے ایک اڈیٹر صاحب یہان اس غرض سے آئے تھے کہ مولانا محمد علی کے خلاف تقریر کرین۔ اور سعودی حکومت کی برکات دکھائین۔ مگر ہم ہندی طالب علمون نے اُن سے کہا کہ غیر ملک مین غیر قوم کے سامنے اپنے ایک ہم وطن کے خلاف آپ کو کچھ نہین کہنا چاہئے۔ اور نہ سعودی حکومت کی موافقت کرنی چاہئے۔ چنانچہ انہون نے بین بین تقریر کی اور ان پہلوؤن کو اپنی تقریر مین چھوڑ دیا۔ پرسون وہ ہندوستان چلے گئے۔ سہ پہر کو شاہ فواد مصر کا ڈاکٹری تشریح خانہ مین جسم انسانی دیکھا جسمین انسان کے تمام جسمانی بیماریون کی حالت اور اس کے اسباب ماڈل کی صورت مین دکھائے گئے ہین۔ اور انسانی ہستی کا صحیح خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہندوستان کے میڈیکل کالجون کے ماڈل روم یا میوزیم مین تشریح جسم انسانی کے سامان ہین۔ عبرت کی جگہ ہے۔ جامع فلسطین جو مشہور مسجد ہے دیکھی۔ سرائے عابدین شاہی محل باہر سے دیکھا اندر جانے کی اجازت نہین۔ باہر سے کچھ زیادہ شاندار نہین ہے۔ نہ بہت زیادہ طول طویل ہے حکومت کی شان شوکت ظاہری بیرونی حالت سے ویسی نہین معلوم ہوتی۔ عالیشان عمارات بھی نہین ہین۔ یک و دو منزلہ عمارات ہین۔ اس کے بعد کتب خانہ دیکھا۔ اعلیٰ اعلیٰ قسم کی کلام مجید شاہان قدیم کے خط کوفی و دیگر عجیب و غریب خط مین مطلا نہایت خوشخط۔ تصاویر آئل پینٹنگ شاہان مصر قدیم سکّہ جواہرات کے۔ کتب باتصویر رنگین۔ البم شاہان ہندوستان۔ قدیم کتبے مختلف قسم کے خط کے اس کے علاوہ ہر علم و فن کی ہزار ہا کتب ایک ریڈنگ روم بھی ہے۔

۱۳۔ اگست ۲۸ء۔ آج صبح ۷ بجے بذریعہ ٹریموے اہرام مصری دیکھنے کو گئے۔ جو قاہرہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہین۔ آنے جانے کا کرایہ آٹھ آنہ دیئے۔ نصف راستے سے نہایت تک آبادی ہی چلی گئی ہے اور جنگل سرسبز و شاداب ہے۔ بہت سے شخص اہرام دیکھنے ہمارے ساتھ ہین۔ ہر قسم کی چیزین فروخت کے لئے راستے مین ہمارے سامنے آرہی ہین۔ سب سے اول اُس مقام پر گئے۔ جہان ابوالہول فرعون کے خدا کا مجسمہ پتھر کا ہاتھ پاؤن آگے پیچھے کو پھیلائے بیٹھا ہے۔ قدیم زمانہ کا یہان ایک معبد گاہ بھی ہے۔ جہان چند پیسے دیکر اندر گئے۔ یہ بالکل ریگستانی حصّہ ہے۔ یہان ایک رہنبر بھی ہمارے ساتھ ہے۔ چھ قبرین یہان ہین۔ جن کے ممی لیجا کر عجائب خانہ مین رکھدیئے گئے ہین۔ خالی پتھر کی قبرین ہین۔ اسی حصّے کے ایک کونہ مین ہمین بتایا گیا کہ یہ کھودا گیا تھا تو جواہرات وغیرہ نکلے تھے۔ یہ موقعہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے تین ہزار برس پیشتر کا بتایا جاتا ہے۔ بعدہ اہرام کے موقعہ پر واپس آئے۔ یہ سفید سخت پتھر کی بڑی بڑی چٹانون سے بنائے گئے ہین۔ اور اُن کی شکل

ہر چہار طرف سے یہ ہے △ بڑے اہرام کے نیچے کی لمبائی تین سو قدم ہونے ناپی ہے - یہ چھوٹے بڑے
باقاعدہ تین ہیں۔ دو ایک اور بھی اس قسم کے ہیں - جو پتھروں کا ایک ڈھیر سا معلوم ہوتے ہیں۔ بڑے
اہرام کی اونچائی تقریباً ہندوستان کے دس بارہ منزلہ مکان سے زیادہ ہوگی - چاروں طرف پتھر کی بڑی
بڑی چٹانیں نہایت قاعدے سے لگی ہوئی ہیں - بڑا اہرام ایک جانب بیچ میں سے کھودا گیا تو پتھر کا سربستہ
دروازہ نکلا مگر وہ کھولا نہیں جا سکا۔ وہ حصہ چھوڑ کر اسکے قریب ایک طرف سے کھودا گیا ہے۔ اسکے
اندر سے میتیں نکالی گئی ہے - ہم بھی دو موم بتیوں کی روشنی میں کچھ دور تک اہرام کے اندر گئے۔ سوائے
بڑی چٹانوں کے تودے کے اور کچھ معلوم نہ ہوا - جہاں تک ہم گئے اسکے پہلوؤں میں خالی جگہ نظر آئی جہاں سے
میتیں نکالی گئی ہیں - یہاں گائیڈ مسافروں کو بہت دق کرتے ہیں اور چمٹتے ہیں یہ حصہ کسی قدر بلندی پر ہے
یہاں سے گیارہ بجے واپس ہو کر مسجد دیکھی جو نقل حرم مکہ معظمہ بنائی گئی ہے۔ سلطان ابن احمد طالونؒ نے
یہ مسجد بنوائی ہے اور ملک منصور خان نے ۶۹ سنہ ہجری میں ممبر بنوایا ہے۔ جسپر کتبہ اور تاریخ لکھی ہوئی ہے - سہ پہر کو
نئے قاہرہ میں لونا پارک جا کر دیکھا داخلہ کا ٹکٹ علیحدہ ہے - اور اندر مختلف کھیلوں کا ٹکٹ
علیحدہ ہے - پارک کیا ہے گویا ایک کھیل کود کی جگہ ہے۔ اور محبت کے چھوٹے بڑے
لوگوں کے ملنے کی بھی اچھی جگہ ہے - پارک کے اندر سِنک ریلوے۔ چکر۔ کہیں بلندی سے پانی کشتی کی دوڑ
وغیرہ تفریحی سامان ہیں۔ مرد اور عورتیں آزادی سے تفریح کرتی ہیں - غرض یہ نہایت دلچسپ اور خوش منظر
جگہ ہے - آج شب میں مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی محمد صدیق صاحب جامع ازہر کے ہندوستانی
طلباء ہوٹل میں ہمسے ملنے آئے - کئی گھنٹے مختلف مسائل پر بات چیت ہوتی رہی ہمیں اسکا افسوس رہا کہ جامع
حضرت عمر ابن العاص - مزار حضرت لیث ابن سعدؓ - مزار شریف عبدالوہاب شعرانی اور کئی جامع دیکھنے
سے رہ گئیں - صبح سے شام تک برابر سواری میں پھرتے ہیں - ملک مصر میں تعریفہ - اٹنا قرش - خمسہ ملین -
نصف پیاسٹر یا نصف قرش برابر ہے ایک پائی کے - قرش یا پیاسٹر برابر ہے ۲ ر ۲ پائی کے - شہر کی صفائی
نہایت درجہ قابل تعریف ہے - تمام شہر کی سمنٹ کی استرکاری کی ہوئی - تمام بازاروں اور سڑکوں پر دو طرفہ
درخت لگے ہوئے - بیسیوں چوپڑ کے بازار ہیں - اور گلی کوچے سڑکوں کی دونوں جانب بالمقابل - بالکل انگریزی
طرز کا شہر ہے - تمام در و دیوار اشتہارات اور پوسٹر سے لپٹے ہوئے - عربی زبان کے علاوہ گریک - فرنچ
اور انگریزی میں ہر دکان پر بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ ہر سڑک کے دونوں جانب فٹ پیدل چلنے والوں کے لئے

بنا ہوا ہے۔ سویز سے قاہرہ تک پینتیس پیاسٹر ریل کا کرایہ ہے۔ میوہ۔ انگور۔ انجیر۔ ناشپاتی سیب۔ کیلا اور آلوچہ وغیرہ پھل نہایت مزیدار اور نہایت سستے۔ خربوزہ تربوز میٹھے مگر کسی قدر گران۔ اخبارات روزانہ اور باتصویر رسائل بکثرت شایع ہوتے ہیں اور عام طور پر اخبار بینی کا مذاق بڑھا ہوا ہے۔ کوکب۔ البلاغ الاہرام۔ المقطم وغیرہ یہاں کے اخبارات کے نام ہیں۔ عام طور پر اونچی ترکی ٹوپی۔ جالی دار۔ استعمال ہوتی غربا دوسری قسم کی سفید رنگین ٹوپی استعمال کرتے ہیں۔ عورتیں ہر عمر اور ہر خاندان کی لیڈیز فیشن میں ہیں اونچی ایڑی کا لیڈیز شو پہنتی ہیں۔ ایک موٹی جالیدار یا نہایت باریک نقاب نصف گالوں کے نیچے ڈالے ہوئے جسمیں تمام چہرہ خوب نظر آتا ہے۔ اور گلے کے نیچے کا حصہ سینے کے قریب تک کھلا ہوا عموماً لباس لیڈیز جاکٹ۔ بعض نوجوان اور جوان لڑکیوں کا رنگین لباس۔ برقعہ عموماً جینٹ دار سیاہ کپڑے کا جس میں نقاب چہرہ لگا ہوا ہے۔ پوری ناک پر سے پیشانی تک سنہری زیور کی نلکیاں لگی ہوئی ہیں جو نقاب میں ٹکی ہوئیں۔ سر پر رومال بندھا ہوا۔ موزہ پہنے ہوئے۔ پنڈلیوں تک ٹانگیں کھلی ہیں۔ جوان اور نوجوان لڑکیوں کے بال لیڈیز فیشن کے پٹھے دار اور پیشانی کے دونوں طرف تھوڑے رومال سے فیشن کے طور پر بال باہر نکلے ہوئے بال زیادہ تر بھورے رنگ کے چھوٹی لڑکیاں لباس میں بالکل یورپین لڑکیاں معلوم ہوتی ہیں۔ چہرہ کا نقشہ خوبصورت مگر خوبصورتی میں ملاحت اور نمکینی نادر ہے۔ رنگ نہایت سفید۔ گندم کے سوا فرق۔ تمام بازاری خرید و فروخت مردوں کے دوش بدوش خود کرتی ہیں۔ جو زیادہ فیشن ایبل ہیں۔ ان بیگ بھی لٹکائے ہوئے ہیں۔ نہایت درجہ بیباک آزاد۔ شرم و حیا ان کے قریب بھی ہو کر نہیں نکلی ہے۔ مرد ہر عورت کا ہاتھ پکڑ کر۔ ٹریم۔ ریلوے۔ کار۔ اور گاڑی وغیرہ میں سوار کرا سکتا ہے۔ مرد عورت ملے ہوئے۔ پہلو بہ پہلو سواریوں میں بیٹھتے ہیں۔ بات چیت کیجئے کوئی تکلیف نہیں۔ بعض کی آنکھ نیلی اور بعض کی سفید بے نمک اور چھوٹی۔ اسی بے پردگی کی وجہ سے ہماری تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصر میں فواحش بکثرت ہیں۔ شراب خوری کی بھی انتہا نہیں۔ ہر قسم کے کھیل تماشوں تفریح گاہوں وغیرہ میں برابر عورات بھی شریک ہوتی ہیں۔ گویا ان کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ ہم عورت ہیں۔ ہم کو مرد سے شرم کرنی چاہئے۔ مرد شرما جائے گا مگر وہ نہیں شرمائیں گی۔ نیا قاہرہ پرانے قاہرہ سے ہر بات میں سبقت لیجا رہا ہے۔ ہماری رائے میں بمبئی۔ کلکتہ سے کچھ کم نہیں ہے۔ صرف بندرگاہ نہیں ہے یہی کمی ہے۔ آٹھ منزل تک مکانات دیکھنے میں آئے۔ دن کسی قدر گرم رات خاصی سرد۔ اسی وجہ سے غالباً کسی مکان میں صحن کی اجازت نہیں ہے

تمام عمارات انگریزی وضع کی ہین - ہمین تحقیق اور معتبر ذرایع سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حکومت مصر کے ایک عالیشان مکان کو گریک کمپنی نے ٹھیکہ پر لے لیا ہے - جہان روزانہ شب مین دو مرتبہ مادرزاد برہنہ فرنچ عورتون کا ناچ ہوتا ہے - اول شو کا ٹکٹ پندرہ پیاسٹر ہے - اور دوسرے شو کا جو بارہ بجے شب سے شروع ہوتا ہے - ڈیڑہ گنی ہے - اور جو چیز بھی آپ وہان لے کر کھانا پینا چاہین - اسکی قیمت بھی علیحدہ علیحدہ ڈیڑہ گنی ہی لیجاوے گی - چاہے ایک آنہ کی آپ کوئی چیز کھائین یا دو چار دس گنی کی کوئی چیز آپ کھائیں یا نوش کرین - مثلاً پچاس روپیہ کی آپ شراب پی جائین دینا وہی ڈیڑہ گنی ہوگی - اسکے علاوہ فیس دینے پر عورتین آپکے واسطے حاضر ہین - وہین تخلیہ کے کمرے بھی ہین - اسکے علاوہ مختلف بازارون مین کثرت سے بازاری عورات مختلف ممالک کی آباد ہین جنہون نے مصریون کے اخلاق کو خراب کردیا ہے - تمام مرد کوٹ پتلون نکٹائی قمیص وغیرہ استعمال کرتے ہین - اور بالکل انگریزی فیشن کے شیدائی ہین - داڑھی عام طور پر اس ملک مین استرے کی نذر ہے - اور بعض کی مونچھین بھی ندارد ہین - ہماری داڑہی دیکھکر اکثر ہمسے سوال ہوتا تھا کہ آپ مسلم ہین یا یہود - جب ہم مسلم کہتے ہین تو نہایت عزت سے ہمارے ہاتھ کو بوسہ دیا جاتا ہے اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے - بدمعاشی اور دہوکہ بازی بھی اس ملک مین بہت زیادہ ہے - اجنبی شخص کو نہایت احتیاط کی ضرورت ہے - دوکاندار اجنبی اور مسافر دیکھکر خوب حجامت بناتے ہین - گرہ کٹ بھی بہت ہین - اس ملک مین داخل ہونے پر ہر خدمت کا معاوضہ نہایت استحکام کے ساتھ پیشتر ٹھہرالینا چاہئے - ورنہ سخت نقصان اٹھانا ہوگا ہزارہا قسم کا یہان سگریٹ عجیب وغریب تیار ہوتا ہے -

روانگی اسکندریہ

۱۲ اگست ۲۸ء آج پونے سات بجے صبح کے ایکسپریس ٹرین سے ہم الکزانڈریہ یعنی اسکندریہ روانہ ہوئے - مدنی صاحب ہمارے گائیڈ اسٹیشن تک آئے تمام ضروری خدمات انجام دین - ہم نے بھی تین دن تک تمام اُن کے کھانے پینے کا خرچ برداشت کیا اور پچیس قروش نقد رخصت کے وقت انکو پیش کئے - قاہرہ سے ٹرین چھوٹ کر صرف طنطنہ اسٹیشن پر جو جنکشن ہے ٹھہری یہ بھی بڑا شہر نظر آیا - اسٹیشن شہر سے ملا ہوا ہے - جنگل نہایت سرسبز وشاداب اور نہرین دریائے نیل کی جابجا جاری ہین روئی کی کاشت بہت کثرت سے اس ملک مین ہی - دس بجے کے قریب اسکندریہ کی سفید پتھر کی خوشنما عمارات

ہمارے سامنے سیلون لغضف دائرہ کی شکل میں پھیلی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ جب یہاں میں کئی بڑے شہر قصبات وغیرہ سب چھوٹتے چلے گئے ہیں۔ اسٹیشن پر ٹرین پہونچی کہ ہوٹلوں کے دلال مل گئے۔ ہم نے اپنے ٹھہرنے کے ہوٹل کا پتہ بتایا۔ مگر وہ دوسرے ہوٹل میں لے آیا۔ مجبوراً ہم شارع میدان کے حمیدیہ ہوٹل میں سولہ پیاسٹر ذرانہ کے کمرہ میں ٹھہر گئے۔ دلال ہی نے قلی کیے گاڑی کی اور سب خرچ جو جاہا ہم سے لیا۔ اور اپنا حق المحنت بھی دس قرش طلب کیے۔ مگر ہم نے پانچ دیئے وہ ممنون ہو کر چلا گیا۔ تین بجے ہوٹل کے وکیل کے ساتھ ایک بگھی کرایہ کر کے مزارات پر روانہ ہوئے جو سب شہر میں قریب قریب ہیں۔ ہر مزار مسجد کے بازو میں ہے۔ جیسا کہ یہاں کا قاعدہ ہے۔ جامع شیخ ابا صبری صاحب پر فاتحہ پڑھی یہ صاحب نقیب وہ بردہ ہیں۔ مزار کے چاروں طرف دیواروں پر نقیب وہ خوشخط لکھا ہے اور مسجد نہایت خوبصورت ہے۔ فرش قالین کا ہے۔ جامع یا قوت العرشی پر اور حضرت شیخ ابو العباس مرسیؒ پر فاتحہ پڑھی۔ معمولی ساجد ہیں فرش قالین کا ہے۔ سکندر ذوالقرنین کے مزار پر حاضر ہوئے جو کئی سیڑھیاں مسجد سے نیچے جا کر ہے۔ اسکندریہ انہیں سکندر کا آباد کیا ہوا ہے۔ بعدہ جامع حضرت دانیالؑ میں حاضر ہوئے۔ یہ سطح مسجد سے بہت نیچے ہے۔ اور اسی کے برابر حکیم لقمان کی بھی قبر کا چھوٹا سا چبوترہ ہے۔ ہم نے دربان سے دریافت کیا کہ اسقدر چھوٹی قبریں کیسی ہیں۔ اس نے کہا کہ قبریں اس سے بھی نیچی ہیں۔ یہ صرف نشان بنا دیئے گئے ہیں۔ بعدہ بحر ابیض کے کنارے سواری میں ہوا خوری کی۔ اور اپنے ہوٹل کے قریب اتر کر گاڑی کو رخصت کیا۔ اور سمندر کے کنارہ قہوہ خانہ میں بیٹھ کر چار پی جہاں کنارے کنارے سیلون تک قریب نصف گز کے اونچی اور اسی قدر چوڑی پتھر کی دیوار بنی ہوئی ہے۔ مردعورت تفریحاً کثرت سے سیر کناں ہیں۔ اسکندریہ بھی دائرہ کی شکل میں سمندر کے کنارے آباد ہے۔ بہت پر لطف منظر ہے۔ بحر ابیض موجیں مار رہا ہے۔ جہاز اور کشتیاں لنگر انداز ہیں۔ یہاں کا بھی طرز معاشرت اور اخلاقی حالت قاہرہ جیسی ہے۔ بالکل یورپ جیسا شہر ہے۔ صفائی اعلیٰ قسم کی ہے۔ شارع فرانسیہ کے قریب چوک نہایت اچھا اور پر رونق ہے۔ شب کو ہم معہ اپنے رفیق کے پیدل بازاروں کی سیر کو روانہ ہوئے مختلف قسم کے تازہ میوے جات خریدے اور خوب کھائے عام طور پر ہر جگہ ہم پر گہری نگاہ پڑتی ہے۔

۱۴ اگست ۲۸ء اسکندریہ صبح کو ہم نے یہ ترکیب کی کہ مختلف سمتوں کی ٹریموں میں بیٹھ کر تین گھنٹے تک دونوں نے شہر کے مختلف حصوں کا خوب چکر لگایا اور بارہ آنہ خرچ ہوئے۔ یہ بھی بالکل یورپین وضع کا شہر ہے۔ قاہرہ سے بہت چھوٹا ہے۔ مگر نہایت پر رونق اور بازاروں سے بھرا ہوا ہے۔ قاہرہ کے مقابلے

میں یہاں میوے جات سستے ہیں۔ مصر کے تمام شہروں میں قدم قدم پر قہوہ خانہ ہیں۔ اور کھانے
پینے کے ہوٹل بھی ہر قسم کے کثرت سے ہیں۔ یہود و نصاری بھی اچھی تعداد میں ہیں۔ سہ پہر کو معہ وکیل ہوٹل
یہاں کا عجائب خانہ بذریعہ ٹریموے دیکھنے گئے۔ ایک بڑا باغ نہایت اچھا دریائے نیل کے کنارے پر
ہے جو نہایت سکون اور تفریح کی جگہ ہے۔ یورپین لوگوں کا نما لیا یہاں کا کلب بھی ہے۔ بہت سے صاحب
تفریحاً عام کو یہاں جاتے ہیں۔ اسکے ایک کونے میں مختصر سا مختصر چڑیا خانہ ہے جو اسکندریہ جیسی
جگہ کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں ایک بن مانس دوسری قسم کا دیکھنے میں آیا۔ ناگ پھنی کے پھل
یہاں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور لوگ بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ ہر تفریحی جگہوں اور مختلف
موقعوں پر اس ملک میں بیت الخلا یعنی ادب خانہ بھی بنا ہوا ہے۔ جو جنٹلمین کاغذ سے استنجا کرنا چاہیں
اُن سے ایک آنہ فیس لیجاتی ہے ورنہ عام طور سے کچھ نہیں لیا جاتا۔ یہود و نصاری یہاں بھی کثرت
سے نہایت اچھے کاروباری لوگ ہیں۔ یورپینوں کا عمل دخل زیادہ معلوم ہوتا ہے اور لیڈیز بھی کثرت سے
دیکھی ہیں جن کو مصری لوگ معلوم ہوا کہ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے مگر کچھ کر بھی نہیں سکتے۔ سایہ بانوں میں
جیسا بھی لہراتا ہوا نظر آیا۔ تعلیم اور کل مصر میں برقی روشنی ہی یہاں بھی اخبار بینی کا شوق زیادہ ہے
بہت سے معتبر دار اخبار و رسالے نکلتے ہیں روضۃ الیوسف فکاہیہ رسائل ہیں اور وادی نیل وغیرہ اخبار
ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مصر میں عام طور سے عورتیں ایک یا دو جو مخصوص حماموں کی دوکانیں ہیں وہاں جاتی ہیں
اور بالکل برہنہ ہو کر جسم کے ہر حصہ کے بال منڈواتی ہیں۔ بے حیائی کی انتہا ہو گئی۔ غریبوں کے جھونپڑے
کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ فقرہ بھی خال خال نظر آئے۔ قاہرہ سے اسکندریہ تک تیسرے درجہ
کا ریل کا کرایہ ساڑھے انتالیس قرش دیئے گئے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن نہایت شاندار ہے۔ بعض احباب
کی زبانی سے مصری مناظر کے فوٹو اور ایک کے ٹکٹ ہم نے خریدے ہیں۔ یہاں بھی انگریزی وضع
کے جیبوں بازار ہیں جو ہر قسم کے سامان سے بھرے ہوئے۔

روانگی قطرہ

۱۵ اگست ۲۸ء شنبہ۔ قبل نماز صبح اٹھکر اسباب ٹھیک کیا بعد نماز گاڑی منگاکر
معہ ہوٹل کے ملازم کے اسٹیشن کو روانہ ہو گئے۔ ہوٹل کے مالک حاجی اسمٰعیل رشیدی اور وکیل دونوں اچھے

مسکین طبیعت کے شخص ہیں۔ وکیل ہوٹل کو بھی حق الخدمت ان کی طلب پر ایک روپیہ دیا۔ قنطرہ
تک ریل کا ٹکٹ تین سو اسی ملیم یعنی اڑتیس پیاسٹر کا خریدا ملازم ہوٹل کو بھی پانچ پیاسٹر انعام
دیئے۔ ساڑھے چھ بجے اکسپریس روانہ ہوگئی۔ ساڑھے نو بجے بنہا جنکشن پر ٹرین بدلنے کی
غرض سے اترے اور گیارہ بجکر چالیس منٹ پر جو ٹرین قاہرہ سے پورٹ سعید جانے والی تھی
اس میں سوار ہوکر اسمٰعیلیہ ہوتے ہوئے نہر سوئیز کے کنارے جاتے رہے۔ اس لائن پر بھی بڑے
بڑے مقامات۔ قصبات اور اسٹیشن آرہے ہیں۔ مگر اکسپریس کہیں نہیں ٹھہرتا۔ اس حصے میں بھی
افریقیہ کا ریگستانی میدان ہی۔ ڈھائی بجے قنطرہ اسٹیشن پر پہونچے۔ یہاں کسٹم آفس ہے۔ ایک
لانبی ٹھیلے پر اور دوسرے ٹھیلوں پر ہمارا اور مسافروں کا سامان لاد لیا گیا۔ اور نہر سوئیز میں کنارے پر ایک لکڑی کے
مکان کے صحن میں ٹھیلے لاکر کھڑے کر دیئے گئے۔ سب مسافر کمرے اور برآمدے میں پہنچ کر بیٹھ گئے
سپاہی اور قلی وغیرہ بھی موجود رہے۔ یکایک گھڑ گھڑاہٹ کی آواز شروع ہوئی۔ اور وہ کل مکان معہ
ٹھیلوں اور مسافروں کے نہر سوئیز کے دوسرے کنارے کی طرف چلنا شروع ہوگیا۔ اور چند منٹ میں
دوسرے کنارے پر پہونچ گیا۔ سامان چنگی کسٹم آفس میں لاکر رکھا گیا۔ ایک صاحب نے سرسری
طور سے سامان دیکھا اور مہربانی سے ہم کو ریلوے اسٹیشن قنطرہ پر جانے کی اجازت دے دی جو
قریب ہی تھا۔ ہم معہ سامان کے اسٹیشن پر آگئے۔ قدس شریف یعنی بیت المقدس سے صرف ایک ٹرین
پانچ بجے شام کو یہاں آتی ہی۔ اور شب کے ساڑھے گیارہ بجے صرف ایک ٹرین جاتی ہے۔ ایک
مسلمان گارڈ اور سپاہیوں نے جبکہ ان کو معلوم ہوا کہ ہم مسلمان ہیں ہر کام میں مدد دی۔ اس ملک میں
داڑھی والے اشخاص سکھ سمجھے جاتے ہیں۔ ہم قنطرہ کی آبادی میں بھی گئے۔ جو ایک میل کے قریب ہے
مختصر آبادی معہ چند دوکانوں کے ہے۔ راستے میں ریتے میں سے چند چھوٹی چھوٹی خوبصورت سیپیاں
ہمنے چن لیں۔ بیت المقدس کا ٹکٹ ریل چودہ روپئے آٹھ آنے کا ہمنے خریدا اور ساڑھے گیارہ بجے
روانہ ہوگئے۔

داخلہ بیت المقدس

۱۶۔ اگست ۲۵ء۔ صبح نماز کے وقت ایک اسٹیشن پر آنکھ کھلی۔ راستہ نہایت سرسبز

وشاداب سبزہ۔ پرتگال وغیرہ کے سیلون تک باغ۔ یورپین لوگوں کو گھوڑے۔ خچر اور شغلیات
زمین کو جوتتے دیکھا۔ نئی کالونیز آباد کی جا رہی ہیں۔ ساڑھے سات بجے لدّا جنکشن پر ٹرین پہونچی
یہ نہایت اچھا شہر معلوم ہوا جنکشن بھی بڑا ہے۔ کئی طرف کو یہاں سے ریلوے لائن جاتی ہے۔ یہاں
سے ہم پیلسٹائین ریلوے میں سوار ہوئے۔ دو اسٹیشنوں کے بعد ٹرین پہاڑ میں داخل ہوئی۔ اور سانپ
کی طرح بل کھاتی ہوئی پہاڑی گھاٹیوں میں چلنے لگی۔ دونوں طرف پہاڑی سلسلہ قدرت خدا کا عجیب
نمونہ ہے۔ دو گھنٹہ تک نہایت پرلطف پہاڑی سین نظر آتے رہے انگور اور انجیر پہاڑی اسٹیشنوں پر
نہایت سستے اور کثرت سے فروخت ہو رہے ہیں۔ انگور تو معمولی تھے۔ مگر سبز انجیر جو مول لیکر کھائے
تو یہ معلوم ہوا کہ بالکل تازہ توڑے ہوئے ہیں۔ اور شب بھر برف میں لگے رہے ہیں۔ نہایت شیریں اور خوشبودار
حقیقت میں بہشت کا میوہ ہے۔ اس پیچدار راستے سے قریب دس بجے کے ٹرین نکلی تو اس مقدس
شہر بیت المقدس کی انگریزی وضع کی آبادی شروع ہو گئی۔ کہ جس کی حفاظت اور احترام کے لئے حضرت
عمر رض اور سلطان صلاح الدین کے عہد میں صلیبی لڑائیوں کے ذریعہ مسلمان خون کی ندیاں بہا کر اسپر
اسلامی جھنڈا اڑا چکے ہیں۔ جو نہایت آسانی سے بلا کشت وخون ترکوں کے قبضہ سے نکلکر دوسری
غیر قوم کے تسلط میں چلا گیا ہے۔ تاریخ گذشتہ کی یاد سے ہمارا دل بھر آیا۔ دس بجے بیت المقدس
قدس شریف۔ فلسطین پیلسٹائین یا جروشلم کا اسٹیشن آگیا۔ یہودی۔ نصرانی بھی بہت سے آ رہے
اسٹیشن معمولی ہے۔ موٹر اور گاڑیاں سواری کو موجود ہیں۔ ایک گاڑی لیکر ہم بھی زاویۃ الہنود پہونچے
جو شہر میں ہندیوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ ایک بڑے کمرے میں جو ہوادار ہے اور فرش پتھر کا ہے
تین پلنگ ہیں۔ ضروری فرش۔ میز کرسی۔ پانی کے مٹ اور لیمپ وغیرہ سے آراستہ ہے قیام
کیا۔ دو ہندی شخص اور یہاں سکونت پذیر ہیں۔ محمد اختر صاحب ملتانی ایک سال سے مقیم ہیں اور
ٹیوشن سے اپنی روزی کماتے ہیں۔ اور دوسرے عبدالقادر صاحب لاڑکانی سندھ پندرہ سال
سے زوار کی خدمت کرتے ہیں۔ شیخ الزاویہ ناظر حسن صاحب انصاری تشریف لائے۔ آپ سہارنپور
کے محلہ شاہ ولایت کے ساکن ہیں اور پانچسال سے یہاں کی خدمت باقاعدہ انجام دے رہے ہیں۔
ہم وطنی کی محبت سے گھنٹوں تک مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ چاء اور کھانے کی بھی تواضع کی اور
دوران قیام تک انہیں کے مہمان رہے۔ بعد عصر عبدالقادر صاحب کو ساتھ لیکر حرم شریف اقصیٰ اول صخرہ

پر گئے یہ ایک بڑی عالیشان پتھر کی چٹان ہے جسکی بابت کہا جاتا ہے کہ پہلے معلق تھی اور اب
وہ دیواروں پر رکھی ہوئی ہے۔ اسی کو تخت رب العالمین بھی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ روز حشر
معبود برحق یہیں عدالت فرماوینگے۔ یہیں میزان ہوگی اور یہیں حضرت اسرافیل صور پھونکیں
گے اور یہیں ایک میدان کا نام وادی جہنم ہے۔ صخرہ شریف پر نہایت عالیشان قبہ ہے سلطان
عبد الملک ابن مروان نے ۷۲ھ میں بنوایا تھا۔ سب سے پہلے حضرت امیر حمزہؓ۔ حضرت داؤدؑ حضرت
سلیمانؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت یحییٰؑ اور حضرت زکریا پر حاضر ہوئے۔ حرم کے دروازوں میں سے
ایک کا نام جنت کا دروازہ ہے یہیں ایک دیوار میں بتایا گیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شمشیر ہے
جائے عدالت حضرت داؤدؑ دیکھی جسپر بعد کو قبہ بنایا گیا ہے۔ مزار حضرت سلیمانؑ پر فاتحہ پڑھی
مزدور دکاندار جو ہمارے ساتھ میں دعا اور سلام پڑھاتے جاتے ہیں حضرت سلیمانؑ کے مکان پر حاضر
ہوئے۔ جو چار ہزار ستر برس کا ہے جس کے ایک حصہ کو باب توبہ اور ایک کو باب رحمت کہتے ہیں۔ اسی کی
پشت پر وادی جہنم ہے ایک جگہ محفوظ گوشہ میں بتایا گیا کہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک
کا نشان ہے جس کے اندر ہاتھ ڈالکر دیکھا صخرہ شریف ہی پہلے قبلہ تھا اور اسکی طرف نماز ادا کی جاتی
تھی۔ اسکے درمیان میں ایک بہت بڑا سوراخ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اسی سوراخ سے معراج میں تشریف لے گئے تھے اور مسجد اقصیٰ حرم کے ایک حصہ میں ہے جسپر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے۔ صخرہ کے تحت میں جاکر بھی سب حصے دیکھے اور مسجد اقصیٰ بھی نیچے جاکر دیکھی
جو اب جابجا سے کھدی اور غیر آباد خراب حالت میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ممبر بھی نہایت شاندار
اور خوبصورت لکڑی کا ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے آٹھ سو برس ہوئے بنایا تھا۔ اسمیں کہیں لوہے
کی کیل نہیں لگائی گئی۔ لکڑی کی کیلوں سے کام لیا گیا ہے۔ اور ابتک نہایت اچھی حالت میں ہے۔ مسجد کے
کچھ حصے زلزلہ وغیرہ کے اثر سے خراب ہوگئے تھے وہ حصے شہید کرکے نئے سرے سے بنائے گئے ہیں اور
چونہ کے گول۔ لانبے۔ بڑے اور چھوٹے دروازوں کی برابر تک پلیٹ بناکر اسمیں کھدائی کیجا رہی ہے۔
اور اسمیں مختلف رنگ کے شیشے لگا کر دیواروں میں لگائے جارہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ جو ساختہ حضرت
سلیمان علیہ السلام ہے اور حسین عالیشان پتھر کا ستون ہے۔ اور پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں لگی ہوئی ہیں
کہا جاتا ہے کہ اجنہ نے بنائی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا خلوت خانہ دیکھا۔ اقصیٰ اور حرم کے

کے بعض حصے کھودے جا رہے ہیں۔ جو اس زمانہ کی پرانی چیزیں نکل رہی ہیں وہ ایک قریب کے لمبے کمرے میں بغرض نمائش رکھی گئی ہیں۔ حرم میں شریکیں ہیں۔ فٹ بال ہوتا ہے۔ صخرہ شریف کے قبہ تک عام طور پر جوتہ پہنکر جاتے ہیں۔ اور مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں مصلے تک جوتہ پہنکر جاتے ہیں۔ غرضکہ سب جگہ جوتہ پہنکر جاتے ہیں یہ وہاں کے مسلمانوں کی ذہنیت ہے۔

۱۷ اگست ۲۸ء۔ صبح سلطان ابراہیم ادھم رح کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جو ایک مکان کے اندر ہے فاتحہ پڑھی۔ اسکی برابر ایک نہایت وسیع غار ہے۔ جو پہاڑ کو کاٹ کر بنایا ہے۔ اسمیں ایک دروازہ اندر جانیکا ہے۔ یہ حضرت عزیر علیہ السلام کی رہائش کی جگہ ہے۔ غار میں پہونچکر لاکھوں من کے پہاڑ کی چھت دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے۔ یہ مقامات بھی قابل دید ہیں۔ مزار بایزید بسطامی رح پر حاضر ہوئے۔ ایک مکان کے اندر مسجد ہے۔ اسکے ایک گوشہ میں مزار ہے۔ اور مکان کے ایک دوسرے حصہ میں انکی اہلیہ کا مزار ہے۔ دونوں پر فاتحہ پڑھی۔ جامع حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدس شریف فتح کرنے پر عیسائیوں کے بڑے کنیسۃ القیام کے قریب یہ مسجد بنائی تاکہ عیسائی زیادہ زمین نہ گھیر لیں۔ عیسائیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس گرجا میں تین روز دفن رہے اور زندہ ہوئے۔ یہاں حضرت عیسیٰ ع کی میت کو غسل دینے کی جگہ ہے اور یہ تصویر بھی لگی ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا نشان ہے جسکا عیسائی طواف کرتے ہیں اور شوال کے وسط مہینہ میں انکا بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ گویا انکا حج ہوتا ہے۔ قبر پر جو عمارت بنی ہے اسکے چاروں طرف طواف کرنے کی جگہ ہے۔ انکے حج کا زمانہ قریبًا پندرہ دن تک رہتا ہے۔ اس زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک میلہ حرم اقصیٰ میں ہوتا ہے جسکو سلطان صلاح الدین ایوبی نے قایم کیا ہے۔ بڑا ہجوم ہوتا ہے اور یہ بھی پندرہ دن تک رہتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے اوپر کے حصہ میں انکی تصویر بھی ہے۔ بی بی مریم ع کی بھی تصویر ہے۔ آسمان پر جاتے وقت کی بھی تصویر ہے۔ اسی گرجا میں رومن کیتھلک کا بھی چرچ ہے۔ ایک کمرہ میں صلیب دینے کی حالت مجسمہ دکھلائی ہے۔ اٹالین لوگوں کی نماز کی جگہ بھی یہاں ہے۔ موجودہ گرجا یونانیوں کا بنایا ہوا ہے۔ پتھر کی نہایت مضبوط اور عالیشان عمارت ہے کسیقدر تاریکی ہونے کی وجہ سے جابجا موم بتیاں روشن ہیں۔ یوحنا حواری کی قبر بھی یہاں ہے جسپر فاتحہ پڑھی۔ جسجگہ صلیب دیگئی بتلائی جاتی ہے۔ وہ جگہ بھی مخصوص ہے۔ قدیم زمانہ کی روغنی تصاویر

لگی ہوئی ہین وہ غار بھی دیکھا جہان صلیب پھینکی گئی تھی اور جہاں سے برآمد ہوئی۔ یہان تصویر معہ صلیب کے مجسمہ کی صورت مین لگی ہوئی ہے۔ مجسمہ بی بی مریمؑ شاہ فرانس کا بھیجا ہوا لگا ہوا ہے صلیب گاڑنیکی جگہ معہ مجسمہ اور یہان بھی بی بی مریمؑ کی تصویر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت سے بوجہ ایک معاہدہ کے اسکا کلید بردار ایک مسلمان چلا آتا ہے جو یہودیوں کے رونے کی جگہ ہے جو مسجد اقصیٰ کی ایک غربی دیوار ہے۔ یہ ہیکل سلیمانی کا حصہ ہے۔ ہر جمعہ کی دوپہر سے سنیچر کی شام تک روتے ہین کچھ پڑھتے ہین۔ برابر راستہ پر یہودی فقرا مرد و عورت بھی بیٹھے رہتے ہین جب اُنکے مقدس علما آکر کچھ پڑھتے ہین تو اسوقت خوب رلائی ہوتی ہے۔ اسکی بابت یون بیان کیا جاتا ہے کہ بخت نصر نے اس مقام یعنی قدس شریف کو بالکل برباد کر دیا تھا۔ اور نشان تک باقی نہین رکھا تھا اور یہودیوں کو پکڑ کر لے گیا تھا۔ بعدہٗ ستر سال کے بعد حضرت نحمیا علیہ السلام واپس لائے۔ اور راستے انکو یہان بھیجدیا۔ تو یہان کسیجگہ کا کوئی پتہ نہین ملتا تھا مسجد اقصیٰ کی پتھر کی دیوار کا حصہ انکو مل گیا تو وہان اپنی حالت زار پر خوب روئے۔ اور وہی رسم اتبک جاری ہے۔

کنیسہ کے ہر حصہ مین ہم جوتہ پہنے پھرتے رہے۔ کوئی اعتراض نہین ہوا۔ پرانا قدس شریف شہر پناہ کے اندر پہاڑی کے اوپر ہے۔ کہین بیسیون سیڑھیان نیچے اترنا پڑتا ہے اور کہیں اوپر۔ پانی پہاڑی برساتی زمین دوز بڑے بڑے مثل گندم کے کھتوں کے ٹانکیون مین جمع کر لیا جاتا ہے۔ اور وہی کام مین لایا جاتا ہے۔ کوئی کنوان۔ نہر۔ دریا بالکل نہین ہے۔ دن مین دھوپ مین کسیقدر تیزی ہے صبح۔ شام۔ اور شب مین خاصی سردی ہوتی ہے۔ اس پرانے شہر کے بازارون مین گشت لگائی جو تنگ ہین۔ اور ہمین ہندوستان کے معمولی بازارون کا لطف آیا۔ تنگی کی وجہ سے مجمع زیادہ معلوم ہوا اور بازار بھرے ہوئے۔ نیا شہر باہر کیجانب آباد ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہودیون کی آبادی اول درجہ عیسائی درجہ دوم پر۔ اور مسلمان درجہ سوئم مین بلحاظ تعداد ہین۔ سیپ کا کام اور زیتون کی لکڑی کا کام یہان کا مشہور اور قابل دید ہے۔ ایک تربوز لیکر کھایا۔ جو نہایت سرخ میٹھا اور مثل برف کے دبے ہوئے کے ٹھنڈا تھا۔ پانی بھی ہر وقت سرد ہی ملتا ہے۔ جمعہ کی نماز۔ اور عصر کی نماز مسجد اقصیٰ مین ادا کی اس کے قریب ایک الماری کمرہ مین حرم کے اندر پرانی اشیا رکھی ہین اور دیوارون پر باقاعدہ لگائی جا رہی ہین جو مسجد او حرم کے بعض حصون کی کھدائی سے برآمد ہو رہی ہین انکا ۲ ۔/۔ آنہ کا ٹکٹ لیکر جا کر دیکھا۔ ذیل

کی اشیاء قابلِ ذکر ہیں۔ سجادہ اور جبہ سلطان سلیم۔ قدیم زمانہ کے ہر دہات کے اور پتھر کے مختلف قسم کے سکے۔ جن میں صحابہ کرام رضہ مختلف وضع تلوار نما۔ پنجہ نما۔ چھوٹی بڑی خالد ابن ولید رضہ و دیگر صحابہ کرام کی تلواریں۔ بنی اسرائیل کے زمانہ کے برتن صحابہ کرام رضہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کلام مجید۔ اور سورہ یٰسین خط کوفی میں۔ ترکی بادشاہوں کے محتاجوں کو کھانا پکوا کر تقسیم کرانیکی بڑی بڑی دیگیں۔ سلطان ابراہیم ترکی کے والد کا کرتہ جو دو آدمیوں کی برابر لانبا ہے عبد الملک ابن مروان کی شمعدان۔ سلطان سلیم اور عبد العزیز کے وقت کے لکڑی کے کھدے ہوئے دروازے اور پتھر کی بہت سی اشیاء وغیرہ۔ یہاں سے شہر کے باہر آکر ایک موٹر کار چند مقامات پر جانیکے واسطے کرایہ کیا۔ اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ایک پتھر میں جا کر دیکھا جس کو آخری نشان بتلاتے ہیں۔ یہاں ایک گرجا بنا لیا گیا تھا۔ سلطان صلاح الدین نے اسکو توڑ ڈالا جسکے کھمبوں کے نشان باقی ہیں۔ بعدہٗ شیخ محمد العلمی کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ زمین کے نیچے تہ خانہ میں ہے انکی اہلیہ کی قبر بھی اسی کے قریب ہے۔ آپ فوج اسلام میں علمبردار تھے۔ بعدہٗ جبل زیتون پر پہونچے یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں زیتون کا جنگل تھا۔ اور اسی زمانہ کیتی دو ہزار برس کے زیتون کے درخت ابتک موجود ہیں۔ جنکی جڑیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ درخت پتھر کے ہیں ان درختوں کی قدامت کا جڑوں سے پتہ چلتا ہے۔ بلندی پر پہونچنے سے قدس شریف سب ہمارے سامنے ہے۔ بحر لوط بھی پہاڑوں کے پیچھے لہریں مارتا نظر آیا۔ اسی پہاڑ پر جو قدس شریف سے مشرق کیجانب ایک جنگل میں احاطہ کے اندر صدہا قبریں۔ ہندو مسلمان۔ اور سکھ سپاہیوں کی ہیں جو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے جنگ میں کام آئے تھے۔ ہر قبر پر پتھر کتبہ لگا ہوا لگا ہوا ہے رابعہ علویہ جنکو رابعہ بصری بھی کہتے ہیں انکے مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی۔ اربعین صحابہ کے جنگ شہیدان پر حاضر ہوئے۔ سلمان فارسی رضہ جو سرورِ عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور دوسرے صحابہ بھی جو تھے ایک مسجد کے حصہ میں انکے مزارات پر حاضر ہوئے اور فاتحہ پڑھی۔ یہاں سے واپس ہو کر قدس پہاڑ کے شمالی حصہ میں محلہ ذخرہ موشی میں حضرت عکاس صحابی رضہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جو ایک مسجد میں ہے۔ یہاں سے محلہ حضرت داؤد علیہ السلام میں مسجد کے ایک حصہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے روضہ پر حاضر ہوئے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد ماجد ہیں

ہر ایک جگہ فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ واپسی پر پرانے قدس شریف کے بازاروں سے گذرتے ہوئے
اور آبادی کو دیکھتے ہوئے واپس آئے۔ نیا قدس شریف بالکل انگریزی طرز پر آباد ہو رہا ہے کوٹھی بنگلے نہایت عمدہ
۱۸ اگست سنہ ۲۹ء۔ آج صبح ایک موٹر کار لیکر ہم معہ اپنے رفیق اور ضیاء القادر
رہبر کے شہر خلیل الرحمان کو روانہ ہوئے۔ جو قدس سے چھتیس ۳۶ کیلو میٹر یعنی ۲۴ میل ہے۔ راستہ
میں ساتویں میل پر قلعہ حضرت سلیمان علیہ السلام دیکھا۔ جو اب ویران اور شکستہ حالت میں ہے۔ پندرہویں
میل پر کسیقدر فاصلہ سے علیحدہ علیحدہ پہاڑ کی چوٹیوں پر ہمیں بتایا گیا کہ ایک گاؤں حضرت متی ع کا
ہے۔ اور دوسرا گاؤں ان کے پسر حضرت یونس ع کا ہے۔ اور یہاں ہی دونوں حضرات کے مزار ہیں
موٹر وہاں نہیں جا سکتی چڑھائی ہے۔ اسکے بعد خلیل الرحمان میں پہنچے۔ یہ نہایت اچھا اور پر رونق
شہر آباد ہے۔ حرم کے باہر کے دروازہ تک صلاح الدین ایوبی کا تعمیر کردہ ہے۔ اور اصلی
دروازہ حرم سے کل عمارت حضرت سلیمان ع کی تعمیر کردہ ہے۔ جسمیں بڑی بڑی عالیشان پتھر کی
چٹانیں لگی ہوئی ہیں۔ مسجد نہایت عالیشان اور قالین کے فرش سے مکلف ہے۔ نہایت رونق
کی جگہ ہے۔ یہاں کل مزارات مسجد کے نیچے تہ خانہ میں بنے ہوئے ہیں۔ اور مسجد کی سطح پر ان مزارات
کے بڑے بڑے عالیشان نشان بنا دیئے گئے ہیں۔ جن پر سبز رنگ کے غلاف۔ زردوزی۔ آیات
کلام پاک کشیدہ کئے ہوئے پڑے ہیں۔ پیشتر نیچے تہ خانہ میں جانیکا راستہ بھی تھا۔ مگر ایک شخص کی حالت
وہاں کی کیفیت دیکھکر خراب ہوگئی تھی اسوجہ سے حضرت سلیمان ع نے نیچے تہ خانہ میں جانے کا راستہ
بند کرا دیا ہے۔ حرم کے اندر ایک سوراخ گول ۴۔ ۵ گرہ قطر کا ہے۔ جو نیچے تہ خانہ تک چلا گیا ہے
اسمیں زنجیریں لٹک رہی ہیں اور چار چراغ روشن ہیں۔ وہ سوراخ کھولکر ہمیں دکھایا گیا۔ ہمنے جہانتک
دیکھا تو تہ خانہ کا خلا معلوم ہوا۔ اور سوائے اسکے اور کچھ نہیں معلوم ہوا۔ مسجد کے اندرونی دروازہ
سے دونوں جانب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور انکی دوسری بیوی سائرہ
علیہ السلام کا مزار ہے۔ جنکے بطن سے حضرت اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ حضرت اسحق
علیہ السلام اور انکی بیوی افقہ کے مزار حرم اندر ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور انکی ثانی لائقہ
کا مزار ہے۔ ان سب پر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ سب پر گنبد بنے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس
تہ خانہ میں بہت سے پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ واللہ اعلم۔ ایک جگہ ایک ٹکڑے پتھر پر حضور اکرم

آنحضرت صلعم کے قدم مبارک کا نشان دکھایا گیا۔ مسجد مین جو لکڑی کا کام منبر ہے وہ سلطان
صلاح الدین ایوبی نے بنوا کر دیا ہے۔ جسمین لوہے کی ایک بھی کیل نہین ہے حضرت سلیمان
علیہ السلام سے پیشتر ایتا ئیون نے بھی یہان کچھ تعمیر کرائی تھی۔ جسکی تاریخ یونانی زبان مین پتھر پر
کندہ شدہ لگی ہوئی ہے۔ سب مزارات کمرہ مین محفوظ ہین۔ جالی کے باہر سے فاتحہ پڑھی
جاتی ہے۔ مسجد حرم کا صدر دروازہ سلطان ملک منصور قلاون الصالح کا بنوایا ہوا ہے
جو لکڑی کا ہے اور پانچسو برس گزر گئے ہین۔ ابھی تک نہایت اچھی حالت مین ہے۔ معلوم نہین
کہ کیا لکڑی ہے۔ یہ دروازہ شہر غازہ مین بنوایا گیا تھا۔ ان زیارات سے فارغ ہو کر ایک
ہوٹل مین کچھ کھایا پیا۔ انگور یہان پانچ آنہ کے قریب سوا دو سیر کے ملتے ہین۔ خوب سیر ہو کر
کھائے۔ اور باندھکر مع ساتھیون کے ساتھ لائے۔ سولہ میل اسی راستہ پر واپس آنے پر شہر
بیت اللحم مین اتر گئے یہ بھی انگریزی وضع کا شہر ہے۔ اور نصاریٰ کی آبادی ہے۔ کاروبار
اچھا ہے۔ سیپ اور زیتون کی لکڑی کا کام نہایت اعلےٰ سے اعلےٰ تیار ہوتا ہے۔ یہان ایک
بڑا اور پرانا کنیسہ ہے۔ اسمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے۔ انکے ہنڈولے مین جھولنے
کے اعلیٰ مقامات ہین۔ کھجور کے درخت اور پانی نکلنے کا بھی مقام ہے۔ جہان حضرت عمؑ کی پیدائش
ہوئی تھی۔ یہ گرجا قدیم عمارت کا نمونہ ہے۔ پیدائش کے وقت یہ پہاڑی غار تھا۔ بعدہٗ عمارت
بنائی گئی ہے۔ اور مقامات مخصوص کر دیے گئے ہین۔ یہان سے واپسی پر حضرت یوسف علیہ السلام
کی والدہ راحیل کا مزار لب سڑک ہے۔ وہان چند منٹ موٹر ٹھہرا کر فاتحہ پڑھی۔ یہ تمام راستہ نہایت
خوش منظر پہاڑی ہے۔ سیلون تک انگور۔ انجیر۔ زیتون۔ اور سفرجل وغیرہ پھیلا ہوا ہے۔ کبھی ہمارا
موٹر اوپر چڑھتا چلا جاتا ہے۔ کبھی نیچے اترآتا ہے۔ سڑکین سمنٹ اور تارکول وغیرہ کی نہایت صاف
پالش کی ہوئی ہین۔ صخرہ شریف مین سیدنا حضرت ادریس ؑ حضرت زکریا ؑ کی محراب دیکھی
جو برائے تولد فرزند اجابت دعا کی جگہ ہے۔ پتھر نبار داؤدی بھی دیکھا۔ جانے مین پانچ قرش یعنی
گیارہ آنہ خلیل الرحمان تک فی کس موٹر کا کرایہ دیا۔ قدس شریف مین تین سو زائد بیت
تو محض یورپ و امریکہ کے اصحاب کے قیام کے ہین۔ جو ہر طرح مکمل اور نہایت آرام دہ اور ہر قسم
کی ضروریات سے آراستہ ہین۔ کیونکہ انکی آمدنی بہت کافی ہے۔ سولہ زاویے دنیا کے مسلمانون

کے قیام کے واسطے ہین مثلاً ترکی زاویہ - بخاری زاویہ مغربی آور زاویۃ الہنود وغیرہ - اور زاویے بھی اچھی حالت مین ہین - مگر زاویۃ الہنود بہت زیادہ اصلاح طلب ہے - اسکی آمدنی نہایت قلیل ہی جو اسکے اخراجات کو بھی اطمینانی حالت سے کافی نہین ہوتی ناظر حسن صاحب انصاری جو رئیس الزاویہ ہین وہ برابر کوشان رہتے ہین کہ یہ زاویہ بھی دوسرے زاویون کے مقابل ہوجاوے - مگر یہ کام بغیر روپیہ کے نہین ہوسکتا - کیا ہندوستانی اہل دول اپنے ہندوستانی آرام وآسائش کی غرض سے اسکی طرف کچھہ توجہ فرماوینگے -

روانگی یافہ

۱۹ - اگست ۲۸ء - دوپہر تک بازارون کی گشت لگائی سب کے کام کی کچھہ چیزین کل بیت اللحم سے خرید لی تھین - اور زیادہ آج شہر قدس مین ایک مسلمان دوکاندار سے خریدین - عصر کے وقت نیا اور پرانا یافہ دیکھنے بذریعہ موٹرکار روانہ ہوئے - شیخ الزاویہ ناظر حسن صاحب انصاری اور محمود ملازم زاویہ بھی ساتھہ ہین - یہان سے یافہ ۶۶ کیلومیٹر یا ۴۱ میل ہے - ۴ - ۵ میل پر ملومیہ لب سڑک ایک مقام آیا - جہان ہوٹل اور مخصوص مکان اس کام کے لئے ہین کہ جو شخص عیاشی کرنا چاہے وہان چلا جاوے کیونکہ بیت المقدس مین کوئی بازاری عورت نہین ہی - مگر پرائیوٹ چھپا چوری یہود و نصاری مین زنا کاری کی بہت کثرت ہی - پولیس برابر ایسی آوارہ عورتون کی تلاش مین رہتی ہے - چنانچہ اسوقت تین سو ایسی آوارہ عورتین جیل مین بند ہین جو یہود و نصاری ہین - اسکے متعلق قدس شریف مین سخت قانون ہی - مگر بد چلنی بھی بہت زیادہ ہے - قریباً ۱۶ میل تک موٹر سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا پہاڑون مین اتار اور چڑہاؤ مثل ہمارے ہندوستان کے شملہ یا نینی تال کے چلتا رہا - پہاڑی سلسلہ جو ہمارے دونون جانب ہی وہ عجب قدرت خدا کا نمونہ ہے - جابجا جو راستے مین دیہات آتے ہین وہ پتھر کے پختہ مکانات کے نہایت خوشنما ہین - اس مقام کا نام باب الواد ہے - سلطان صلاح الدین فاتح قدس کی فوجین اسی راستہ سے قدس شریف مین داخل ہوئی تھین - یہ قدیمی راستہ ہے - اب سڑک پالش کی ہوئی اور جابجا خوش منظر آبادی ہوگئی ہے راستہ مین گندم کے کھیت پکے ہوئے اور کٹے ہوئے بھی نظر آئے - ۲۰ میل پر رملہ مقام آیا - جہان حضرت صالح علیہ السلام کا مزار ہے - نہایت صاف ستھرا شہر ہے - یہانکی آب وہوا کی بہت تعریف

محاذی ہے۔ رملہ سے ۔ ۴۵ میل جانب جنوب وادی کی مزار ہے۔ یہ صلیبی جنگ کا میدان ہے جہاں مسلمانوں نے اسی سرزمین کو اپنے طیب خون سے سینچکر قدس شریف کو فتح کیا تھا۔ اور یہی موقع پچھلی جنگ عظیم کا بھی ہے۔ آگے چلکر اسی سڑک پر ایک اور مقام ہے۔ جہاں ہوائی جہازوں کا بیڑا رہتا ہے۔ مغرب کے قریب ہم یافہ کے نئے شہر میں جو بحر روم کے کنارہ آباد کیا جا رہا ہے۔ پہونچگئے کیا اچھا وقت ہے کہ سمندر زور شور سے موجیں مار رہا ہے۔ ہزاروں یہودی عورتیں اور مرد لب ساحل آزادی سے سیر کناں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پرستان کا ٹکڑا ہے۔ دس بارہ برس پیشتر یہاں ریتہ کے ٹیلوں کے میدان کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آج بالکل یورپ کے شہروں کے نمونہ کا ایک عالیشان میلوں لمبا چوڑا شہر آباد ہے۔ ایک سو چالیس تصرت سڑکیں ہیں۔ جو پالش کی ہوئی ہیں۔ اکثر سڑکوں پر دونو جانب فٹ پر درخت بھی لگائے گئے ہیں۔ اور بعض سڑکوں کے بیچ تھوڑا حصہ چھوٹا ہوا ہے۔ جہاں چمن لگایا جاوے گا۔ یہ شہر تورپ۔ امریکہ اور دنیا کے ہر حصہ کے یہودیوں کی امداد سے یہودیوں نے تیار کرایا ہے۔ ابھی نامکمل ہے اور اس وجہ سے کچھ کام رک گیا ہے کہ حکومت ۳۰ فیصدی مسلمان اور نصاریٰ کا بھی اس شہر میں حق لینا چاہتی ہے۔ مگر یہودی اس پر رضامند نہیں ہیں۔ یہاں کا کل پولیس بھی یہودی ہے۔ تمام عورتوں کا لباس تو قطعی یورپین ہے رتی بھر بھی فرق نہیں ہے۔ رانوں تک برہنہ مردوں کا لباس بھی اسی قسم کا انگریزی ہے۔ یہاں نہ کوئی مسلمان ہے۔ نہ کسی مسلمان کی دکان ہے۔ تمام شہر کی سڑکیں عورتوں اور مردوں سے بھری ہوئی ہیں نیا قاہرہ اسکندریہ اور نیا یافہ قریباً ایک ہی نمونہ پر بنائے گئے ہیں۔ اور یورپ کے شہروں کے مقابل ہیں۔ ایک یہودی کی دکان میں آئس کریم جاکر کھائی اور جب شربت طلب کیا تو اسکے ساتھ کاغذ کی ایک نلکی دی کہ جسکے ذریعہ گلاس سے چسکی لگاکر شربت پیا جاتا ہے۔ مگر ہمنے تو گلاس کو منہ لگاکر پی لیا۔ یہاں کی سیر سے فارغ ہوکر ایک فٹن کرایہ کرکے پرانے یافہ میں آئے۔ جو قریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک یہودی ہوٹل میں کھانا کھایا اور چند بازاروں کی سیر کرکے ایک ہوٹل میں ایک روپیہ فی پلنگ لیکر آرام کیا۔ یہ ہوٹل بھی یہودی عورات کا ہے۔ تمام فلسطین میں عموماً یہود و نصاریٰ عورتیں ہی ہوٹلوں کی مالک ہیں دوکانداری کا کام بھی یہی کرتی ہیں۔ پیسہ کمانیکی غرض سے نہایت خلق اور خندہ پیشانی سے پیش آتی ہیں۔ بعض یہود نصاریٰ دوکاندار یہ معلوم کرکے کہ تم مسلمان ہو، تو خود بھی مسلمان ہونیکے مدعی ہوگئے۔ سب کا طرز ایک سا ہے۔

۲۰۔ اگست سنہ ۲۸ء۔ صبحکو ضروریات سے فارغ ہوکر بازارون کی سیر کی جو تجارتی سامان سے بھرے ہوئے ہین۔ انصاری صاحب کوہاٹ کے ایک مسلمان چار قردش سے ملنے گئے اُس نے چار پلیٹین کی۔ ہمارے بے انتہا اصرار پر اُس نے قیمت نہین لی۔ ان ممالک مین کپڑے کے بازار نہایت اعلےٰ ہین۔ یہان کے بعض اخبارات کے نام یہ ہین الصراط المستقیم۔ صوت الحق۔ یافہ۔ اسلامی۔ فلسطین یا فلسطین۔ الشمیر۔ الیرموک ھیفہ۔ الجامع العربیۃ مرآۃ الشرق بیت المقدس۔ قریب دس بجے کے ہماری پارٹی ایک اسپیشل موٹر کار کرایہ کرکے سیدنا علی ابن علیم کے روضہ کو روانہ ہوئے۔ آپ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ساتوین پشت مین کاملین سے گزرے ہین۔ یہ مقام یافہ سے تقریباً ۲۰ میل بحر روم کے کنارہ کسیقدر بلندی پر ہے کچھ راستہ پختہ ہے اوسکے بعد کچی پہاڑی اور ریتلا راستہ اونچا نیچا ہے۔ موٹر کے آنے جانے کا کرایہ ۷۵ قرش طے ہوا ہے۔ اس راستہ مین پرتقال کے باغ بڑی کثرت سے ہین اور اسکی بہت بڑی تجارت نصاریٰ کے ہاتھ مین ہے۔ یہان بھی ایک زاویہ ہے اور اسکے وقف کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔ چونکہ یہان کی آب وہوا بہت اچھی ہے اسوجہہ سے ہر وقت یہ زاویہ اکثر فلسطین کے معززین سے بھرا رہتا ہے۔ جامع کے ایک محفوظ حصہ مین مزار ہے۔ فاتحہ۔ دعا۔ اور ظہر کی نماز۔ جب ہم فارغ ہوگئے تو شیخ الزاویہ جو نہایت با اخلاق اور با مذاق جامع ازہر کے تعلیمیافتہ ہین اوپر اپنے کمرہ مین لے گئے۔ جہان کھڑکیان لگی ہوئی ہین اور اُنکے نیچے بحر روم حد نگاہ تک موجین مار رہا ہے۔ نہایت خوش منظر موقع ہے۔ انکے ایک نائب بھی ہین۔ خوب پر مذاق باتین ہوتی رہین۔ کافی کے کئی دور چلے جس سے ہم محروم رہے۔ اسکے بعد نہایت عمدہ تربوز اور کھانا آگیا۔ جو دس بارہ آدمیون نے نہایت لطف کے ساتھ کھایا۔ ان ممالک مین بھی کھانے کے ساتھ تربوز کھایا جاتا ہے۔ ہنسی۔ مذاق اور پر لطف بات چیت ہوتی رہی شیخ الزاویہ نے دو ایک شعبدے دکھائے اُسکے جواب مین ہمنے بھی دکھائے۔ اور ان شعبدون کے سیکھنے کی وجوہات بھی شیخ الزاویہ نے بتائین۔ وہان ایک عورتون کا گروہ پیدا ہوگیا ہے جو کنواری اور بیاہی عورتون کو پھانس رہا ہے اور انکو شادی کرنے اور اُنکے شوہرون سے علیحدہ کر رہا ہے۔ اور وہ عورتین کہتی ہین کہ ہم مین روح القدس ہے۔ ان حالات کی تحقیق کے لئے شیخ الزاویہ مقرر کئے گئے ہین۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے اور ان بدمعاش عورتون کے اندرونی حالات معلوم کرنے کی وجہ سے انہون نے

شعبدے سیکھے ہین اور ان عورتون سے ملکر انکی بد معاشی کے حالات تحقیق کئے ہین جنکی تفصیلی رپورٹ حکومت کو بھیجنے کے لئے تیار کرلی ہے۔ ۲ بجے تک وہان قیام کرنے کے بعد ہم یافہ کو واپس ہوگئے۔ یافہ پہونچکر عصر کی نماز جامع مسجد مین پڑھی۔ بعدہٗ ہم دونون ایک موٹرکار مین قدس شریف کو روانہ ہوگئے۔ شیخ صاحب اور انکے ملازم کسی ضرورت سے شب بھر کے لئے وہین رہگئے۔ بعد مغرب ہم بیت المقدس پہونچگئے اور آرام کیا۔

پھر بیت المقدس

۲۱۔ اگست ۲۸ء۔ قدس شریف مین ایک خاص قسم کے سفید پسو لیسے غضبناک عام طور پر ہین کہ جو تمام جسم کو نوچ ڈالتے ہین اور شب مین تو سونا نہایت مشکل ہے۔ غالبًا اسکی یہ وجہ ہے کہ ہر گھر مین برساتی پانی تہ خانہ مین جمع ہے۔ اسکی وجہ سے رطوبت پیدا ہوتی ہے اور اس رطوبت سے انکی پیداوار ہے۔ بیت المقدس مین مسلمان بچے بھی نصاریٰ کے بچے جیسے نظر آتے ہین۔ سطح سمندر سے یہان کی بلندی چار ہزار فٹ بتلائی جاتی ہے۔ فلسطین مین انگور کی پیداوار نہایت درجہ کثرت سے ہوتی ہے کوئی گھر خالی نہین کہ جہان انگور سے شراب نہ بنائی جاتی ہو۔ یہودیون کی دوکانون پر عبرانی زبان مین سائن بورڈ لگے ہوئے ہین۔ کیونکہ انکی وہی مادری زبان ہے۔ قدیمی عرب جو یہان آباد ہین انکے پاجامہ کی مہانی پنڈلیون تک ہے۔ یہ پرانا لباس ہی۔ آج کا دن قدس شریف کی سیر اور خریداری مین گذرا۔ مسجد اقصیٰ کا کچھ حصہ امتداد زمانہ اور زلزلہ سے کسیقدر خراب ہوگیا تھا اب اسکی نہایت اچھے پیمانہ پر مرمت کی گئی ہے اور اسی ہفتہ مین کام ختم ہوا ہے۔ اوس مرمت شدہ حصۂ اقصیٰ کا افتتاح ۱۲۔ ربیع الاول کو میلاد شریف سے ہوگا۔ اور تمام دنیاء اسلام کے ہر طبقہ کے معززین اور سربرآوردہ اصحاب کو کثرت سے دعوت نامے بھیجے گئے ہین۔ یافہ بندر پر کل پرسون سے بذریعہ جہاز مہمانون کی آمد شروع ہونے والی ہی۔ کیونکہ کثرت سے موتمرین جہازی مہمانون کے انتظار مین ہین۔ ہم بھی اس موقع کے دیکھنے کے خواہشمند ہین اور ہمسے کہا بھی گیا ہے۔ مگر ہمارے رفیق سفر نہایت بے حس طبیعت کے ہین اور انکو واپسی کی جلدی ہے۔ اسوجہ سے ہم مجبورًا اس مبارک موقع کو چھوڑکر کل دمشق جا رہے ہین۔ آج فی کس ایک انگریزی پونڈ دمشق تک کا کرایہ بھی ہو گیا

دیدیا ہے۔ جو صبح لانیکا وعدہ ہے۔ اس قلیل عرصہ مین بہت سے ضروری مقامات ہم نہین دیکھ سکے کیونکہ وہ دور دراز ہین اور ہمارے رفیق سفر جانے پر آمادہ نہین ہین بحر لوط یہان سے ساڑھے میل ہی جسکا پانی کڑوا ہے۔ اور کوئی دریائی جانور اسمین نہین ہے۔ اسکا پانی اسقدر بھاری ہے کہ کوئی چیز اسمین نہین ڈوبتی۔ خوب کھرا ہے۔ اگر آدمی اسپر چت لیٹ جاوے تو ویسا ہی بہتا چلا جاوے گا۔ اگر بالقصد غوطہ لگائے تو پانی خود اوسکو اوپر پھینک دے گا۔ اسکے قریب ہی وہ شہر لوطی لوگون کا ہے جہان آسمان سے پتھر برسے تھے اور شہر تباہ ہوکر پتھرون کا ایک پہاڑ بن گیا ہے۔ اب اسکی کھدائی کی گئی ہے تو مکان اور دیوارین نکلی ہین۔ اسکے راستہ مین کئی مزار ہین۔ آج بازار سے سات آنہ کا ایک خربزہ بھی خرید کر لائے مزے مین قریبًا کابلی میٹھے سردے کے ہے۔ سردی کے زمانہ مین یہان کثرت سے برف گرتا ہے یہ موسم ان ممالک کے سفر کے لئے بہترین موسم خیال کیا جاتا ہے فلسطین مین سلطنت ترکی کی یادگارین۔ گورنمنٹ ہاؤس۔ کلاک ٹاور وغیرہ ابتک موجود ہین۔ جنکو دیکھکر پھر کے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ تاریخ کے ورق لوٹنے سے ایک عجیب انقلابی تصویر سامنے آکر مسلم دلکو بالکل حزین بنا دیتی ہے۔ قدرت خدا۔ ہر قسم کے سکے اور نوٹ کا یہان صرافون سے تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ سکے سونے اور چاندی کے ہون ڈاک کے ٹکٹ اور ہر قسم کا سکہ یہان کا چلتا ہے۔ جبسے ہم یہان آئے ہین ہندی مسافرون کی برابر آمد و شد رہی ہے۔ دوران سفر مین بہت سے لوگ۔ پنجاب و افغانستان وغیرہ کے ایسے ملے ہین جو پیدل زیارات کرتے ہوئے ان ممالک سے گزر رہے ہین۔ اور مکہ۔ مدینہ جا رہے ہین کوئی ایک برس سے سفر کر رہا ہے کوئی اس سے کم و بیش مدت سے۔ یہ غربا کا اور بڑی ہمت کا طبقہ ہے۔ کئی کئی آدمی یکجائی کمرہمت باندھے ہوئے ہین۔ بعض بہار قوم کے پورے خاندان بھی ہمین ملے جو معہ اپنی بی بیون اور چھوٹے بڑے بچون کے نہایت اطمینان سے اس خالی زمانہ مین حجاز۔ اور مدینہ طیبہ کی زیارت کو جا رہے ہین۔ ان ممالک کا سفر کرنا ایک دو آدمیون کا کام نہین ہے۔ ۴۔ ۵۔ آدمی ہون۔ زبان سے واقفیت ہو۔ خرچ کافی ہو بہت لطف آسکتا ہے۔

دمشق کو روانگی و داخلہ

۲۲۔ اگست ۲۸ء بیت المقدس سے آج صبح کو ہماری روانگی ہے۔ ہماری روانگی

سے پیشتر حاجی اسمٰعیل صاحب سورتی مالک الکلوب مصریہ ہوٹل بھی تشریف لے آئے۔ اُن سے ملاقات ہوئی۔ قاہرہ یعنی مصر مین ہمنے انہی کے ہوٹل مین قیام کیا تھا۔ مگر یہ اُسوقت وہان موجود تھے قدس شریف اسقدر جلد چلنے کاہمین افسوس ہے۔ سوا آٹھ بجے صبح کے ہم زاویہ سے موٹر مین سوار ہوئے موٹر اپنے مقام پر آکر ٹھہرا۔ جار اور مسافرون کو بٹھایا۔ تیل وغیرہ لیا۔ اور ساڑھے آٹھ بجے ہمارا موٹر روانہ ہوگیا۔ موٹر بڑا اور ۷ سیٹ کا ہے۔ قدس شریف سے شمال کیجانب جب موٹر پہاڑ پر چلنا شروع ہوا تو تمام شہر کا منظر نہایت پر لطف ہمارے سامنے آگیا۔ دمشق تک برابر پہاڑ کے اُتار چڑھاؤ پر موٹر چلتا رہا۔ سڑک اعلےٰ درجہ کی پختہ ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے پتھر کے پختہ مکانون کے دیہات اور انگریزی وضع کے کوٹھی بنگلون کی پہاڑیون پر آبادیان اور سبزہ زار کا منظر ہمارے سامنے آتا رہا۔ اس راستہ پر بھی قدم قدم پر موٹرون کی آمدورفت اس ملک مین بھی ہے۔ خانہ بدوش جابجا پہاڑی جنگلون مین یہان بھی خیمہ زن نظر آئے۔ آٹھ میل پر رملہ کی آبادی اور ۱۸ میل پر سڑک کے ہر دو جانب مقام بیرہ کی آبادی آئی۔ جابجا پہاڑی ٹھڈ سے بھی پختہ آبادیان اور سبزہ زار نظر آرہا ہے۔ پہاڑون پر زیتون کا جنگل بھی میلون تک چلا گیا ہے۔ ۴۶ میل پر ایک شہر نابلوس ہمارے دونون جانب خوش منظر آیا۔ یہ ریلوے کا جنکشن بھی معلوم ہوتا ہے۔ کل مسلمانون کی بستی ہے اور نہایت رونق کی جگہ ہے۔ اس پہاڑی راستہ مین جو پیچ دار جا رہا ہے۔ داہنے بائین پختہ سڑکین بھی پھٹتی جاتی ہین۔ ریلوے لائن کبھی پہاڑی اوپر اور کبھی نیچے جا رہی ہے۔ یہ پہاڑی حصہ خشک ہے۔ مگر بچے اور عورتین پہاڑ پر سے پانی لاتی ہوئی بھی معلوم ہوتی ہین۔ اکثر جگہ تازے انجیر وغیرہ فروخت کرنے کے لیے بچے ہمارے موٹر پر آتے ہین۔ ۵۰ میل پر فی ارج چھوٹی ڈلیان یعنی بوئے بھرے ہوئے سبز اور اودے تازہ انجیر ڈیڑھ قرش مین ہم نے بھی خریدے۔ اور سب مسافرون نے نہایت لطف سے کھائے۔ نہایت مزیدار میوہ ہے۔ ۶۲ میل پر سڑک کے دونون جانب شہر جنین آیا۔ نہایت پر رونق آبادی ہے۔ اسکے بعد پہاڑی میدانی حصہ اور سبزہ زار ۸۹ میل پر آفون لب سڑک بالکل انگریزی طرز کا ایک شہر آیا۔ اسمین کل یہودی آباد ہین ریلوے کا اسٹیشن بھی ہے۔ یہان کچھ منٹ قیام ہوا۔ موٹر مین تیل اور پانی وغیرہ ڈالا گیا۔ اس کے کچھ آگے بکلر لی ؟ بالکل انگریزی طرز کی ایک آبادی آئی۔ اسمین بھی کل یہودی آباد ہین۔ ہمارے اس راستہ مین کہین میدان اور کہین پہاڑی اُتار چڑھاؤ آرہا ہے۔ یہان سے پھر چڑھائی شروع ہوگئی ہے۔

نیچے کا میدانی آبادی کا حصہ نہایت لطف دے رہا ہے۔ مگر پہاڑ خشک ہی۔ ۹۰ میل پر ایک عالیشان
شہر ناصرہ آیا۔ جو چارون طرف پھیلا ہوا ہے۔ اسمین بھی یہودی آباد ہین۔ کچھ نصاریٰ بھی ہین۔ بالکل
انگریزی طرز کا خوش منظر شہر ہے۔ اس حصہ کے لوگ ضرور خوبصورت ہین۔ کیونکہ بہت سے نمونہ سامنے
آئے۔ سو میل پر کذکانہ ایک شہر آیا۔ جسمین یہود اور مسلمان برابر آباد ہین۔ یہان ایک آنہ کے نہایت
اعلےٰ درجہ کے دو بہم انار خریدے۔ جو وزن مین تین پاؤ ہونگے۔ اور دو خربزے پانچ آنہ کے خریدے
انار نہایت شاداب اور رسیلے۔ انکے توڑنے پر یہ معلوم ہوا کہ دانون مین خون کبوتر بھرا ہوا ہے۔ اور
خربزے کابلی میٹھے سردے کے مزے کے۔ دور سے ایک عالیشان پہاڑ کے نیچے نیچے جھیل نظر آئی
اور کنارہ پر شہر تبریا کی انگریزی وضع کی آبادی ایسی خوش منظر ہے کہ سیری نہین ہوتی۔ یہان سب
قومین آباد ہین۔ بلکہ ایک فرقہ شیاطین کا بھی آباد ہے۔ ایک سو پندرہ میل پر ہمارا موٹر تبریا مین آکر
ٹھہر گیا۔ کھانا کھایا اور نماز ظہر ادا کی۔ یہان سے روانہ ہونے پر کئی میل تک جھیل کے کنارے کنارے
پر کسیقدر فاصلہ سے ہم چلتے رہے۔ پہاڑ کا سلسلہ چارون طرف مثل نینی تال کی جھیل کے سرسبز
و شاداب موجود تھا۔ اسکے بعد چڑھائی جھیل کے اوپر شروع ہوگئی۔ میلون تک جھیل کا خوش منظر سامنے
دور تک نظر آتا رہا۔ پھر جھیل ہماری پشت پر ہوتی گئی۔ یہان پہاڑ پر سوائے گھاس کے کچھ نہین ہے
بعض حصے بالکل ننگے ہین۔ ایک سو تینتیس ۳۳ میل پر چند منٹ کو کسٹم آفس مین ٹھہر کر روانہ ہوگئے
یہان سے ایک میل کے بعد۔ ایک سڑک بیروت کو چلی گئی ہے۔ اس سے تھوڑی دور آگے چلکر
دریائے یردن پر موٹر ٹھہرا۔ یہان جسر بنات یعقوب ہے اور فلسطین اور شام کی سرحد ہے
دریا حد فاصل ہے۔ پہلے کنارہ پر پاسپورٹ جانچے گئے۔ یہان ایک پہاڑی ٹیلہ پر تھوڑی سی آبادی
بھی ہے۔ جسر یعنی پل عبور کرنے پر ہم حکومت شام مین داخل ہوئے۔ یہان بھی پاسپورٹ جانچے
کو لئے گئے۔ ہمارا پاسپورٹ جسپر تمام ممالک کی تصدیق تھی۔ اور ایک اور صاحب کا پاسپورٹ روک لیا گیا
اور کہا گیا کہ فلسطین واپس جاکر حکومت شام کی تصدیق کراکر آؤ تب جاسکتے ہو۔ ہمارے ڈرائیور
نے ہم دونون کو مشورہ دیا کہ یہ انکا کچھ لینے کے لئے حرامی پن ہے۔ ایک گنی دونون صاحب دے کر
خلاصی کرائین۔ چنانچہ دس ۱۰ روپیہ دیئے تب پاسپورٹ ملے اور روانہ ہوئے۔ یہان سے ہم پہاڑ کی
بہت بلندی پر چڑھ گئے۔ یہان میلون کا پہاڑی میدان آگیا۔ اب تمام پہاڑون کے حصے سے ہم بلندی مین

یہاں بلندی کی انتہا تھی اور جوار کے کچھ کھیت نظر آئے۔ ایک نالہ صاف ٹھنڈے پانی کا بہتا ہوا ملا۔ خوب پانی پیا۔ پہاڑ کے اوتار پر لب سڑک آنیترہ مقام کی آبادی آئی۔ یہاں اسباب دیکھا گیا۔ مگر کچھ دق نہیں کیا گیا۔ یہاں سے بیسیوں میل کے پہاڑی میدان پر موٹر چلنا شروع ہو گیا کہیں غیر آباد اور کہیں سبزہ۔ ایک مقام ساسہ آیا جو سرسبز ہے۔ ترکی کے زمانہ کا یہاں ایک منہدم شدہ قلعہ بھی ہے۔ یہاں سے آثار شروع ہو گیا۔ اور ایک پہاڑی ندی بھی بہتی جا رہی ہے۔ نہایت سرسبز حصہ شروع ہو گیا ہے۔ غرضکہ مغرب کے وقت ہم دمشق میں صالحیہ محلہ کیطرف سے پونے چار ماہ کے لیے۔ پھر اسی شہر میں داخل ہوئے اور دار الفرح ہوٹل ہی میں قیام کیا۔ اب یہ ہوٹل دوسری جگہ ایک اور مکان میں آ گیا ہے۔ پہلے یہ ہوٹل ایک بہترین بازار میں تھا۔ وہ کل بازار پچھلے مہینوں میں آگ کی نذر ہو گیا۔ حاجی عبداللہ سندی خادم ہوٹل میں ہمکو مل گئے۔ اُن کو ساتھ لیکر بازاروں کی سیر کی۔ یہاں کی اعلیٰ قسم کی مٹھائیاں عمدہ عمدہ قسم کے مربے اور ہر قسم کے پھل لے کر کھائے۔ استنبولی خربزہ بھی سات آنہ کو لیا جو کابلی سردے کے مزے کا میٹھا تھا۔ چونکہ سفر کی تکان ہے اسوجہ سے ہم اب سو رہے ہیں۔ قدس شریف سے شام ۲۰۰ کیلو میٹر ہے۔

۲۳ اگست ۲۸ء۔ آج ہم حاجی عبداللہ سندی خادم کے بیٹے محمد کے ساتھ ڈاکخانہ گئے۔ اور ہندوستان کی روانگی کو جو ڈاک تیار کی تھی وہ روانہ کی۔ ڈاک خانہ اور ٹرینوں میں سوائے شامی سکہ کے اور کوئی نہیں لیا جاتا۔ باقی ہر جگہ ترکی مجیدی۔ عثمانی گنی۔ اور ہر ملک اور ہر قسم کا نوٹ اور سکہ جو چاندی سونے کا ہو بڑے شوق سے لیا جاتا ہے۔ شامی کپڑے کے بازاروں میں گشت لگایا۔ اور یہاں کی خاص مصنوعات کا کپڑا خریدا۔ بعدہٗ عبداللہ سندی کے ساتھ جناب مولانا بدر الدین صاحب کی خدمت میں بغرض قدمبوسی حاضر ہوئے جو ملک شام کے بہترین اور بزرگ ترین لوگوں میں ہیں۔ آپ اسوقت حدیث کا درس دے رہے تھے ہمارے حاضر ہونے پر ملاقاتی کمرہ میں آ ٹھکر آئے۔ بہت دیر تک معلم کی ترجمانی کے ذریعے سے گفتگو ہوتی رہی۔ اور نہایت اخلاق محبت اور اسلامی جوش سے ہندوستانی مسلمانوں کے حالات معلوم فرماتے رہے۔ ہم نے خواہش دعا ظاہر کی اور بعض اپنے مقاصد عرض کیے۔ تو فرمایا کہ میں آپ کو ایک وظیفہ لکھ دوں گا وہ پڑھا کیجیے۔ اور ہندوستان میں مسلمانوں کو بھی بتلائے۔ بعدہٗ سید اظہار حسین صاحب

مسٹر ڈپٹی کلکٹر ضلع سارن کے مکان پر جا کر ان سے ملاقات کی۔ کیونکہ پچھلی مرتبہ کربلائے معلےٰ سے
اور یہاں شام میں ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے پچھلے سال یہاں ایک شامی بیوہ لڑکی
سے شادی کر لی ہے اور ستمبر میں اپنی بیوی کو اپنے وطن لیجانے والے ہیں۔ یہاں ہر قسم کے
میوہ جات گدھوں۔ خچروں۔ ٹھیلوں اور ٹوکروں میں لدے ہوئے۔ گلی کوچوں اور بازاروں
میں پھرتے ہیں۔ اور دو دو چار چار پیسے سیر بکتے ہیں۔ انگور ابتک ۴-۵ قسم کے ہم کھا چکے
آڑو اور انجیر اسقدر بڑے دیکھنے میں آئے جو کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ہرے تازہ پستے جو
حلب سے آتے ہیں عجیب چیز ہیں۔ غرضکہ خدا تعالےٰ کی بیش بہا نعمتوں سے یہ خطہ
بھرا ہوا ہے۔ خربوزہ۔ تربوز بھی کثرت سے اور خوش ذائقہ ہیں مگر کسیقدر گراں ہیں۔ ٹرامیوے میں
بیٹھکر آخیر اسٹیشن مہاجرین تک سیر کی۔ شب کو ایک ہوٹل میں کھانا کھایا۔ دو آنہ کے انگور
۳-۴ قسم کے لئے جو تین آدمیوں سے بھی نہیں کھائے گئے۔ راستہ میں کراچی کے ایک
ہندو سیٹھ سے ملاقات ہو گئی۔ بازار میں محمد کاظم خادم سے ملاقات ہوئی۔ بعدہ ان کے
بھائی عبدالرحمن ہندی مل گئے۔ جنہوں نے ایک قہوہ خانہ میں بمبئی کے ایک سیٹھ سے ملاقات
کرائی۔ اسی پر بس نہیں کراچی کے ہندو سیٹھ پھر مل گئے۔ اور ہمارے قیام گاہ پر ہمارے
ساتھ آئے اور مختلف مسائل پر دس بجے شب تک گفتگو ہوتی رہی۔ سلجھے ہوئے خیال کے آدمی
ہیں۔ صبح آنیکا وعدہ کیا ہے۔ اور خاص مسائل پر گفتگو کریں گے۔ انکا کاروبار۔ مصر
اسکندریہ۔ شام۔ قدس۔ حلب۔ بغداد۔ وغیرہ شہروں میں پھیلا ہوا ہے۔ اخروٹ بھی
اس ملک میں بڑی کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ ۴-۵ آنہ کا ایک اوکہ قریب ڈھائی سیر پختہ
کے۔ آئیس کریم اعلےٰ قسم کا دو آنہ کا اسقدر ملتا ہے کہ پیٹ بھر جائے۔

۲۴۔ اگست ۲۸ء شنبہ۔ آج محمد کو ساتھ لیکر بذریعہ موٹر موضع برزہ کو گئے
جو آٹھ میل ہے۔ وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پیدائش کا مقام ہے۔ ایک مسجد کے ایک حصہ میں
محفوظ اور یا تہ خانہ کی صورت میں ہے۔ مسجد میں چار رکعت نفل پڑھے۔ جبکا یہاں بہت بڑا ثواب ہے
یہاں سے مخالف سمت ۴-۵ میل پر دوسرا گاؤں مزہ ہے وہاں قبرستان کے ایک حصہ میں
حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر کا مزار ہے۔ اسپر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی

راستہ میں دحیہ کلبی کا مزار ہے۔ یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور اکثر ان
کی شکل میں حضرت جبریل علیہ السلام سرور کائنات ص کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ یہاں بھی
فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی ۱۲ بجے مسجد عامری میں جماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی اور بازاروں
کی سیر کی۔ یہاں کا تربوز بھی لے رکھایا۔ جو شیریں اور نہایت خوش رنگ تھا۔ صبح جب ہم زیارات
کو نکل گئے تھے تو معلوم ہوا کہ ڈپٹی اظہار حسن صاحب اور کراچی کے [illegible] ہم سے ملنے ہوٹل میں
آئے تھے۔ سہ پہر کو بھی ہم نے شامی کپڑے وغیرہ کی خریداری کی۔ ڈپٹی صاحب دوسری مرتبہ پھر
ملنے ہوٹل میں آئے۔ قریب ایک گھنٹہ کے لطف صحبت رہا۔ شام کو ہم مولانا بدر الدین صاحب سے
ملنے انکے مکان پر گئے مگر ملاقات نہیں ہوئی حاجی عبداللہ خادم نے وہ دعا ہمکو لا کر دی جسکا
مولانا نے وعدہ فرمایا تھا اور وہ دعا یہ ہے أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝ اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ
مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ أَرْجٰى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي يَا رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ
اِغْفِرْ لِي كُلَّ شَيْءٍ وَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ۔ بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَأَتَمُّ السَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ [illegible]
الرسول المبعوث الى العالمين كافة وصحبه اجمعين مغرب کے بعد ہم ہوٹل میں آرہے تھے کہ دروازہ پر مولانا
محمد یحیی الملکبی الحسینی امام دار الحدیث مدرسہ وخلیفہ مولانا بدر الدین صاحب تشریف لائے۔
ہم جس وقت ہم مولانا بدر الدین صاحب سے ملنے گئے تھے تو یہ وہاں موجود نہیں تھے۔ ہمارے
واسطے دعا لکھنے کو مولانا نے انکو حکم دیا تھا اس وجہ سے آپ کو ہمارے یہاں آنے کا علم ہوا اور
ہمارے ملنے کو یہانتک تکلیف گوارا کی۔ ہم انکو ہوٹل میں لائے۔ اور انکے نام کا ایک خط جو مدینہ
سے ہم لائے تھے انکو دیا۔ بہت دیر تک عبداللہ خادم کی ترجمانی سے بات چیت ہوتی رہی۔
انہوں نے ازراہ محبت و اخوت اسلامی بہت اصرار فرمایا کہ ہم ہوٹل سے اٹھکر انکے یہاں چلے
آویں۔ ہم نے عذر کیا اور کہا کہ صبح ہم بیروت جا رہے ہیں۔ انکے زیادہ اصرار پر ہم معہ حاجی
عبداللہ خادم کے قریبا رات کے دس بجے انکے مکان پر گئے۔ انگور ناشپاتی۔ شربت
چاء بسکٹ وغیرہ سے تواضع کی اور بہت بڑی محبت سے بات چیت فرماتے رہے۔ انہوں نے طرابلس

شام حمص ۔ حما اور حلب وغیرہ کے متعلق اپنے شناساؤن کے نام لکھکر ہم کو دیئے۔ اور تعارف کرانے کے واسطے مہر اسپر لگادی۔ شیخ عبداللہ صاحب الافغانی سے ہماری ملاقات کرائی جو عالم ہین ۔ اور ہجرت کر کے یہان چلے آئے ہین اور دارالحدیث مین مقیم ہین۔ غرضکہ سچی اسلامی حمیت اور اخلاص سے برتاؤ کیا اور بار بار اصرار فرماتے رہے کہ دو چار یوم ہم انکے یہان مہمان ہوتے۔ جب ہم رخصت ہوئے تو ہمارے انکار کرنے پر بھی شہر تک ہمین پہونچانے آئے۔ ہماری قیامگاہ تک حاجی عبداللہ خادم ہمارے ساتھ آئے ۔ ہمنے عبداللہ خادم کو انکا حق الخدمت دیکر رخصت کیا۔ کیونکہ کل صبح بیروت جانے کے لئے فی کس چار روپیہ مین موٹر کرایہ کر لیا ہے یہان دن مین گرمی اور شب مین خاصی سردی ہے۔

روانگی بیروت و داخلہ

۲۵ اگست ۲۸ء شنبہ ۔ صبح ۸ بجے بذریعہ موٹر کار ہم بیروت کو روانہ ہوئے۔ اب راستہ مین پہاڑون پر برف جما ہوا نہین ہے جیساکہ آتے وقت ہمکو نظر آیا تھا۔ ہان انگور ۔ سیب ۔ انجیر اور دیگر میوہ جات کے درخت پھلون سے لدے ہوئے کثرت سے ہین۔ ۱۲ بجے بیروت لوکندہ سہیل جسمین ہمنے پیشتر قیام کیا تھا جا کر ٹھہرے ۔ یہان حلب کے ایک نوجوان ہمکو مل گئے۔ جو انگریزی۔ فرنچ اور عربی خوب بولتے ہین۔ اور اپنے گھر سے خفا ہوکر بغرض کاروبار چلے آئے ہین۔ انکا نام محمد بحث ہے انکا کھانا دونون وقت کا ہمنے اپنے ذمہ کر لیا ہے ۔ اور برابر ہمارے ساتھ رہتے ہین جامع مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین گئے یہان حضرت یحیی علیہ السلام کا جسم مدفون ہے اسکی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی ۔ وہین مسجد کے ایک حصہ مین محفوظ و مقفل موئے مبارک ہے جسکی زیارت صرف رمضان مین ایک مرتبہ کیجاتی ہے۔ باہر کمرہ سے اوس جگہہ کو دیکھا جاتا ہے جہان موئے مبارک ہے بعدہ بیروت کے بندرگاہ کی سیر کی جہان دسیون جہاز لنگر انداز ہین وہان ایک شخص ہمکو ملا جو کہ باخص اسکندریہ جہاز پر جبکہ ہم جدہ جا رہے تھے جہازی کام کرتا تھا۔ اور اب ایک دوکان کرتا ہے۔ اُس نے ہمکو پہچان کر ہمارا بوسہ لیا اور بڑی محبت سے اپنی دکان پر بٹھایا۔ پھر ٹریم مین سوار

ہو کر اسی موقعہ پر گئے جہاں کوہ **لبنان** کا کل منظر بالکل سامنے آجاتا ہے۔ بازاروں میں سیر کرتے رہے۔ پھل۔ میوہ جات کھائے اور ہوٹل میں کھانا کھایا۔ لیمونیٹ برف پیا خوب لطف رہا۔

۲۶۔ اگست یکشنبہ ۔ بیروت میں ہم امریکن کالج دیکھنے گئے جہاں ہر قسم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اتوار کی وجہ سے کالج بند تھا مایوس واپس آئے۔ **مدینہ** سے ایک صاحب کے نام ہم خطوط لائے تھے انکی دوکان پر تلاش کرنے گئے۔ اُنکے ملازمین وغیرہ ملے۔ وہ خود موجود نہ تھے۔ خطوط دے آئے۔ اور کہہ آئے کہ دوپہر کو ہم ہوٹل میں انکا انتظار کرینگے اسکے بعد کھانا کھایا اور خربزہ تربوز۔ انگور اور تازہ پستہ جو **حلب** سے آتا ہے اور نہایت مزیدار ہوتا ہے خوب سیر ہو کر کھائے۔ **حلب** کے واسطے ایک ایک عثمانی **لیرا** یعنی گنی ہی فی کس موٹر کیا **محمد بہجت** نے ایک خط لکھکر حلب کے واسطے ہمکو دیا۔ جسکے ذریعہ سے وہاں ہمکو ہر قسم کی آسائیاں ہو جائیں۔ **بیروت** میں ہم دوبارہ محض اپنے رفیق سفر کی وجہ سے آئے۔ مگر یہاں پہونچکر انہوں نے ہمارے تمام پروگرام کو خراب کر دیا۔ تمام وہ مقامات جو مدینہ منورہ سے یہانتک برابر اسمین طے کرتے چلے آئے تھے کہ **بیروت** سے **طرابلس۔ بعلبک۔ حمص۔ حماہ۔ حلب** اور **موصل** جاوینگے یہاں پہونچکر سب جگہ جانے سے انکار کر دیا۔ اور خرچ کی کمی بتائی۔ یہاں سے سیدھے۔ حلب اور وہاں سے بغداد چلنا طے ہوا۔ دمشق میں خریداری کے وقت انہوں نے اپنے سفر کا بالکل خیال پس پشت ڈالدیا تھا۔ رفاقت چھوڑی نہیں جاتی۔ اوسی پروگرام پر عمل کیا جائیگا جو انہوں نے طے کیا ہے کیونکہ ہم **مدینہ طیبہ** میں روانگی کے وقت اُنسے کہہ چکے ہیں۔ کہ ہم آپ کی رائے کے ہر طرح پابند رہینگے۔ اس سفر کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھی انجام بین نہیں ہیں۔ اور کسی بھی چیز سے دلچسپی بھی نہیں لینا چاہتے۔ نہایت بجھی ہوئی اور بے حس طبیعت کے شخص ہیں۔ ہر بات پر بحث کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ یہاں سے انہوں نے ایک ٹیکس لگا دیا ہے کہ جو ہم میں سے موٹر ڈرائیور کی برابر بیٹھے وہ دوسرے کو فی روپیہ ایک آنہ ٹیکس دے جس کرایہ پر کہ موٹر ہوا ہو۔ کیونکہ ہم **سفرنامہ** کی غرض سے نوٹ کرنے کو اور ڈرائیور سے راستہ میں ہر ایک چیز کے معلوم کرنے کو اسجگہ بیٹھا کرتے ہیں۔ سہ پہر کو ہم ایک موٹر کے ذریعہ قریبًا ۲ میل لب بحر امیجن مزار **حضرت عبدالرحمٰن** امام الاوزاعی پر گئے۔ یہاں آدمیوں کے چالیس قرش جو قریبًا ایک روپیہ کے ہوتے ہیں ایک طرف

کے دیئے یہاں قرش کی قیمت بہت کم ہے۔ شہر سے باہر نکلنے پر ایک خاص قسم کے درختوں کے جنگل میں سے گزرے جو ۸۔۱۰ اگز تنہ کے بعد جہاں مذہ دار اور شل جہاؤ کے درخت کے ہیں سڑک کے دونوں طرف قریب قریب یہ درخت کھڑے ہوئے عجیب لطف دے رہے ہیں۔ یہ مزار بھی سجد کے ایک حصہ میں ہے۔ فاتحہ پڑھی۔ اور بھی چند قبریں یہاں ہیں صاحب مزار بزرگ ولی اللہ گزرے ہیں۔ یہاں ۳۔۴ مکان تو پختہ ہیں اور باقی جھونپڑے نما۔ زمین لکڑی کے تھم قایم کر کے تختوں سے بنائی گئی ہے اور ہر چہار جانب چٹائیاں لگائی گئی ہیں۔ یہ آبادی کنارہ پر دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ سمندر کی موجیں جو کنارہ یا پتھروں سے ٹکرا کر اچھلتی ہیں وہ عجیب لطف کا سین پیدا کر رہی ہیں۔ حدنگاہ تک سامنے پانی ہی پانی ہے۔ بہت سے آدمی اور بچے ان موجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں اور نہا رہے ہیں۔ ہم بھی کنارے کے فاصلہ پر بیٹھکر یہ سین دیکھنے لگے۔ ایک موج نے ہم تک آ کر بھگو دیا اور ہم کو اپنی جگہ سے اٹھا دیا۔ کنارہ بھی ڈھالو رہتا ہے اور باہر بھی کئی قسم کا رہتا ہے۔ جسمیں گھونگے سیپیاں وغیرہ کثرت سے پڑی ہوئی ہیں۔ بہت سے مرد اور عورتیں اس موقع پر ہیں اور برابر آمد و شد لگی ہوئی ہے۔ سورج کے غروب ہونیکا منظر سمندر میں نہایت پر لطف معلوم ہوا۔ مغرب کے قریب پچاس پیاسٹر میں ہم ایک کرایہ کے موٹر میں واپس ہوئے۔ تھوڑا فاصلہ چلکر اسمیں پنکچر ہوگیا۔ تو دوسرے موٹر میں آئے اور بجائے پچاس کے چالیس پیاسٹر یعنی قرش دیئے۔ چوک برج میں آ کر بجلی کی روشنی کی عجیب بہار دیکھی جو دکانوں اور ہوٹلوں میں ہو رہی ہے۔

روانگی حلب و داخلہ

۲۸ اگست ۱۹ء۔ سات بجے صبح کے ہم بیروت سے حلب کو روانہ ہوئے۔ شہر سے باہر نکلنے پر بھی آبادی چلی گئی ہے۔ ایک طرف ہمارے کوہ لبنان کی آبادی کا منظر ہے اور دوسری طرف سمندر کا بیروت کے باغات بھی اسی سلسلہ میں سڑک کے دونوں جانب دور تک ہمارے ساتھ چلے رہتے۔ اس راستہ پر بھی طرابلس۔ الشام جبی خرطوم بھی لکھتے ہیں وغیرہ سے موٹروں کی آمد و شد نہایت کثرت سے ہے۔ لبنان کی آبادی کا حصہ ختم ہو کر پہاڑی سلسلہ میں ہر جا ہے

سمندر کا کنارہ اب ہماری برابر مل گیا ہے۔ ریلوے لائن کبھی کہین کہین ہم کراس کر رہے ہین اور کہین برابر چل رہی ہے۔ کیلے کا بن بھی میلون تک یہان ہے۔ حلب تک راستہ برابر پہاڑی اتار چڑھاؤ کا ہے۔ آباد سرسبز شاداب بھی ہے ایک مقام جونیہ آیا نہایت اچھی اور بڑی آبادی لب ساحل ہے جو پہاڑ تک پھیلی ہوئی ہے۔ سڑک کے دونون جانب آبادی کا سلسلہ ہے۔ کئی میل تک نہایت دلکش سین قابل فوٹو ہے۔ ایک جانب سمندر لہرین مار رہا ہے اور جانب پہاڑی سلسلہ لطف دکھا رہا ہے۔ اب ہم پہاڑ کی بلندی پر بالکل لب ساحل چل رہے ہین۔ راستہ پیچ دار ہے انگور و انجیر پھیلا ہوا ہے۔ آبادی کا سلسلہ بھی ہمارے ساتھ برابر چل رہا ہے اسکے بعد لب سڑک مختصر آبادی نیروک کی آئی۔ لب سڑک مکان کے کھلے ہوئے صحن مین عورتین لوہے کے بہت بڑے توے پر جو یہان ہوتے ہین بڑی بڑی چپاتیان پکا رہی ہین طبیعت بہت للچائی۔ کیونکہ اس سفر مین چپاتی دیکھنے کو بھی نہین ملی اسکی آبادی متفرق طور پر ہے اسکے بعد مقام خنفا کی آبادی آئی۔ یہ آبادی انگریزی وضع کی بنگلہ نما کھپریل کی ہے۔ یہان ہی ماہی گیر بادبانی کشتیان سمندر مین گھومتی نظر آرہی ہین۔ تھوڑی تھوڑی آبادی تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر برابر ہے۔ ہم برابر لب ساحل پہاڑ پر چل رہے ہین۔ اس حصہ مین انجیر و زیتون زیادہ ہے نہر ابراہیم کے نام کا ایک شہر آیا بڑی سرسبز اچھی آبادی ہے پہاڑ کی بلندی سے سمندر کا سین زیادہ پرلطف معلوم ہو رہا ہے ایک آبادی شکم نام کی آئی اچھی اور بڑی جگہ ہے۔ قریبًا ایک میل کے بعد ایک مقام عنفا آیا یہ بڑا اچھا قصبہ معلوم ہوتا ہے۔ یہان تھوڑا قیام ہوا۔ یہان سے روانگی پر پہاڑی میدان مین میلون زیتون پھیلا ہوا ہے۔ بعدہٗ ایک اور مختصر آبادی آئی اس راستہ مین جو پرلطف منظر ہمارے سامنے آرہے ہین انکا الفاظ مین خاکہ کھینچنا ناممکن ہے۔ آگے چلکر طرابلس الشام کی آبادی جو پہاڑ کی بلندی سے دور تک لب ساحل پھیلی ہوئی ہے آئی نہایت بارونق اور بہت بڑا شہر ہے۔ یہان کا قبرستان بھی قابل دید ہے جو لب سڑک ہے بالکل انگریزی طرز کا شہر ہے۔ شاید انڈے کی پیداوار بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ بہت سے صندوقون مین پیک کئے جا رہے ہین۔ اسکے بعد ایک اور مقام آیا۔ اسکی متفرق آبادی بھی دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہان پیاز بڑی کثرت سے لادی جا رہی ہے اور سڑک کے

دونوں طرف دُور تک ڈھیر لگے ہوئے ہیں جو اس سے پہلے ہمارے دیکھنے میں نہیں
آئے تھے۔ اب پہاڑ کسی قدر فاصلہ پر ہوتا جاتا ہے اور میدانی حصہ آتا جاتا ہے۔ دوسری
طرف ساحلی سمت رہے۔ یہاں جوار کی کاشت بڑی کثرت سے ہے۔ اب ساحل بھی فاصلہ
پر ہوتا جا رہا ہے۔ مگر جنگل نہایت سرسبز ہے۔ یہاں ایک مسلمان کی دوکان ہے۔ اس پر ہمارا
قیام ہوا اور یہ معلوم کرکے وہ خوب خوش ہوا۔ اب ہمارے چاروں طرف ننڈا پہاڑ ہے اسکی
چڑھائی پر جا رہے ہیں تل کلخ ایک مقام ریلوے اسٹیشن آیا۔ یہاں بھی ایک مختصر اور اچھی آبادی ہے
یہاں تھوڑا قیام ہوا۔ ہمنے انگور لیکر یہاں کھائے۔ یہاں سے روانہ ہوئے سبزہ زار میدان ہے اور
چاروں طرف پہاڑ ہے۔ کہیں کہیں دیہات بھی آتے جا رہے ہیں۔ یہاں کا پہاڑی سلسلہ مٹی آلود
اور خشک ہے۔ تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد پہاڑی بلندی سے نیچے کچا بن نیلے پانی کا ایک پر لطف سین
دور تک دکھائی دیا۔ حمص شہر کی آبادی بھی دھندلی سامنے نظر آنے لگی ہے۔ ان تمام ممالک
میں بھی موٹریں ملتی اور شہر کے بیچ بازاروں میں سے گزرتی ہیں۔ حمص کے قریب نہایت وسیع پہاڑ
میدان سکر و دن میل کا واقع ہے۔ شہر کی آبادی باغوں اور سبزہ زار اور پانی سے گھری ہوئی ہے
ایک بجے حمص آگیا۔ موٹر گیرج میں ٹھہر گیا۔ ہم فوراً بازاروں سے گزرتے ہوئے ایک بڑی
عالیشان مسجد میں پہونچے اور ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہمنے اپنے ایک رفیق سفر حج کی تلاش کی جبکہ
ہم بیروت سے جدہ جا رہے تھے اور وہ بھی جہاز میں سوار ہوئے تھے اور اونھوں نے اپنا پتہ ہمکو بتلا دیا
تھا۔ ایک رہبر نے اونکے مکان تک پہونچا دیا۔ اطلاع کرنے پر وہ فوراً باہر آئے اور ہمکو چمٹ گئے۔
بوسہ دیا اور بہت خوش ہوئے۔ فوراً پردہ کراکر مکان کے اندر لیجا کر ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا اونکے چچا
صاحب سے بھی وہیں ملاقات ہوئی۔ کھانے کو اور دو چار روز ٹھہرنے کو بہت اصرار کیا۔ ہمنے مجبوری
ظاہر کی۔ ہماری طلب پر وہ ایک بادیہ بھر کر پانی لائے جو بہت سرد۔ خوش مزہ اور خوشبودار تھا۔ جو ہم
سب پی گئے۔ بڑے انگور کے دو خوشے لا کر ہمکو پیش کیے اور موٹر تک ہم کو رخصت کرنے بھی آئے۔ حمص
نہایت خوبصورت صاف ستھرا اور پر رونق اور آباد شہر معلوم ہوا۔ وسعت بھی زیادہ ہے۔ بازار ڈھکے
ہوئے اور پٹے ہوئے ہیں آب و ہوا صحت بخش ہے۔ انگور کی پیداوار کثرت سے ہے۔ یہاں کی مسجدیں
آباد اور نمازیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ غرضکہ نہایت اچھی اور قابل دید جگہ ہے۔ ہم موٹر میں سوار

ہو کر مزار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئے ۔ جو ایک جامع مین ہے انکی برابر
انکے صاحبزادہ کا مزار ہے ۔ ہمنے فاتحہ پڑھی ۔ مسجد نہایت بارونق اور بڑی ہی ۔ یہان سے روانگی
کے بعد آمردی یہ کوئی قصبہ ہے جسکی تمام عمارات سفید گنبد نما ہین ۔ یہان سے نیچے تک آبادی
پھیلی ہوئی ہے ۔ حمص سے میدانی حصہ شروع ہو گیا ہے ۔ یہانہ بہت فاصلہ سے ہوتے جارہے
ہیں ۔ اسکے بعد ایک پہاڑی ٹیلے پر راستہ نامی آبادی آئی مکانات پختہ ہین ۔ ان تمام مغربی
ممالک مین مسجد کا ایک مینار ہوتا ہے ۔ ایک پہاڑی دریا آس نامی پل پر سے ہماری موٹر گزری
یہ بھی دلکش سین ہے اور چڑھائی ہے ۔ اس کے بعد پہاڑی میدان آیا زمین مٹیالی اور کھیت بھی ہین
اس حصہ ملک کا حسن بھی نہایت دلکش اور قابل تعریف نظر آیا ۔ یہ سب خدا کی ادنیٰ قدرت کا نمونہ
ہین ۔ دیہات گنبد دار ہین اسکے بعد شہر حما کی آبادی آگئی ۔ یہان کا شہر خوشنما لب سڑک دور تک
پھیلا ہوا ہے ۔ شہر پر رونق اور بڑا ہے ۔ ہمنے بازار مین قیام کیا ۔ شربت پیا ۔ فیرنی کھائی ۔ یہان سے
روانگی پہ پہاڑی چکر طے کرتے ہوئے پہاڑی میدان اور سبزہ زار کا سین سامنے آیا ایسخون
ایک قصبہ گنبد نما آیا ۔ اسکے بعد ایک اچھا قصبہ معرا آیا ۔ اسمین حکومت کا بھی مکان بنا ہوا ہے
یہان سے روانہ ہونے پر پیچ دار آمارچڑھاؤ شروع ہو گیا ۔ پھر ایک قصبہ خالش صبلی آیا پھر قصبہ
صدیق ساحی پھر شام کو قصبہ سراے آیا ۔ اسکے بعد پہاڑی سلسلہ غایب سبزہ زار زمین کا نظارہ
سامنے ہے ۔ ساڑھے سات بجے حلب جسکو الیو بھی کہتے ہین ۔ پہونچگئے اور ٹیل فرات مین قیام
کیا جو بازار مین اچھے موقع سے ہے ۔

۲۸ ۔ اگست ۵ ۱۹ ۔ حلب ۔ صبح اٹھکر محمد صالح صاحب سوداگر کی تلاش مین نکلے ۔ جو
شام السوق محلہ مدینہ مین دوکان کرتے ہین ۔ وہان پہونچے اسوقت تک دوکان نہین کھلی تھی ایک
صاحب نے اسکے قریب ہمکو بٹھالیا ۔ اس عرصہ مین انکے صاحبزادہ محمد سمیع صاحب آگئے دوکان
کھولکر نہایت عزت سے ہمکو بٹھایا اور جو خط ہم مرادآباد سے حاجی محمد اکبر صاحب سوداگر ظروف
کا انکے والد کے نام لے گئے تھے ۔ انکو دیا ۔ تھوڑی دیر مین انکے بڑے بھائی محمد یٰسین صاحب تشریف
لے آئے وہ ہمارے ساتھ اول جامع حضرت ذکریا علیہ السلام گئے ۔ ہمنے مزار پر فاتحہ پڑھی
مسجد نہایت عالیشان اور اعلیٰ قسم کے قالین کے فرش سے آراستہ ہے جامعہ حلویہ سلطان محمد

ابن سلطان ابراہیم کی بنوائی ہوئی ہے یہ دیکھی۔ زاویتہ العرب الکیانیہ دیکھا۔ مزار قاضی الحاجات شیخ عبد اللہ الغاری۔ شیخ محمدؒ منصور پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھیں۔ جامعہ عثمانیہ دیکھی جہاں مدرسین وطلبا کے رہنے کے بھی ہر سہ طرف مکان بنے ہوئے ہیں۔ یہاں سے گاڑی کرایہ کر کے شہر کے باہر ایک بڑے قبرستان میں گئے جہاں بہت سے صالحین اور اولیا اللہ کے مزار ہیں فاتحہ پڑھیں۔ اُس قبرستان کے پاس ایک باغ میں گئے جو پستے کا ہے۔ مالک باغ نے تھوڑے تھوڑے تازہ پستے ہم سب کو دیئے اور چلتے وقت ایک ایک گچھا پستوں کا بھرا ہوا تازہ توڑ کر ہم کو دیا۔ اصل کھانیکے پستے پر جو ایک سخت پوست ہوتا ہے اسپر بھی ایک نرم پوست ہوتا ہے جسکی رنگت سفیدی اور گلابی مائل ہوتی ہے اور مزے میں کسی قدر ترشش اور خوشبو مثل تازہ انبہ کے مَول کے یا کچی انبیا کے ہے اُسپر کے دونوں نرم اور سخت پوست علیحدہ ہو جاتے ہیں اور تازہ نرم بڑا پستہ نکل آتا ہے۔ خوب کھائے اور جیب میں بھر لئے۔ اس کا درخت مثل دیسی چھوٹے انبہ کے درخت کی برابر ہے اور پتے بھی بالکل انبہ جیسے ہیں۔ مگر چوڑے زیادہ اور لانبے کم واپسی پر راستے میں ایک ولی اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے جو ایک مکان کے اندر ہے۔ اُس کے دوسری طرف ایک بڑا پتھر رکھا ہوا ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جامع سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں حاضر ہوئے یہاں نجف اشرف کے روضہ کی نقل رکھی ہوئی ہے۔ اور شیخ محمدؒ نقشبندی کا مزار ہے فاتحہ پڑھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جامع سیدنا حضرت ذکریا علیہ السلام میں بعد نماز ظہر میلاد نبی کریم ہوگا۔ کیونکہ بارہ ربیع الاول ہے وہاں گئے مسجد جو بہت لانبی اور اندر سے تین درجوں کی ہے مسلمانوں سے بھری ہوئی ہے اور باہر صحن کا حصہ بھی بہت سا گھرا ہوا ہے اب محمد صالح صاحب سوداگر خود ہمارے ساتھ ہیں ہم صحن مسجد میں باہر بیٹھ گئے ایک صاحب عربی زبان میں ذکر میلاد فرما رہے ہیں گلاب پاشی ہو رہی ہے۔ تھوڑے وقفے سے کُل حاضرین تین تین مرتبہ درود شریف بآواز بلند پڑھتے جاتے ہیں۔ آدمیوں کی آمد شد لگی ہوئی ہے۔ ختم میلاد شریف پر اگرچہ کچھ تقسیم نہیں ہوا۔ مگر پھر بھی کئی ہزار آدمیوں کی تعداد تھی یہاں سے محمد صالح صاحب ہم کو اپنے ساتھ دُکان پر لائے اور مجبور کر کے اُس ملک کے مذاق کا

کھانا ہم کو کھلایا کھانا غالبًا بازاری ہے۔ مگر اچھا ہے۔ تربوز اور انگور بھی ساتھ ہیں جو نہایت مزیدار ہیں۔ بعدہٗ محمد نور صاحب کے ساتھ جاکر مزار سید احمد بخاری اور اُنکی دونوں اہلیہ اور مزار شیخ خلیل تیار پر فاتحہ پڑھیں۔ یہ سابقین میں سے ہیں جامع عدلیہ دیکھی جو صرف ایک بہت بڑے گنبد کی ذات کی ہے جامع بحرمیہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ یہاں سے واپسی پر محمد نور صاحب ہی نے زیتون کا تیل اور پستہ ہمیں خرید کرلا دیئے جو ہم نے منگا نے تھے۔ بعدہٗ حلب سے سیدھے بغداد جانیکے واسطے فی کس دو عثمانی گنی میں (ایک گنی برابر بارہ روپیہ) لاری میں اوّل کی دو سیٹ ہم نے لیں۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر ایک موٹر کار ایک گھنٹہ کے واسطے ڈھائی مجیدی میں (مجیدی برابر ایک روپیہ کے) کرایہ پر لی اور اُس کے ذریعہ تمام حلب کی سیر کی۔ افسوس ہے کہ ہمارے رفیق سفر گھٹنوں کے بل گرے جارہے ہیں۔ ناتجربہ کار ہیں۔ مزاج میں وطن جانے کی جلدی بھی ہے اسواسطے ہمارا بھی پروگرام اُن کے ساتھ ختم ہوگیا۔ رفاقت سفر چھوڑی نہیں جاتی۔ یہ کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ باوجودیکہ بی۔ اے ایل۔ ایل بی ہیں۔ مگر اِن کی کسی مستقل رائے کا ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہوسکا ایسی رفاقت سے ہماری پریشانی بڑھتی جارہی ہے موصل کا جانا بھی انہیں کی وجہ سے چھوڑنا پڑا۔ مزاج میں خودداری زیادہ ہے ہم سب باتوں کو برداشت کرتے جارہے ہیں۔ ہوٹل میں قدم رکھتے ہی ہم نے اُنکو بارہ آنے اُس ٹکٹ کے بھی دیدیئے ہیں جو موٹر میں ڈرائیور کی برابر کی جگہ پر بیٹھنے کے انھوں نے لگائے تھے۔ ہم اپنے سفر کے واسطے کچھ پھل۔ روٹیاں اور انڈے وغیرہ خرید رہے تھے کہ محمد سمیع اور اُن کے دو بھائی محمد بہاؤ الدین اور محمد جمیل ہکو مل گئے۔ سامان ہوٹل میں رکھکر اُن کے ساتھ پیدل ہواخوری کو چلدیئے شہر کے پُررونق اور آباد حصّہ میں فٹ پر جہاں کئی سینما۔ قہوہ خانے۔ اور بازار ہے جاکر بیٹھے۔ آئسکریم وغیرہ کھایا بڑی چہل پہل ہے۔ اس موقعہ پر اچھی تفریح ہوئی اور خوب لطف آیا۔ ایک دنیا کے سیاح عبدالرحمان صاحب سے ملاقات ہوئی جو بانس بریلی کے رہنے والے ہیں نوّے سال کی عمر ہے اُن کے حالات نہایت دلچسپی سے سُنے حلب میں بہت سے اَرمنی ترکِ وطن کرکے آباد ہوگئے ہیں مسلمانوں کی آبادی بھی خاصی ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی ہیں ہم یہاں کے لوگوں کے لئے ایک عجیب چیز ہیں۔ شہر نہایت پُررونق اور نہایت

بڑی جگہ ہے۔ سڑکیں پتھر کی پالش کی ہوئی اور کہیں چوبچے کی بازار نہایت بھرے ہوئے پُر رونق آباد انگریزی وضع کے بھی ہیں اور معمولی بھی۔ پانی کی یہاں زیادتی نہیں ہے۔ بجلی کی روشنی ہے مغرب کے بعد کا وقت یہاں تفریح کا ہے عورتیں بھی ازادھر پھرتی ہیں قابل دید ہے ان تمام ممالک میں نہایت چربی دار گوشت کھایا جاتا ہے یہاں مجیدی خوب چلتی ہے۔ بازار کثرت سے بجلی ڈالوں کے پٹے ہوئے ہیں

۲۹- اگست۔ آج صبح پانچ بجے ہم روانہ ہونیوالے تھے موٹر ہوٹل پر لانے کا وعدہ تھا نو بجے تک ہم انتظار کرتے رہے جب موٹر نہیں آیا تو ہم خود گئے تو دیکھا کہ جو لاری ہمارے واسطے تجویز کی گئی ہے اسمیں سامان کی بوریاں لادی جارہی ہیں صرف ہمارے واسطے شوفر کے برابر کی جگہ ہے ہم نے انکار کردیا کہ ہم اس سامان کے موٹر میں نہیں جانے کے یہ بھی کہا کہ قبل از شمس پانچ بجے موٹر لانیکا وعدہ کیا تھا کیا ابھی تک پانچ نہیں بجے اُس کا ذبنے کہا کہ عربی پانچ بجے کا وعدہ کیا تھا ہم وہاں سے واپس ہو گئے نصف راستے پر ہم پہونچے ہیں کہ وہ ایک کار لیکر آیا تا کہ ہم اُسمیں بیٹھکر اور اپنا اسباب لیکر گیرج یعنی موٹر خانے آجاویں ہمنے انکار کردیا ہم سید محمد صالح کی دُکان پر پہونچے اُنسے سب قصہ بیان کیا اُن کے دو صاحبزادے محمد جمیل و بہاؤالدین ہمارے ساتھ گیرج آئے۔ نہ اُس بے ایمان نے موٹر بدلنے کا وعدہ کیا اور نہ پچیس روپیہ جو ہم نے پیشگی کرایہ میں دیئے تھے واپس کئے۔ ہم پولیس کمشنر عبداللہ آفندی الاتقاری حلب کے دفتر میں گئے اور کل واقعات معہ پچیس روپیہ کی رسید کے اُن کے سامنے پیش کئے اُنہوں نے مالک گیرج کو طلب کیا بہت دیر تک بحث رہی آخر میں ہمنے واپسی روپیہ کا مطالبہ کیا کمشنر صاحب نے اُس سے کہا اُس نے روپیہ دینے سے انکار کیا۔ کمشنر صاحب نے اُسی وقت اُسکو حوالات میں دیدیا اور حکم دیا جبتک روپیہ واپس نہو بند رہو اور ہماری سفر کے واسطے ایک دوسرے گیرج والے کو بلاکر انتظام کردیا اور پچیس روپیہ بھی اُسی کو دینے کو کہدیا جو شام تک اُسکو ملگئے ہونگے۔ ہمارے سفر کے لئے سات گنی عثمانی میں دو نیٹ بغداد تک ایک عمدہ کار میں طے ہوگئیں اس قصہ میں ایک بجے کا وقت ہوگیا او رجبریہ مجبوراً آج کا دن بھی گذارنا پڑا۔ اِن ممالک کے موٹر والے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں اجنبی شخص کو

ان ممالک میں بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ پولیس کمشنر نے اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے جو ہمارے ساتھ مہربانی کی وہ قابل تعریف ہے۔ محمد صالح صاحب کے دونوں صاحبزادے ہمکو باوجود ہمارے انکار کے اپنی دکان پر واپس لے گئے اُن کے والد صاحب نے یہاں کے مذاق کا عمدہ کھانا ہمکو کھلایا کھانیکے بعد کئی قسم کے انگور اور خربزہ کھایا ہمسے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ شام کو ہمارے مکان پر چلنا۔ واپس آکر ہمنے ہوٹل میں آرام کیا قریب پانچ بجے کے محمد نور صاحب آئے اور اُنہوں نے کہا کہ والد صاحب قریب موٹر خانے میں آپکا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم اُن کے ساتھ موٹر خانے گئے وہاں سے ایک موٹر لیکر محمد صالح صاحب معہ محمد سمیع و محمد نور صاحب کے اپنے باغ کو لے گئے جو شہر کے باہر ہے وہاں سے واپسی پر قریب مغرب اپنے مکان پر لے آئے مکان نہایت خوش سلیقگی سے یہاں کے طرز معاشرت کے لحاظ سے نہایت اراستہ ہے اور ہمارے بیٹھنے کے واسطے کھلی چھت پر خاص طور سے انتظام کیا گیا ہے۔ یہاں تھوڑی دیر قیام کے بعد نیچے زنانے مکان میں لے گئے صحن میں ہر نوع پر اقسام اقسام کا پُرتکلف کھانا اور میوہ جات چنے ہوے ہیں۔ بعد فراغت طعام پھر چھت پر آکر بیٹھے سگرٹ وغیرہ پیے۔ ایک چھوٹا ریشم کا رومال ریشم سے کڑھا ہوا ہدیتہً اُنہوں نے ہم کو پیش کیا اور فرمایا کہ وہ گھنٹے میں آپ کے واسطے تیار کرایا ہے۔ کل جسوقت ہمنے اُن کی دکان سے ستائیس روپیہ کا کپڑا خریدا تھا تو ایک چھوٹے رومال کی بھی ہمکو اپنے نواسے کیلئے تلاش تھی جو سوجود نہیں تھا۔ ہمارے نواسے کے واسطے انہوں نے یہ رومال دیا اس کے بعد ایک شادی میں ہمکو اپنے ساتھ لے گئے ہمکو بھی اس ملک کی شادی دیکھنے کا اشتیاق تھا۔ خانہ عروس میں گیس کے ہنڈوں کی روشنی ہے کرسیاں اور آرام کرسیاں مہمانوں کے بیٹھنے کے واسطے ہیں ان تمام ممالک میں یہ دستور ہے کہ دولہا براتیوں کے ساتھ نہیں آتا ہر مہمان کی آمد پر اہلاً وسہلاً کی نہایت خندہ پیشانی سے آواز دیجاتی ہے اور مہمان کے بیٹھنے پر قہوہ۔ سگرٹ برف کا پانی اور حقہ پیش کیا جارہا ہے اور ایک ڈونگے میں کئی قسم کے خشک مربے کے ٹکڑے ہر ایک کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں ایک ایک ٹکڑا ہمنے بھی اٹھالیا جو یہاں کا قاعدہ ہے۔ تمام شرائط نکاح اور مہر وغیرہ طے کرنیکے بعد قاضی صاحب جلسے میں تشریف

لائے جانبین کے گواہوں کو بلا کر سوالات نکاح کئے اور خطبہ نکاح پڑھکر دو کرسیوں پر اپنے مقابل دولہا اور دلہن کے باپ کو بٹھایا دونوں کو شرائط اور مہر وغیرہ بتا کر انہیں سے ایجاب قبول کرایا گیا بعدہٗ فاتحہ۔ اس کے بعد کئی رنگ کے مختلف قسم کے شربت کا دور شروع کر دیا گیا کہ ایکدم سے زنانے مکان میں سے عورتوں کے چیخنے کی آوازیں آئیں معلوم ہوا کہ دولہا کیطرف کی عورتوں نے نکاح کی خوشی کے نعرے لگائے ہیں پھر حقہ سگرٹ وغیرہ پیش کیا گیا اور مہمان رخصت ہونا شروع ہو گئے ہر مہمان کو دروازہ پر نہایت تکریم گلاب دیا گیا دولہا تین دنکی بعد آویگا اسی دن برات کا کھانا ہوگا اور غالباً رخصتی بھی ہوگی۔ وہاں سے رخصت ہوکر محمد صالح صاحب تو رخصت ہو گئے محمد سمیع اور محمد نور صاحب ہمارے ساتھ اگر گذشتہ والے مقام پر ایک دوسرے قہوہ خانے میں بیٹھ گئے اور بڑے اصرار سے چار منگا کر پلائی کچھ دیر یہاں تفریح کرتے رہے۔ نہایت درجہ چہل پہل ہے۔ یہاں سے ایک گاڑی میں سوار کرا کر ہمکو ہوٹل تک پہونچا کر نہایت اخلاص سے رخصت ہوئے۔ ہمارا صبح کا وقت جسطرح کوفت سے کٹا تھا۔ اسی طرح یہ شام کا وقت نہایت لطف سے گذرا اس یہاں میں بھی کئی مزارات پر فاتحہ پڑھیں۔ حلب میں صالحین اور اولیا اللہ کے کثرت سے مزار ہیں۔ بڑے بڑے قبرستان ہیں اور ہر قبر پر کھڑے پتھر کا لمبائی میں کتبہ لگا ہوا ہے ارمنی جو یہاں جلاوطن کر کے آ گئے ہیں یورپ جیسی طرز معاشرت کے معلوم ہوتے ہیں۔ کل صبح غالباً ہماری روانگی ہے۔

۳۰۔ اگست ۲۸ء شنبہ۔ صبح کو موٹر ہوٹل پر آ گیا اور ہم معہ اسباب موٹر خانے روانہ ہوئے۔ ہوٹل والے نے بھی کسی قدر حجت کی جسکی وجہ سے ہوٹل کے کرایہ میں ایک مجیدی زیادہ دینی پڑی اور موٹر خانے میں پہونچنے پر ہر گھنٹہ ہمکو روانگی کی اطلاع دیجاتی رہی مگر شام تک ہم روانہ نہیں ہو سکے۔ کمشنر پولیس کو بھی اس دوران میں ہم نے اطلاع دی اور انہوں نے بھی برابر سپاہی بھیجکر تاکید کی مگر ان موٹر والے حرام زادوں پر کوئی بھی اثر نہیں ہوا۔ شب کو وہیں ایک ہوٹل میں ایک مجیدی دیکر آرام کیا۔ گویا آج کا دن موٹر خانے میں ہم مقید رہے اور روانگی کا کوئی بھی انتظام نہو سکا۔

روانگی بغداد

۱۳۔ اگست ۳۵ء۔ حلب۔ آج بڑے تقاضوں اور پولیس کمشنر کی تاکید سے بعد نماز جمعہ روانگی ٹھیری۔ موٹر پر اسباب انتہا سے زیادہ لادا گیا چار آدمیوں کا فورڈ کمپنی کا چھوٹا موٹر تھا چاروں مسافر بیٹھ بھی گئے۔ اب موٹر والوں میں آپس میں کچھ جھگڑا شروع ہوا یہ انکی بد معاشی تھی یہانتک کہ ہر مسافر سے زیادتی کرایہ کا سوال کیا گیا اور مجبوراً نصف نصف عثمانی لیرہ بڑھانا پڑا ورنہ آج بھی روانگی ملتوی اور اسباب کھلنے لگا بہت جھگڑے کے بعد نصف لیرہ ہم دونوں نے بھی بڑھا دیا گویا ہمارا اکتالیس روپیہ فی کس کرایہ ہوگیا۔ خدا خدا کرکے بعد نماز جمعہ دو بجے ہم بسم اللہ پڑھتے روانہ ہو گئے۔ شہر کے باہر نکلتے پر ہمنے دیکھا کہ مسلسل زیتون کے باغات ہیں پہاڑی راستے کا اُتار چڑھاؤ اور میدان۔ اس راستے میں بھی تھوڑی تھوڑی۔ جیسے بناوٹ کی آبادی کے دیہات آرہے ہیں۔ چار بجے ایک مختصر سی آبادی آئی اس کے بعد پھر بالکل ریتیلا اور خشک میدان شروع ہوگیا۔ آج سے ہم نے ڈرائیور کے برابر کی سیٹ اپنے رفیق سفر کو ہمیشہ کیلئے دیدی ہے اور کہدیا ہے کہ اس جگہ کے آپ ذمہ دار ہیں۔ ہم دوران سفر میں اب نہیں بیٹھیں گے مگر وہ اپنی کمزور طبیعت اور ناتجربہ کاری سے اس جگہ پر قائم نہیں رہ سکے جبکہ ہمنے ان کو سب سے پہلے اس جگہ پر بٹھا بھی دیا تھا انکی اس ٹیکس بندی کی نیت نے یہ اثر کیا کہ شوفر کے برابر کی جگہ ہمنے تو خود اُن کے لئے چھوڑ ہی دی تھی مگر وہ بھی اُس جگہ کو نہ لے سکے اس کی تفصیل ہم متفرقات میں لکھیں گے قریب مغرب پھر پہاڑی نہایت سخت اُتار چڑھاؤ آدھے گھنٹے تک اتار رہا پھر حد نگاہ تک میدانی سلسلہ آگیا۔ سات بجے شام کو **ابو حریرہ** مقام جاکر قیام کیا یہاں ایک خام احاطے میں چند کوٹھریاں بنی ہوئی ہیں احاطہ محفوظ اور بڑا ہے وہاں آرام کیا بدوؤں نے جو غالباً یہاں کے مالک ہیں ہمارے سونے کے واسطے گدّے اور تکیئے زمین پر بچھا دیئے۔ ہوا کی تیزی نے ہم پر ریتے کی نچھاور کرنا شروع کردی شب کے گیارہ بجے تاروں بھری چاندنی رات میں ہم وہاں سے روانہ ہوئے نصف مجیدی فیکس قیام کی بدّو کو دی گئی یہاں سے پھر وہی پیچ دار راستہ شروع ہے۔

یکم ستمبر ۲۸ء۔ راستہ۔ کبھی ہم پہاڑ کی بلندی پر چل رہے ہیں اور کبھی نیچے اتر آئے ہیں راستہ نہایت خراب مگر مثل پختہ سڑک کے نہایت خشک۔ کہیں کوئی کھیت دور دور دیہاتی آبادی کہیں جھاؤ و جنگلی گھاس کا بن۔ کبھی دریائے فرات ہمارے ساتھ پہلو بہ پہلو اور کبھی ہم سے علیحدہ۔ نو بجے صبح کے مقام **دیرز ور** جو ایک بڑا آباد شہر ہے پہونچے یہاں فرانسیسی قونصل نے چار گھنٹے بعد ہمارے پاسپورٹ دستخط کر کے واپس دیئے گمرک خانہ یعنی کسٹم ہاوس میں بھی اسباب کی جانچ ہوئی۔ بمشکل بعد ایک بجے کے یہاں سے روانہ ہوئے۔ قریب ڈھائی بجے کے **میادین** ایک قصبہ آیا۔ یہاں کے بچوں نے ہمارا تماشہ بنایا یہاں سے ایک خربزہ خرید کر کھایا جو نہایت لذیذ ہے۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہو گئے۔ اب سیکڑوں میل کا ایسا پہاڑی میدان آیا جو بلند بھی ہے اور جہاں چھوٹے بڑے پتھر ایسے بکھرے ہوئے ہیں جیسے کسی نے پتھروں کا کھیت بونیکو باقاعدہ بکھیرے ہیں۔ پانچ بجے شام کو دریائے فرات کے کنارے بلندی پر **شہر مداین** کے کھنڈرات میں سے گذرے ایک عمارت قلعہ کی بھی معلوم ہوتی تھی یہ نوشیرواں کسرا کا شہر تھا اس کے بعد نیچے میدان میں ہم چل رہے ہیں۔ کچھ سرسبز حصہ بھی ہے اب ایک چھوٹی آبادی صالحیہ آئی جو دو ہزار برس کی قدیم آبادی شہر بغداد سے بھی بیشتر کی ہے۔ کچھ دیر یہاں قیام کیا۔ یہاں سے روانگی پر سیکڑوں میل کے ایک لق و دق خشک میدان سے گذر کر مغرب کے وقت قصبہ **ابوالکمال** میں پہونچکر قیام کیا۔ پاسپورٹ اسیوقت ایک سرکاری آدمی ہم سے لیگیا۔ شب کو یہیں آرام کیا۔

دوسری ستمبر ۲۸ء۔ راستہ۔ آج صبح آٹھ بجے پاسپورٹ واپس ملے ہم فوراً روانہ ہو گئے تھوڑی دور چلکر حدود عراق میں داخل ہو گئے۔ نو بجے مقام **قائم** گمرک کی چوکی ملی یہاں بھی پاسپورٹ دیکھے گئے اور اسباب کھول کر دیکھا گیا۔ یہاں کے افسر گمرک نے ہمیں حجاج سمجھکر ہمارا تھوڑا اسباب معمولی حالت سے دیکھکر اجازت دیدی۔ ورنہ بڑی زحمت اٹھانی پڑتی۔ یہاں سے دس بجے روانہ ہو گئے۔ خشک پہاڑی۔ میدانی۔ اور اتار چڑھاؤ کا پیچدار راستہ ہے۔ دریائے فرات ہماری ایک

سمت میں پہاڑوں میں گھومتا ہوا کبھی ہماری برابر کبھی نیچے اور کبھی اوپر چلا جا رہا ہے۔ دو
تین حکومت عراق کی چوکیاں راستہ میں آئیں۔ پانچ چار منٹ قیام ہوتا گیا۔ ڈھائی بجے سہ پہر کو
مقام آنا پہونچے۔ یہاں میلوں پیشتر سے کھجور کے باغات شروع ہو گئے ہیں۔ نہایت سرسبز و
شاداب مقام لب دریائے فرات ہے۔ باغات میں بھی مکانات بنے ہوئے ہیں۔ شروع میں
دریا کے اندر ایک پہاڑی چھوٹی پر قلعہ بھی بنا ہوا ہے۔ نہایت خوش منظر جگہ ہے۔ سبزی کے
کھیت کے لطف دکھا رہے ہیں۔ اور آنکھوں کو تراوٹ پہونچا رہے ہیں۔ یہاں ابھی تک
درختوں میں کھجور خام ہے۔ یہاں بھی برائے بیت کمرک خانے میں اسباب دیکھکر رہائی دیدی گئی
اور ایک ایک فارم ہر شخص کو اس کے اسباب کے متعلق لکھکر دیدیا گیا پاسپورٹ بھی دیدئے گئے
ہمارے پاسپورٹ پر داخلہ عراق کی دوبارہ تصدیق کرانیکے پانچ روپیہ لئے گئے یہیں قیام ہوا
یہاں کے کل مکانات عموماً خام اینٹ کے بنے ہوئے ہیں۔ قہوہ خانے آباد ہیں۔ معمولی کھانا
جو قہوہ خانے میں ملا وہ لیکر کھایا قیمت کسی قدر زیادہ دینی پڑی۔ اِدھر اُدھر پھر کر سیر کی ایک ہوٹل کی
چھت پر چھ آنے فی کس دیکر پلنگ مع بستر لیکر آرام کیا۔

۳۔ ستمبر ۲۸ء کل حکومت نے آگے جانیکی اجازت نہیں دی۔ اسواسطے صبح
سات بجے روانہ ہوئے دو ڈیڑھ میل تک ٹوٹی پھوٹی آبادی کھجور کے باغات لب دریائے
فرات آتے رہے پھر وہی ناہموار پتھریلا پہاڑی راستہ شروع ہے قریب نو بجے کے ایک مقام
حدیدہ آیا پولیس عراق کی تین چوکیاں راستے میں آئیں۔ دریائے فرات ساتھ ساتھ چل رہا ہے
یہ مقام بالکل لب دریا ہے۔ نہایت اچھا منظر اور سبزہ زار لطف دے رہا ہے چند منٹ یہاں
قیام ہوا۔ ڈیڑھ بجے ایک قصبہ ہیٹ آیا یہاں کھانا لیکر کھایا۔ یہ مقام نہایت سرسبز ہے۔
کھجوروں کے باغات دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور اُن میں کھجوروں کے خوشے لٹکتے ہوئے
نہایت خوشنما معلوم ہو رہے ہیں۔ خربزہ بھی لیکر کھایا چند منٹ قیام کے بعد روانہ ہو گئے۔
چند میل تک راستہ خراب پتھریلا اور ناہموار آتا رہا پھر پتھریلا پختہ میدان آ گیا۔ بعد چار بجے کے
رمادی مقام پر قیام ہوا یہ وہی جگہ ہے جہاں سے ہم پچھلی اپریل میں کعبۃ اللہ جاتے وقت
گذرے تھے۔ یہ ایک عمدہ اور پر رونق قصبہ ہے بازار اور عمارات سب آباد ہیں۔ یہاں بھی

پاسپورٹ دیکھے گئے شب کو ایک ہوٹل میں بارہ آنے فی کس دیکر رات کھایا اور یہیں کھانا کھایا۔ حکومت نے آگے جانے کی اجازت نہیں دی۔ آبادی اور بازار کی سیر کی ایک مسجد نہایت شاندار دیکھی یہاں مسجد کی چھت پر اذان دیجاتی ہے۔

بغداد شریف

۴ ستمبر ۲۸ء داخلہ بغداد۔ صبح سات بجے روانہ ہوکر ساڑھے نو بجے **فلوجہ** مقام پر پہونچے جو لب دریائے فرات ہے یہاں ایک بجے تک اسوجہ سے قیام کرنا پڑا کہ ہماری موٹر کا شوفر اپنا پاسپورٹ ریگاڈی بھول آیا تھا وہاں تار دیا گیا ایک موٹر کے ذریعہ سے آیا تب روانہ ہوئے۔ یہاں پانچ آنہ دیکر حجامت بنوائی۔ دریائے فرات میں نہائے کیونکہ پانچ دن کے سفر سے نہایت کثیف ہوگئے تھے انگور لئے جو بدمزہ تھے ایک ہندوستانی مسلمان کے ہوٹل میں جاکر کھانا کھایا یہاں سے روانہ ہوکر تین بجے بغداد کے کسٹم آفس میں آگئے وہاں پھر کل اسباب کی دکھائی ہوئی پھر روانہ ہوکر بغداد کے دریائے دجلہ کے پرانے ترکی کے زمانے کے پل پر ایک گاڑی دو روپیہ میں کرایہ کر کے نئی سڑک سیدان کے مقام پر ہوٹل القمہ میں آکر آٹھ آنے یومیہ فی کس کرایہ پر قیام کیا۔ اور کپڑے بدل کر سب سے پہلے انجمن جمیعتہ الاسلام کے دفتر میں آکر آغا ذوالفقار علی صاحب سے ملے۔ یہاں ہندوستان کے تین خط ہمکو ملے جس سے اطمینان ہوا۔ آغا صاحب کے ساتھ کوتوالی جاکر انجمن کے صدر اور سکریٹری صاحب سے ملاقات کی اور پھر انجمن واپس آئے۔ تھوڑے وقفے کے بعد وہ دونوں صاحب بھی انجمن کے دفتر میں آگئے۔ ان کے اصرار پر ان کے ساتھ جاکر ہوٹل کا کرایہ دیکر اسباب اٹھالائے اور بابو شہاب الدین صاحب کے مکان میں جو گلی نمبر ۱۷ میں ۱۲ نمبر کا ہے قیام کیا۔ مکان سب طرح آراستہ ہے کیونکہ انکی اہلیہ بغداد میں کسی دوسری جگہ گئی ہوئی ہیں اور مکان خالی ہے۔

۵ ستمبر ۲۸ء۔ ہمارے مکان کے پڑوس میں کلکتہ کے ایک صاحب رہتے ہیں

جو بہ سلسلہ ملازمت یہاں مقیم ہیں۔ صبح انکا ملازم عبداللہ جو مرادآباد محلہ کسرول کا رہنے والا ہے ہمارے پاس آیا اور کہا کہ بابوجی آپ کو چاء پینے کو یاد کرتے ہیں۔ ہمنے انکار کر دیا کہ ہم چاء کے عادی نہیں ہیں اس کے بعد ہم مکان میں قفل ڈالکر باہر جانیوالے تھے کہ وہ پھر آیا اور اسنے کہا کہ چاء تیار ہے پیتے جائیے۔ ہم نے پھر انکار کیا مگر اُس نے اصرار کیا ہم وہاں گئے بابو صاحب ملے بہت اخلاص سے پیش آئے۔ اور فرمایا جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو آپ عبداللہ ملازم سے کہدیں میں اب دفتر جاتا ہوں آپ چاء پئیں۔ ہمنے چاء پی جسکے ساتھ انگور مکھن اور روٹی بھی تھی۔ اس دوران میں بابو شہاب الدین صاحب بھی دفتر جاتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے اور ہماری ضروریات معلوم فرمائیں۔ اور عبداللہ ملازم کو ہماری راحت رسانی کے متعلق ہدایات دیں ہمنے کہا کہ ہم تو خود آپ کے دفتر کو آنیوالے تھے۔ انھوں نے کہا کہ شوق سے آئیے۔ وہ دفتر کو چلے گئے۔ ہم بعد ہ سیر کناں سرویکے دفتر میں پہونچے ہم نے اُن سے کہا کہ ہمکو تھوڑے سادے کارڈ منوا دیجئے تاکہ ہم ہندوستان کو خط لکھیں جو اس ہفتے کے سیل میں روانہ ہو جاویں۔ ان تمام ممالک میں سرکاری حکومت کی طرف سے خط وکتابت کے واسطے صرف ٹکٹ ملتے ہیں ٹکٹ دار کارڈ یا لفافہ نہیں ملتا۔ کارڈ دو آنے محصول میں ہندوستان جاتا ہے۔ اور لفافہ وار خط تین آنے میں۔ چنانچہ اُنھوں نے پچاس ساٹھ کارڈ اسی وقت منوا کر ہمکو دیدیئے اور چند تختے بلاٹنگ کے دیدیئے۔ وہاں سے ہم سید ارشاد احمد صاحب کے دفتر میں گئے اور اُن سے ملکر باب الاعظم میں واپس آکر ایک فٹن چھ آنے میں کرایہ کی اور روضہ مبارک حضرت غوث الاعظم پر حاضر ہوئے۔ روضہ بند تھا ایک سابقہ شناسا خادم سے ہمنے روضہ کھلوانیکی کوشش کی اور ہم عزیز الرحمان صاحب بنگالی کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ بعدہ روضہ مبارک پر حاضر ہو کر کچھ دیر تک فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی وہاں سے پھر سواری لیکر پرانے ترکی بازار میں آئے اور سیر کی۔ آج دوپہر کا کھانا سید ارشاد احمد صاحب کے یہاں ہے اور شام کا آغا ذوالفقار علی صاحب کے یہاں۔ یہ ہم بھول گئے کہ روضہ اقدس سے واپسی پر ہم نقیب الاشراف صاحب کے ملنے کو چلے گئے وہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے تھوڑی دیر میں واپس تشریف لاکر اور ہمکو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ بہت دیر تک حجاز اور دیگر معاملات کے متعلق بات چیت فرماتے رہے۔

اُنہوں نے ہم سے کہانے کو بھی فرمایا۔ ہمنے اپنا پروگرام سامرہ شریف اور موصل جانیکا بتایا۔ قریب دوپہر کے ہم واپس آ گئے۔ ایک اور دو بجے کے درمیاں میں سید ارشاد احمد صاحب ذوقریہ سے واپس آئے اور ہمکو اپنے مکان پر لیگئے نہایت مکلف کھانا کھلایا بابو شہاب الدین صاحب بھی شریک کھانا تھے ساڑھے تین بجے تک سلسلۂ گفتگو جاری رہا کہ آغا ذوالفقار علی صاحب گئے انہوں نے ہمکو ہناڈی جانیکی دعوت دی جہاں وہ ایک ٹی پارٹی میں مدعو تھے۔ ہم بھی اُسی میں مدعو کئے گئے تھے۔ پھر ہم بھول گئے کہ نقیب الاشراف صاحب کے یہاں سے ہم اخبار دبدبہ سکندری رامپور کے دو پرچے آخری اپنا سفرنامہ دیکھنے کو لے آئے تھے اُسمیں قاضی امداد حسین خاں صاحب رئیس مراد آباد کے انتقال کی خبر درج تھی اُسکو پڑھکر ہمیں اور رفیق سفر کو بیحد رنج اور افسوس ہوا۔ اور ہمارے رفیق سفر نے ایکدم تمام سفر کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ اور پرسوں جمعہ کے میل سے روانگی کا قصد کر دیا۔ اس کی اطلاع ہمنے اپنے احباب اور اراکین انجمن کو کی سب صاحبوں کو افسوس ہوا ممبران انجمن نے ہمارے بغداد پہونچنے پر ہمسے اصرار کر کے ہمیں اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ ہم سفر کے ضروری مختصر حالات اور خصوصیت سے ابن سعود اور حجاز کے حالات و معاملات پر انجمن میں ایک تقریر کریں جو اس جلسی کی اطلاع یابی وغیرہ کا انتظام کر رہے تھے مجبوراً ہمنے بھی یہی طے کیا کہ ہم بھی اسی میل سے ہندوستان چلے جاویں۔ کیونکہ ہمارے رفیق سفر ناتجربہ کار ہیں ہمیں یہ پسند نہیں آیا کہ تنہا انکو جانے دیں۔ اسوجہ سے تمام آئندہ پروگرام ملتوی کر دینا پڑا۔ آغا ذوالفقار علی صاحب کے ساتھ چار بجے بسواری موٹر ہم ہناڈی پہونچے۔ یہ ہماری برٹش گورنمنٹ کا فوجی کیمپ ہے جو بارہ میل کے گرد میں ہے۔ اول موٹر کے ذریعہ تمام کیمپ کی سیر کی آغا صاحب ہم ایک مقام کو بتاتے رہے۔ ٹی پارٹی میں شریک ہوے۔ یہ مخصوص اصحاب کا بے تکلف جلسہ ہے۔ منظور احمد صاحب کو ایک درجہ کی ترقی ملی ہے اُس کی خوشی میں یہ جلسہ کیا گیا ہے۔ ہم سے خواہش کیگئی کہ ہم حجاز کے متعلق چشم دید حالات مختصراً بیان کریں۔ چنانچہ ہمنے ایک مختصر تقریر میں حکومت کی حالت۔ حاجیوں کے ساتھ برتاؤ وصولی ٹیکس کی مدات۔ جنت المعلے۔ اور جنت البقیع کی کیفیت اور مقامات مقدسہ۔ اور آثار قدیمہ کے شہید اور انہدام وغیرہ کا بیان کیا۔ حاضرین بہت محظوظ ہوے۔ اور سب اصحاب نے ہم سے مصافحہ کیا۔ اور بہی چند سوالات کئے جنکے ہمنے کافی جواب دیدئیے۔ اور یہ بھی کہدیا کہ اگر کسی صاحب کو

کچھ اور دریافت کرنا ہو تو ہم سے دریافت فرمائیں۔ وہاں سے پھر ایک موٹر لیکر واپس بغداد ہوئے۔ آغا صاحب کے مکان پر آکر کھانا کھایا۔ بعدہ روضہ غوث الاعظم پر حاضر ہوئے۔ مسجد میں نماز عشاء ادا کی۔ فاتحہ پڑھی۔ اور وہاں سے ایک عربانہ یعنی گاڑی لیکر سید سے مکان آئے اور آرام کیا۔ انجمن کے عہدیدار اصحاب ہمارے تمام ضروریات اور کاموں میں مددگار رہے۔

۲۰ ستمبر ۳۶ء۔ محمد یعقوب صاحب ہمارے پڑوسی نے آج بھی چاء وغیرہ ہماری قیام گاہ پر بھیجی۔ آپ پانسو چھ سو کے ملازم ہیں کمشنر عراق کے غالباً پیشکار ہیں اور کلکتہ کے رہنے والے ہیں۔ آج ماڈ برج کے پار ہندوستانی حجام کی تلاش میں گئے دکان تو ملی مگر معلوم ہوا حجام کہیں گیا ہے دو گھنٹے میں آویگا۔ وہاں سے سید سے گاڑی لیکر باب الشیخ پہونچے اول نقیب الاشراف صاحب کی خدمت میں رخصت ہونے گئے مختلف مسائل پر بہت دیر تک گفتگو ہوئی پھر انھوں نے ایک تقریر کی جسکا مفہوم یہ تھا کہ نصارا۔ یہود۔ پارسی۔ مسلمان وغیرہ جو کنیسا میں عبادت کرتے ہیں یا بت کی پرستش کرتے ہیں یا آگ کو پوجتے ہیں یا مسجد میں نماز پڑھتے ہیں وہ سب مختلف صورتوں میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرتے ہیں ہمکو سب کی خدمات کرنا چاہیئے ہم چونکہ سادات ہیں ہمکو کوئی تفریق کی ضرورت نہیں۔ ہمسے اپنے یہاں قیام کو بھی فرمایا ہمنے عرض کر دیا کہ کل سہ چار ہیں شربت۔ پانی۔ سگریٹ کی تواضع ہوتی رہی۔ غرضکہ جو تقریر احادیث اور کلام اللہ شریف کی آیات کے حوالے سے فرمائی وہ نہایت دلچسپ اور بہترین تقریر تھی بعدہٗ فرمایا کہ کل جمعہ کی نماز یہاں روضے پر پڑھو اور کھانا میرے ساتھ کھاؤ ہمنے انکا شکریہ ادا کرکے دعوت قبول کی پھر فرمایا کہ چلو مدرسہ دیکھو جو تعمیر ہو رہا ہے بذات خود ہمارے ساتھ تشریف لائے اور روضہ مبارک اور صدر دروازہ کے درمیانی حصے میں وہ عالیشان عمارت اوپر نیچے سے ایک ایک کمرہ بتاکر ہمکو دکھائے اور فرمایا کہ یہ کمرہ کتب خانے کا ہے۔ یہ مطالعہ طلباء کا ہے۔ یہ درس گاہ ہے وغیرہ وغیرہ عمارت نہایت صاف ستھری ہوا اور روشنی کا خیال رکھتے ہوئے تیار کیجا رہی ہے۔ ہر کمرہ کا فرش پچہ کاری کا علیحدہ علیحدہ نہایت خوبصورت ہے۔ یہ فرمایا کہ ایک کلام مجید اورنگ زیب کے قلم کا کتب خانے میں ہے جسکو صاحب القران **اورنگ زیب** نے خاص خانقاہ غوث الاعظم کے واسطے وقف کر دیا ہے اور اپنے قلم سے اسپر لکھ دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اور بھی بادشاہوں کے مرسلہ مصحف اعلیٰ قسم کے ہیں

واپسی پر دروازہ روضہ سے ہم رخصت ہوے اور عرض کیا کہ تھوڑا وقت یہاں صرف کرنا ہے اور فاتحہ پڑھنی ہیں۔ روضے پر جو کھلوایا گیا تھا فاتحہ پڑھیں۔ بعدہ عزیز الرحمٰن صاحب بنگالی نے جو گیارہ برس سے توکل علی اللہ ہجرت کر کے یہاں ایک حجرہ میں مقیم ہیں ملاقات کی۔ معاملات حجاز انھوں نے بھی دریافت فرمائے۔ اور **نواب علی سارنگ** **وریلا چہاز** کے نام ایک خط انھوں نے لکھکر دیا جسمیں اُن دو روپیہ اور خط کی رسید بھی تھی جو اپریل میں بھیجے لاکر صاحب موصوف کو دیئے تھے۔ یہاں سے واپسی پر آٹھ آنے میں ایک خربزہ تین سیر وزنی خریدا۔ یہاں خربزہ تربز کی فصل شباب پر ہے۔ دونوں پھل نہایت کثرت سے ہیں اور مزہ دار بھی ہیں کھجور اور انگور بھی بہت ہے۔ سہ پہر کو ہمارے رفیق آغا صاحب کے ساتھ امام اعظم۔ کاظمین اور دیگر زیارات کی غرض سے چلے گئے جہانکہ ہم آتے وقت اپریل میں ہو آئے تھے۔ اور ہم بابو **شہاب الدین** صاحب سپروائزر فوٹولیتھو سیکشن سروے ڈائرکٹریٹ کے ہمراہ بازار چلے گئے جہاں سے ترکی ٹوپیاں وغیرہ خریدکیں واپس آکر تھوڑے قیام کے بعد سید **ارشاد احمد** صاحب آگئے انکی ہمراہی میں دفتر انجمن چلے گئے مغرب کے وقت ہمارے رفیق بھی واپس آگئے ایک ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے۔ نو بجے شب تک مختلف مسائل پر بات چیت ہوتی رہی۔ وہاں سے اُٹھکر وہ دونوں صاحب رخصت ہوے اور ہم واپس آئے۔

۷ ستمبر ۲۸ء **بغداد**۔ صبح کو **قصبۂ سلمان** جہاں سلمان فارسی کا مزار ہے **طاق کسریٰ** اور بھی دو مزار ہیں ایک موٹر چھ روپیہ میں کرایہ کر کے معہ ملازم انجمن کے بطور رہبر حاضر ہوے جو بغداد سے چالیس میل ہے۔ **سلمان فارسی** کا روضہ بھی ایک مسجد کے حصے میں ہے۔ یہ مسجد **حضرت امام حسن علیہ السلام** نے بنوائی تھی اور یہاں چندے قیام بھی فرمایا تھا اسوجہ سے اِس کو مقام امام حسن کہتے ہیں۔ یہاں ایک حیدرآبادی صاحب سے ملاقات ہوئی جو روضۂ مبارک پر کسی مقصد براری کی غرض سے چھ ماہ سے مقیم ہیں اور ابھی اُن کو اور ٹھہرنے کا حکم ہوا ہے۔ یہ قصبہ لب دریائے **دجلہ** ہے۔ اسی قصبہ کے ایک جانب ایک میل فاصلے سے عبد اللہ بن جابر انصاری صحابی اور خدیفۃ الیمانی کے دو مزار ایک ہی مقام پر ہیں یہاں بھی حاضر ہو کر فاتحہ پڑھیں۔ درمیان راستہ میں واپسی پر **طاق کسریٰ** دیکھا

یہ ایک بہت بڑا اور بہت اونچا حال ہے جو اینٹ کی عمارت ہے۔ جا بجا سے یہ عمارت پھٹ گئی ہو
آثار کڑوں کے ہیں جسکی وجہ سے پھٹے ہوے حصے رُکے ہوے ہیں اسمیں جا بجا چھوٹی طاق بھی
بنے ہوے ہیں۔ کسی حصے کی مرمت بھی کیگئی ہے۔ ضرورت ہے کہ آثار قدیمہ کو قایم رکھا جاوے
اور اسکی ضروری مرمت کیجاوے۔ ورنہ چند عرصہ میں بالکل نام و نشان بھی مٹ جاویگا۔ اس عمارت کے
چاروں طرف فاصلے سے لکڑی کے کھم استادہ کر کے لوہے کے تاروں سے احاطہ کر دیا گیا ہے
عجب کس مپرسی کیحالت میں ہے۔ گیارہ بجے یہاں سے واپس ہوکر **باب الشیخ جامع**
میں پہونچے نماز جمعہ روضہ مبارک کی بغل میں ایک حجرہ میں جہاں **نقیب الاشراف** اور
دیگر معززین بھی اُن کے ساتھ ہیں نماز ادا کی بعد فاتحہ ہم **نقیب الاشراف** صاحب کے یہاں
کھانے پر جانیوالے تھے کہ ایک خادم دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ نقیب صاحب یاد کرتے ہیں ہم اُس کے
ساتھ گئے۔ بہت سے معززین شہر اور حکام موجود تھے۔ نہایت مکلف اور آراستہ کمرہ تھا۔ مختلف
مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ بعدہٗ دوسرے کمرہ میں کھانیکی میزوں پر سب صاحب گئے کھانے نہایت
اعلیٰ قسم کے۔ پینے کے واسطے پانی کے علاوہ دہی کی لسّی بھی برف پڑی ہوئی موجود تھی جو یہاں گرم موسم میں
عموماً پی جاتی ہے۔ کھانیکی میزوں پر تربز نہایت سرخ اور میٹھا۔ خربزہ ترشا ہوا اور اعلیٰ قسم کے
کئی قسم کے انگور بھی موجود تھے کھانیسے فارغ ہوکر پھر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ نقیب صاحب برابر
ہمسے مخاطب رہے نہایت اخلاق اور خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے رہے۔ اپ نے فرمایا کہ روضہ
مبارک کے عقب میں ایک بہت بڑا قطعہ زمیں کا ہے جو خرید لیا گیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ
اُس حصے میں ایک شفاخانہ بنایا جاوے اور مفت دوا دیجاوے۔ مریضوں کے رہنے کے واسطے بھی
پلنگوں کا انتظام کیا جاوے۔ اور یہ شفاخانہ عام ہو نہ کہ مخصوص درگاہ کے واسطے اس بڑے کام کے
واسطے روپیہ کی ضرورت ہے اگر میری زندگی نے وفاکی اور امداد غیبی ہوگئی تو میں اپنی زندگی میں
اس کام کو ختم کرنا چاہتا ہوں اُسمیں سے کچھ حصہ مدرسہ کے کتب خانے کی توسیع میں بھی لے لیا
جاویگا اور کتب خانے کی عمارت بھی عالیشان ہو جاوے گی۔ وغیرہ۔ جب ہم رخصت ہونے لگے
تو چند قدم دروازہ تک رخصت کیا اور بخیریت وطن پہونچنے کی دعا دی اور فرمایا کہ ہز ہائینس نواب
سر سید محمد حامد علی خان صاحب بہادر رامپور سے بہ احترام و با ادب

ہمارا سلام پہونچا دینا اڈیٹر صاحب اخبار دبدبۂ سکندری اور صاحبزادہ جانی صاحب سے بھی سلام کہنا اور جو کوئی بھی ہمارے متعلق حال دریافت کرے اُس کو بھی سلام پہونچا دینا۔ دبدبۂ سکندری اخبار کی دو کاپیاں جو وہاں سے دیکھنے کو ہم لائے تھے فرمایا وہ واپس دیدیجئے آپ کے سفر کی یادگار ہمارے پاس رہے گی۔ آدمی ساتھ فرمادیا۔ یہ بھی فرمایا کہ آپ کو یہیں قیام کرنا چاہئے تھا۔ واپس مکان آکر ہمنے سامان کی درستی کی اور شیخ محمد یعقوب صاحب سے ملنے چلے گئے۔ وہیں پر سید ارشاد احمد صاحب ناشتہ لیکر آگئے اور بابو شہاب الدین صاحب اور آغا ذوالفقار علی صاحب بھی آگئے۔ شہاب الدین صاحب کی ڈیوٹی ہمارے ساتھ لگائی گئی۔ دو حمالوں پر سامان لدواکر دجلہ کے پرانے ترکی زمانے کے پل پار آکر ایک گاڑی میں مع سامان سوار ہو ریلوے اسٹیشن پہونچے وہاں آغا صاحب اور سید صاحب اور دو اور انجمن کے ممبر ہمیں رخصت کرنے آگئے تھے۔ سید صاحب مکھن اور جام کا ڈبہ اور دو ڈبل روٹیاں اور لے آئے۔ سوا چھ بجے شام کے میل ٹرین روانہ ہوگئی۔

بصرہ و فرنگی جہاز

۸ ستمبر ۲۵ء۔ سوا بارہ بجے دوپہر کو ہم مارگل اسٹیشن پر پہونچے۔ رائے صاحب سی۔ جی سوبارو انسپکٹر مسافران وزدا عراق ریلوے سے ملے۔ یہ ایک مدراسی شخص ہیں مگر نہایت خلیق اور مسافروں کی خدمت کرنے والے انکو آرام پہونچانیوالے انکی ضروریات کا انتظام کرنیوالے ہیں یہ مارگل بصرہ ریلوے اسٹیشن پر تعینات ہیں۔ انہوں نے ہندوستان جانے کی تصدیق کرانے کی ہدایت ہمکو کی فوراً بذریعہ موٹر عشائر بصرہ میں جاکر اور پانچ روپیہ فیس دیکر پاسپورٹ تصدیق کرایا جہاز پر اسکی تصدیق اور جہاز کا ٹکٹ بھی انہیں کی معرفت لیا گیا ۵ کو قلیوں کا انتظام بھی رائے صاحب نے فرما دیا اور ہم باطمینان جہاز پر سوار ہوگئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب ہم ہندوستان سے بصرہ آئے تھے تو بھی وریلا جہاز ہمکو ملا تھا جہاں کنر سارنگ اور چند مسلمان کام کرنے والوں سے تعلقات ہوگئے تھے ہمنے اپنا کل اسباب کنر کے کیبن میں رکھدیا صرف بستر وسب سے اوپر کے ڈیک پر لگا لیا۔ راستہ کے خرچ کے واسطے کچھ روٹیاں۔ کھجور کے پیکٹ تربز اور

خربزہ بھی خرید کر رکھ لئے مگر جہاز پر لانگری سے جو مسلمانوں کا ہے کراچی پہونچنے تک کھانیکا فی کس چھ روپیہ ٹھیکہ دیا۔ ایک دن گوشت اور ترکاری اور دال اور اچار اور پراٹھا دونوں وقت ہمکو دیگا اور دوسرے دن بجائے گوشت ترکاری کے مرغی دیگا۔ گرم گرم تازے آٹے کے پراٹھے اور عمدہ سالن سے دونوں وقت روٹی باطمینان کھاتے ہیں۔ جو سامان ہمارے ہمراہ ہے وہ بھی کام میں لا رہے ہیں اور خلاصیوں وغیرہ کو تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ عراق میں زوار کو آتے وقت چند باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے ورنہ تکلیف کا سامنا اور مشکلات پیش آویں گی۔ تماکو کسی قسم کا۔ دوا انگریزی۔ یونانی۔ ویدک وغیرہ کسی قسم کی ہمراہ نہیں لانا چاہئے۔ کھانے پینے کا سامان بھی بالکل ساتھ نہیں چاہئے۔ یہاں خور و نوش کی تمام اشیا ملتی ہیں اور ارزاں ملتی ہیں۔ کپڑا بھی سستا ملتا ہے۔ تماکو اور دوا عراق میں داخل نہیں ہو سکتیں اور کسٹم پر بڑی مصیبت اٹھانی پڑتی ہے کبھی کبھی جہاز کسٹم سے بہت فاصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے تو اُسوقت زوار کو اسباب اُٹھانے اور کسٹم لیجانے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے ضعیف العمر مرد عورت کی جو حالت ہوتی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ کیونکہ کسٹم تک معہ سامان پیدل آنا مشکل ہوتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ عراق گورنمنٹ سے طے کرے کہ ہمیشہ جہاز کسٹم کے مقابل کھڑا کیا جاوے تاکہ ہندوستانی زوار کو تکلیف نہو۔ ریلوے کی طرف سے مارگل اسٹیشن پر ایک مسافر خانہ بنا ہوا تیار ہے۔ حاجی بچو علی سیٹھ خوجہ جج کیٹی بمبئی کے ممبر نے اپنے نام کی یادگار کے طور پر مارگل اسٹیشن پر ہر قسم کے زوار کے واسطے ایک عمدہ مسافر خانہ بنوانا منظور کیا ہے نہ کہ مخصوص خوجہ کے واسطے۔ رائے صاحب کی ذات مسافروں کے واسطے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ دنیا انکی تعریف کرتی ہے۔ پانچ بجے جہاز نے لنگر اُٹھایا اور ہمنے بھی بسم اللہ مجریہا الخ کہا **محمرہ** آٹھ بجے جہاز پہونچا دو گھنٹے وہاں کھجور لادی گئی **عبادان** اور **فاؤ** شب میں نکل گئے۔

۹ ستمبر ۱۹۲۶ء دوپہر کو جہاز **بوشہر** کے مقابل کئی میل دور سمندر میں کھڑا ہو گیا بیسیوں کشتیاں کھجور کے بوروں کی لدی ہوئی آگئیں شام تک جہاز پر لدائی ہوئی۔ غرضکہ بارہ بجے شب تک کھجور لادی گئی اُس کے بعد جہاز روانہ ہوا۔ دوپہر سے اور شب کے نو بجے تک الیشی تاکی

گرمی اور ہوا ابند تھی کہ پسینہ کسی وقت خشک نہوا۔

راستہ

۱۰ ستمبر ۲۸ء تا ۱۱ ستمبر۔ دو دن برابر ہمارا جہاز نہایت ٹھنڈے سمندر میں چلتا رہا جسکے سبب کسی قسم کی کوئی بھی تکلیف نہیں ہوئی بعض وقت تو قطعی حرکت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ۱۱ کی شب میں ہوا نہایت تیز اور سرد ہو گئی جسکی وجہ سے کچھ حرکت رولنگ کی شروع ہو گئی۔ شب میں کمبل اوڑھنے کی ضرورت ہوئی ۹ تاریخ کی شدید گرمی کا یہ بدلہ تھا۔

راستہ

۱۲ ستمبر ۲۸ء۔ آج صبح جہاز اپنے راستے سے ہٹا ہوا چل رہا ہے کہ سیکنڈ انجنیر کو محسوس ہوا اور اکثر مسافروں نے بھی اس بات کو محسوس کیا۔ فوراً چیف انجنیر اور دیگر بڑے بڑے جہازی ملازم مشین پر معہ خلاصیوں وغیرہ کے آگئے اور بہت دیر تک مشین کی خرابی کو درست کرکے جہاز کو اسکے اصل راستہ پر ڈالا۔ ایک ہیودی مالدار صاحب تو بہت پریشان ہو رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔ آج دن بھر نہایت تیز سرد ہوا چلتی رہی بادل بھی قریباً دن بھر محیط آسمان رہے۔ جہاز میں آج رولنگ کی حرکت بوجہ ہوا زیادہ رہی۔ آج ہمیں اطلاع ملی کہ جہاز کے معلم (کپتان) دو یوم کل ڈیک پر سے گذر رہے تھے کہ ایک غریب مسافر کے سامان سے ٹھوکر لگی صاحب بہادر نے اپنی فرعونیت کے زعم میں اُس کا سامان سمندر میں پھنکوا دیا۔

ذیل کی دعا بلفظہ بلفظ عرفات کے میدان میں اور تمام دیگر مقدس مقامات پر حوالے سے مانگی خداوند عالم قبول فرمائے۔ یہ دعا ایک بیاض میں لکھی ہوئی ہمارے ساتھ ہے۔

سنہ ۲ء میں جب میں حج کو جا رہا تھا اسوقت لکھکر لے گیا تھا دوبارہ بھی اس سفر میں ساتھ ہے

وہو ہٰذا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا اے برتر و بزرگ تو سمیع اور علیم ہے۔ تیری ہی ذات کیلئے دنیا کی تمام تعریفیں مخصوص ہیں آسمان و زمین چاند و سورج عرش و کرسی سب ہی پر تیری حکومت ہے اور سب ہی تیری تعریف اور تسبیح میں مشغول ہیں

خالق السموٰت والارض تیرا ہی لقب ہے۔ بے شک لاشریک ایک تیری ہی ذات ہے۔ سبوح قدوس مالک السموٰت والارض ہے کسی ریگستان کا ذرہ کسی گلستان کا پتہ بلا تیرے اشارے کے جنبش نہیں کر سکتا۔ تیرا علم اور تیرا حکم عام ہے تو ہی ہے کہ تو نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر تمام کائنات عالم کو اس کا خدمتگار بنایا و سخر لکم ما فی السموٰت والارض تیرا ہی سچا ارشاد ہے خداوند دو جہاں تو احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین ہے۔ تیرے ہی قبضۂ قدرت میں کل کائنات عالم ہے تو نے جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے وتعز من تشاء وتذل من تشاء پر ہمارا ایمان ہے تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء تیری ہی شان ہے۔ تو غفور و کریم اور رؤف و رحیم ہے۔ پردہ پوشی صفت ستاریت تیرے ہی ساتھ خاص ہے۔

تیرے الطاف و عنایات کو ہم بالا نیز اس کے سوا اور بہت سے جن کا احاطہ طاقت انسان سے باہر ہے کہ وہ غیر متناہی ہیں۔ دیکھتے ہوئے تیری خدائی پر ایمان ہوا ہے۔ آج تیرے ہی فضل و کرم تیری ہی عنایت و رحم سے ہم جیسے روسیاہ و بدکاروں کو بھی یہ دن نصیب ہوا (تیرے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرامگاہ اور اس کی زیارت نصیب ہوئی) کہ تیری تجلی گاہ تیرے حرم محترم تیرے حبیب جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش گاہ حرم محترم کعبہ معظمہ کی زیارت ہوئی (آج تیرے حبیب کی آرامگاہ پر سر نیاز رکھ کر اور ذات اقدس کے توسل و طفیل سے تیری درگاہ بے نیاز میں جو کچھ عرض و معروض ہے اس کو قبول فرما) آج اس حرم محترم کا (جو دنیا کے مجرموں کو پناہ دینے والا جواب لاجواب ہے) اس کا واسطہ دے کر اور اسی کو شفیع و سفارشی بنا کر اسی کے طفیل اور توسل سے تیری درگاہ بے نیاز میں جو کچھ عرض و معروض ہے اس کو قبول فرما۔ **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم** ۰

یہ سچ ہے کہ ہم بدکار روسیاہ ہیں نافرمان و نابکار ہیں تیرے احکام کی پابندی نہیں ہو سکی۔ تمام عمر نافرمانیوں اور بدکاریوں میں گذری۔ یہ سچ ہے کہ تیری نعمتوں کی بے قدری کی تیرا شکر ادا نہیں کیا گیا۔ یہ سچ ہے کہ تجھے بھلا کے پھرے تیری جناب میں دم مارا نہیں کیا۔ یہ سچ ہے کہ ہم ہر طرح خطاکار و عاصی ہیں مگر گناہ میرے زیادہ ہیں یا تیری رحمت۔ کریم تو ہی بتا دے حساب کر کے مجھے۔ تو ستار العیوب ہے ہماری بدکاریوں پر پردہ ڈال۔ تو غفور ہے ہمیں معاف کر دے تو رحیم ہے ہم پر رحم کر تو کریم ہے کرم کی بارش فرما۔ اس میں کلام نہیں تو جبار و قہار اور منتقم ضرور ہے مگر تیرے جبر و قہر کا نشانہ تیرے انتقام کی تاب ہم جیسے عاجز و لاچار نہیں لا سکتے ان صفات کا اظہار ان نافرمانوں کیلئے ہے جنہوں نے بغاوت و سرکشی کی ہو جو تیرے ہمسر بنے ہوئے ہوں یا کسی دوسرے کو تیرے مثل مانتے ہوں۔ ہم گنہگار ہیں سیاہ کار ہیں مگر سرکش و باغی نہیں۔ عمل میں کمی ضرور ہوئی مگر تیری توحید دل سے نہیں نکلی۔ بھٹکے پھرے مگر تیرا آستانہ نہیں چھوڑا بھاگے پھرے مگر مرجع تجھی کو سمجھا۔ آج تیرے حرم میں ہیں اپنے سایۂ عاطفت میں لے لے۔ آج تیرے آستانہ پر سر ہے ہمیں نواز لے۔ ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے اس پر شرم و ندامت ہے تیرے رحم و کرم پر نظر ہے۔ تیرے ایک اشارہ میں بیڑا پار ہے۔

مدتوں کے بھٹکے آج منزل مقصود پر پہونچے ہیں جو کچھ عرض کریں اُس کو سن اور اجابت کے مرتبہ سے فائز فرما۔ ہمارا بادشاہ اسلام تیری زمین میں تیرا خلیفہ اسلام کا حامی مذہب کا مددگار وقار اسلام کا رکھنے والا۔ دبدبہ اسلام کا محافظ شہنشاہ ترکی عبدالوحید خاں اُسکو اقبال با جاہ و جلال بنا۔ اُسکو شرائع اسلام کا پابند حدود اللہ کا محافظ مقامات متبرکہ کا نگراں بنا۔ یہ سچ ہے کہ تیری ذات بے پرواہ ہے تجھے آل عثمان اور آل عمران قریش اور سادات یہانتک کہ غیر جنس سبھی برابر ہیں مگر ہمارا اتنا فرق ہے کہ مسلمان تیری توحید کے قائل ہیں تیری ذات کے والہ و شیدا ہیں۔ تو ہمارے خلیفۃ الاسلام سلطان قسطنطنیہ کو ہر بلا و مصیبت سے محفوظ رکھ اور ہمارے نائب خلیفۃ المسلمین امیر ابن امیر سلطان امان اللہ خاں غازی اعلیٰ حضرت خداوند افغانستان کو با اقبال اُن کے جھنڈے اسلام کو بلندی دے حقوق اللہ و حقوق العباد پر مستحکم کر دے۔ اور ہمارے شہنشاہ ہند مالک تاج برطانیہ شہنشاہ انگلستان حضور جارج پنجم کو با جاہ و جلال با دولت و اقبال عرصہ دراز تک سایہ گستر رکھ کہ اُن کے ممالک میں اسلامی شان کے دل میں جذبات اسلامی کی قدر پیدا فرما کہ اُنکی مملکت و حکومت میں ہزاروں اور لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُنکی دولت کے اراکین و زعماء و امراء مدبران حکومت کو توفیق دے کہ وہ عدل و انصاف سے رعایا کے نگراں رہیں۔ اسلامی جذبات کا احساس اسلام و مسلمانوں کے انہیں موانست جو لائق ہے حکام مسلمانوں کا خیال اور اسلامی جذبات کا خیال رکھتے ہیں اُنکی عمروں اور اُنکی دولتوں میں اضافہ فرما۔

یا اللہ العالمین مجھ جیسے سیاہ رو نادم و شرمسار کی بھی سن کہ تجھ کو صدقہ ملت و دین سلطان ترکی اور حامی اسلام والمسلمین ملک افغانستان کابل اور مددگار مسلمین حضور شہنشاہ ہند و بادشاہ ولایت و حضور نظام حیدرآباد اور ہز ہائینس سید حامد علی خاں بہادر والی رامپور سلطان جہاں بیگم ہز ہائینس والیہ بھوپال۔ نواب صاحب بہادر ابراہیم علیخاں صاحب رئیس ٹونک امام بخش خاں بہادر رئیس خیرپور سندھ اور اُنکے وزیر ابراہیم علیخاں۔ نواب صاحب بہادر والی بہاولپور۔ اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ۔ احمد علیخاں بہادر نواب صاحب جاورہ۔ اور دیگر والیان ملک مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھ۔ جذبات اسلامی مہمک کرتے ہوئے اسلام کا حامی و مددگار بنا۔ اُنکو با اقبال عالیجاہ کر۔ اُن کی عمریں دراز ہوں اُن کی رعایا اُنسے خوش اور دشمن پامال ہوں اور جب بموجب تیرے ارشاد کے إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ اس کا وقت آئے تو تیرے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے نام اور محبت میں خاتمہ بالخیر ہو۔ کہ دنیا کی طرح آخرت میں بھی صاحب تخت و تاج بنیں۔ آمین۔

اے میرے معبود حقیقی اے بے دیکھے پہچانے ہوئے تو میری عاجزانہ عرض کو سن لے اور رحمت سے صاحبزادہ عبد الصمد خاں صاحب بہادر چیف سکرٹری ریاست رامپور خلف الرشید جناب عبد السلام خانصاحب سابق سشن جج بہادر۔ صاحبزادہ سعادت علیخاں صاحب ہوم سکرٹری رامپور۔ نواب عبد السلام خانصاحب۔ صاحبزادہ سجاد علیخاں صاحب۔ مہر شاہ خاں صاحب۔ قمر شاہ خاں صاحب۔ صاحبزادہ عبد المجید

خان صاحب۔ حاجی ہادی حسن خان صاحب پرائیوٹ سکرٹری۔ حاجی عظمت اللہ خان صاحب منیجر فیکٹری۔ صاحبزادہ محمود میاں پرائیوٹ سکرٹری حافظ احمد علی خان صاحب۔ مولوی عبدالجبار خان صاحب فرخی۔ چھوٹے خان صاحب عالم صاحب۔ محمد نبی خان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس منشی محمد علی خان صاحب خوشنویس۔ امراؤ دولہا خان صاحب۔ جمیل خان صاحب۔

مرادآباد کے ہمارے احباب۔ قاضی شوکت حسین خان صاحب۔ قاضی صولت حسین خان صاحب۔ قاضی مدد حسین خان صاحب۔ قاضی سلطان حسین خان صاحب۔ قاضی شرافت حسین خان صاحب۔ مرزا علی رضا صاحب۔ میر سید محمد صاحب۔ مولوی منتقی صاحب۔ مولوی نجم الدین صاحب۔ مرزا سلطان بیگ صاحب۔ بابو مرتضیٰ خاں۔ مولوی محمد یعقوب وکیل مولوی محمد محسن وکیل۔ مسعود الحسن بیرسٹر۔ قاضی عبداللطیف صاحب۔ محمد یوسف عرف نوشہ۔ محمد سلطان۔ شفیع الدین خاں۔ رفیع الدین خاں رفیع۔ ڈاکٹر ذاکر حسین۔ شرافت حسین۔ شیخ رحمت اللہ۔ منشی احمد حسن۔ منشی شوکت حسن۔ شیخ منظور حق۔ حافظ عزیز رحمن خان صاحب عرف چھٹو۔ منشی اسحاق بیگ۔ مولوی عمر دراز بیگ۔ نواب تقی الدین خاں۔ ماسٹر ابرار حسن۔ عابد علی شہید امروہی۔ قاسم علی مختار۔ حاجی عبدالسلام۔ حاجی عبدالباری۔ حاجی محمد ابراہیم۔ حاجی محمد اکبر۔ حاجی اسمعیل۔ حافظ نہال الدین۔ منشی ممتاز حسن مختار۔ مسٹر ابوالحسن بیرسٹر۔ حاجی نصیر احمد۔ قاضی سراج الاسلام مختار۔ شیخ شفیع احمد عرف ننھے۔ قاضی مسعود الحسن وکیل۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب۔ حکیم محمد اسحاق۔ مولوی معظم علی۔ مولوی سید محمد مدرسین مدرسہ امدادیہ مرادآباد۔ قاضی احتشام الحق۔ حکیم طفیل حسن۔ مولوی محمد حسین۔ مولوی فضل حق اور جملہ طلبائے مدرسہ امدادیہ۔ مولوی محمد حسن صاحب مولوی فخر الدین صاحب۔ مولوی قدرت اللہ صاحب۔ مولوی محمد حسن صاحب مدرسین مدرسہ مسجد شاہی اور اُسکے جملہ طلبا۔ سجاد احمد خاں قدوسی بیگم۔ نواب بیگم مشتاق احمد خاں۔ شفاعت احمد خاں۔ نواب علی صاحب اور انکی بیگم۔ مولوی عبدالواحد خاں ڈپٹی کلکٹر۔ کنور عبدالکریم خاں ڈپٹی کلکٹر۔ کنور محفوظ علی خاں ڈپٹی کلکٹر۔ حاجی عبدالرشید۔ یعقوب ابراہیم کتب فروش۔ نظیر احمد اسمعیل مقوی گر۔ مولوی نورالحسن عرف نوشہ۔ مولوی ضیاء الحسن عرف بنے۔ میاں حافظ عبدالرحمن صاحب ٹوکلی۔ مولوی دائم علی صاحب شہر امام۔ مولوی قاسم علی۔ مولوی محمد یعقوب علی خاں وکیل۔ شیخ اشفاق حسین۔ شیخ ذاکر حسین۔ منشی فضل محمد۔ احمد اللہ خان۔ حکیم ظہیر الدین صاحب۔ ماسٹر جلال الدین۔ مفتی اصغر شاہ۔ مفتی احمد صاحب۔ منشی بشیر احمد تحصیلدار۔ حکیم ہدایت علی۔ حکیم امام الدین۔ احمد خاں۔ قاضی ابرار احمد۔ قاضی عبدالغفار۔ منشی امداد اللہ۔ منشی عبدالحمید۔ منشی ظہیر الدین مترجم ججی۔ مولوی نثار علی کاکوری۔ حاجی تاج الدین۔ حاجی عبدالستار۔ شیخ معشوق علی۔ محمد جان تحصیل پنشنر۔ شیخ عبدالرزاق جمال الدین پنشنر تحصیلدار۔ حاجی نبی بخش بخشی والوں کا خاندان۔ مولوی احمد حسن سب جج مرحوم کا خاندان۔ مرزا عظیم بیگ۔ مولوی یعقوب علی ناظم شہری۔ منشی مسیح اللہ پنشنر شکار۔ محمد عمر۔ عبدالغفور۔ عبدالشکور۔ محمد حسن دندان ساز اور

انکے صاحبزادے حافظ سجاد حسین سوداگر۔ شیخ عبد السلام مولوی محمد عبد السلام۔ منظم علی بیرسٹر۔ تفضل حسین۔ مشتاق حسن سپرنٹنڈنٹ۔ محمد الحسن منشی احمد حسن منشی۔ پنشنر تحصیلدار۔ عبد المجید ٹھیکدار۔ عبد المجید۔ عبد الحق۔ عالم علی۔ ہدایت اللہ۔ شیخ نصیر حسن۔ عبد القیوم خاں۔ غیاث الدین۔ عنایت حسین ٹھیکیدار سلطان حسین۔ قاضی سبیر علی۔ قاضی مظہر قیوم۔ مولوی معین الدین۔ مولوی نعیم الدین۔ حاجی معین الدین۔ قاضی محی الدین خاں۔ سیف الدین احمد خاں۔ ڈاکٹر حمید لطفر خاں اور ان کے برادر امین الدین بخاری۔ جلال الدین بغیہ۔ چھوٹی رفیع عبد الحمید کلارک۔ امتیاز محمد خاں۔ افتخار حسین عمری محمد مسعود انظام الحق احمد۔ حصول و عقل علم دین۔ حکیم عبد الکریم اور انکا خاندان۔ نصیب اللہ ٹھیکیدار۔ مولوی صدیق حسن اور انکا خاندان۔ ممتاز علی خاں عباس علی خاں۔ عبد الکریم خاں۔ احمد سعید خاں۔ اسد اللہ خاں۔ حاجی مرتضی علی۔ حاجی محمد یونس۔ مرزا رضا علی۔ مرزا باقر بیگ۔ مرزا رشید علی بیگ مرزا کلب علی بیگ۔ شیخ امداد حسین انکے بیٹے اور میاں شیخ الٰہی بخش اور انکا خاندان۔ مولوی بو علی بخش۔ نجیب اللہ کانزجا (?) اور مولوی محمد صدیق صاحب۔ مولوی فاروق محمد یوسف عرف نبی۔ حافظ امان علی۔ سید ابن حسن۔ میر محمد حسین۔ الٰہی بخش۔ خدا بخش۔ حافظ منظور علی۔ لطیف محمد احمد علی۔ سید سبط نبی۔ عرف اچھے میاں۔ فخر الدین صاحب۔ شریف احمد نظامی مختار۔ محمد قدرت اللہ۔ سید حسین۔ خدا انکو علم نصیب کرے اور سعادت دارین۔ نیاز علی خاں کتب فروش امرتسر۔ شفیع احمد کو تفکرات دنیوی سے نجات و خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ محمد حسین سوداگر چھپہ۔ محمد سعد اللہ صاحب سوداگر۔ سید جمال شاہ کو حج بیت اللہ پہونچا اور خاتمہ بالخیر کرے۔ میاں لطف اللہ۔ عبد العلی بمبئی۔ منشی عبد العزیز آنولہ۔ ہاشم بھائی۔ حسین بھائی بمبئی۔ عبد الوحید۔ بشیر احمد مراد آباد۔

شاہجہانپور کے ہمارے احباب۔ خان بہادر مولوی اشفاق حسن خاں۔ منشی اکرام حسن خاں۔ منشی سلطان حسن خاں۔ منشی اسرار حسن خاں منشی نور الحسن خاں۔ منشی مطیع الرحمن خاں۔ منشی فخر الدین خاں۔ مولوی محمد اسمٰعیل کا خاندان۔ مولوی ممنون حسن خاں صاحب۔

شیر کوٹ کے منگل خاں صاحب۔ ظہور الدین خاں۔ ظہیر الدین خاں

پیلی بھیت کے۔ خان بہادر عبد الحق خاں۔ مرزا حسن علی بیگ۔ چندا بی اور اسکی والدہ۔ قاضی مشتاق حسین۔ کیو۔ عبید اللہ خاں

دھرم پور کے۔ منصوری کے۔ مشتاق حسین سینیٹری انسپکٹر۔ احسان اللہ خاں کوتوال۔ ڈاکٹر ایم۔ اے شاہ۔ انکی والدہ اور بھائی۔ منشی احمد حسن ٹھیکیدار۔ حبیب حسن۔ ملازم ... مسٹر معظم الدین۔ مولوی عبد الکریم۔ شیخ انور خاں۔ شیخ محمد ایوب۔ شبیر حسن سوداگر۔ شیخ عطاء اللہ۔ شیخ بدر الدین۔ مولوی عاشق حسین انجنیئر۔ بشیر الدین سوداگر۔ مولوی محمد سعید۔ مولوی دوست محمد خاں شیدی۔

امرتسر کے شیخ نور احمد مالک ریاض ہند پریس۔ منشی عبد العزیز مالک وکیل۔ میر کرامت اللہ کشمیری۔

اجمیر شریف کے۔ مولوی معین الدین صاحب اور انکے مدرسہ کے مدرسین۔ میر نثار احمد صاحب مستوفی خانقاہ۔ مولوی محمد یونس۔

مختلف مقامات کے ہمارے خصوصی جناب بیگم بھوپال کے ملازم صاحبزادی۔ منشی منصب علی۔ مولوی محمد امین۔ بنج حاجی (?)۔ مولوی محمد حسن۔ احمد آباد محمود آباد خلیل الرحمن چکن فروش۔ منشی گوہر علی ٹھیکیدار۔ فقیر محمد میاں خاں۔ اخوان احمد اللہ خاں۔ بشارت حسین۔ مولوی مسعود علی۔ مولوی محمد سلیمان۔ مولوی ابو النصر۔ مولوی عین الحق الٰہی صاحب۔ مولوی عبد الغنی ناظم ندوہ۔ مولوی عبد الشکور صاحب۔ حکیم جمیل خاں صاحب۔ ڈاکٹر انصاری۔ سید محمود حسن

منشی سلیم الدین انکا خاندان۔ منظور حسن۔ مولوی ابراہیم نو مسلم۔ ظہور الحسن۔ گل حسن خان خیر پور۔ مقتدا خان شیرانی۔ ڈاکٹر ضیاء الدین پرنسپل۔ سید محمد علی سکریٹری۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خان۔ خواجہ عبدالمجید اور انکا خاندان۔ ڈاکٹر عبدالرحمن۔ حافظ احمد صاحب ڈیوٹی۔ حاجی موسیٰ خان رئیس دتاولی ڈاکٹر ابرار حسین آگرہ۔ حاجی اسمعیل خان۔ صوفی قادر علی خان۔ حافظ منظور احمد۔ محمود حسن۔ شیخ عبدالرزاق سہارنپور۔ نواب عاشق حسین خان سنبھل قاضی مطلوب حسین۔ مہدی حسن۔ نواب عبدالمجید خان جھنپو اور انکا خاندان۔ مولوی عبدالحفیظ۔ مولوی قیام الدین بھاگلپوری۔ انسپکٹر سید رضا علی انکے بچے۔ سید فوقی حسین۔ سید نظیر حسن کنڈکٹی۔ حلیم الدین احمد خان بلاری۔ علی بن حامد تحصیلدار ٹھاکر دوارہ۔ حامد حسن تحصیلدار امروہہ جاورہ۔ نواب شوکت جہاں بیگم۔ صاحبزادی گوہر آرا جہاں بیگم۔ صاحبزادی عالم آرا بیگم۔ معین الدین حبیب بہادر ڈپٹی کلکٹر۔ منشی مشتاق احمد اشتیاق احمد انہیں سے جو علماء لیگ میں ہیں انکو حق تعالیٰ ادر دو دین عطا فرما اور جو نہیں ہیں انکو توفیق دے۔ بشیر احمد۔ اقبال کو اللہ تعالیٰ اور ابی صدیق کا سپاہی کر دے اپنی اور اپنے حبیب کی محبت کا شیدا بنا اے بیچون و بیچگون، اول و آخر قبیلہ۔ ۔ ۔ تمام مسلمان مع رشید احمد جالب۔ حکیم مہدی رضا۔ منشی محبوب عالم۔ منشی محمد یحییٰ۔ مولوی نیاز احمد مولوی خلیل الرحمن۔ نجبوری۔ حسن نظامی۔ ڈپٹی ادالکسیا۔ ۔ ۔ سید سکندر علی۔ ۔ ۔ اور انکا خاندان۔ اشفاق حسین۔ پیر افضل حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ حکیم مرزا۔ حکیم جعفر حسین الطاف النبی۔ ملک دستور محمد دین کشمیری گزٹ اڈیٹر حقیقت اور تمام ہمیشہ کو سچائی کی حمایت اسلام کی توفیق دے دین و دنیا میں انکو سرخرو فرما۔ اور جملہ منظر کر تمام شہیدوں کے ملک اور قوم کے بہی خواہ لیڈر اور جملہ مسلمین و مسلمات۔ ہندوستان کو مذہب اسلام پر ثابت قدم رکھ۔ دو لکھاں کی مصیبتوں سے مخلص فرما۔ اور انکو دلی مقاصد پورے فرما۔ انکو

کراچی۔ ۱۳ ستمبر ۳۵ء۔ خدا کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ہم آج صبح ساڑھے نو بجے خیریت سے ہندوستان کی بندرگاہ کراچی پر پہونچکر جہاز سے اتر کر ۸ بجے کسٹم آفس میں گئے۔ کسٹم آفیسر کی مہربانی سے ہمیں جلد فرصت مل گئی۔ دو روپیہ میں ایک موٹر کرایہ کر کے گارڈن کو اٹھ میں پہنچکر ہم **جناب فقیر محمد دُرّہ خان صاحب** ٹھیکیدار کے مہمان خانہ میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ دوپہر تک ہم نے اپنا فاضل سامان مراد آباد بھیجنے کو بک کرایا کیونکہ ہم قیام کرتے ہوئے اور پنجاب کے احباب سے ملتے ہوئے وطن پہنچیں گے۔ ایک بگھی لیکر مع بیگ صاحب اور محمد حسین صاحب کے جو ہمارے مہربان ہے بھانجے ہیں ریلوے پارسل آفس میں گئے۔ اور بکس کی بلٹی بنوائی جو تیرہ من تھا نیپیر روڈ پر یوسف علی کریم جی کی دکان پر جا کر عبدالقادر بھائی سے ملے جن سے سفر میں آتی مرتبہ جہاز اور بغداد میں ملاقات ہو گئی تھی انہوں نے تحفہ پاؤڈر کے تین بکس ہم کو عنایت کئے۔ بعدہ صدر ڈاکخانہ آکر وہ تمام خطوط رجسٹری پیکٹ اور تار جو چار دن تک جہاز پر لکھے تھے روانہ کئے غرضکہ تین گھنٹے تک گھومتے رہے۔ شام کو ایک موٹر کار ۲ گھنٹے پر رفیق سفر نے کرایہ پر لی کیونکہ وہ شام ہی کو مراد آباد جانیوالے ہیں۔ تمام شہر کی سیر کی۔ صدر بازار گئے جو بالکل انگلش فیشن کا نہایت صاف ستھرا اور خوبصورت بازار ہے۔ ہوا بندر گئے جو شہر سے تین چار میل ہے۔ یہاں آج اماوس کا ہندوؤں کا میلہ بھی ہے۔ یہ موقع لب سمندر ہے بہت سے کوٹھی کوٹھی بنگلے اور مکانات رؤسا نے قیام اور ہوا خوری کی غرض سے یہاں بنوالئے ہیں۔ لب سمندر پلیٹ فارم نہایت پختہ اور اچھا بنا ہوا ہے اور سمندر میں دور تک ایک پتھر کا پختہ اور نہایت خوبصورت پل بنایا گیا ہے جسمیں چار پانچ مرتبہ مثل لالہ باغ لاہور کی سیڑھیوں سے اترنا پڑتا ہے۔ جا بجا بنچیں بیٹھنے کو بچھی ہیں۔ پل کے نیچے کا حصہ تیلا ہے اسمیں پانی نہیں ہے جوار بھاٹے میں پانی آجاتا ہے۔ آخر پل ایک عمدہ کھلا ہوا کمرہ بنا ہوا ہے۔ اسکے بعد چند قدم کے فاصلہ پر سمندر ہو جیں

دنیا میں عزت و آبرو اور آخرت میں چین و آرام ملے اس کے بعد اپنی نا پاک ہستی جو گنہگار ہوں سے ملوث اور نازیبا ہو کہ مجسم تقصیر ہوں نہایت شرم و ندامت سے تیری حضور [illegible] پیش کرتا ہوں [illegible] اسکی عاجزی پر لاچاری اسکی بے بضاعتی و بے مائیگی پر نظر فرما اور اپنے دریائے رحمت کا ایک قطرہ دیدے اے کریم کا ایک جھونکا [illegible]

آ رہا ہے۔ ہوا خوری سیر و تفریح کیواسطے بہترین اور خوش منظر جگہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مغرب کے بعد گیارہ بجے تک بینڈ بجتا ہے اور باشندے لوگ پل کے خالی حصہ پر
اودھر ادھر خوب سیاہ کاری کرتے ہیں۔ اور منظر لاکر نیوالوں کیواسطے یہ اچھا موقع ہے۔ یہاں فورٹ منرو کا نام کو سیلہ بتاتا ہے عجیب و غریب سینری ہے سمندر کی
اشیائیں یہاں محفوظ ہو رہی ہیں جو بڑے شوق سے دیکھنے کی ہیں۔ آج شب کو پنجاب میل سے ہمارے رفیق سفر مراد آباد کو روانہ ہو گئے۔

۱۴ ستمبر ۲۸ء بعد نماز جمعہ کیلئے سوار ہو کر معہ محمد حسین کے بازار گئے کچھ ضروریات سفر خریدیں اور ایک ٹوکری میں
انگور اور سردہ وغیرہ شربتی بمبئی کیلئے وغیرہ راستہ کیواسطے خرید کیں۔ ڈاکخانہ میں جاکر میر خیرپور سندھ ہوم ممبر اور بشارت حسین زیدی کو کل شب کو
خیرپور کو سندھ میل سے خیرپور پہونچنے کے اطلاعی تار دیئے اور چند خطوط پوسٹ کئے بازاروں میں گشت لگائی اور حاجی اسحاق و حاجی سلطان سے
ملنے کیلئے میٹھادر بازار گئے ان دونوں حاجیان سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ مگر معلوم ہوا کہ ابھی نہیں آئے ہیں۔ ساڑھے چار بجے مکان واپس آئے تو معلوم ہوا کہ
ہمارے میزبان ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور ایک موٹر انہوں نے ہمارے سیر کرانیکو کسی دوست سے منگائی ہے ضروریات و نماز عصر سے فارغ ہو کر معہ میزبان و محمد حسین کے
موٹر میں سوار ہو کر کراچی سے جانب جنوب **منگا پیر یا مگر پیر** قصبہ کو روانہ ہوئے جو دس میل ہے شہر سے نکل کر ایک غریبوں کی آبادی آئی معلوم
ہوا کہ یہاں ایک قوم **ذکری** رہتی ہے جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر کافر ہیں۔ نماز کے یہ لوگ منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ کلام مجید میں چالیس پارہ تھے
جن میں سے دس پاروں میں نماز کا ذکر تھا نکال ڈالے گئے ہیں عورتیں اور مرد ملکر ہو ہو کر کے ناچتے ہیں۔ مزدور پیشہ ہیں۔ دس میل پہونچکر منگا پیر کی زیارت پر حاضر
ہوئے یہ تقریباً سو برس کا ایک بزرگ کا مزار ہے فاتحہ پڑھی اسکے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کا سلسلہ ہے یہ مزار اور مسجد کسیقدر بلندی پر ہے۔
نیچے اترکر مزار کے عقب میں ایک چھوٹا سا تالاب ہے جسکی لمبائی چالیس پچاس گز ہو گی اور چوڑائی بیس پچیس گز ہو گی۔ یہ تالاب چاروں طرف سے
احاطہ میں ہے گز بھر اونچی دیوار محیط ہے اسکے اندر قریب دو ڈھائی سو مگر یعنی ناکے پانی میں اور کنارہ پر زمین میں لوٹ رہے ہیں دیوار کے باہر سے لوگ
انکو کھڑے ہو کر دیکھتے ہیں ان سب کا ایک سردار ہے جسکو مور صاحب کہتے ہیں جب انکو کھانا دیا جاتا ہے تو اول مور صاحب کو دیا جاتا ہے اگر اس نے
کھا لیا تو سب بھی کھا لینگے اگر اس نے نہیں کھایا تو کوئی مگر نہیں کھائیگا۔ گویا انکو کھلانا بھی منت ہے اگر مور صاحب نے منہ پھیر لیا تو معلوم
ہوا کہ منت قبول نہیں ہوئی دوسرا بکرا ذبح کرکے اس کا گوشت وغیرہ ڈالا جاویگا۔ ان کے مارنیکی ممانعت ہے۔ انکے محافظ یا کھلانیوالے
کہتے ہیں کہ اگر کوئی اس احاطہ تالاب میں چلا جاوے تو یہ مگر خاموش رہینگے اگر تنہا کوئی آدمی جانا چاہے تو ممکن ہے۔ یہ اپنی خلقی عادت برتینگے
اور حملہ کر دینگے۔ یہاں سے تھوڑی دور آگے چلکر گرم پانی کے چشمے زمین سے نکل رہے ہیں اس قصبے کے لوگ ہر کام میں اسی پانی کو
استعمال کرتے ہیں جا بجا حوض اور نالیاں بنا دی گئی ہیں۔ جذامی بھی وہاں رہتے ہیں ایک چار دیواری کے اندر مخصوص وقت پر انکو غسل
کرنے کو حوض بنا دیا گیا ہے۔ کئی جگہ چشمے جاری ہیں اور ہر جگہ پانی حوضوں میں لیا گیا ہے۔ ہندو مسلمان۔ مرد اور عورتوں کے
نہانیکے علیحدہ علیحدہ حوض اور جگہ بنائے گئے ہیں یہی پانی پیا جاتا ہے۔ پانی خفیف سا میلا ہے ایک چشمے کا پانی بہت گرم ہے اور دوسرے کا
اس سے کم گرم ہے مگر وہ بھی خوب گرم ہے اسکو ٹھنڈا پانی کہتے ہیں یہاں حوضوں میں لوگ نہاتے ہیں۔ گرم پانی کی درگاہ تک بھی یہی چشمے چلے گئے ہیں اں

بھی حوض بنا دیے گئے ہیں دن رات پانی نکلتا رہتا ہے۔ زمین کے نیچے یا حوض کی ایک سمت سے
یہاں ڈاک بنگلہ بھی ہے جسکا ریلوے مقام کا کرایہ ہے متمول لوگوں نے چند مسافرخانے بھی بنوا دیے ہیں جن میں شخص بلا کرایہ ٹھہر سکتا ہے
یہاں سے واپس ہوکر جانب مشرق روانہ ہوئے کراچی سے دس میل پر پہلا ریلوے اسٹیشن **ڈرگ** ہے۔ یہاں ہوائی جہازوں کا کیمپ ہے
جس میں بنگلے اور بارکیں بنے ہوئے ہیں میدان بہت وسیع ہے۔ کلکتہ بمبئی وغیرہ یا دیگر مقامات سے جو جہاز آتے ہیں انکے قیام کے لیے لمبے
مکانات بنے ہیں یا ہوائی جہازوں کا کل عملہ و مرکز یہ مقام ہے۔ اسی میدان میں بانگ کا ایک مکان ۸۰۰ فٹ لانبا اور دو سو فٹ
اونچا اور ڈیڑھ سو فٹ چوڑا ولایتی ڈاک کے جہاز کے قیام کے واسطے بنایا گیا ہے اور اسمیں لاگت ستاون ہزار پونڈ میں انگلینڈ کی ایک کمپنی کو
ہوائی جہازوں کی اسٹیشن بنانیکا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ اسی اسٹیشن میں ایک چبوترہ کئی سو فٹ اونچا بطور پلیٹ فارم بنایا جاویگا جسکے
برابر میل کا ہوائی جہاز معلق ہوکر کھڑا ہوگا ڈاک اور مسافر وغیرہ اتر جانے پر اُسکی گیس وغیرہ نکالی جاویگی تب زمین پر اتر آویگا۔ ولایتی ڈاک
چار یا پانچ یوم میں انگلینڈ سے کراچی پہونچا کریگی وہاں سے تمام ہندستان میں تقسیم کیجاویگی۔ ابھی ٹھیکہ کا کام شروع نہیں ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ اپریل ۲۹ء
یا ۳۰ء میں سب کام مکمل ہوکر ڈاک کی آمد و رفت شروع ہوگی۔ یہاں سے پانچ میل آگے چوتھے ریلوے اسٹیشن **ملیر** پہونچے یہیں ایک
مسجد میں نماز پڑھی مغرب کی۔ یہ بھی ایک معمولی قصبہ ہے۔ برف پیا اور سوا نوری کی۔ ساڑھے آٹھ بجے دوسرے راستے سے پچاس ساٹھ میل
پھیر کر واپس آگئے۔ کراچی کا پانی کھاری ہے۔ ۲۶ میل سے ایک ندی سے پانی لیا گیا ہے۔

روانگی خیرپور سندھ

۱۵ ستمبر ۲۸ء صبح دس بجے مع محمد حسین کے ہم روانگی کی غرض سے اسٹیشن روانہ ہونے کو تھے کہ ہمارے میزبان نے
گارڈن کوارٹر سے جو ایک بہت بڑا باغ ہے اور جسمیں سے نصف میزبان کا ہے ایک قسم کا پھل جسکو بادام بولتے ہیں چپراسی سے تڑوا کر مع ناشتہ کے
ہمارے ساتھ کر دیے۔ انٹر کلاس کا خیرپور کا کرایہ ۱۲ روپے کو ہمنے ٹکٹ لیا گیٹ پر ایک آریہ بابو کی مہربانی سے اسباب تول پر رکھا گیا۔ کچھ زیادہ
ہونے پر ۲ محصول کے دینے پڑے ہمنے بھی خوب ڈاکٹر اُن آریہ صاحب کا نہایت شکریہ ادا کیا۔ کوٹڑی میل سے ہم روانہ ہوگئے کئی برساتی ندیاں
آئیں جو خشک تھیں۔ سندھ میں عرب کا خاصہ ہے جنگل بالکل بنجر تھا اور دیگر جنگلی درختوں سے کہیں کہیں بھرا ہوا۔ ریتیلا میدان۔
شور کی زمین تھی پھیلتی ہوئی چلی جاتی ہے ریتا کثرت سے گاڑی کے اندر آتا رہا سوا دو بجے حیدرآباد سندھ کی آبادی نظر آئی یہ اسٹیشن سے ملی ہوئی ہے
عجیب منظر ہے کیونکہ یہاں ہر مکان کی آخری منزل کی چھت پر خاص قسم کے ہوادان بنے ہوئے ہیں۔ گرمی یہاں زیادہ ہوتی ہے یہ ہوادان اسی سلسلہ کا ہوگی
پہونچے یہاں کھانا کھایا یہاں اپنے دوست ماسٹر عبدالوہاب خان کو ملاقاتی خط بھیجا تھا مگر ٹرین کے اسٹیشن پہونچنے پر انہیں موجود نہ پایا تھا کہ ایک عورت اور ایک مرد

ہمارا خط لیکر آئی اور یہ بھی کہا کہ پاشا صاحب کا تین سال ہوئے کہ انتقال ہو گیا انکی بیوی نے ہمکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ دو تین دن تک یہاں ٹھہریں ہمنے افسوس ظاہر کرتے ہوئے شکریہ کیساتھ معذرت کی بہت دیر تک گفتگو رہی۔ مرحوم سنہ ۱۹۱۱ء کے دہلی دربار میں شامل جاری سندھ کیطرف سے تمام مسلم اخبارات کی قائم مقام ہو کر گورنمنٹ آف انڈیا کے مہمان تھے۔ انکی ساتھ بانڈی الی تھی۔ افسوس سے رخصت ہوئے۔ آٹھ بجے شب کے ٹرین خیرپور اسٹیشن پر پہونچے ہمنے بہت ومال بلایا کہ سیدی صاحب یا حامد علی صاحب صدیقی یا ہوم ممبر صاحب کا یا سکریٹری کوئی آدمی آیا ہو تو وہ ہمکو پہچان سے مگر کوشش کارگر نہی اور ہماری بویکی ساتھ حیرت ہی گئی کہ کوئی بھی اسٹیشن پر نہیں آیا کیونکہ ہم اطلاعی تار دیچکے تھے جب ہم ٹکٹ دیکر باہر نکلے تو ایک شخص ملا اور اسنے ہمارا نام دریافت کر کے کہا کہ سکریٹری بلکھی آپکے واسطے آئی ہے اور لال بنگلہ آپکے قیام کو تجویز ہوا ہے ہمنے خدا کا شکر ادا کیا اسی شخص سے معلوم ہوا کہ ممبر صاحب دورہ ہاسی بھوپال گئے ہیں اور بشارت حسین زیدی کا پیدہ دن ہوئے انتقال ہو گیا۔ یہ سنکر افسوس ہوا۔ ہم بلکھی میں سوار ہو کر لال بنگلہ پہونچے۔ اسباب وغیرہ اتروا کر اسی سواری میں ہم ڈاکٹر راجہ خان کے پاس چلے گئے تاکہ انکو ہماری آنیکی اطلاع ہو جاوے وہاں سے حامد علی صاحب صدیقی سے جاکر ملے جو ایک قابل ترین شخص ہیں انکے ساتھ امجد اللہ خان صاحب نائب وزیر سے جاکر ملے جنسے ہماری قدیمی خاندانی تعلقات ہیں

خیرپور سندھ

۱۶ ستمبر ۱۹۲۸ء۔ صبح حامد علی صاحب کے یہاں گئے وہاں چاء وغیرہ پینے کے بعد انکے ساتھ گل حسن خان صاحب منتظم کیمپ شاہی سے جاکر ملے جنسے ہماری پہلے سے دوستانہ تعلقات ہیں ہمارا تار انہیں کے پاس پہونچا تھا اور ہماری مہمانی وغیرہ کا انتظام صاحب موصوف ہی نے کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہز ہائنس کوٹ ڈیجی ہیں انھوں نے کہا کہ میں آج سوار کے ذریعہ آپکی اطلاع بھیجتا ہوں اور آپکے یہاں جانیکی اجازت منگاتا ہوں اسوقت آپ کوٹ ڈیجی جاویں۔ اور جو ضرورت ہو مجھے اطلاع دیں۔ سہ پہر کو بعد آرام کرنیکے ہم سید حامد علی صاحب کے مکان پر گئے انکو ساتھ لیکر امجد اللہ خان صاحب نائب وزیر سے ملنے چلے گئے بعد مغرب ہماری دعوت ہوئی حامد علی صاحب ہماری قیام کا ٹھیک کیا اور کچھ دیر قیام فرمایا مختلف دلچسپ بات چیت ہوتی رہی ہمنے یہ بھی ارادہ کیا کہ کل ہم گوٹ پیر صاحب کو دیکھ آویں

روانگی و داخلہ گوٹ پیر صاحب

۱۷ ستمبر ۱۹۲۸ء خیرپور۔ ڈاکٹر راجہ خان صاحب نے ہماری ساتھ گوٹ پیر صاحب جانیکیلئے ملازم دیا۔

اُسی کے ذریعہ ایک ٹمٹم صرہ جمرود زہ والپسی ورصرہ دوسرے روز والپسی پر کرایہ کرکے صبح ہم روانہ ہو گئے۔ راستہ اوّل تو کچھ پتھریلا۔ دوسرے کچھ ریتیلا تیسرے جا بجا پانی بھرا ہوا چوتھی ایسا ناہموار کہ ہر موقع پر یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ٹمٹم ٹوٹ جاویگی۔ دنیاں میں اس سے بدتر راستہ نہیں ہو سکتا۔ خیر ہم قبل دو بجے پیر گوٹ صاحب پہونچے اور پیر صاحب کے مہمان خانہ میں جا کر اُتر گئے۔ مہتمم مہمانخانہ ہمارے شناسا دین محمد صاحب معلوم ہوا کہ چلے گئے ہیں اب نبی بخش صاحب ہیں مگر وہ اسوقت موجود نہیں ہیں۔ ہم ٹھہرے ہی سید علمدار حسین صاحب ٹیوٹر صاحبزادہ پیر احمد شاہ صاحب پرنس آف کنگری پیر گوٹ سے ملاقات ہوئی انہوں نے بہت اخلاق سے برتاؤ کیا اور اپنا مہمان بنانیکا اصرار کیا ہمنے اُنکی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اُن کی ہدایت کے بموجب ہم در دولت پیر صاحب پر گئے اور امید علی۔ نبی بخش اور دربان کو تلاش کیا اور تبرکات حجاز پیر صاحب کیواسطے لے گئے اور ایک خط بھی پیر صاحب کے نام لکھکر لیگئے تھے۔ نبی بخش مہتمم مہمانخانہ ہم کو وہاں مل گئے۔ تمام اشیا پیر صاحب کی خدمت میں بھیجدیں اور زبانی بھی اُنسے کہدیا کہ ہم شام کو واپس جاوینگے پیر صاحب سے ملاقات کا وقت معلوم کرتے آیئے۔ اُنھوں نے ہمارے قیام اور ضروریات کے انتظام کے واسطے ایک آدمی ہمارے ساتھ کر دیا اُسنے مہمانخانہ کی ایک کمرہ میں ہماری راحت کا انتظام کر دیا ہم قیام پذیر ہو گئے ہماری واسطے کھانیکی تیاری کا حکم دیا گیا اس کے بعد نبی بخش ہمارے پاس آئے کہ تمام اشیا پیر صاحب کو پہونچا دی گئیں ملاقات کا وقت چار پانچ بجے کے درمیان شام کو مقرر ہوا ہے اُسکے بعد آپ واپس جا سکیں گے اور یہ بھی کہا کہ میں بھی آپکے ساتھ خیرپور چلونگا۔ اگر آپ غصہ نہوں تو میں چلوں۔ ہمنے جواب میں کہا کہ آپ شوق سے چلیں ٹمٹم میں ایک سیٹ خالی بھی ہے۔ ہمیں یہاں پہونچکر معلوم ہوا کہ پیر مردان شاہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ بڑے بھائی سیف اللہ شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ دونوں بھائیوں میں سخت مخالفت ہو گئی ہے۔ رنگ بدل گیا ہے۔ پانچ بجے نبی بخش صاحب نے اطلاع دی کہ کل صبح سات بجے پیر صاحب سے ملاقات ہوگی۔ میں اسوقت خیرپور جا رہا ہوں اعظم علی شاہ سے کہدیا ہے وہ ملاقات کرا دیگے۔ شام کو ہم صاحبزادہ احمد علی شاہ اور اُنکے ٹیوٹر وغیرہ کے ساتھ ایک باغ میں شکار کی غرض سے چلے گئے جنگلی کبوتر شکار ہوئے ہم بازار گھومنے اور دین محمد سے ملنے چلے گئے۔ راستہ میں دین محمد صاحب سے ملاقات ہوئی اُنھوں نے کہا کہ میں مہمان خانہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں پہلے یہ مہتمم مہمان خانہ تھے مگر نہیں آئے۔

گوٹ پیر صاحب

۱۸ ستمبر ۲۶ء ہم آٹھ بجے تک منتظر رہے کہ کوئی بلانے آویگا مگر جب کوئی نہیں آیا تو ہمنے اپنے آدمی کو اعظم شاہ کے بلانیکو بھیجا وہ آئے اُن سے ہمنے کہا کہ ہم واپس جانیکو بیٹھے ہیں پیر صاحب نے سات بجے ملاقات کا وعدہ کیا تھا جا کر اُنسے

معلوم کیجئے تاکہ ہم واپس چلے جاویں۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ جواب لائے کہ پیر صاحب نے کہا ہے کہ آپ اول مرتبہ آئے ہو دوسری مرتبہ آپ جب آوینگے تو ملاقات ہوگی جب یہ جواب ہمکو ملا تو ہمنے ہر چیز سے انکار کردیا اور سواری منگا کر روانہ ہوگئے۔ اسوقت صبح کا ناشتہ بھی ہم نے صاحبزادہ ایکسٹیوٹر کے ساتھ کھایا۔ معلوم ہوا کہ موجودہ سجادہ نشین صاحب زیادہ قابل اور مردم شناس نہیں ہیں۔ سات دن رہکر آج اُنکے نانا بھی واپس گئے اُنسے بھی ملاقات نہیں کی۔ یہ بھی انکے نانا ہیں کہ خضوع وسعید کے بیٹے کا حق غصب کرکے اپنی ترکیب سے اُن کو گدی نشین بنا دیا۔

واپسی خیرپور سندھ

۱۸ ستمبر ۲۸ء۔ قریب گیارہ بجے کے ہم خیرپور واپس آگئے۔ اور لال بنگلہ میں اپنی قیام گاہ پر پہونچ گئے شام کو سوار ہوکر نائب وزیر صاحب۔ حامد علی صاحب اور ڈاکٹر راجہ خان صاحب سے ملاقات کی۔ گل حسن خان صاحب کے یہاں گئے معلوم ہوا کہ وہ کوٹ ڈیجی صبح گئے ہیں۔ ڈاکخانہ میں جاکر اپنی ڈاک کے متعلق نوٹس دیا۔ آج شب میں ہوم ممبر صاحب بھی آجاوینگے

۱۹ ستمبر ۲۸ء۔ خیرپور۔ بعد نماز صبح چند خطوط لکھے اُسکے بعد منشی حامد علی صاحب آگئے۔ انکے جانیکے بعد ہم ہوم ممبر خان بہادر سر احسن خان صاحب بہادر سے ملنے اور فاتحہ پڑھنے چلے گئے کیونکہ انکی لڑکی کا جو سلطان حسن خان صاحب تحصیلدار فیروزآباد ضلع آگرہ کی بیوی تھیں ۲۹ جولائی کو انتقال ہوگیا۔ شام کو ہم معہ اظہر علی صاحب و حامد علی صاحب کے سوار ہوکر اسٹیشن چلے گئے۔ ہوم ممبر صاحب معمولی طریقہ سے ہم سے ملے۔ سید محمد جمیل صاحب سے بھی ہم ملے۔ یہ وہ بھی آئے ہوئے ہیں۔ ماسٹر محمد حسن صاحب معہ ایک دوسرے ٹیچر کے شام کو ہم سے ملنے آئے۔

۲۰ ستمبر ۲۸ء۔ خیرپور۔ نائب وزیر صاحب سے ملے اور گل حسن خان صاحب کے پرائیوٹ سکرٹری سے معلوم ہوا کہ گل حسن خان صاحب ابھی تک کوٹ ڈیجی سے واپس نہیں آئے جواب کے انتظار میں ہیں۔ یہ بھی خبر ہے کہ آج میر صاحب بھی یہاں آرہے ہیں آج شام کو نائب وزیر صاحب نے ہمیں کھانے پر مدعو فرمایا ہے۔ اس سال ہمکو برسات کا موسم کہیں نہیں آیا۔ آج سہ پہر کو یہاں کچھ چھالا پڑگیا۔ صبح سے بادل تھے۔ اور شام تک برابر رہا۔ صبح حامد علی صاحب بھی ہم سے ملنے کو آئے۔ افسوس کہ یہاں تفریح کی جگہ نہیں شام کو اور شب میں بھی کچھ بوندیں پڑیں۔ شام کو ہم سوار ہوکر قصبہ لقمان چلے گئے جو کہ لوی اسٹیشن سے قریب ہے۔ یہاں گنواری وضع کے لکڑی کے پائے۔ ڈبے اور بچوں کے کھلونے وغیرہ یہاں کے لحاظ سے اچھے بنتے ہیں۔ بازار بھی چھوٹا سا ہے۔ ہندوں کی آبادی زیادہ ہے۔ واپسی پر حامد علی صاحب کو ہم اپنے ساتھ لیکر قیام گاہ آگئے۔

۲۱ ستمبر ۲۸ء خیر پور۔ رات ہمکو معلوم ہو گیا تھا کہ گل حسن خان صاحب کوٹ ڈیجی سے آ گئے ہیں ہم انسے ملنے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ صبح سکار پور چلے گئے اور دو ایک صاحبوں سے ملتے ہوئے ہم ہوم ممبر صاحب سے ملنے گئے اور یہ خیال معلوم ہو کہ ہز ہائی نس صاحب تشریف لا رہی ہیں ہم نے واپسی کا ارادہ کیا۔ ہوم ممبر صاحب کے دولت کدہ پر بہت دیر بیٹھے رہے اپنے واپس جانیکی اطلاع کا ایک تذکرہ انکو بھیجکر قیام گاہ پر چلے آئے۔ انھوں نے ہمکو اطلاع دی کہ میں کوٹ جا رہا ہوں بغیر مجھسے ملے آپ جانا نہیں شام کو واپس آؤنگا۔ شام کو واپس آ کر سوا آٹھ بجے ہمکو بلایا اور ہمسے فرمایا کہ ابھی مت جاؤ میں بھی تمہارے متعلق کوشش کر لوں تین دن ٹھہر جاؤ اور کل شب کو کھانے پر بھی مدعو فرمایا۔

۲۲ ستمبر ۲۸ء خیر پور۔ صبح ڈاکخانہ گئے اور پیر سید خمیس علیشاہ صاحب گمبٹ سے اپنے چند مریدین کے تشریف لائے انکو ہماری ملاقات سے بہت دلچسپی ہوئی۔ کھانا بھی ساتھ کھاتے رہے دو ایک عمل بھی ہم نے انکو بتائے اور اجازت دی انکے مریدین بھی ہمارے بہت معتقد ہو گئے انکو بھی انکی ضرورت کے موافق کچھ بتایا۔ شام کو خیر پور سندھ کے متعلق ایک اور قصبہ ہے اسکی سیر کرنے چلے گئے۔ ایک اور پیر فتح محمد صاحب **ضلع سکھر** کے آئے ہوئے ہیں انھوں نے بھی ہمسے کچھ دریافت کیا انکو بھی ہم نے بتا کر اجازت دی۔ پیر صاحب گمبٹ آٹھ بجے شب کو ہمسے رخصت ہوئے اور واپس گمبٹ چلے گئے اور بہت اصرار سے ہمکو کہا کہ پھر کبھی ادھر آؤ تو گمبٹ ہمارے پاس ضرور آنا ہمنے وعدہ کر لیا۔ بعدہ ہم ہوم صاحب کے یہاں کھانے پر چلے گئے۔ **اختر عادل صاحب جج** بھی کھانے پر موجود ہیں۔ پھر ہمسے ٹھہرنے کو کہا۔

۲۳۔ ستمبر ۲۸ء خیر پور۔ صبح ہماری سواری آ چکی تھی کہ ڈاکٹر راجہ نفنا صاحب جو یہاں کے شفا خانہ کے انچارج ہیں تشریف لائے پھر ہم دونوں سوار ہو کر شفا خانہ گئے اب شفا خانہ کی حالت بہت بہتر دیکھی۔ ہر حیثیت سے اب شفا خانہ شفا خانہ ہے۔ وہاں سے ہم ماسٹر محمد حسن صاحب سے ملنے انگلش اسکول گئے وہاں وہ اس وقت تک نہیں آئے تھے مکان پر جا کر انسے ملاقات کی۔

۲۴۔ ستمبر ۲۸ء خیر پور۔ صبح نائب وزیر صاحب اور حافظ علی صاحب سے ملا اور ہوم ممبر صاحب کو ایک اطلاعی تحریر بھیجدی۔ ہوم ممبر صاحب نے جیسا کہ وعدہ کیا تھا نہ خود بلایا نہ ہماری تحریر کا جواب دیا اس تعطل سے ہمکو تین چار روز ٹھہر کر ہمارا وقت خراب کیا۔ ہم اپنے احباب سے رخصت ہوئے۔

روانگی لاہور

۲۵ ستمبر ۲۸ء۔ صبح پانچ بجے پنجاب میل سے لاہور کو روانہ ہوئے۔ ۹ انٹر کے ٹکٹ لئے اور عہ اسباب کا محصول دیا شب کے آٹھ بجے لاہور پہونچے انارکلی میں قیام کیا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۳۰ء لاہور۔ علی الصباح ہم موچی دروازہ حکیم غلام نبی مرحوم کے یہاں گئے انکی صاحبزادہ مظفر حسین سے ملے پندرہ برس پیشتر مرحوم کی زندگی میں ہم انھیں کے کمرہ میں ٹھہرے تھے جبکہ طالب علم تھے نہایت خلاق سے قدیمانہ رسم کا خیال رکھتے ہوئے برتاؤ کیا۔ ایک آدمی ساتھ کر دیا ہم دفتر اخبار وطن میں فاتحہ خوانی کو گئے کیونکہ مولوی انشاء اللہ صاحب کا بھی انتقال ہو گیا ہے مرحوم کے صاحبزادہ **فتح اللہ** سے ملے اور تعزیت کی رسم ادا کی۔ وہاں سے گوال منڈی دفتر اخبار **انقلاب** میں غلام رسول صاحب مہر اور سالک صاحب سے ملنے چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ دونوں صاحب مکان پر ہیں ایک آدمی ساتھ لیکر مہر صاحب کے مکان پر پہونچے وہاں دو چار صاحب اور بھی موجود تھے۔ حجاز، مصر، شام، فلسطین اور عراق کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔ ڈھائی تین گھنٹے نہایت دلچسپ بات چیت اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ مہر صاحب نہایت قابل، وسیع نظر رکھنے والے تجربہ کار اور خوش مذاق شخص ہیں یہ ہماری پہلی ملاقات تھی۔ مہر صاحب نے جو برتاؤ محبت آمیز ہم سے کیا ایک اجنبی ہونیکی حیثیت میں وہ بہت زیادہ قابل قدر ہے۔ ہمارے سفر کے حالات بہت شوق سے سنے۔ آپ حاجی بھی ہیں۔ اپنا روزانہ پرچہ نیر اعظم کے معاوضہ میں اپنی خاص عنایت سے بھیجنا منظور فرمایا۔ مگر آجتک پرچہ نہیں بھیجا حفیظ الرحمن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ علی گڈھ کالج کی جوبلی پر آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ آپ یہاں بھی ہماری رہبر رہے۔ مہر صاحب سے ہم رخصت ہوئے کیونکہ وہ ایک جگہ ہمکو اور جانا ہے اور تین بجے امرتسر روانہ ہونا ہے۔ ہم اخبار تہذیب نسواں کے دفتر میں پہونچے۔ مولوی سید ممتاز علی صاحب اور حمید علی صاحب معلوم ہوا کہ کشمیر وغیرہ ہیں سید امتیاز علی صاحب سے اور تہور علی رامپوری کاتب سے ملاقات ہوئی یہاں سے بھی ہم نہایت خوش رخصت ہوئے حفیظ الرحمن صاحب نے اسکے قریب ایک دوکان میں ہمکو ایک پتھر کی قبر دکھائی جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ **قطب الدین ایبک** آخری بادشاہ کی قبر ہے جو **چوگان** کھیلنے میں گھوڑے سے گر کر قضا کر گیا تھا۔ یہاں سے ہم سیدھے پیسہ اخبار میں آئے اگرچہ ہم کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ مولوی محبوب عالم صاحب کشمیر گئے ہوئے ہیں مگر ہمنے اپنی وضعداری کے خلاف سمجھا کہ ہم اُن کے دفتر میں جا کر حالات و خیریت نہ معلوم کریں۔ مولوی صاحب کے صاحبزادہ عبد المجید صاحب سے ملاقات ہوئی انھوں نے ہمارا وہی احترام کیا جو انکو کرنا چاہیئے تھا۔ باصرار مجبور کر کے کھانا کھلایا۔ اتفاق وقت کی بات ہے کہ ایک عرصہ دراز کے بعد یہیں لالہ صبلاح الدین صاحب سے ملاقات ہو گئی جو قدیم ہمارے کرم ہیں اور جو نہایت قابل شخص ہیں اور چند بہترین کتب کے مولف و مصنف و مترجم ہیں۔ حفیظ الرحمن صاحب مکان چلے گئے اب ہم اُن کے مکان پر گئے وہ بھی کھانے کے انتظام میں تھے۔ یہ معلوم کر کے کہ ہم کھانا کھا آئے۔ افسوس کیا۔ کچھ **فروٹ** پیش کئے اور اپنی ملکی خدمات ہمکو بتائیں اور کہا کہ صاحب موصوف اردو میں انسائیکلوپیڈیا چھاپنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ یہاں سے رخصت ہو کر قیام گاہ پر آئے۔ یہاں ماسٹر منوہر سہائے صاحب طالب علم ایم۔ اے ہمارے منتظر تھے حفیظ الرحمن صاحب بھی ہمکو رخصت کرنے آ گئے۔ منوہر سہائے صاحب اسٹیشن تک ہمارے ساتھ آئے اور ٹرین میں سوار ہو کر رخصت ہوئے۔

روانگی و داخلہ امرتسر

آج ہی شام کو امرتسر حال بازار میں بیاض ہند پریس میں پہنچ کر یہ معلوم ہو کر بیحد افسوس ہوا کہ **شیخ نور احمد صاحب** جنکے ملنے کی غرض سے ہم یہاں اترے تھے کئی مہینے ہوگئے کہ انتقال کر گئے۔ انکی اہلیہ اور صاحبزادہ سلطان احمد وغیرہ نے ہماری ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جیسے کہ مرحوم سے ہماری قدیمانہ مراسم تھی۔ دس بارہ خط سلطان احمد نے ہماری نام کے ہمکو دیئے ہم نیاز علیخاں کتب فروش حال بازار سے ملے جو ایک اچھی وضع کا افغان اور نہایت معقول شخص ہے۔ شیخ بشیر کرامت اللہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ صبح کو چاء پر مدعو کر لیا۔ اور ہماری ساتھ بازاروں کی سیر کے واسطے ہو لئے۔

امرتسر

۲۷ ستمبر ۲۸ء ۔ صبح کو **عبداللہ منہاس صاحب** اڈیٹر مسلم راجپوت سے ملاقات کی یہ بھی ایک قابل اور سلجھے ہوئے خیال کے تجربہ کار شخص ہیں۔ کھانیکو اصرار کیا جو ہمنے منع کر دیا۔ شام کو چاء ہم نے منظور کی۔ آپسے ہماری عرصہ سے مراسم ہیں۔ نہایت اچھا برتاؤ کیا اور ہماری ملاقات سے بیحد خوشی کا اظہار کیا۔ صبح پھر کرامت اللہ صاحب کے یہاں چاء پر مدعو ہو گئے۔ بعدہ وکیل اخبار کے دفتر میں ہم پہنچے **شیخ غلام محمد** مرحوم کے بھائی غلام مصطفے صاحب سے ملاقات کی جو فالج کے مریض ہیں۔ مرحوم کے بھانجے عبدالکریم سے ملاقات کی مگر اڈیٹر صاحب سے اسوقت ملاقات نہیں ہو سکی کیونکہ وہ دفتر میں ابھی نہیں آئے ہیں۔ پھر ہم نیاز علیخاں سے ملے اور دوپہر کو سلطان احمد کو ساتھ لیکر بازار سے ریشم اور ہاتھی دانت کا سامان خریدا۔ چار بجے سہ پہر کو پھر وکیل کے دفتر میں جاکر فیروزالدین صاحب طغرائی اڈیٹر سے ملاقات کی اخبار انقلاب بھی دیکھا جسمیں مہر صاحب نے اپنی حسن خیال سے نصف کالم کا ایک نوٹ دیا ہے جسکی سرخی حسب ذیل ہے (مدیر نیر اعظم لاہور میں) طغرائی صاحب سے ملکر بھی ہمکو مسرت ہوئی آپ خاموش طبیعت کے ایک قابل شخص ہیں ہمارے سفر کے حالات دلچسپی سے سُنے اور ایک نوٹ اخبار میں دینے کا اشارہ فرمایا۔ یہاں سے رخصت ہو کر ہم منہاس صاحب کے یہاں چاء پر گئے بہت دیر تک لطف صحبت اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ شام کو بازاروں میں گشت لگایا۔ فیروزالدین صاحب سوداگر بال بازار کو تندرست اور زندہ دیکھکر ہمکو بہت مسرت ہوئی۔ انسے قدیمانہ تعلقات ہیں۔

راستہ

۲۸ - ستمبر ۱۹۲۸ء - صبح دس بجے لاہور لکھنؤ اکسپریس سے ہم جالندھر شہر روانہ ہو گئے جالندھر پہونچکر کپورتھلہ اس خیال سے چلے گئے کہ دیوان صاحب سے ملتے جاویں ایک سوا بجے پہونچکر معلوم ہوا کہ میاں صاحب شملہ ہیں ہمنے ویٹنگ روم میں قیام کیا اور کوٹھی پر اطلاع کرائی جسکے جواب میں ہماری قیام وغیرہ کے متعلق ہمکو ہدایت بھیجی گئی مگر چونکہ میاں صاحب شملہ تھے جنسے کہ ملنے کی غرض سے ہم گئے تھے اسواسطے ہمنے ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔ سہارنپور و مراد آباد۔ کو ہمنے تار اور خط اپنے پہونچنے کے بابت بھیجدیئے اور پانچ بجے موٹر ٹرین سے جالندھر کو روانہ ہو گئے جالندھر ویٹنگ روم میں قیام کیا اور شہر میں صوبہ دار غلام حسین مرحوم کے مکان پر اسغرض سے گئے کہ انکے صاحبزادگان میں سے کسی سے ملاقات ہو سکے مگر کوئی نہیں ملا۔ وہاں سے ہم ٹانڈہ کا اڈہ دریافت کرتے ہوئے کپتان غلام محی الدین صاحب سے ملنے چلے گئے۔ پندرہ برس پیشتر آپسے بھاولپور میں ملاقات ہوئی تھی جبکہ آپ ہاں پولیس سپرنٹنڈنٹ تھے ان سے ملکر بہت خوش ہوئے کیونکہ ایک عرصہ کے بعد دیکھا وہ ہمکو اور ہم انکو دیکھکر مسرور ہوئے۔ اسٹیشن کے مسلم ہوٹل میں کھانا کھایا دام زیادہ لیئے اور کھانا اچھا نتھا۔ پلیٹ فارم پر آرام کیا۔ کپورتھلہ سے واپسی سمیع اللہ خاں صاحب سے ملاقات ہوئی آپ رامپور کے نصر اللہ خاں صاحب مرحوم ٹھیکدار کے پوتے ہیں۔ لائل پور میں کچھ زمین کے مربع آپکے ہیں وہاں سکونت ہے۔ گھنٹوں تک چیف سکرٹری صاحب رامپور کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ اور بڑے ڈیوک کے واقعات کا بھی انہوں نے اظہار کیا۔

جالندھر و سہارنپور

۲۹ - ستمبر ۱۹۲۸ء - صبح ہم اسٹیشن کے سامنے کے بازار کو نکل گئے اور واپس آکر تنہائی میں ٹھنگ روم میں بیٹھکر ہمنے اپنا روزنامچہ لکھا جو کئی دن کا تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے لاہور۔ لکھنؤ اکسپریس میں سوار ہوئے ۱۳ روپے ۱۲ آنے کرایہ کے اور ۲ روپے ۱۲ آنے اسباب کے محصول کے دیئے۔ ٹھیک پانچ بجے شام کو ہم سہارنپور اسٹیشن پر پہونچے پلیٹ فارم پر بابو شرف الدین احمد خاں صاحب ٹھیکدار۔ حافظ منظور احمد صاحب

منیجر الیس انکفیسی۔ حافظ قاضی ہدایت الرحمٰن صاحب طالب علم درجہ دہم مسلم ہائی اسکول وغیرہ ہماری لینے کو آئے ہیں۔ سب سے ملے اور سوار ہوکر بابو صاحب کے یہاں محلہ منڈی میں قیام کیا۔ مغرب تک احباب کے مجمع میں حالات سفر بیان ہوتے رہے۔ اس کے بعد ہم اور حافظ منظور احمد صاحب۔ حافظ ہدایت الرحمٰن صاحب کے یہاں گئے اُنسے ملاقات کی۔ منشی محمد ابراہیم صاحب کے یہاں گئے جنھوں نے پیشگی اپنی صاحبزادی کے ولیمہ میں ہماری دعوت کردی ہے جو کل صبح کو ہے۔ مرزا ابراہیم کے یہاں گئے جو نہیں ملے۔ مختار احمد صاحب ٹھیکہ دار کے یہاں گئے اُنسے ملاقات ہوئی اُنھوں نے مدعو فرمایا مگر ہمنے منظور نہیں کیا اور اُنسے کہدیا کہ ہماری میزبان سے آپ اجازت لے لیں۔ اسکے بعد محمود حسن کے یہاں محلہ یادگار میں گئے معلوم ہوا کہ وہ دیوبند میں انکے بھائی وغیرہ سے ملاقات کرکے عیدو کے یہاں گئے۔ کیونکہ اُنھوں نے بھی حافظ منظور احمد صاحب سے ہمارے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا تھا۔ اُنسے قریباً بیس برس کے بعد ملاقات کا موقع ملا تھا۔ وہ ہم سے ملکر بہت خوش ہوئے اور بااصرار دعوت منظور کرلے کو کہا مگر ہمنے معذوری ظاہر کرکے انکار کردیا۔ قیام گاہ پر واپس آکر آرام کیا۔

۳۰ ستمبر ۲۸ء۔ حافظ منظور احمد صاحب کے ساتھ اپنے پرانے مکرم نہال احمد صاحب سے ملے مرزا ابراہیم بیگ صاحب سے ملنے گئے جو نہیں ملے سید محمود حسن صاحب سے ملے اور چند اصحاب سے ملتے ہوئے منشی ابراہیم صاحب کے یہاں شرکت ولیمہ کی۔ مولوی محمد احمد صاحب کاظمی بی۔ اے۔ ایل ایل بی سے ملے اور بھی بعض احباب اور شناسا حضرات سے ملتے ہوئے ہم قیام گاہ واپس آئے۔ یہاں احباب آتے جاتے رہے اور حالات سفر بیان ہوتے رہے مسٹر حبیب احمد صاحب تشریف لے آئے جو یورپ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں دورہ کرچکے ہیں اور اب فروری میں پھر جانیوالے ہیں اور تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ ہماری آمد پر اسٹیشن پر بھی آپ موجود تھے جو ہم اُس موقع پر لکھنا بھول گئے ہیں اور اسٹیشن سے ہمارے ساتھ مکان تک بھی آئے تھے۔ سائنس وغیرہ کا سامان جو اسکولوں میں استعمال ہوتا ہے وہ آپکے یہاں بھی مہیا ہوتا ہے۔ نہایت اچھے خیال کے تجربہ کار شخص ہیں۔ ایک بجے کے قریب حکیم محمد حسنین صاحب و قاضی حافظ ہدایت الرحمٰن صاحب تشریف لے آئے۔ بہت دیر تک حالات سفر بیان ہوتے رہے اور مذکورہ بالا تمام حضرات کو مختصر تبرکات جو ہمارے ساتھ تھے پیش کئے گئے۔ ڈھائی بجے یہ واپس گئے۔ پانچ بجے شام کو حافظ ہدایت الرحمٰن صاحب۔ سراج الحق صاحب طالب علم و ریاض احمد صاحب طالب علم درجہ دہم و مسٹر حبیب احمد صاحب تشریف لے آئے۔ قریب قریب مغرب تک دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد ہم نواب عادل خاں صاحب سے ملنے قلعے چلے گئے۔ نواب صاحب سے ملکر ہم ساڑھے سات بجے واپس آئے۔ ہمارے مکرم میزبان نے حافظ ہدایت الرحمٰن صاحب کو شام کے کھانے پر بھی مدعو کردیا تھا جو بااصرار معذرت کرنے کے بعد اُنھوں نے منظور کیا تھا۔

ہم شب کو بہت دیر تک انتظار کرتے رہے مگر نہایت تعجب اور حیرت تھی کہ حافظ صاحب نے ہماری تکلیف کا خیال نہیں کیا نہ اپنے وعدہ کا خیال کیا اور نہ یہ خیال کیا کہ ہم انکے شہر میں حقیقت میں انہیں کے مہمان ہیں اور اس خیال کو بھی انھوں نے محو کر دیا کہ ہم ایک طویل سفر کے بعد آئے ہیں اگرچہ چند منٹ اور کھانے پر لطف صحبت حاصل ہو تو غنیمت ہے مگر وہ کھانے پر تشریف نہیں لائے۔ اور بڑے انتظار اور بھوک کے بعد مجبوراً میزبان اور حافظ منظور احمد کے ساتھ ہم نے کھانا کھایا۔ انھوں نے یہ بھی احساس نہیں کیا کہ ہمارے میزبان کو کیا تکلیف ہوگی۔ افسوس کہ انھوں نے تمام امور سے قطع نظر کر کے محض عدم شرکت دعوت کو سب پر ترجیح دی ہمیں اسکا زیادہ افسوس ہوا کہ حافظ صاحب ایک عاقل بالغ ذہین طالب علم انٹرنس کلاس میں انھوں نے یہ طرز عمل جو خیال محبت و مراسم خلاف تھا کیوں کیا۔ اس سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ انہوں نے اپنی ناتجربہ کاری سے جو خیال خام قائم کر لیا ہوگا [illegible] اور ذرہ بھر بھی انھوں نے اس خیال میں تبدیلی کو گناہ عظیم سمجھا ہم نے انسے اول ملاقات میں ہی کہا تھا کہ ہم کو آپ سے چند ضروری باتیں کرنا ہیں جسکو انھوں نے منظور کر لیا تھا مگر افسوس کہ حافظ صاحب نے اسکا کبھی موقع نہیں آنے دیا۔ خدا انکو غلط خیالی کی پیروی کرنے سے بچائے اور سچی ہدایت کی راہ دکھائے اور اچھی بری نیک بد کی تمیز عطا کرے۔

روانگی و داخلہ مراداباد

یکم اکتوبر ۲۸ء گیارہ بجے دن کے میں سہارنپور سے روانہ ہوا۔ اسٹیشن پر بابو شرف الدین صاحب ٹھیکیدار حکیب احمد صاحب اور چند احباب رخصت کرنے آئے۔ حافظ منظور احمد صاحب میرے ساتھ مراداباد تک آئے بالاوالی اسٹیشن پر عاشق علی میرا ایک عزیز مجھے لانے کیلئے اسٹیشن پر محمد یوسف۔ محمد سلطان میرے سالے۔ سید سبط نبی عرف اچھے میاں میرا داماد انکا تین ملے اور چودھری عبدالخالق صاحب حاجی محمد ناصر صاحب حافظ عبدالحکیم صاحب میرے احباب جو سوداگر ظروف اور صابن ہیں جو مجھے لینے آئے ہیں۔ مسٹر عبدالرؤف صاحب ایڈیٹر کو کر دیں صاحب کسی ضرورت سے باہر چلے گئے ہیں۔ نئے جوڑے جو ہماری بیوی۔ خورشید احسن اور سالے وغیرہ نے بنائے تھے لائے ہیں۔ انہیں سے ایک جوڑا بدلا چھ بجے اسٹیشن مراداباد پر پہونچا۔ تو بہت تمام احباب۔ عزیزوں اور شہر کے اصحاب سے بھرا ہوا تھا۔ مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی وکیل و رئیس مراداباد اور صاحبزادہ اشتیاق علیخاں صاحب عرف جانی صاحب نے اپنے خلوص محبت سے گو

ہار سرے گلے میں ڈالے۔ قاضی سید عبدالعلی صاحب اڈیٹر اخبار مخبر عالم نے پھولوں کے ہار ڈالے اور پھول نچھاور کئے۔ اور ذوق و شوق میں سب صاحبوں نے مجھ سے ملنا شروع کیا جنکی تعداد دو ڈیڑھ ہزار سے کم نہ تھی۔ اسٹیشن کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی یہاں بھی شہر ملنے کی اشتیاق میں بہت بڑا اژدہام ہی یہاں سے سیکڑوں آدمیوں کے مجمع کے ساتھ پیدل روانہ ہوا۔ راستہ میں بھی برابر لوگ ملتے جاتے ہیں۔ بعد مغرب بنگلہ پر پہونچا تو یہاں تبرکاً محفل میلاد کا انتظام کیا گیا ہے۔ میرا مکان اندر سے باہر تک معطر ہوا ہے۔ بعد میلاد تمام حاضرین کو چار بڑی پاؤ شاہی اور تبرکات ایک ایک طشتری میں تقسیم کئے گئے اور پلاؤ زردہ اور قورمہ مرغ کی دعوت دی گئی۔ اس متبرک تقریب پر انوار الہی کا گھر میں نزول ہے مخصوص احباب و اعزہ گیارہ بارہ بجے رات تک آتے رہے تبرک مٹھائی اور کھانے کی تواضع کیجاتی رہی عجب چہل پہل ہے۔

۲۔ اکتوبر ۲۸ء کے بعد سے دعوتوں اور میلاد کیا دیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور تقسیم تبرکات بھی شروع کر دیا گیا حسب ذیل احباب نے اپنی محبت کے ثبوت میں نہایت پر تکلف دعوتیں دیں جنمیں شہر کے معززین۔ میرے احباب و اعزہ کافی تعداد میں شریک ہیں

(۱) قاضی سید عبدالعلی صاحب عابد اڈیٹر اخبار مخبر عالم۔ (۲) جناب خان بہادر قاضی محمد شوکت حسین خانصاحب رئیس و لائف آنریری مجسٹریٹ (۳) جناب مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی (۴) جناب حاجی عبدالباری صاحب سوداگر و مالک کارخانہ الکٹرک ویلڈنگ (۵) جناب عبدالشکور صاحب عرف ننھے میاں صاحب (۶) جناب مولوی عبدالسلام صاحب رئیس بچھرایوں (۷) جناب عبدالوحید صاحب سوداگر (۸) جناب بابو مظہر حسن صاحب اکاؤنٹنٹ رامپور (۹) جناب سجاد احمد خانصاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ۔ (۱۰) جناب مولوی حکیم اظہر الدین صاحب (۱۱) جناب حافظ عبدالحکیم صاحب سوداگر

ذیل کے اعزہ اور احباب کے یہاں سے مبارکبادیاں آئیں

(۱) جناب ڈاکٹر احمد لطف خانصاحب لطف مٹھائی۔ پان۔ کوڑی تیل اگر دے۔ عہ۔ (۲) جناب منشی اشفاق حسین صاحب اڈیٹر رہنما مٹھائی ہے۔ (۳) چودھری عبدالخالق صاحب سوداگر مٹھائی عہ (۴) حاجی سلیم صاحبہ مٹھائی۔ عہ (۵) مسماۃ کلثوم صاحبہ مٹھائی عہ (۶) شیخ نظیر احمد صاحب سوداگر عطر مٹھائی و صدقہ بکرا (۷) دختر جمیلہ خاتون صاحبہ۔ للعہ (۸) خوشنما امن صاحبہ ہے (۹) اختری بیگم صاحبہ ۔ (۱۰) اللہی بیگم صاحبہ

(۱۱) محمد حسن صاحب سوداگر عه (۱۲) حاجی مشتاق حسین صاحب سوداگر ؎ (۱۳) محمد عمر صاحب عه (۱۴) عبدالشکور صاحب عرف بنے میاں صاحب عه (۱۵) نوشہ و محمد سلطان صاحب سوداگر ؎ (۱۶) سماۃ چھٹو بیگم عه (۱۷) سماۃ شمس النسار عه (۱۸) سید امجد علی صاحب عه (۱۹) عبدالحق صاحب عه (۲۰) اہلیہ مرزا ابوالحسن صاحب ؎ (۲۱) مودی بیگم صاحبہ عه (۲۲) پیاری صاحب عه (۲۳) والدہ اچھی میاں ؎ ۲۴ قاضی سید عبدالعلی صاحب اڈیٹر مخبر عالم ؎ (۲۵) فاطمہ بیگم صاحبہ ؎ (۲۶) شکیلہ بیگم صاحبہ عه (۲۷) والدہ محمد عطار صاحب عه

اس کے علاوہ بیرونجات سے بخیریت کامیاب واپسی سفر پر تار اور خطوط مبارکباد کے موصول ہوئی بعض احباب نے قطعہ مبارکباد پیش کئے۔

متفرقات

اس میں سفرنامہ صراط الحمید زیارت الحرمین۔ و زیارت الشام وسیاحۃ العراق سے ضروری معلومات اور مفید اقتباسات لئے گئے ہیں اور اپنی ذاتی تجربات۔ گذری ہوئے واقعات اور چشم دید حالات بعرض رہبری حجاج و مقدس مقامات درج کئے گئے ہیں وغیرہ۔

احرام تین طرح کا ہوتا ہے یعنی صرف حج کا جسکو افراد کہتے ہیں۔ اور صرف عمرہ کا جسکو تمتع کہتے ہیں بشرطیکہ حج کے مہینوں یعنی شوال ذی قعدہ ذی الحجہ میں ہو تیسرے حج و عمرہ دونوں کا جسکو قران کہتے ہیں۔ انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

افراد یعنی صرف حج کرنیکا طریقہ۔ اگر تم حج کے مہینوں میں میقات پر گذرو اور فقط حج کا ارادہ رکھتے ہو تو حج کا احرام باندھو۔

جب میقات پر پہونچو احرام باندھنے سے پہلے حجامت بنواؤ۔ زیر ناف کے بال دور کرلو۔ اگر سر منڈانے کی عادت ہے تو سر منڈا لو۔ ورنہ سر کے بال کنگھی سے درست کرلو تو بیوی ساتھ ہو اور کوئی عذر مانع نہو تو مجامعت بھی مستحب ہے اسکے بعد نیت احرام غسل کرو۔ اگر غسل نہ کر سکو تو وضو ہی سہی سلے ہوئے کپڑے بدن سے دور کرو اور دو کپڑے سفید پاک نئے ہوں یا دھلے ہوئے یعنی چادر۔ اور تہبند پہنو پہننے سے قبل کپڑوں اور بدن پر خوشبو لگاؤ۔ مگر کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگاؤ

بسکا جسم باقی رہے۔ اسکے بعد دو رکعت نفل بہ نیت احرام پڑھو بشرطیکہ وقت مکروہ نہو۔ اور فرض نماز کے بعد احرام باندھ لیا جائے تو بھی کافی ہے۔ سنتوں میں بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھو اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ قل یا ایہا الکافرون کے بعد یہ آیت پڑھے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ اور بعد قل ھو اللہ احد کے یہ آیت پڑھو۔ رَبَّنَا آتِنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۔ سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ بیٹھے اور دل میں نیت کرو کہ میں احرام باندھتا ہوں حج کا یا عمرہ کا یا دونوں کا۔ اور زبان سے کہو اگر حج کی نیت ہو تو دعا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اور عمرہ کی نیت ہے تو یہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ اور اگر حج اور عمرہ دونوں کی نیت ہے تو یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ بس احرام بندھ گیا اسکے بعد باآواز بلند تلبیہ پڑھو اور وہ یہ ہے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اس تلبیہ میں سے کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے۔ مستحب ہے کہ جب تلبیہ کہا جائے پورا پڑھیں تین بار کہا جائے اور بیچ میں کلام نکرے بلکہ سلام کرنا بھی مکروہ ہے تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھو اور دعا مانگو۔ اگر غیر عاقل بچہ ساتھ ہو تو اسکی طرف سے ولی خود احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھے اور بچہ کو ممنوعات احرام سے بچاتا رہے۔ اگر بچہ سے ممنوعات احرام صادر ہونگے تو جزا لازم نہ آئیگی عورت کا احرام بھی مردوں کی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ عورت سلے ہوئے کپڑے نہ اتارے۔ موزہ پہننا بھی جائز ہے اگرچہ پنجنا چھپ جائے تلبیہ زور سے نہ کہے اور سر نہ کھولے منہ پر کپڑا اسطرح ڈالنا کہ جسم سے مس کرے جائز نہیں۔ اسی طرح پنکھا وغیرہ منہ پر رکھنا کہ رخسار نہ چھپ جائے کافی نہیں ہو سکتا ہاں ہاتھ منہ پر لگا لیا جائے تاکہ برقع اس ہاتھ پر رک جائے حیض و نفاس کی حالت میں نماز نہ پڑھے غسل کر کے احرام باندھے یہ غسل احرام کا ہے نہ کہ غسل طہارت۔ باقی احکام عورتوں کے مردوں کی مثل ہیں جب احرام بندھ چکا تو ممنوعات سے بچنا اور مستحبات کا لحاظ رکھنا چاہئے

عمرہ کے ادا کرنیکا طریقہ

یاد رکھو کہ عمرہ حنفی کے نزدیک تمام عمر میں ایکبار ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ اور عمرہ رمضان کا اور دنوں سے

افضل ہے۔ کیونکہ اُس کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے۔ بلکہ مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ رمضان کا اُس حج کی برابر ہے۔ کہ میرے ساتھ حج کیا ہو۔ نویں ذی الحجہ سے تیرھویں تاریخ تک عمرہ کا لانا مکروہ تحریمی ہے عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی آفاقی میقات کے قریب پہونچے تو بطور مسنون عمرہ کا احرام باندھے بعد احرام کے محرمات و مکروہات احرام سے بچتا رہے جب زمین حرم میں پہنچے عمرہ کے احکام حج کی مثل ہیں مگر ان امور میں فرق ہے (۱) عمرہ فرض نہیں ہے (۲) اس کے جواز کے وقت متعین نہیں۔ البتہ سال میں پانچ دن مکروہ ہیں۔ (۳) عمرہ فوت نہیں ہو سکتا بخلاف حج کے (۴) عمرہ میں وقوف عرفہ و مزدلفہ و رمی و خطبہ و جمع بین الصلوتین نہیں ہے (۵ و ۶) عمرہ میں طواف قدوم و طواف وداع نہیں ہے (۷ و ۸) عمرہ کے فاسد کرنے سے یا جنابت میں طواف کرنے سے کفارہ میں بکری ذبح کرنا کافی ہے بخلاف حج کے (۹) عمرہ کے احرام کا میقات ہر شخص کیلئے خواہ مکی ہو خواہ آفاقی حِل ہے یعنی حدِ حرم کا خارج بخلاف حج کے کہ مکی کا میقات حرم ہے (۱۰) عمرہ میں اوّل استلام حجر اسود کے وقت لبیک کہنا موقوف کر دیا جاتا ہے بخلاف حج کے کہ اول میں یعنی رمی جمرہ عقبہ سے تلبیہ قطع کرنا ہوتا ہے (۱۱) عمرہ کے طواف کی جنابت میں صدقہ نہیں ہے بخلاف حج کے

فرائض عمرہ (۳)

(۱) زمین حرم سے باہر احرام باندھنا۔

(۲) نیت کرنا۔

(۳) طواف کرنا۔

واجبات عمرہ (۲)

(۱) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۲) حلق یا قصر کرنا۔

مفسد عمرہ (۱)

(۱) قبل اکثر طواف کے جماع کرنا۔

فائدہ

لباب میں ہے کہ عمرہ کے احرام۔ فرائض۔ واجبات۔ سنن۔ محرمات۔ مفسدات۔ مکروہات

احصار وغیرہا کا حکم حج کی مثل ہے۔

قرآن کے ادا کرنے کا طریقہ

حج و عمرہ دونوں کی نیت ایک ساتھ کرنے کو قران کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک قران تمتع اور افراد دونوں سے افضل ہے مکہ معظمہ اور میقات کے اندر رہنے والوں کو اور نیز اس شخص کو جو حج کے مہینوں کے قبل مقیم مکہ ہو چکا ہو قران کرنا درست نہیں ہے اور اگر مکی شخص یا جو کوئی بھی حکم میں مکی کے ہو وہ حج کے مہینے کے قبل مثلاً رمضان میں میقات سے باہر چلا گیا تو وہ قران کر سکتا ہے اور طریقہ قران کا یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات کے قریب پہنچو اور بطور مسنون بعد غسل اور دوگانہ نماز کے عمرہ اور حج دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھو اور بعد دوگانہ کے دل میں عمرہ اور حج دونوں کی نیت کر کے زبان سے یوں کہو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ پھر دوسرے تلبیہ میں لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ الخ کہو اور قران کے احرام کا طریقہ حج کے مثل ہے۔ اور قبل حج کے مہینوں کے قران کا احرام باندھنا مکروہ تحریمہ ہے۔

تمتع کے ادا کرنے کا طریقہ

حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کے افعال کرنا اور وطن جانے سے پہلے قبل احرام کھولنے کے یا بعد اس کے حج کا احرام باندھ کر حج بھی کر لینا اس کو تمتع کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک تمتع کو قران سے افضل نہیں ہے مگر افراد سے ضرور افضل ہے اور مکی کو اور داخل میقات رہنے والے کو اور جو شخص حج کے مہینوں سے پہلے بغیر احرام باندھے مکہ میں مقیم ہو چکا ہو ان لوگوں کو تمتع کرنا درست نہیں ہے

تمتع کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول احرام عمرہ کا باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرو پھر حلق یا قصر کرو اور احرام کھول کر مکہ میں خواہ کسی اور جگہ قیام کرو مگر وطن کو نہ جاؤ اس کے بعد جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام اپنی میقات سے باندھ کر حج ادا کرو اور اگر مکہ ہی میں مقیم ہو تو آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھ کر منیٰ کو جاؤ اور آٹھویں سے پہلے احرام باندھنا افضل ہے

داخلی بیت اللہ

خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے بشرطیکہ اس کے آداب کا لحاظ رکھو اور بغیر ایذا رسانی یا کچھ دینے دلانے کے نصیب ہو جائے مگر آجکل یہ مستحب داخلی دشوار ہو گئی ہے اسلئے کہ عموماً جو لوگ اندر داخل ہونا چاہتے ہیں وہ خدام کعبہ کو جب تک کچھ ادا نہ کریں اسوقت تک اندر نہیں جا سکتے اور یہ صورت ناجائز نہیں ہے حطیم میں چونکہ بیت اللہ کا حصہ ہے جو تعمیر میں باہر رہ گیا ہے اسلئے اسی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ لینا گویا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھ لینا ہے۔ ہاں اگر کسی ملاقات یا تعارف سے بلا اجرت اندر جانا نصیب ہو جائے گو شیبی یا خدام کعبہ کے اس احسان کا بدلہ بعد میں حسب وسعت مال سے بھی کر دیا جائے تو خیر کچھ مضائقہ نہیں یا سال میں دو دفعہ جبکہ عام داخلی ہوتی ہے اسوقت یہ شرف نصیب ہو جائے تو خانہ کعبہ میں داخل ہوتے وقت اپنا داہنا قدم پہلے اندر رکھو اور یہ دعا پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ۝ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِیْ فِيْهَا ۝ اسکے بعد عاجزانہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے بہت ادب سے اندر داخل ہو اور چھت کی طرف نہ دیکھو کیونکہ بے ادبی ہے دروازہ سے داخل ہو کر سامنے چلے جاؤ جب سامنے کی دیوار تین ہاتھ باقی رہے تو وہیں نفل نماز دو رکعت یا چار رکعت یا زیادہ ادا کرو بعد نماز کے دیوار پر اپنے رخسارہ کو رکھ کر خدا کی حمد کرو اور استغفار و توبہ کی کثرت کرو اور جہاں تک ممکن ہو دعا کرو پھر چاروں گوشے میں جا کر حمد و استغفار و تسبیح و تہلیل و تکبیر و درود و دعا میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا کرو اور یہ دعا پڑھو رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ كَمَا اَدْخَلْتَنِیْ بَیْتَكَ فَاَدْخِلْنِیْ جَنَّتَكَ ۝ اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ ۝ یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ ۝ اَللّٰهُمَّ یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اٰمِنَّا مِمَّا نَخَافُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ اور دعائیں جو اس کے علاوہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے منقول ہیں انہیں سے جو چاہو پڑھو اور خانہ کعبہ سے نکلنے کے وقت بایاں قدم پہلے باہر رکھو اور یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ۔

فرائض حج (۶)

۱- احرام یعنی دل میں حج کی نیت کرکے لبیک پکارنا۔ ۲- نویں تاریخ میں آفتاب ڈھلنے کے وقت سے صبح تک اگرچہ ایک لحظہ ہو عرفات پر ٹھہرنا۔ ۳- طواف زیارت (جو دسویں یا گیارہویں یا بارہویں ذی الحجہ کو بعد حلق یا قصر کے ہوتا ہے) کرنا ۴- ان تینوں فرائض کو بالترتیب ادا کرنا۔ ۵- ہر فرض کو اس کے مقام میں ادا کرنا۔ ۶- قبل وقوف عرفہ کے جماع ترک کرنا۔

(ف) واضح ہو کہ وقوف اور طواف زیارۃ حج کے رکن ہیں۔ اور وقوف طواف سوا قوائے رکن ہے اور ترک جماع فرض حج کے ملحقات سے ہے

(حکم) انمیں سے اگر کوئی چیز ترک ہو جائیگی تو حج باطل ہو جائیگا اور اسکی تلافی قربانی کرنیسے نہیں ہو سکتی۔

واجبات حج بلا واسطہ (۵)

(۱) سعی کرنا یعنی درمیان صفا و مروہ کے دوڑنا (۲) مزدلفہ میں ٹھہرنا (۳) کنکریاں مارنا (۴) حلق یا قصر کرنا (۵) خاص آفاقی کو طواف لوداع کرنا۔

واجبات حج بالواسطہ (۳۰)

(۱) احرام میقات سے باندھنا۔ (۲) محظورات احرام سے بچنا (۳) صفا سے سعی شروع کرنا۔ (۴) سات پھیرے پورا کرنا (۵) جب کوئی عذر نہو تو پیادہ سعی کرنا (۶) صفا مروہ کے بیچ میں پوری مسافت طے کرنا (۷) عرفات پر غروب آفتاب تک ٹھہرنا (۸) عرفات سے واپس آنے میں امام کی متابعت کرنا۔ (۹) مزدلفہ میں (اگرچہ ایک ساعت ہو) ٹھہرنا (۱۰) مزدلفہ میں پہونچنے تک نماز عشاء و مغرب کی تاخیر کرنا (۱۱) دسویں تاریخ کی کنکریاں حلق یا قصر سے پہلے مارنا (۱۲) ہر دن کی رمی اُسی دن کرنا (۱۳) ساتوں کنکریاں پھینکنا (۱۴) سر کے بال منڈانا یا کتروانا (۱۵) حلق یا قصر چوتھائی سر کا ایام نحر میں کرنا (۱۶) بعد طواف معتد بہ کے سعی کرنا (۱۷) حلق یا قصر

زینت حرم میں کرنا۔ (۱۸) طواف زیارت ایام نحر میں کرنا (۱۹) حطیم کو ملا کر طواف کرنا (۲۰) طواف میں حدث و جنابت سے طاہر ہونا (۲۱) طواف میں کپڑے کا طاہر ہونا۔ (۲۲) ستر چھپا کر طواف کرنا (۲۳) اگر کوئی عذر نہ ہو تو پا پیادہ طواف کرنا۔ (۲۴) داہنی طرف سے طواف شروع کرنا (۲۵) بعض کے نزدیک ابتدا حجر اسود سے کرنا۔ (۲۶) بعد طواف کے دو رکعت نماز پڑھنا (۲۷) قارن و متمتع کو قبل ذبح کے رمی کرنا۔ (۲۸) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا (۲۹) قارن اور متمتع کو قبل حلق کے ذبح کرنا۔ (۳۰) قارن و متمتع کو ایام نحر میں ذبح کرنا۔

حکم۔ ان امور میں سے اگر کسی کو ترک کریگا تو اسکی جزا لازم ہوگی اور حج درست ہو جائیگا عمداً ترک کرے یا سہواً لیکن عمداً ترک کرنیوالا گنہگار بھی ہوگا

سنن حج (۱۰)

(۱) آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ سے عرفات کو جانیکے لیے نکلنا اگرچہ اسی تاریخ کو منا میں جاکر ٹھیر جائیگا اور اگلے دن نویں کی صبح عرفات پہنچ جائیگا اگرچہ خروج بہ نیت عرفات ہی ہو (۲) نویں ذی الحجہ کی شب کو منا میں رہنا۔ (۳) بعد طلوع آفتاب کے نویں ذی الحجہ کو منا سے عرفات پر چلے جانا (۴) عرفہ کو عرفات میں غسل کرنا (۵) دسویں ذی الحجہ کو مزدلفہ میں رات کا گذارنا (۶) دسویں ذی الحجہ کو قبل طلوع آفتاب کے مزدلفہ سے منا کو جانا (۷) ایام منا میں منا کے اندر رات گذارنا (۸) مکہ میں آنیکے وقت محصب میں اترنا (۹) طواف قدوم اس آفاقی کیلئے جو افراد یا قران کرتا ہو (۱۰) امام کا تین مقاموں میں خطبہ پڑھنا پہلے مکہ میں ساتویں ذی الحجہ کو دوسرے عرفات میں نویں کو تیسرے منا میں گیارھویں کو۔

حکم۔ ان امور کے کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان کے ترک سے جزا لازم نہیں آتی مگر ترک کرنا برا ہے

احرام کے فرائض و مباحات وغیرہ

فرائض احرام (۲)

۱۔ نیت اس عبادت کی دل میں کرنا جس کے لیے احرام باندھا ہے۔ ۲۔ کوئی لفظ ایسا کہنا جس سے تعظیم اللہ تعالیٰ کی معلوم ہو جیسے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اور یا سُبْحَانَ اللّٰهِ وغیرہ۔

حکم۔ ان فرائض کے ترک سے احرام صحیح نہ ہوگا۔

واجبات احرام (۲) - ۱- میقات سے احرام باندھنا - ۲- محظورات احرام سے بچنا۔

حکم - ان واجبات کے ترک سے دم یا جزا لازم ہوگی۔

سنن احرام (۹) - ۱- احرام حج کا حج کے مہینوں یعنی شوال ذی قعدہ اور عشرہ ذی الحجہ میں باندھنا۔ ۲- اپنے شہر یا میقات سے احرام باندھنا - ۳- احرام کیلئے غسل کرنا - ۴- دو کپڑے یعنی ایک چادر اور ایک تہبند پہننا - ۵- احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا - ۶- دو رکعت سنت احرام کی ادا کرنا بشرطیکہ طلوع غروب - استوا یا بعد فجر اور بعد عصر نفلوں کے کراہت کا وقت نہ ہو ، ۷- لبیک جو حدیث میں وارد ہے بلا کمی بیشی کے پڑھنا - ۸- جب لبیک کہے تو اسکو تین بار کہنا - ۹- مرد کو لبیک با آواز بلند کہنا۔

حکم - ان سنتوں کے ترک سے کچھ جزا نہیں لازم آتی مگر چھوڑنا مناسب نہیں ہے انکو ادا کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔

مستحبات احرام (۶) - ۱- احرام کے غسل سے پہلے حجامت بنوانا اور زیر ناف کے بال لینا - ۲- غسل میں نیت احرام کی کرنا - ۳- تہبند اور چادر نئی یا سفید دھوئی ہوئی ہونا - ۴- احرام میں دل اور زبان دونوں سے نیت کرنا - ۵- ہر حال و ہر وقت و ہر مکان اور ہر کیفیت کے بدلنے میں لبیک زیادہ کہنا - ۶- میقات کے پیشتر سے احرام باندھنا۔

حکم - ان مستحبات کے کرنے میں ثواب ملتا ہے اور ترک کرنے سے کچھ لازم نہیں آتا۔

محرمات احرام جنمیں جزا لازم نہیں آتی لیکن گنہگار ہوتا ہے (۳)

۱- رفث یعنی ذکر جماع یا دواعی جماع عورتوں کے سامنے کرنا - ۲- کل معاصی و فسق و فجور - ۳- دنیوی امور میں لوگوں سے جھگڑا کرنا (اور اگر دینی امور ہوں تو بغرض احقاق حق بغیر تعصب و نفسانیت کے جھگڑنا درست ہے)

مکروہات احرام (۹) - ۱- بدن سے میل دور کرنا - ۲- سر یا داڑھی یا اور بدن کا بیری کے پتے یا صابون یا اشنان سے دھونا - ۳- زینت کے قصد سے کپڑا دھونا اور اگر پاکی کے قصد سے ہو تو مکروہ نہیں ہے - ۴- سر کے بال یا داڑھی میں کنگھی کرنا - ۵- کھجلانا سر یا داڑھی کا اس حالت میں کہ بال اکھڑنے یا جوں کے مرنے کا خوف ہو - ۶- چادر میں گرہ دیکر گردن پر باندھنا - ۷- بغیر آستین پہنے ہوئے یا کمر بندھے ہوئے کسی قبا یا عبا کا صرف مونڈھوں پر ڈالنا - ۸- چادر یا تہبند میں ایک طرف کو دوسرے طرف سے گرہ باندھنا یا دونوں کنارے ملا کر گانٹھنا یا سوئی چبھونا یا ڈورے وغیرہ سے باندھنا - ۹- جو کپڑا خوشبو سے دھونی دیکر

لبسا یا گیا ہو اُسکا پہننا (مگر بعض علما نے اُسکو مباح بھی کہا ہے) واللہ اعلم بالصواب - ۱۰- خوشبو یا خوشبودار میوہ یا خوشبودار گھاس کو سونگھنا - ۱۱- خوشبودار چیزوں کا چھونا اسطرح پر کہ بدن سے اسکا جرم لگ جاوے اگرچہ اُسکی خوشبو بدن میں سرایت کرجاوے - ۱۲- خوشبو سونگھنے کیلئے دکان میں خوشبو ساز کے بیٹھنا - ۱۳- اپنی آراستگی کرنا - ۱۴- سوائے سر اور منھ کے کسی اور جگہ بدن پر بغیر مرض کے پٹی باندھنا - ۱۵- کعبہ کے پردہ کے اندر جانا اسطرح پر کہ سر یا منھ سے پردہ لگ جاوے - ۱۶- چھپانا ناک یا ٹھوڑی یا رخسارہ کا کپڑے سے - ۱۷- کھانا ایسے طعام کا جو پکا ہوا نہو اور اُس سے خوشبو آتی ہو اور اگر پکا ہوا ہو تو مکروہ نہیں ہے - ۱۸- منھ اوندھا تکیہ پر رکھنا ۱۹- کپڑے کی گٹھری یا لحاف یا توشک سر پر اُٹھانا -

حکم - ان مکروہات سے بچنا بہتر ہے اور اگر نہ بچ سکا تو انکے ارتکاب سے جزا نہیں لازم آتی -

مباحات احرام

(۱) پاکی یا خنکی کے قصد سے خالص پانی سے غسل کرنا - (۲) پانی میں غوطہ لگانا - (۳) حمام میں داخل ہونا (۴) پاکی کے قصد سے کپڑا دھونا - (۵) انگوٹھی پہننا - (۶) تلوار یا اور کوئی ہتھیار باندھنا (۷) ہمیانی یا کمر پٹکا کمر پر باندھنا (۸) گھر یا دیوار یا خیمہ یا چھتری سے سایہ لینا - (۹) سادہ سرمہ لگانا یعنی جسمیں خوشبو نہو - (۱۰) آئینہ دیکھنا - (۱۱) مسواک کرنا (۱۲) دانت اکھاڑنا (۱۳) ٹوٹے ہوئے ناخون کا کاٹنا (۱۴) بغیر دور کرنے بال کے فصد لینا یا پچھنے لگانا (۱۵) پڑوال یعنی آنکھ میں جو بال اُگے ہوں انکا اکھاڑنا (۱۶) ختنہ کرنا (۱۷) آبلہ پھوڑنا (۱۸) ٹوٹے ہوئے عضو پر پٹی باندھنا - (۱۹) بطریق معمول سئے ہوئے کپڑے اور خالص ریشمی اور خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے کے علاوہ اور کپڑے سفید یا رنگین کا پہننا (۲۰) تہمد میں جیب سی لینا تاکہ گھڑی یا روپیہ پیسہ رکھ سکیں (۲۱) چادر کے دونوں کنارے تہمد میں گھرسنا (۲۲) سر یا رخسار تکیہ پر رکھنا (۲۳) اپنا یا دوسرے کا ہاتھ موںھ یا ناک پر رکھنا (۲۴) ایسی جوتے کا پہننا جس سے ٹخنہ کی ہڈی جو قدم کے بیچ میں ہے نہ چھپے (۲۵) کھڑاؤں پہننا (۲۶) جسقدر داڑھی نیچے ٹھڈی کے لٹکی ہے اسکو چھپانا (۲۷) کان یا گردن یا ہاتھ بلکہ تمام بدن کا چھپانا سوائے سر اور منھ کے (۲۸) لگن - دیگ - طباق - رکابی - چارپائی سبزی وغیرہ سر پر اُٹھانا - (۲۹) شکار صحرائی کا گوشت کھانا جسکو غیر محرم نے بدوں شرکت محرم کے حل میں شکار اور ذبح کیا ہو (۳۰) پکا ہوا خوشبودار طعام کھانا (۳۱) گھی یا روغن زیتون یا چربی یا تل کا تیل یا اور کوئی ایسا تیل جسمیں خوشبو نہو کھانا (۳۲) زخم یا پھوڑے پر تیل لگانا (۳۳) بدن کو چکنا کرنا گھی یا چربی سے نہ تیل سے (۳۴) سوائے حرم کے اور جگہ کا درخت یا سوکھی ہری گھاس کا کاٹنا (۳۵) ایسا شعر جسمیں گناہ کی بات نہو پڑھنا یا تصنیف کرنا (۳۶) اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا مگر امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے (۳۷) اونٹ گائے بکری - گھریلو مرغی - بطخ کا ذبح کرنا نہ صحرائی مُرغی و بطخ کا (۳۸) ہر درندہ حملہ کرنیوالے کا مارنا چاہے جانور حرم میں ہوں یا غیر حرم میں (۳۹) موذی جانوروں کا مارنا جیسے سانپ بچھو مکھی مچھر پسو چچڑی چھپکلی - گرگٹ - بھڑ

کھٹمل، چوہا، گھونس، چیل، مردار خوار کوا (جسکو عربی میں غراب البقع کہتے ہیں) مگر جوں کا مارنا درست نہیں کیونکہ وہ بدن کے میل سے پیدا ہوتی ہے۔ (۴۰) کھجلانا بال والے عضو کا نرمی سے جبکہ بال ٹوٹنے یا جوں مرنے کا خوف ہو اور اگر یہ خوف نہ ہو یا وہاں بال نہ ہوں تو زور سے بھی کھجلانا درست ہے۔ (۴۱) خوشبو ساز کی دکان میں کسی ضرورت سے بیٹھنا نہ خوشبو سونگھنے کی غرض سے (۴۲) ادب سکھلانے کے واسطے اپنے خادم کو مارنا (۴۳) سئے ہوئے کپڑے کو اپنے مونڈھے یا ہاتھ پر بغرض حفاظت یا اسباب اٹھانے کیلئے ڈالنا۔ (۴۴) پان کھانا بشرطیکہ اسمیں خوشبودار تمباکو یا الائچی یا لونگ وغیرہ نہ ہو

مقامات اجابت دعا (۱۹)

(۱) مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ جو گرد بیت اللہ کے ایک دائرہ بنا ہوا ہے (۲) ملتزم یعنی مابین حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے (۳) میزاب رحمت کے نیچے (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) چاہ زمزم کے پاس (۶) مقام ابراہیم کے پاس (۷ و ۸) صفا و مروہ پہاڑ پر (۹) مابین صفا و مروہ خصوصاً میلین اخضرین کے درمیان۔ (۱۰ و ۱۱) عرفات و مزدلفہ (۱۲) منیٰ خصوصاً مسجد خیف کے اندر (۱۳) جمرات کے پاس (۱۴) جس مقام سے پہلے خانہ کعبہ دکھلائی دے (۱۵) حطیم کے اندر (۱۶) حجر اسود کے پاس (۱۷) رکن یمانی کے پاس (۱۸) مستجار کے پاس یعنی رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے اس بند کردہ دروازہ کے درمیان جو موجودہ دروازہ کی پشت پر تھا۔ (۱۹) باب کعبہ کے سامنے۔

وہ مقامات جہاں مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے (۱۱)

(۱) خانہ کعبہ کے اندر (۲) مقام ابراہیم کے پیچھے (۳) مطاف میں حجر اسود کے مقابل (۴) قریب رکن عراقی کے جو درمیان حطیم اور دروازہ کے واقع ہے (۵) اُس حفرہ میں جو ملا ہوا ہے کعبہ سے مابین کعبہ و حطیم کے۔ اور جبرائیل علیہ السلام کی امامت کی جگہ کہلاتی ہے (۶) کعبہ کے دروازہ کے نزدیک (۷) جنوب جانب سوجہ بیت اللہ کے (۸) حطیم خصوصاً میزاب کے نیچے (۹) رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان (۱۰) نزدیک رکن شامی کے اس طرح پر کہ باب العمرہ اسکے پیچھے (۱۱) جانب رکن یمانی کے جو آدم علیہ السلام کا مصلیٰ ہے۔

مکہ معظمہ کے وہ مقامات جن کی زیارت مستحب ہے (۲۶)

(۱) دار خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اسمیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور ہجرت تک یہی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا مسکن تھا (۲) جائے ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) دار ابی بکر رضی اللہ عنہ جو زقاق حجر میں ہے اور
وہاں دو پتھر تھے ایک کو حجر متکلم کہتے تھے اور دوسرے کو حجر متکا دونوں اب وہاں پر نہیں ہیں (۴) مولد یعنی جائے ولادت
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) مولد حضرت علی رضی اللہ عنہ (۶) دار ارقم جو دار خیزران مشہور ہے جسمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان
لائے تھے (۷) غار جبل ثور جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وقت ہجرت کے چھپے تھے (۸) غار جبل حرا مشہور
جبل نور جو نبوت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گاہ تھا اور وہیں سب سے پہلی وحی یعنی شروع اقرأ نازل ہوئی اور شق صدر بھی
وہاں ہوا (۹) مسجد الرایہ (۱۰) مسجد الجن (۱۱) مسجد الشجرہ (۱۲) مسجد الغنم اور اسکو مسجد الاجابہ بھی کہتے ہیں (۱۳) مسجد مجتبیٰ
قریب مطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (۱۴) مسجد اجیاد (۱۵) مسجد جبل ابو قبیس جو حرم میں سے نظر آتی ہے (۱۶) مسجد ذی طویٰ جو تنعیم کی راہ
میں ہے (۱۷) مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اب یہیں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں (۱۸) مسجد عقبہ معروف بہ مسجد البیعت
جو قریب منیٰ کے ہے مکہ سے منا جاتے وقت بائیں جانب ذرا راستہ سے ہٹی ہوئی پڑتی ہے (۱۹) مسجد دار النحر جو منا میں میدان جمرہ
اولیٰ اور وسطیٰ کے ہے عرفات کو جانیکے وقت داہنی جانب پڑتی ہے (۲۰) مسجد الکبش معروف بہ مسجد ابراہیم منا میں وہ جگہ ہے
جسمیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبح کیے گئے (۲۱) مسجد الخیف منا میں مشہور مسجد ہے جسمیں ستر پیغمبروں نے نماز ادا کی ہے
اور ستر پیغمبر وہاں مدفون ہیں (۲۲) غار مرسلات جہاں سورہ مرسلات اتری ہے مسجد خیف کے قریب پہاڑ میں واقع ہے
(۲۳) مسجد عرفات مسجد النمرہ کے (۲۴) مسجد جعرانہ نو کوس مکے سے طائف کی راہ میں ہے (۲۵) غار نزدیک عرفات کے
جبل رحمہ کے نیچے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روز اترے تھے (۲۶) جنۃ المعلّٰی ایک مقبرہ ہے مکہ معظمہ کے نزدیک حضرت خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ عنہا بھی اسی میں مدفون ہیں۔

ھ یعنی سناروں کا بازار جہاں زیور بنتا ہے

محبوب خدا کا وطن

ایک شخص کا قول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مبارک اگرچہ ساتویں آسمان پر بھی ہوتا تو مسلمانوں کو
کوشش کرنی چاہیئے تھی کہ کسی طرح وہاں تک پہونچ جائیں چہ جائیکہ اسی زمین پر ہے اور افسوس کہ مسلمان بے زیارت کئے
عمر گذار دے اور بات حقیقت میں یہی ہے کہ جس مسلمان نے دنیا میں آکر اپنے پیشوا اور راہبر پیغمبر کے مدفن مبارک کی بھی زیارت کی
نہیں کیا دیکھا اور کیا کیا۔ افسوس ان مسلمانوں کو ہونا چاہیے جو مالی استطاعت رکھتے ہوئے بھی حاضری آستانہ رسول سے
محروم رہے اور اس بدقسمت کے افسوس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جو مکہ معظمہ پہونچکر اپنے گھر واپس ہو جائے اور صرف دوسو میل کی مسافت

منہ موڑ کر شرف عظیم سے محروم رہے۔ جس مقدس شہر میں اللہ کے پیارے پیغمبر نے اپنی مبارک زندگی کے تیرہ برس گذارے ہوں اُس کے شرف کا کیا پوچھنا ہے اُسکی گلی گلی اور کوچہ کوچہ آنکھوں کے بل چلنے کے قابل ہے اور جسکی پاک زمین میں سیکڑوں صحابہ و ہزاروں اقطاب و ابدال اور لکھوکھا اولیا اللہ و صلحا و شہدا مدفون ہیں اُسکی فضل و کمال کا کیا کہنا۔ ایک بزرگ نے مدینہ منورہ حاضر ہو کر خوراک اسقدر کم کر دی تھی کہ ضعف کے سبب چلنا مشکل پڑ گیا اور جب خدام و مریدین نے عرض کیا کہ اتنا مجاہدہ نفرمائیے تو رو کر کہا کہ جتنا زیادہ کھاؤں گا اسیقدر زیادہ بول و براز پیدا ہوگا اور مجھے شرم آتی ہے کہ جس زمین پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں پڑے اُسکو اپنی نجاست سے گندہ بناؤں"

زیارت روضۂ اطہر سے محرومی بڑی غفلت اور سنگدلی کی علامت ہے حج کر کے ایسی نادان نہ بنجانا کہ وطن کی فکر غالب ہو جائے اس لیئے کہ یہاں بار بار نصیب ہونا دشوار ہے۔

شہر مدینہ کے باشندوں میں آپکو خلق و ہمدردی اور رقت و سکنت کی وہ خاص بات نظر آئے گی جو شاید دنیا بھر میں کہیں نہ دیکھی ہوگی۔ تواضع۔ محبت۔ انکسار۔ صبر۔ قناعت وغیرہ اوصاف حمیدہ یہاں کے بچہ بچہ میں کھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہاں مکان بھی نسبت مکہ معظمہ کے ارزاں ملتے ہیں اگر حرم شریف کے قریب مکان لوگے تو عام ضروری میں سہولت ہو گی اور چار پانچ نفر کی رہائش کے قابل مکان کھانا پکانے کی سکونت کیلیئے صرف چار پانچ روپیہ میں مل جائیگا۔

یہاں بھوپال و بھاولپور و دیگر اسلامی ریاستوں اور روساء اہل اسلام کی وقف کردہ رباطیں بھی بکثرت ہیں جنمیں مساکین بلا کرایہ قیام کرتے ہیں۔

تنبیہ مدینہ کے ایام اقامت کو غنیمت سمجھکر اکثر اوقات مسجد شریف میں رہا کرو اور نماز پنجگانہ بجماعت ادا کرو اور تکبیر اولی میں شریک ہو کر پہلی صف میں امام کی داہنی جانب جگہ لینے کی کوشش کرو اگر ہو سکے تو اعتکاف بھی کرو اور ختم قرآن اور شب بیداری کرتے رہو قبہ شریف پر بخشوع و خضوع نظر کرتے رہو اور پنجوقتہ بلکہ جب مسجد میں آؤ یا اُدھر سے گذرو سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا کرو لیکن زیارت کے وقت دیوار یا وہاں کی کسی چیز کو بوسہ مت دو اور نہ چمٹو اور نہ طواف کرو اور نہ جھکو اور نہ زمین کو چومو کیونکہ یہ سب امور ممنوع ہیں ان سے بچنا لازم ہے اور سجدہ کرنا تو حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھنا کیونکہ بہ نیت عبادت و تعظیم قبر کے نماز پڑھنا حرام بلکہ کفر ہے اور قبر کی طرف پشت نہ کرو۔ اور مدت اقامت میں درود و سلام و روزہ و صدقہ کی کثرت کرو خصوصاً مساکین و مجاورین و باشندگان مدینہ کو صدقہ دینا اور افضل ہے یہ بھی یاد رکھو کہ یہاں پر کسی شے کا خریدنا چونکہ وہاں کے تاجروں دکانداروں اور باشندوں کی اعانت ہے اسلئے سب صدقہ کے حکم میں ہے۔ جو کچھ خریدو یوں خیال کر کے خریدو کہ انکی معاش یہی ہے اسطرح کمائیں گے تو باطمینان یہاں رہ سکینگے یہ لوگ انکی اسجگہ پر سکونت کے ذریعہ اور سبب بنجائینگے تو ہم بھی ثواب میں داخل ہو جائینگے

متبرک مقامات و مزارات

ان مساجد کا بیان جو مکہ اور مدینہ کی راہ میں واقع ہیں اور اُنکی زیارت مستحب ہے۔

(۱) مسجد تنعیم یعنی مسجد عائشہؓ جہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں اور وہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے (۲) مسجد سرف جہاں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور زفاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا اور اتفاق سے انتقال بھی اُسی جگہ ہوا اور وہیں دفن بھی ہوئیں۔ مکہ سے دس میل ہے (۳) مسجد مرّ الظہران جو منزل وادی فاطمہ پر واقع ہے (۴) مسجد خلیص تین ورکے فاصلہ پر مکہ سے درمیان عسفان و قدید کے واقع ہے (۵) مسجد عقبہ خلیص۔ اس سے تین میل آگے ہے (۶، ۷، ۸) جحفہ کی تینوں مسجدیں اور جحفہ اہل شام کا میقات ہے۔ (۹) مسجد بدر وہاں شہدائے بدر کی بھی زیارت کرنی چاہیے (۱۰) مسجد صفراوادی (۱۱) مسجد الغزالہ (۱۲) مسجد صغیرہ وحا کی جو نام ایک کنوئیں کا ہے (۱۳) مسجد عرق الظبیہ روحا سے دو میل آگے ہے (۱۴) مسجد معرس وہاں سے مدینہ پانچ چھ میل رہجاتا ہے (۱۵) مسجد ذوالحلیفہ جو اہل مدینہ کا میقات ہے متصل مدینہ کے۔

کوئیں جنکی زیارت کرنا اور پانی پینا مستحب ہے

(۱) بیر اریس معروف بہ بیر خاتم مسجد قبا کے قریب ہے (۲) بیر عہن مسجد قبا سے مشرق جانب نصف میل کے فاصلہ پر ہے (۳) بیر بُصہ مدینہ سے قبا کو جاتے ہوئے بائیں جانب ایک باغ میں ہے (۴) بیر حاباب مجیدی کی جانب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیوار شہر سے باہر باغ ابو طلحہ میں ہے (۵) بیر بضاعہ شامی دروازہ کے باہر باغ جمل اللیل میں ہے (۶) بیر رومہ مدینہ سے تین کوس وادی عقیق میں مسجد قبلتین سے آگے ہے۔ اسی کوئیں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بزر کثیر خرید کر وقف فرما دیا تھا۔

مسجدیں جنکی زیارت مستحب ہے

(۱) مسجد قبا۔ مدینہ سے دکھن جانب دو میل پر واقع ہے شنبہ کے دن وہاں جانا اور نماز نفل پڑھنا بہت ثواب ہے (۲) مسجد الجمعہ معروف بہ مسجد العاتکہ در مسجد الوادی قبا سے مدینہ شریف آتے ہوئے بائیں طرف پڑتی ہے (۳) مسجد الفضیخ المعروف بہ مسجد الشمس قبا سے مشرق کی طرف واقع ہے (۴) مسجد بنی قریظہ مسجد شمس سے مشرق کی طرف ہے (۵) مسجد ام ابراہیم فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قریظہ سے اتر جانب ہے (۶) مسجد بنی ظفر مشہور بہ مسجد البغلہ بقیع سے پورب جانب (۷) مسجد الاجابہ معنہ

بقیع سے اتر جانب بلندی پر ہے (۸) مسجد المنارتین وادی عقیق کی راہ میں ہے (۹) مسجد الفتح جبل سلع پر واقع ہے (۱۰ و ۱۱ و ۱۲)
مسجد سلیمان فارسی۔ مسجد علی اور مسجد ابی بکر یہ تینوں مسجدیں مسجد الفتح کے پاس ہیں (۱۳) مسجد بنی حرام وہاں ایک غار ہے
اسکی بھی زیارت کرنی چاہیئے (۱۴) مسجد القبلتین۔ مسجد اقصیٰ سے خانہ کعبہ کیطرف قبلہ کی تحویل اسی مسجد میں ہوئی ہے یہ مسجد
مسجد الفتح سے مغرب کیطرف ہے (۱۵) مسجد السقیا۔ قریب مدینہ منورہ کے ہے (۱۶) مسجد الذباب مشہور بہ مسجد الرایہ ذباب پہاڑ پر
مدینہ سے شام کیجانب واقع ہے (۱۷) مسجد صغیر مشہور بہ مسجد الفسح احد کی راہ میں مزار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے پورب
میں واقع ہے (۱۸) مسجد البقیع حضرت عقیل بن ابی طالب کے مزار سے پچھم جانب واقع ہے (۱۹) مسجد فاطمہ بقیع کے اندر
نام اسکا بیت الحزن ہے (۲۰) مسجد مصلی العید مشہور ہے (۲۱) مسجد ابی بکر مصلی العید کے شمال میں واقع ہے (۲۲) مسجد علی بجانب
شام میں مصلی العید کے واقع ہے

سفر پس اللہ تعالےٰ استطاعت اور توفیق دے تو ممالک اسلامی کا سفر کرے۔ حج تو فرض ہے
مقدم ہے۔ آستانۂ نبوی پر حاضر ہونا بھی لازم ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کریگا
اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگی۔ اور کوئی حج کرے لیکن میرے پاس زیارت کو نہ آئے۔ اس نے مجھ پر
ظلم کیا۔ اللہ اللہ امت مرحومہ پر کیا شفقت ہے اور کیوں نہو کہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ انکی
شان ہے۔ پھر ہو سکے تو دیگر مقامات مقدسہ اور مزارات مطہرہ پر بھی حاضر ہو خلوص دل سے زیارت کرے
نیت صحیح سے صلوٰۃ وسلام پڑھے فاتحہ پڑھے دعائے خیر کرے کہ یہ شعار اسلام ہے۔

ہندوستان سے عراق جانا ہو تو برٹش انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی جس کو مختصراً بی۔ آئی۔ ایس۔ این
کہتے ہیں اس کے جہاز باقاعدہ طور پر بمبئی سے بصرہ جاتے ہیں۔ جہازوں کی دو قسمیں ہیں ایک تیز رفتار جو ہر ہفتہ
ڈاک لاتے لیجاتے ہیں اور راستہ میں کم قیام کرتے ہیں دوسرے سست رفتار جو بیشتر مال لادتے ہیں۔ اور
راستہ کے اکثر بندرگاہوں میں قیام کرتے۔ دونوں قسم کے جہازوں میں کرایہ وہی ایک ہے جس کو جلد عراق پہنچنا
مقصود ہو وہ تیز رفتار جہاز میں سوار ہو جائے اور جس کا مقصد بحر عرب اور خلیج فارس میں سیر و تفریح کرنا اور صحت کی
خاطر سمندر کی ہوا کھانا ہو یا راستہ میں چھوٹے چھوٹے بندرگاہوں پر اترنا ہو تو وہ سست رو جہاز میں سفر کرے۔ جہاز
بالعموم صاف ستھرے ہیں آرام دہ ہیں۔ کرایہ حسب ذیل مقرر ہے

	درجہ اول معہ خوراک	درجہ دوم معہ خوراک	ڈک بغیر خوراک
بمبئی تا بصرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

کراچی تا بصرہ   ماہ للعہ   مالعہ   عہ

درجہ اول اور درجہ دوم کے مسافر اگر کمپنی کا کھانا کھائیں اور بطور خود انتظام کریں تو درجہ دوم کے مسافر کو ڈک کا کرایہ اور درجہ اول کے مسافر کو ڈک کے کرایہ کا دو چند سنہا کر دیا جاتا ہے علی ہذا اگر ڈک کے مسافر کمپنی کا کھانا کھائیں اور بطور خود انتظام نہ کریں تو ان سے فی یوم عہ وصول کیا جاتا ہے درجہ اول کا دو طرفہ ٹکٹ بھی ملتا ہے واپسی کے واسطے چھ ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ مجموعی کرایہ میں بطور رعایت دس فیصدی تخفیف ہو جاتی ہے والدین کے ساتھ تین سال کی عمر تک کے بچہ کا کرایہ معاف ہو لیکن اگر ایسے بچے ایک سے زیادہ ساتھ ہوں تو ہر زائد بچہ کا کرایہ یک چہارم لیا جاتا ہے بارہ سال کی عمر تک نصف کرایہ مقرر ہے۔ بمبئی تا بصرہ کے مقابل کراچی تا بصرہ کے کرایہ میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ حتی الوسع بمبئی سے سوار ہونا بہتر ہے کہ شروع میں جگہ حسب دلخواہ مل سکتی ہے۔

جہاز پر ڈک کے سب حصے یکساں آرام دہ نہیں ہوتے۔ انجن کے قرب وجوار کے حصے گرم رہتے ہیں نیچے کے حصوں میں حسب دلخواہ ہوا اور روشنی میسر نہیں آتی بعض حصے راستوں سے ملحق ہوتے ہیں اور انکی حیثیت گذرگاہ کی سی رہتی ہے۔ جہاز کے کونوں پر جنبش زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ وسط کے حصوں میں مقابلۃً سکون رہتا ہے۔ بعض حصے گودام پر پہلے ہوتے ہیں۔ راستہ میں کسی بندرگاہ پر سامان اتارا جائے یا رکھا جائے تو وہ حصے ہٹانے پڑتے ہیں اور جو مسافران پر مقیم ہوں انکو خواہ مخواہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ سب سے اوپر کا ڈک اچھا سمجھا جاتا ہے۔ بشرطیکہ تیز ہوا اور گرم دھوپ یا سخت بارش کا احتمال نہ ہو ہمسایوں کا سوال بھی مقام سے کچھ کم توجہ طلب نہیں ہے۔ بدمزاج اور کم تمیز ہمسایوں سے بھی بعض وقت بہت اذیت پہونچتی ہے۔ سفر بے لطف ہو جاتا ہے۔ ڈک پر اچھی جگہ لینے کے شوق اور فکر میں مسافر خوب دوا دوش کرتے ہیں۔ عراق کے جہاز تو پھر بھی غنیمت ہیں مسافر کم ہوتے ہیں جگہ کی کوئی تنگی نہیں رہتی حجاج کے جہازوں پر سوار ہوتے وقت اور بھی زیادہ سخت کشمکش ہوتی ہے۔ حادثے ہو جاتے ہیں جہاز کی انتہائی گنجائش تک مسافر بھر لئے جاتے ہیں "جائے تنگ ست مردماں بسیار" کا نقشہ رہتا ہے اور پھر جہاز بھی اتنے آرام دہ نہیں ہوتے۔

کروڑ گیری کے دفتر میں مسافروں کو بالعموم تین قسم کی دقتیں پیش آتی ہیں۔ یا تو سامان اس درجہ الٹ پلٹ کیا جاتا ہے کہ ڈھیر ہو جاتا ہے۔ از سر نو سنگوانا پڑتا ہے۔ یا قیمت بہت زیادہ اندازہ کی جاتی ہے جس سے خواہ مخواہ محصول بڑھ جاتا ہے چنانچہ بعض لوگ مجوزہ قیمت کی زیادتی سے بیزار ہو کر محصول ادا کرنے کے بجائے خود اشیاء محصول طلب سے دست بردار ہو جانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خوب حجت ہوتی ہے۔ یہ تماشے بھی دیکھنے میں آتے

ہیں۔ تیسری دقت یہ کہ کثرت سامان کی وجہ سے معائنہ کی نوبت دیر میں آتی ہے اور تھکے ماندے مسافروں کو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ معائنہ کے واسطے کئی عہدہ دار موجود رہتے ہیں۔ ہر ایک کا مزاج جدا ہوتا ہے۔ بعض سخت گیر ہوتے ہیں۔ ہم کو خدا کے فضل سے بہت نرم مزاج عہدہ دار سے سابقہ پڑا۔

کروڑگیری کے دفتر سے متصل ہی ریلوے اسٹیشن ہے جو مارگل کہلاتا ہے۔ ایک چھوٹی لوکل ٹرین ٹھہری رہتی ہے۔ کروڑگیری کے مکمل پیمنٹ کر مسافر جلد جلد اس ٹرین میں سامان لا رکھتے ہیں۔ اور ڈبوں پر قبضہ جما لیتے ہیں۔ بعد عصر یہ ٹرین روانہ ہو کر آہستہ آہستہ تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ میں مغرب کے قریب بڑے اسٹیشن مکینہ پہونچ جاتی ہے یہ سفر مفت ہے۔ زائرین کو اس کے واسطے کوئی ٹکٹ خریدنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ شب کو بھی مکینہ پر اسی ٹرین میں مسافر مقیم رہتے ہیں۔ ٹرین کے قریب بجلی کی روشنی اور پانی کا نل لگا ہوا ہے۔ تھوڑی فاصلے پر کافی صاف ستھرے بیت الخلا موجود ہیں۔ رات کو ٹرین کے اردگرد مسلح پہرہ رہتا ہے۔ غرضکہ ٹرین میں ہر طرح کا آرام ملتا ہے۔ البتہ مکینہ پر خورونوش کا کوئی سامان نہیں ملتا۔

بصرہ میں یوں تو ہوٹل بھی موجود ہیں۔ لیکن عشار میں علی مقام کے قریب ایک مسافرخانہ ہے جو زائرین کے قیام کے واسطے خاص طور پر موزوں ہے۔

رعایتی دو طرفہ ٹکٹ کے کتابچے اور معمولی یک طرفہ ٹکٹ بصرہ کے ریلوے اسٹیشن مارگل اور مکینہ پر ملتے ہیں شہر بصرہ میں بھی بمقام عشار ٹکٹ گھر موجود ہے لیکن رعایتی ٹکٹوں کے کتابچے بمبئی اور کراچی میں بھی مندرجہ ذیل دفاتر سے ملتے ہیں

(۱) ایجنٹ عراق گورنمنٹ ریلوے۔ بیلرڈ پیر، وڈ بمبئی۔

(۲) مولوی محمد باقر صاحب، حاجی دیوجی جمال کا مسافرخانہ جیل روڈ عمرکھاری بمبئی۔

(۳) آنریری سکرٹری۔ انجمن فیض پنجتنی۔ پالاگلی بمبئی۔

(۴) مسٹر حبیب حاجی رحمت اللہ کھارادر۔ کراچی۔

(۵) مسٹر عبدالعلی شیخ عیسیٰ جی۔ خریر روڈ۔ کراچی

بذریعہ میل ٹرین مکینہ سے عور تک تقریباً ۹ گھنٹہ کا سفر ہے۔ اور حلہ تک ۱۲ گھنٹہ۔ عور اسٹیشن ہی کے قریب کلدانیوں کے آثار قدیمہ ہیں پیدل جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ حلہ اسٹیشن کے کچھ فاصلے پر بابل کے قدیم آثار ہیں۔ موٹر کار کے ذریعہ سے بسہولت آمد و رفت رہتی ہے ان دونوں اسٹیشنوں پر مسافروں کے قیام کے واسطے

سرکاری ڈاک بنگلے ہیں فی کس روزآنہ دو روپیہ کرایہ مقرر ہے

باہر سے لائی ہوئی میتیں۔ دور دور سے شیعہ صاحبان میتیں لاکر کربلائے معلی اور نجف اشرف میں دفن کرتے ہیں۔ دونوں جگہ بڑے بڑے قبرستان موجود ہیں۔ دفن کے واسطے مقامی حکام حفظان صحت کی اجازت حاصل کرنا ضرور ہے ہندوستان سے میتیں لیجانیکے متعلق حسب ذیل قواعد مقرر ہیں:۔

(۱) مرطوب لاشوں کو کیمیائی ترکیب سے ایسے صندوقوں میں بند کرنا لازم ہے جن کے اندر لوہے یا سیسے یا جست کا پورا استر لگا ہو تاکہ آب وہوا کے اثر سے محفوظ رہیں۔ البتہ خشک لاشوں کے واسطے اسقدر اہتمام کی ضرورت نہیں تاہم ان کو بھی اس طرح لپٹنا یا بند کرنا لازم ہے کہ کوئی حصہ نظر نہ آسکے اور نہ کسی طرح کی بدبو پیدا ہو سکے۔

(۲) حاکم مجاز کا ایک صداقت نامہ حاصل کرنا چاہئے جس میں موت کا اصلی باعث درج ہو اور اس امر کی تصدیق ہو کہ کوئی متعدی مرض باعث موت نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ مرطوب لاش کیمیائی ترکیب سے صندوق میں باقاعدہ بند کی گئی ہے۔ یا خشک لاش میں کسیطرح کی بدبو نہیں ہے۔ ہندوستان میں ضلع کا سرکاری سول سرجن حاکم مجاز متصور ہوتا ہے۔

(۳) روانگی سے قبل پاسپورٹ کیطرح حاکم ضلع کے توسط سے میت کے داخلہ کے واسطے حکومت عراق سے اجازت نامہ حاصل کرنا لازم ہے۔

(۴) بصرہ میں حکام محکمہ حفظان صحت لاشوں کا معائنہ کرتے ہیں۔ صداقت ناموں اور اجازت ناموں کا معائنہ کرتے ہیں۔ اگر لاش قابل ادخال سمجھی جاتی ہے تو کچھ فیس لیکر داخلہ کا پروانہ دیدیتے ہیں مرطوب لاشیں صرف یکم نومبر سے ۳۱ مارچ تک داخل ہو سکتی ہیں۔ باقی مہینوں میں ممانعت ہے۔

(۵) جب تک مندرجہ بالا قواعد کی تکمیل نہ ہوگی لاشیں عراق میں داخل نہ ہو سکیں گی جن میتوں کو نجف اشرف میں دفن کرنا مقصود ہو وہ بصرہ سے حلہ تک ریل میں جاتے ہیں وہاں سے تقریباً ۴۰ میل گاڑی یا موٹر کار کا سفر ہے۔ کربلائے معلی جانا ہو تو البتہ ریل کے سوا کسی سواری کی ضرورت نہیں۔ لاشوں کیواسطے بصرہ کے اسٹیشن مارگل سے ریل کا کرایہ حسب ذیل مقرر ہے۔

تفصیل	حلہ تک	کربلائے معلی تک
خشک لاشیں فی لاش	۲ روپے	۱ روپے

مرطوب لاشیں پہلی لاش	[illegible]	[illegible]
فی مزید لاش	[illegible]	[illegible]

علیٰ ہذا ہندوستانی ریلوں میں لاشیں لیجانیکا کرایہ مقرر ہے۔ جہاز پر بھی لاشیں مال و اسباب کیطرح جاتی ہیں کرایہ حسب ذیل مقرر ہے۔ بمبئی سے بصرہ تک فی لاش پانسو روپیہ اور کراچی سے بصرہ تک ساڑھے چار سو روپیہ۔

قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا و مولانا حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر حسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد شریف میں آستانہ معلی مرجع عالم ہے۔

باب الشیخ بغداد شریف کا سب سے مشہور محلہ ہے۔ وہیں آستانہ معلی ہے۔ وہیں حضرت کی قدیم رباط ہے کبھی یہاں قرآن کریم کے حقایق و معارف شب و روز بیان ہوتے تھے۔ علماء و اولیا کا پروانوں کی طرح ہجوم رہتا تھا آج بھی جی چاہے فتوح الغیب میں حضرت کے ارشادات اور فتح الربانی میں حضرت کی خطبات دیکھ لے۔ اللہ اکبر کیا توحید ہے کیا رسالت ہے۔ کیا الوہیت ہے کیا عبدیت ہے۔ کیا ایمان ہے۔ کیا اخلاص ہے۔ کیا شریعت ہے۔ کیا حقیقت ہے کتاب و حکمت کے دروازے کھلے ہوئے۔ قول و فعل قرآن میں ڈھلے ہوئے حضرت غوث الاعظم بھی ماشاء اللہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی کیسی شاندار تصدیق ہیں اور کیوں نہ ہوں حسنی ہیں حسینی ہیں۔ خاتم النبیین کے نواسے ہیں۔ نانا کے قدم بہ قدم چلتے ہیں۔ اللہ کی طرف بڑھتے ہیں تو فرشتے بھی عش عش کرتے ہیں کوئی آج مان لے۔ دیکھ لے کل ہر کوئی دیکھیگا۔ مانیگا

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی پوری تعلیم حضرت کی تصانیف میں موجود ہے اور حضرت کی زندگی مبارک کے مفصل حالات مستند تواریخ میں محفوظ ہیں۔

رباط شریف کے اردگرد صاحبزادگان والاشان کے مکانات ہیں۔ ماشاء اللہ چھ سات صدیاں گذر چکیں لیکن خاندان مبارک کی وہی شان ہے۔ وہی آن بان ہے حسن صورت حسن سیرت علم ظاہر علم باطن اوقاف تمول فقر و غنا سب کمالات و برکات محفوظ ہیں۔ جاری ہیں چمن تازہ ہے پھل پھولوں سے لدا ہوا سبز و شاداب سدا بہار ہے آج بھی جو چاہے سیر کر لے گل مراد سے دامن بھر لے حضرت اقدس پیر سید محمود حسام الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقیب الاشراف ہیں عالم

فاضل، عارف کامل، صاحب باطن، روشنضمیر، امیر کبیر، دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال ہیں۔ یوں تو ماشاءاللہ خوب شانِ جلالت ہے، عزو وقار ہے، حضوری حوصلہ طلب ہے۔ لیکن شرفِ نیاز حاصل کیجئے تو حضرت مدظلہ سے بڑھ کر خلیق، شفیق، منکسر المزاج فقیر ملنے مشکل ہیں۔ سبحان اللہ کیا جامع الاضداد شان ہے۔ ایسے نقیب بارگاہ قادری کے شایانِ شان ہیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ روضہ شریف کا دروازہ معینہ اوقات پر کھلتا ہے باقی کل وقت تخلیہ رہتا ہے۔ حضرت پیر سید شرف الدین احمد صاحب مدظلہ آستانۂ معلی کے کلید بردار ہیں۔ کنجی حضرت کی تحویل میں رہتی ہے اور حضرت شب و روز رباط شریف میں تشریف رکھتے ہیں۔ فقیری کی زندہ تصویر ہیں۔ محبت کے پتلے ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ صاحب دل اور صاحب باطن ہیں۔ ہر وقت لوگ چمٹے رہتے ہیں۔ اور حسب حوصلہ مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے ہی کلید بردار بارگاہِ قادری کے شایانِ شان ہیں۔

رہے آستانِ معلی کے عابد، زاہد، طالب، سالک، فقیر، عارف، ان کو کوئی کیا جانے اور کہاں تک پہچانے حاصل کلام یہ کہ فیوضاتِ قادری کا سمندر اب بھی اسی شان سے موج زن ہے۔ کشتیوں کا تو ذکر کیا۔ بڑے بڑے جہاز جھکولے کھاتے ہیں۔ اور حضرت غوث الاعظم کی ہدایت سے ساحل مراد پاتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

جو لوگ بغرض زیارت بغداد شریف حاضر ہوں، باب الشیخ مشہور مقام ہے۔ اول آستانۂ معلی پر حاضر ہوں۔ حضرت کلید بردار صاحب ہر وقت تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت کی معرفت قیام وغیرہ کا انتظام بسہولت ممکن ہے۔ حضرت نقیب الاشراف صاحب قبلہ کی خدمت میں نیاز حاصل ہو تو پھر کیا کہنا یا کسی دوسرے صاحبزادہ کا توسل ہو تو بھی ہر طرح کی سہولت ہے۔

بغداد شریف قدیم سے عراق کا صدر مقام ہے۔ خلفائے عباسیہ کے عہد میں یہاں کا تمدن اور تمول رونق اور آبادی شہرۂ آفاق تھی۔ اور بعد کی تباہی بھی سخت دل فگار ہے۔ بغداد شریف کی تاریخ آب زر سے اور خون جگر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس سلسلہ میں زوال بغداد مولفہ مولوی عبد الحلیم شرر مرحوم قابل دید ہے

شہر کے قرب و جوار میں سیر و تفریح کے باغ باغیچے بھی کم نظر آتے ہیں۔ پھولوں کی بھی قلت ہے پھل ترکاریاں بخوبی ملتی ہیں۔ کھجور کی خوب افراط ہے۔ لوگ دودھ بہت کم پیتے ہیں۔ پنیر، مکھن، اور دہی کا خرچ زیادہ ہے۔ خمیری روٹی پکتی ہے۔ لیکن خمیر اچھا نہیں اٹھتا۔ گوشت کی البتہ جس قدر تعریف کیجئے کم ہو

بہت لذیذ اور فربہ ہوتا ہے۔ عام کھانیکا مذاق تو بہت معمولی ہے۔ امراء کے دسترخوان کی دوسری بات ہے۔ لباس کا عام معیار البتہ ہندوستان سے بہتر ہے۔ خاص کر اتبو انگریزی فیشن کا رواج ازحد بڑھ رہا ہے۔ اکثر معززین اور شرفا سوٹ بوٹ میں رہتے ہیں۔ صرف برائے نام عربی لباس کو نباہ رہے ہیں۔ مستورات میں بھی فیشن کا یہی حال ہے۔ لیکن شرفا میں ابھی پردہ باقی ہے اکثر یہودنیں بے پردہ پھرتی ہیں اور چونکہ لباس یکساں ہے اسلئے مسلمان مستورات کا شبہ ہوتا ہے۔ تعلیم نسواں کا بھی شوق پیدا ہو رہا ہے۔ خدا کرے صحیح اصول پر تعلیم ہو

تاہم بڑے محکموں میں انگریزوں کا تقرر تو معاہدہ کی رو سے بھی لابد ہے۔ شاید غیر ہندوستانی خارج کردئے جائیں۔ عربی تو مادری زبان ہے۔ لیکن انگریزی کا بھی شوق بڑھ رہا ہے اور تعجب یہ کہ اُردو کا رواج دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ میل جول خرید فروخت میں اُردو سے بقدر ضرورت کام چل جاتا ہے۔ ملازمت کے علاوہ صنعت و حرفت اور تجارت کے شعبوں میں بھی ہندوستانی قدم جما رہے ہیں۔ پنجاب کے مسلمانوں کا عنصر سب سے بڑھا نظر آتا ہے جس سے اِن کی بیداری اور اولوالعزمی ظاہر ہے۔ انگریزی روپیہ کا روبار چلتا ہے۔ لیکن خاص عراقی سکہ بھی عنقریب جاری ہوا چاہتا ہے۔ انشاء اللہ

کربلائے معلی میں عام مسافر خانے نہیں ہیں۔ البتہ فرقہ بواہیر نے اپنے لوگوں کے واسطے حالمین ایک سرائے تعمیر کرائی ہے۔ عام زائرین کے قیام کے واسطے خدام کے مکانات ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے مخصوص وکیل سید محمد ہاشم صاحب ابن سید محمود آفندی مرحوم ہیں۔ محلہ عباسیہ میں قریب مسجد ان کا مکان ہے۔ کافی مشہور و معروف ہیں۔ بہت خلیق اور سمجھدار ہیں۔ ان کے توسل سے بہت آرام و اطمینان رہتا ہے۔

روضہ اقدس بہت وسیع اور شاندار عمارت ہے۔ گنبد اور میناروں پر طلائی کام ہے۔ اندر تمام حصوں میں آئینہ بندی ہے۔ باہر تمام عمارت پر درودیوار پر چینی کی گل کاری ہے۔ حضرت سید الشہدا اور دونوں صاحبزادے حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر۔ یک جا پہلو بہ پہلو آرام فرما ہیں۔ مزارات شریفہ کے اردگرد چاندی کی جالی کھڑی ہے۔ اس پر چاندی کی ڈھلواں دو پہلو چھت لگی ہے۔ بڑے صاحبزادے کے مزار پر تلوار اور ڈھال رکھی ہے اور چھوٹے صاحبزادے کے مزار کے قریب کچھ کھلونے جمع ہیں۔ خدا جانے کیا برقی اثر ہے۔ نظر پڑتے ہی دل تڑپ جاتا ہے۔ اسی گنبد میں قریب ہی ایک طرف کو حضرت قاسم کا مزار ہے

اسی عمارت کے ایک گوشے میں وہ یادگار عالم مقام ہے جہاں حضرت سید الشہداء گھوڑے سے اتر کر شہید ہوئے سنگ مرمر سے مستحکم کر دیا ہے۔ یہاں حاضر ہو کر بھی دل پھٹنے لگتا ہے۔ کل کی سی بات محسوس ہوتی ہے روضہ شریف کی ظاہری شان و شوکت آرایش و زیبایش دیکھکر خاص و عام سب کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور باطنی فیوض کا بھی یہ عالم ہے کہ ہر دل حسب استعداد سرشار ہو جاتا ہے۔ سال کے ۳۶۵ دن اور دن رات کے ۲۴ گھنٹے جس ذوق و شوق عقیدت و اخلاص اور جس کثرت کے ساتھ حضرت سید الشہداء کے مزار شریف پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ دل خود بخود بھر آتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں دریائے محبت کا مز ابلتا ہے۔ مرد، عورت، بوڑھے، جوان، بچے، امیر، غریب ہر کوئی اپنے حال میں محو اپنی کیفیت میں مست کسیکو کسیکی خبر نہیں۔ بلا مبالغہ معلوم ہوتا ہے شمعیں روشن ہیں اور پروانے بیساختہ فدا ہو رہے ہیں ع۔ دل آپ پر تصدق جاں آپ پر سے صدقے

مولوی عبد اللطیف صاحب شعبان زادہ اہل سنت والجماعت کے وکیل ہیں **محلۃ العمارۃ** میں رہتے ہیں۔ کافی مشہور ہیں۔ بہت خلیق ہیں اور مہمانواز ہیں۔

رطبہ کے اسٹیشن تک تو عراق کی عملداری ہے۔ وہاں لاسلکی تار برقی بھی قایم ہے اور آئندہ یہاں شاید ہوائی جہازوں کا اسٹیشن بھی قایم ہو۔ لق و دق میدان میں بہت موقع کی جگہ ہے تدمور کا اسٹیشن شام کے علاقے میں واقع ہے۔ اور یہاں فرانسیسیوں نے ایک فوجی چھاونی ڈال رکھی ہے۔ یہ ایک قدیم تاریخی مقام ہے۔ بلکہ بلقیس اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے محلات کے شاندار آثار قدیمہ اب بھی موجود ہیں کشادہ محرابیں اور بلند ستون قابل دید ہیں۔ کبھی یہاں کیسی آبادی اور کیسی رونق ہوگی۔ موجودہ ویرانی میں بھی اُسکی جھلک نظر آتی ہے۔

دمشق میں حضرت علامہ بدر الدین صاحب مدظلہ اپنے زمانہ کے بڑے جید عالم مانے جاتے ہیں۔ صدہا علماء ممالک اسلام سے آکر حضرت کے درس میں شریک ہوتے ہیں تفسیر اور حدیث حضرت کا خاص مضمون ہے۔ دیکھنے کو ضعیف اور سن رسیدہ ہیں۔ لیکن ہمت جوان ہے تعلیم سے از حد دلچسپی ہے۔ شب و روز یہی مصروفیت رہتی ہے۔ حضرت کی توجہ سے کئی عربی مدارس آباد ہیں۔ عوام و خاص امیر و غریب سب حضرت کا احترام کرتے ہیں عقیدت کا دم بھرتے ہیں۔ حضرت کا اثر دیکھکر حکومت فرانس بھی دبتی ہے بہت لحاظ اور ادب کرتی ہے۔

مسجد اموریہ یعنی جامع دمشق اپنی تاریخی روایات وقدامت کے لحاظ سے دنیا کی ایک مشہور عمارت ہے رومیوں کے زمانہ میں وہ بت خانہ تھی جہاں سورج کے دیوتا کی پرستش ہوتی تھی عیسائیوں کے عہد میں وہ کلیسا بن گئی اور مسلمانوں کے زمانہ سے وہ مسجد ہے عمارت میں کافی تغیرات ہوئے۔ تاہم کہیں کہیں قدیم علامات وآثار بھی نظر آتے ہیں مسجد کا مسقف حصہ بہت وسیع اور شاندار ہے۔ اور اندر خوب مرصع ہے طلائی نقش ونگار کا قیمتی کام ہے۔ سنا ہے حال تک ترکوں کے زمانہ میں بہت آراستہ رہتی تھی۔ بلوری جھاڑ فانوس اور قیمتی فرش فروش تھے۔ اب بھی کچھ پرانا سامان باقی ہے مگر وہ بات کہاں۔ بہر حال یہ مسجد بھی دنیا کی قابل دید عمارت ہے۔

اسی مسجد میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ اسی مسجد کا شرقی منارہ ہے جس پر قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونیکی روایت ہے۔ مسجد کے صدر دروازہ کے قریب سلطان صلاح الدین ایوبی رضی اللہ عنہ کا چھوٹا سا روضہ ہے۔ غازی اعظم کا سکہ آج تک یورپ کے دل پر بیٹھا ہوا ہے مسلمان تو در کنار اب بھی صدہا یورپین سیاح حیرت وعظمت کے جذبات لیکر زیارت کے واسطے حاضر ہوتے ہیں معتبر لوگوں سے معلوم ہوا کہ ولیم قیصر جرمنی نے بھی اپنے زمانہ میں شرف زیارت حاصل کیا تھا اور جوش عقیدت سے ایک مرصع طلائی تاج نذر چڑھایا تھا جو مدت تک روضہ مبارک میں محفوظ رکھا رہا۔ دوران جنگ میں کچھ دنوں کیواسطے انگریزی عمل دخل ہوا تو وہ تاج وہاں سے اٹھ گیا۔ یورپین سیاحوں کی خاطر مزار شریف پر غازی اعظم کی شبیہ بھی آئینہ میں رکھی ہوئی ہے۔

مسجد اموریہ کے صحن میں شرقی کنارہ پر دربار کی وہ عمارت ہے جہاں مظلومین کربلا حاضر کئے گئے تھے۔ وہ جگہ محفوظ ہے۔ جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک پیش کیا گیا تھا۔ وہ مقام محفوظ ہے جہاں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے نماز پڑھی تھی۔

دمشق گرچہ اب بھی کافی پر رونق نظر آتا ہے لیکن سچ پوچھئے تو پہلے کے مقابل غیر آباد ہے بلکہ بعض حصے ویران ہیں۔ اس کی شہرہ آفاق رونق اور آبادی ترکوں کے ساتھ چلی گئی۔ سب کی زبان پر یہی داستان ہے۔

موٹر سروس۔ بغداد شریف سے دمشق تک تو مجبوری ہے کہ درمیانی لق ودق میدان دوسری طرح عبور کرنا سخت دشوار ہے۔ موٹر کار سے یہ مشکل آسان ہو جاتی ہے اور اس طویل السفر موٹر کاروں پر سرکاری

کی طرف سے کافی نگرانی بھی رہتی ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ عراق، شام اور فلسطین ان سب ممالک میں موٹر کاروں کا رواج بہت بڑھ گیا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ خواہ ریل جائے نہ جائے قریب وبعید تمام مقامات کو موٹر کار جاتے ہیں

بیت المقدس بیت المقدس کا تمام شہر بہت سی گنجان اور متصل پہاڑیوں پر آباد ہے گویا پہاڑی پہاڑی پر محلہ ہے۔ اسی وجہ سے شہر کے راستوں میں بہت زیادہ نشیب و فراز ہے۔ اس شہر کو جو تاریخی قدامت اور مذہبی عظمت حاصل ہے محتاج بیان نہیں اس بحث پر ضخیم تواریخ موجود ہیں مختصر تفصیل بھی باعث تطویل ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہودی عیسائی اور مسلمان تینوں کی زیارت گاہ ہے۔ اور تینوں کا یہاں اجتماع ہے۔ صدیوں مسلمانوں کی حکومت رہی۔ حال میں انگریزوں نے مسلمانوں کو ولاسا دیکر ترکوں کی بجائے اپنا قبضہ جمالیا ہے۔ آج کل انھیں کی حکومت ہے۔ تاہم ایک سپریم مسلم کونسل یعنی اسلامی مجلس اعلیٰ قایم کی ہے۔ اس کا صدر گرانڈ مفتی یعنی مفتی اعظم کہلاتا ہے۔ عمائدین کا میعادی انتخاب ہوتا ہے۔ مسجد اقصیٰ کے ایک پہلو پر کونسل کے جلاس و دفاتر باقاعدہ موجود ہیں۔ اوقاف کا تمام انتظام اور مقامات مقدسہ کا اہتمام اسی مجلس کے سپرد ہے اس کے ساتھ ہی انگریزی حکومت یہودیوں کو بہت تقویت دے رہی ہے فلسطین کے تمام زرخیز علاقوں میں یہودیوں کو لا لاکر آباد کر رہی ہے۔ چنانچہ ریلوں میں سفر کیجئے تو ہر طرف نو آبادیات کے سلسلے نظر آتے ہیں۔ خاص شہر قدس میں یہودیوں کے نئے نئے محلے بس رہے ہیں۔ عمارات بن رہی ہیں۔ سڑکیں نکل رہی ہیں بازار کھل رہے ہیں۔ جبل زیتون پر یہودیوں کی شاندار یونیورسٹی تیار ہو رہی ہے۔ لیکن حال کے زلزلوں میں عام عمارات کی طرح یونیورسٹی کی عمارات کو بھی سخت صدمہ پہنچا۔ تقریباً بیکار ہو گئی۔ انگریزوں کا خیال ہے کہ فلسطین کو یہودیوں کا خاص وطن بنادیں۔ کاروباری لوگ ہیں۔ ان کی کوشش سے ملک میں خوب ترقی ہوگی اور ممنون احسان ہو کر وہ حکومت کی خوب طرفداری اور حمایت کریں گے عبرانی زبان کو بھی دوبارہ رائج کرنیکی کوشش ہو رہی ہے۔ سُنا ہے سرکاری دفاتر میں اس کو عربی کے پہلو بہ پہلو جگہ دی جا رہی ہے۔ ریل میں سفر کیجئے تو ٹکٹوں پر عربی عبارت کے ساتھ عبرانی عبارت بھی موجود ہے۔ ٹائم ٹیبل عبرانی زبان میں شائع ہوئے ہیں اور اسٹیشنوں کے نام عبرانی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ غرض کہ انگریزوں کی طرف سے فلسطین میں یہودیوں کی بہت آؤ بھگت

ہو رہی ہے لیکن یہ قوم زیادہ تر صنعت وحرفت اور خاص کر لین دین کے کام کی شائق اور ماہر ہے اور فلسطین میں زیادہ تر زراعت ان کے گلے پڑ رہی ہے محنت زیادہ اور منفعت کم چنانچہ خلاف توقع نووارد یہودی یہاں آکر مایوس ہو رہے ہیں یہاں کی معاش اپنے واسطے ناکافی سمجھتے ہیں۔ انگریز کی مہمانوازی سے کچھ خوش نظر نہیں آتے

قدس کی سب سے قدیم اور مقدس عمارت مسجد اقصیٰ ہے اور مسجد اقصیٰ میں سب سے متبرک مقام صخرہ شریف ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل کے عہد سے یہ متبرک چلا آتا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ اسی مقام پر حضرت یعقوب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ اسی مقام پر حسب روایت شب معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور بعد فراغت نماز یہاں سے عروج فرمایا مسجد کا وسیع صحن ہے اس کے وسط میں یہ بہت بڑی چٹان ہے لیکن اب بھی قریب قریب معلق ہے۔ برائے نام سہارا لگا ہوا ہے اس کے نیچے تہ خانہ میں لوگ اترتے ہیں۔ صخرہ شریف پر نہایت بلند اور شاندار گنبد ہے۔ گنبد کے چاروں طرف نہایت وسیع دوہرے برآمدے بلکہ دالان ہیں۔ یہ کل عمارت اندر کی جانب بہت آراستہ ہے۔ نہایت نازک اور خوشنما طلائی کام ہے۔ ہیرے جواہر بکثرت جڑے ہیں۔ گنبد شریف کا کام دیکھکر عقل حیران ہو جاتی ہے۔ نہایت عجیب وغریب ہے۔ بے بہا ہے۔ دنیا میں اس کام کی نظیر نہیں ملتی۔ اہل یورپ کو بھی تسلیم ہے۔

اوّل حضرت فاروق اعظمؓ کے ایما سے صخرہ شریف پر مسجد کے نام سے ایک عمارت تعمیر ہوئی۔ پھر اسی مسجد کی یادگار میں عبدالملک بن مروان نے یہ گنبد تعمیر کرایا۔ بعدہٗ غازی اعظم سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو خوب مرصع کرا دیا۔ یہ نادر عمارت۔ ان ہی دو اسلامی حکمرانوں کی فیاضی اور دینداری کی یادگار ہے لیکن اب بھی وہ مسجد عمری کہلاتی ہے۔ شب و روز یہاں صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ زائرین کا مجمع رہتا ہے۔ صخرہ شریف پر آج بھی جو انوار و احوال ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شاید عرش عظیم کا پرتو پڑ رہا ہے۔ سبحان اللہ ؎

وہ ایک بار ادھر سے گئے گزرا تبک ہوائے رحمت پروردگار آتی ہے

(۱) ہم چونکہ اس سفر میں بغداد، دمشق، بیروت وغیرہ ہوتے ہوئے گئے تھے اس وجہ سے ہمیں کسی قدر تجربہ اور اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں کی پبلک ہوٹل والے۔ گاڑی والے۔ اور موٹر کے

وغیرہ اجنبی مسافروں کے ساتھ کس قسم کی چالاکی، بدمعاشی اور دھوکہ بازی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ واپسی پر تو تمام معاملات ہمارے سامنے تھے۔ اسوجہ سے مشکل تھا کہ ہم کسی کے دھوکہ میں آئیں

(۲) جاتے وقت بغداد سے بیروت کو جو موٹر کاریں بذریعہ مخزومی کمپنی ہماری صدر سیٹ ساڑھے سات گنی میں ریزرڈ کرائی گئی تھی۔ وہ صدر سیٹ ہمیں نہیں دی گئی۔ جس وقت مخزومی کمپنی نے اپنے ایجنٹ کے ساتھ ہمکو گیرج (یعنی موٹر کا اڈہ) بھیجا تو صدر سیٹ گھر چکی تھی۔ باوجود بجد جدوجہد اور حجت کے بھی ہم اُس جگہ کو نہ لے سکے صرف ہمارے خوش کرنے کیلئے مخزومی کمپنی نے جو ٹکٹ ہمیں دیا تھا اسپر صدر سیٹ ریزرڈ کردی تھی۔ اُس کا کوئی وجود نہ تھا۔ اسی طرح جب ہم دمشق میں پہونچے تو موٹر ڈرائیور نے ہمکو اُتار دیا۔ اور بیروت تک نہیں پہنچایا واپسی پر بغداد میں مخزومی کمپنی سے ہم نے پانچ روپیہ جو دمشق سے بیروت تک موٹر کا کرایہ دیا تھا بذریعہ صدر انجمن جمعیتہ الاسلام بغداد وصول کئے۔

(۳) اسی موٹر میں جس میں کہ ہم بغداد سے روانہ ہوئے تھے۔ پانچ مسافر اور بھی تھے اُن سے معلوم ہوا کہ اُنھوں نے پانچ گنی تک کرایہ دیا ہے۔ جب واپسی پر بغداد میں ہمنے اس بات کی شکایت مخزومی کمپنی سے کی کہ ہم سے کرایہ اسقدر زیادہ کیوں لیا گیا۔ تو اس کا یہ جواب ملا کہ کرایہ مقرر نہیں ہے جو جس سے طے ہو جاتا ہے وہ لیا جاتا ہے۔

(۴) بغداد سے جاتے وقت مخزومی کمپنی کو ہم نے سترہ گنیاں بیروت اُن کے دفتر سے وصول کرنیکے لیئے امانت دی تھیں جسکی فیس چار آنہ فی گنی کے حساب سے سوا چار روپیہ کمپنی نے ہم سے لیئے تھے۔ یہ بھی بجد زیادہ تھے۔ بیروت میں مخزومی کمپنی کے دفتر میں اپنی امانت وصول کرنیکی غرض سے دو مرتبہ ہمیں جانیکی تکلیف گوارا کرنی پڑی یہ غنیمت تھا کہ ایک عرب اور ایک عجمی قلی نے ہماری رہبری کی اور ہماری شناخت اور تصدیق کے بعد گنیاں وصول ہوئیں۔

(۵) جب ہم مدینہ طیبہ سے روانہ ہونیکو معہ اپنے رفیق سفر قاضی ایقان حسین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ جی کے تیار ہوئے۔ تو ہم نے اپنے رفیق سفر سے کہدیا تھا۔ کہ آپ مشترکہ مساوی خرچ سفر اٹھائیں۔ آدھا ہم سے لیتے جائیں اور آدھا اپنے پاس سے یہ ہم نے اسوجہ سے طے کیا تھا۔ اور اُن کو بتا بھی دیا تھا۔ کہ آپ اپنے دل کو ہرگز نہ ماریں۔ جہاں آپ کا دل چاہے مشترکہ

خرچ کریں۔ ہم سے اس کے متعلق دریافت کرنیکی ضرورت نہیں۔ اور یہ اسوجہ سے ہم نے کہا تھا اگر ہم خرچ اُٹھائیں گے اور آپ کا دل کہیں کسی چیز کو خرید نے کو چاہے گا یا خرچ کرنیکو چاہے تو ممکن ہو کہ آپ شرم یا تکلف کیوجہ سے ہم سے نہ کہیں اور دل میں خیال کر کے رہجائیں۔ اسوجہ سے آپ ہی خرچ اُٹھائیں اور جہاں چاہیں خرچ کریں دس روپیہ یا پانچ پانچ روپیہ مشترک کر لیے جاتے تھے۔ اور وہ اسکو اُٹھاتے رہتے تھے۔ جب وہ اطلاع دیتے تھے۔ کہ خرچ قریب ختم ہے۔ تو اور جمع کر دیئے جاتے تھے اس خرچ کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا تھا۔

مجھے اسکی بھی ضرورت نہیں ہوتی تھی کہ ہیں بار بار اُنسے یہ دریافت کروں کہ کیا باقی ہے

(۶) کعبۃ اللہ میں میں بوجہ اپنی ضعیفی شدت گرمی تیزئی دھوپ۔ کمزوری اعضاء اور کسی قدر علالت کی وجہ سے بہت ہی ضرورت پر بازاروں کو جاتا تھا۔ میرے رفیق سفر اور عبدالحی صاحب جو میرے ایک عزیز بھی تھے اور انہیں خصوصی دوست بھی تھے اور قاضی صاحب کے ساتھ انکی بیوی کی حج بدل میں آئے تھے۔ یہ دونوں صاحب اکثر خرید اشیا اور تبرکات کی غرض سے بازاروں کو جایا کرتے تھے اور نئی نئی چیزیں خرید کر لایا کرتے تھے۔ میں نے ان صاحبوں سے کہدیا تھا کہ جو چیز آپ اپنے لئے خریدا کریں۔ میرے واسطے بھی بلا تکلف خرید لیا کیجئے کیونکہ مجھسے زیادہ چلا پھرا نہیں جاتا ہے مگر یہ حضرت اسپر بہت کم توجہ فرماتے تھے۔ کوئی چیز کبھی میرے لئے بھی لاتے تھے اور اکثر نہیں لاتے تھے جس کا میں شاکی ہوتا تھا۔

(۷) ہم دونوں جب کسی نئے مقام پر ہوٹل میں جاتے تھے تو دو آدمیوں والا کمرہ ہمیں دیا جاتا ہے جسمیں دو پلنگ ہوتے تھے اور دو ہی آدمیوں کی ضروریات کی تمام چیزیں ہوتی تھیں ایک پلنگ کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا اور ایک پلنگ کسی قدر بڑا۔ چونکہ سگریٹ ہم دونوں پیتے تھے۔ سگریٹ اور دیاسلائی کی ڈبیاں ہر وقت ہمارے ساتھ رہتی تھیں۔ نوٹ بک اور پنسل بھی ہر وقت میرے ہاتھ میں رہتی تھی اور ایک لکڑی ہاتھ میں رہتی تھی۔ ان ملکوں میں میرا طرز لباس یہ تھا۔ کہ ایک سیدھا لٹھے کا پائجامہ ٹخنوں تک۔ ململ کا نیچا کرتہ ملاگیری رنگا ہوا یا سفید دھلا ہوا۔ سر پہ لکھنؤ کی دو کلیا بیلدار ٹوپی۔ پاؤں میں پمپ جوتا۔ گلے میں جے پور کا ساگا نیری انگوچھا

ہم دونوں کا طرزِ عمل یہ تھا۔ کہ جسوقت ہوٹل میں ہمیں کمرہ بتایا جاتا تھا تو ہم کمرہ میں جاکر ایک ایک پلنگ پر اپنا سامان رکھ دیتے تھے۔ جس کے یہ معنے ہوتے تھے کہ یہ پلنگ ہمارا ہو گیا اور یہ پلنگ آپکا اس تشریح کے بعد میں ایک واقعہ نقل کرتا ہے یہ ہمیں یاد نہیں رہا کہ یہ واقعہ قاہرہ مصر میں پیش آیا یا انگلینڈ یہ میں یا کسی دوسری جگہ جسوقت ہم ہوٹل کے کمرہ میں پہونچے تو حسب عادت اپنا اپنا سامان پلنگوں پر رکھدیا۔ بلا امتیاز اس بات کے کہ یہ چھوٹا پلنگ ہے یا بڑا پلنگ ہے۔ بڑے پلنگ پر ہمارا سامان رکھا گیا اور چھوٹے پلنگ پر اُن کا شب کو ہم دونوں اپنے اپنے پلنگوں پر لیٹے تو ہمارے مہربان رفیق سفر نے ہم سے فرمایا کہ مجھے داہنی کروٹ پر سونیکی عادت ہے اس پلنگ پر داہنی کروٹ کی سونے میں آپ کو پشت ہوگی۔ ہم اور آپ باتیں نہ کر سکیں گے۔ آپ اس پر آجائیں اور میں اس پلنگ پر آجاؤں۔ ہم نے اس کو منظور کرلیا۔ اور فوراً پلنگ بدل لئے اس کے بعد جہاں جہاں جس جس مقام پر ہم گئے اور ہوٹل میں ٹھہرے اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے رفیق سفر کی داہنی کروٹ پر چھوٹے ہی پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ مگر ان موقعوں پر ہمارے رفیق سفر نے اپنے داہنی کروٹ کے چھوٹے پلنگ پر آرام نہیں کیا بائیں کروٹ کے بڑے پلنگوں پر آرام فرماتے رہے۔ اب وہ خیال بھی انکا جاتا رہا کہ ہماری طرف پشت ہوئی اور ہم سے بات چیت نہ کرسکیں گے۔

(۸) بیت المقدس سے شیخ الزاویۃ الہندیہ ناظر حسن صاحب انصاری کے ہمراہ موٹر میں یافہ گئے۔ ہمیں شیخ الزاویہ صاحب نے وہاں بتایا کہ سیدنا علی بن علیم کا روضہ بھی قابل زیارت لب سمندر ہے۔ وہاں ایک زاویہ بھی ہے کچھ فرلانگ قریباً پون گنی میں آنے جانیکو موٹر ہوتا ہے۔ ہمارے رفیق سفر صاحب سے اسکی بابت سوال کیا گیا کیونکہ خرچ وہ اٹھا رہے تھے۔ انھوں نے ہم سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ ہم نے انسے کہا کہ جو آپ کی رائے ہے وہی ہماری رائے ہے اگر آپ جانا چاہیں چلیں۔ نہ جانا چاہیں نہ چلیں۔ پھر ہمارے رفیق سفر سے شیخ الزاویہ سے بات چیت ہوتی رہی پھر ہمارے رفیق سفر ہم سے رائے لینے لگے۔ ہم نے پھر انکی رائے پر اسکو چھوڑ دیا۔ کیونکہ اگر وہ نہیں جانا چاہتے تو ہمیں جانیکے لئے آمادگی نہیں۔ اور اگر اُن کا دل جانیکو چاہتا ہے تو ہم اُن کے خیال میں رکاوٹ پیدا کرنا نہیں چاہتے یا آلاخر رفیق سفر نے جانیکی منظوری دیدی۔ وہ ہم اور وہ معہ اپنے ایک دوست کے گئے اور آئے اور اس سفر میں ڈیڑھ گنی خرچ ہوئی۔ واپسی پر ہمارے رفیق سفر نے

ہم سے شکایت کی کہ ڈیڑھ گنی خرچ ہوگئی۔ ہم نے اُس کے جواب میں کہا کہ آپ جانیں۔ پھر اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے تو آپ سے دریافت کیا تھا۔ کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ ہم نے اُس کے جواب میں اُن سے کہا کہ آپ نے ہم سے ناحق دریافت کیا تھا۔ ہم تو آپکی رائے کے پابند ہیں۔ کیونکہ ہم اختیار دے چکے ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ میرا دل تو جانیکو نہیں چاہتا تھا۔ تو ہم نے کہا کہ پھر آپ کیوں گئے تب اُنہوں نے کہا کہ ہم سے منع نہیں کیا گیا۔ تو پھر ہم نے کہا کہ جب آپ سے منع نہیں کیا گیا تو اُسے بھگتیے آدھے دام میرے گئے اور آدھے آپ کے۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ مجھ میں یہی کمزوری ہے کہ میں منع نہیں کرسکتا اب میں خرچ نہیں اُٹھانا چاہتا ہوں۔ آپ خود اُٹھائیے۔ ہم نے انسے عرض کیا کہ ہم نے خرچ اُٹھانا آپ کے ذمہ اسوجہ سے کیا تھا کہ آپ کو کوئی رُکاوٹ خرچ اُٹھانے میں کہیں نہو۔ ہم ایک شرط سے خرچ اُٹھانیکو تیار ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جہاں کہیں جس چیز کے لئے آپ کی طبیعت چاہے آپ بلا تکلف ہم سے کہدیں یا ہم سے دام لیکر خود اُس چیز کو خرید لیں۔ ایسا نہ کیجئے کہ ہمارے خرچ اُٹھانیکی وجہ سے آپ اپنے خواہشات کو روکیں جب اُنہوں نے ہمیں اس کا اطمینان دلا دیا تو خرچ کا اُٹھانا ہم نے اپنی طرف منتقل کرلیا۔

(۹) دمشق سے بیروت جانیکے لئے موٹر کار میں فی سیٹ چار روپیہ کرایہ طے کیا گیا۔ موٹر کے چودھری نے کہا کہ صبح آجائیے صبح موٹر بیروت جائیگا۔ ہم دوسرے دن علی الصباح مع اسباب کے دمشق کے عالی شان چوک میں موٹر خانہ پر آگئے اور جو موٹر بیروت جانیوالا تھا اسکی مڈگارڈ پر ہم نے اپنا اسباب بندھوا دیا ہم شوفر کے برابر کی سیٹ پر بیٹھ گئے اور اپنے رفیق سفر کو صدر سیٹ پر بٹھا دیا۔ کیونکہ اس وقت تک موٹر خالی تھا کوئی مسافر نہیں آیا تھا اس کے بعد بیروت جانیوالے مسافروں کی آمد شروع ہوئی اور چاہا کہ وہ ہماری جگہ شوفر کے برابر بیٹھیں۔ کار چار آدمیوں کی تھی۔ شوفر نے ہم سے کہا کہ آپ پیچھے کی سیٹ پر آجائیے کیونکہ یہ جگہ ہم نے ایک مسافر کو دیدی ہے۔ گویا ہم نے سنا ہی نہیں۔ پھر ہمنے نہیں سُنا پھر اُس نے ہاتھ سے اشارہ کرکے ہمیں مخاطب کیا۔ اور پھر یہی کوشش کی کہ ہم اپنی جگہ چھوڑکر پیچھے کی سیٹ پر آجائیں۔ ہم نے اُس سے کہا کہ کیوں؟ کیا ہم نے کرایہ نہیں دیا۔ اُس نے کہا کہ کلُّ واحد۔ ہم نے کہا کہ جب کلُّ واحد ہے تو ہمیں اپنی جگہ سے ہٹنے کی ضرورت نہیں۔ دوسروں کو دوسری جگہ پر بٹھاؤ۔ ہم نے کسی قدر غصہ اور تیز لہجہ میں کہا۔ کیونکہ دمشق کے چوک کا معاملا تھا

آدمیوں کا مجمع جمع ہوگیا ہم نہایت سختی اور غصہ سے بات چیت کرتے رہے مگر اپنی جگہ سے نہیں ہٹے چند منٹ کے بعد موٹر خانہ کا دوسرا آدمی ہمارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ موٹر خراب ہے یہ بیروت نہیں جائیگا۔ دوسرا جائیگا۔ ہم اسکو بھی نہیں سنتے۔ بار بار وہ ہم سے یہ کہتا ہے۔ مگر ہم پرواہ نہیں کرتے نہ جواب دیتے ہیں۔ پھر وہ ہمارے کندھے کو ہلاکر اور اشارہ کرکے ہم سے کہتا ہے تو ہم اسکو نہایت سختی سے جواب دیتے ہیں کہ کچھ حرج نہیں وہ کہتا ہے کہ آپ اس دوسرے موٹر میں آجائیے جو جانیوالا ہے۔ ہم اُسکو جواب دیتے ہیں کہ ابھی تو ہم یہیں بیٹھے ہیں جب دوسرا موٹر جائیگا تو ہم اس میں بیٹھ جائیں گے ہمیں کچھ جلدی نہیں ہے۔ یہ کوشش بھی اُسکی ناکامیاب ہوتی ہے۔ اور واپس چلاجاتا ہے۔ تماشائیوں کا مجمع بڑھتا جارہا ہے چند منٹ کے بعد ایک تیسرا شخص آتا ہے اور وہ ہمارے اسباب کو اس موٹر سے کھولکر دوسرے موٹر پر باندھ دیتا ہے اس کے بعد ہم سے کہتا ہے کہ حاجی صاحب اُس موٹر میں آجائیے وہ جائیگا یہ خراب ہے نہیں جاے گا۔ ہم اُس کو جواب دیتے ہیں۔ کہ اور مسافروں کو بٹھاؤ انکا اسباب باندھو جب وہ موٹر روانہ ہوگا تو ہم بھی اُسمیں آن بیٹھیں گے۔ ابھی تو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ ہم نہیں اُٹھتے۔ یہ کوشش بھی انکی ہمارے اُٹھانے کے متعلق ناکامیاب ہوتی ہے۔ آخر کار ہار جھک مار کر ہمارا اسباب اُس موٹر سے کھولکر اسی پہلے موٹر پر باندھا جاتا ہے اور یہی بیروت جاتا ہے اور ہم اپنی اُسی جگہ پر بیٹھکر جاتے ہیں جب بیروت سے حلب جانیکے لیئے فی سیٹ بارہ روپیہ میں موٹر کیا گیا۔ تو ہمارے رفیق سفر نے ہم سے فرمایا کہ آپ شوفر کی برابر آرام دہ سیٹ پر بیٹھ جاتے ہیں اور مجھے تکلیف دہ سیٹ پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اسواسطے میں نے یہ طے کیا ہے کہ ہم میں سے جو شخص شوفر کی برابر کی سیٹ پر بیٹھے گا اور جتنے روپیہ میں موٹر کرایہ ہوگا فی روپیہ ایک آنہ وہ دوسرے کو دیگا۔ ہم نے اُن سے کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ تب انہوں نے فرمایا کہ حلب تک بارہ روپیہ کو فی سیٹ کرایہ ہوا ہے اگر آپ اُس سیٹ پر بیٹھیں گے تو بارہ آنہ آپ مجھے دیں گے۔ اور اگر میں اُس سیٹ پر بیٹھوں گا تو بارہ آنہ میں آپ کو دونگا۔ صرف بارہ آنے میرے آپ کے کرایہ میں زیادہ ہوں گے ہم نے اُن سے کہا کہ بارہ آنہ نہیں بلکہ ڈیڑھ روپیہ زیادہ ہو جائیگا۔ اور ہم جو اُس سیٹ پر بیٹھتے ہیں۔ تو کسی آرام کی غرض سے نہیں بیٹھتے صرف اسغرض سے بیٹھتے ہیں کہ ہم زنانہ

لکھ رہے ہیں۔ سامنے کا اور دونوں جانب کا سین ہمارے سامنے رہے اور جو
مقام یا چیز یا پہاڑ یا عمارت یا دریا وغیرہ آئے تو ہم شوفر سے اسکی بابت تفصیل معلوم
کر سکیں۔ اسپر انہوں نے کہا کہ ڈیڑھ روپیہ کسطرح زیادہ ہوگا۔ ہم نے کہا کہ حضرت
اسطرح زیادہ ہوگا۔ کہ بارہ روپیہ ہمنے کرایہ کے دیئے ہیں اور بارہ روپیہ آپ نے کرایہ کے
دیئے ہیں اب بارہ آنے ہم آپ کو اور دینگے تو پورے تیرہ روپیہ تو ہمارے ہو گئے
اور سوا گیارہ آپ کے رہ گئے۔ اسی طرح ڈیڑھ روپیہ زیادہ ہو گیا۔ تو انہوں نے فرمایا
کہ جو کچھ بھی ہو۔ ہم نے ان سے کہا کہ اچھا منظور ہے۔ شام کو جسوقت حلب پہنچ کر ہوٹل کے
کمرہ میں ہم نے پہلا قدم رکھا ہے تو ہم نے چھ دوانیاں جیب سے نکال کر ان کو دیں اور
کہا کہ لیجیئے قاضی صاحب یہ بارہ آنے موٹر کا ٹکس۔ انہوں نے فوراً لیکر جیب میں
ڈال لیں۔ اب حلب سے بغداد روانگی کے لئے موٹر کرایہ کیا جا رہا ہے۔ اب ہم نے
ان سے کہدیا کہ آئندہ ہمیشہ کیلئے شوفر کے برابر کی سیٹ ہم نے آپ کو دیدی۔ اب ہم اسپر
نہیں بیٹھیں گے۔ اب آپ اس سیٹ پر بیٹھیں گے۔ اور آپ ہی اس سیٹ کو حاصل کرینگے
اور آپ ہی اس سیٹ کے ذمہ دار ہونگے ہمیں اس سیٹ سے اب کوئی تعلق نہیں۔ ہم
پیچھے کی سیٹ پر بیٹھیں گے۔ دو ایک دن کی تکا دو کے بعد بغداد جانیکا موٹر میں انتظام
ہوگیا جسوقت روانگی کے لئے موٹر پر ہم آئے تو سب سے پہلے ہم نے اپنے فرض کے
خلاف قاضی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت شوفر کے برابر سیٹ پر بیٹھ جائیے۔ نہیں تو
پھر کوئی دوسرا آدمی جگہ گھیرے گا۔ اور ہم نے ان کو فوراً اس جگہ بٹھا دیا۔ اور ہم پیچھے کی
سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ایک صاحب اور ہماری برابر بیٹھ گئے۔ ایک جگہ ہماری برابر خالی رہی
ایک بڑھیا جو غالباً یہودی تھی آئی اور اس نے قاضی صاحب یعنی ہمارے رفیق سفر سے
کہا کہ یہ جگہ آپ ہمیں دیدیں انہوں نے معمولی سا انکار کیا اس کے بعد پیچھے مڑکر ہماری
طرف دیکھا ہم نے ان سے کہا کہ ہم یہ جگہ آپ کو دیچکے آپ ذمہ دار ہیں ہم کچھ نہیں جانتے۔
چاہے آپ یہاں بیٹھیں یا اپنی خوشی سے کسی دوسرے کو یہ جگہ دیدیں۔ ہمیں اس سے
کوئی تعلق نہیں۔ پھر یہ اس بڑھیا سے کچھ انکار کرنے لگے۔ اس بڑھیا نے اور اسکے ساتھی نے

پھر اصرار کیا کہ آپ پیچھے بیٹھ جائیے یہ جگہ مجھے دیدیجئے۔ پھر اُنہوں نے پیچھے پھر کر ہماری طرف دیکھا۔ ہم نے کہا کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہم یہ جگہ ہمیشہ کیلئے آپ کو دے چکے آپ اس جگہ کے ذمہ دار ہو جو آپ کے مزاج میں آئے کیجئے۔ اس کے بعد قاضی صاحب موٹر کے اندر ہی سے اپنی جگہ چھوڑ کر ہمارے برابر پیچھے کی سیٹ پر آن بیٹھے ہم نے پھر بھی اُنسے کہا کہ آپ نے اپنی خوشی سے اپنی جگہ چھوڑی ہے آپ ہی اس کے ذمہ دار رہو۔ کیونکہ ہم ہمیشہ کیلئے یہ جگہ آپ کو دے چکے ہیں ہمیں اب اس سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں رہا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ پھر میں کیا کرتا ہم نے کہا کہ جو ہم نے دمشق میں کیا اور زبردستی وہ جگہ لی۔ بات آئی گئی ہوگئی اور ہم بغداد آ گئے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ کہ اُن کے اُس مقرر کردہ موٹر ٹکیس کے متعلق اُنکا کیا فرض ہونا چاہئے تھا۔ مگر آج تک وہ اپنے اُس جاری کردہ قاعدہ کو بھولے ہوئے ہیں۔ ہمیں اُس کے یاد دلانے کی یوں کوئی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کہ نہ ہم اُس خیال کی تائید میں تھے اور نہ ہم اُس سے کوئی انتفاع حاصل کرنیکی خواہش رکھتے تھے۔ بلکہ ہم اُس کا لینا اپنے لئے باعث ذلت سمجھتے تھے۔

(۱۰) اسی کا تتمہ ایک اور واقعہ ہمیں یاد آیا۔ تیرھا ستمبر کی صبحکو جب ہم کراچی پہونچکر اپنے ایک مہربان کے مہمان ہوئے تو قاضی صاحب نے فرمادیا تھا کہ میں آج شام ہی کو چلا جاؤنگا۔ چار بجے تک گاڑی میں شہر کی سیر کرتے رہے۔ ہمارے مہربان کے بھتیجے محمد حسین صاحب نے جو ہمارے ساتھ تھے کہا کہ یہاں ہوا بندر دیکھنے کی جگہ ہے۔ قاضی صاحب نے بھی اُس کے دیکھنے کا خیال ظاہر کیا۔ چونکہ وہ اُسی دن سات بجے کی ٹرین سے روانہ ہونیوالے تھے۔ اور ہم دو تین دن ٹھہرنیوالے تھے۔ محمد حسین صاحب نے کہا کہ ہوا بندر ذرا دور جگہ ہے۔ موٹر میں جا سکتے ہیں۔ گاڑی میں نہیں جا سکتے۔ چنانچہ قاضی صاحب کی فرمایش تھی۔ ہوا بندر آنے جانے کیلئے پانچ روپیہ میں ایک موٹر کیا گیا محمد حسین صاحب اور قاضی صاحب اُسمیں بیٹھے ہم فٹ پر کھڑے ہوئے تھے ہم سے بھی کہا گیا کہ جگہ خالی ہے آپ بھی آجائیے۔ ہم بھی بیٹھ گئے۔ ہوا بندر سے مکان پر واپس آئے تو اُن کی ٹرین کا وقت بہت قریب تھا۔ اُنھوں نے موٹر کو اسٹیشن جانیکے لئے روک لیا۔ اور

اسباب اُس پر رکھوانا شروع کیا۔ جبع ہمارا انکا مشترکہ خرچ اُنکی خواہش کے مطابق تقسیم ہو چکا تھا۔ حلب سے دو سیر زیتون ایک چھوٹے ٹین کے ڈبے میں ہم نے لیا تھا او صبح ہی ہم نے باصرار اُن سے یہ طے کر لیا تھا۔ کہ وہ اپنے ساتھ مراد آباد دے جائیں گے۔ اور ہم نے اُن کے اسباب کے سلسلے میں اسے رکھدیا تھا جسوقت وہ اپنا اسباب موٹر میں رکھوا رہے تھے ہمیں یہ خیال آیا اور ہم نے اُس خیال کی بنا پر قاضی صاحب سے کہا کہ کچھ ہماری طرف بھی آپ کا کچھ چاہیئے ہے۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ صاحب دیدیجئے جو کچھ چاہیئے ہے۔ ہم نے ہوا بندر کے موٹر کا نصف کرایہ ڈہائی روپیہ انکو دیدیا اور اُنہوں نے فوراً لے لیا۔ وہ اپنا اسباب لد واکر موٹر میں سوار ہو گئے مگر ہمارے زیتون کا ٹین جو اُن کے اسباب کے اُوپر کی کھڑکی میں اُن کی آنکھوں کے سامنے رکھا تھا۔ چھوڑ گئے۔ ہم اسٹیشن تک اُنہیں پہونچا آئے

(۱۱) واپسی سفر پر جب ہم دمشق پہونچے تو مولانا شاہ بدرالدین صاحب سے ملنے کی غرض سے معہ اپنے رفیق سفر و حاجی عبداللہ ہندی خادم کے انکی خدمت میں حاضر ہوئے تو صاحب موصوف حدیث کا درس چھوڑ کر ہمارے ملنے کی غرض سے دوسرے کمرے میں تشریف لے آئے جب ضروری باتیں اور ملاقات ختم ہو گئی تو ہم نے اپنے رفیق سفر سے کہا کہ اب چلیئے۔ کیونکہ ہمیں یہ محسوس تھا کہ جوان اور بڈھے طالبعلم مختلف ممالک کے کتابیں کھولے ہوئے اُن کے انتظار میں ہیں۔ مگر ہمارے رفیق سفر کی بلا دور اندیشی کے ہمارے سوال کے جواب میں فرما دیا کہ "میں ابھی بیٹھوں گا" ہمارے رفیق سفر یہ فرما ہی چکے تھے کہ شاہ صاحب موصوف نے ہمارے ساتھی خادم کو مخاطب کر کے ہم سے فرمایا کہ "میں آپ صاحبوں سے اب اجازت چاہتا ہوں کیونکہ میں حدیث کا درس چھوڑ کر آپ سے ملنے کو آیا تھا طالب علم انتظار میں ہیں" اس کے بعد وہ تشریف لیگئے اور ہم واپس چلے آئے

(۱۲) اس کا ہمیں اعتراف ہے کہ ہمارے رفیق سفر جوان صالح۔ صوم وصلوۃ کے سخت پابند اور انتہا سے زیادہ نیک واقع ہوئے ہیں۔ مگر اسی کے ساتھ دُنیا سے زندگی بسر کرنے کی وجہ سے دنیاوی معاملات۔ آپس کے مراسم اور تجربہ کاری کا کوئی اندازہ نہیں ہوا ہے۔

لغات جدیدہ عربی بترجمہ

اسباب خانہ داری		بالوعة	چمچہ	طابق	توا
دار-بیت	گھر	سلم	سیڑھی	ملقطة	دستپناہ
زخرف	الماری	قندیل	لالٹین	طنجرة	کڑچھا
شباك	کھڑکی	علبة	دہلیز	مقلی	کڑھائی
غرفة	بالاخانہ	کبریت	ماچس	غلایة	دیگچی
مغسل	غسل خانہ	علبة شخاطات	ماچس کا بکس	دمجن	لگن
مطبخ	باورچیخانہ	شخاطات	تیلیاں	برادة	چائے دانی
بیت الخلاء	پاخانہ	مکنسة	جھاڑو	فنجان	پیالی
طاولة	میز	سلة	ٹوکری	منفخ	پھوکنی
فوتیل	آرام کرسی	بترول	مٹی کا تیل	کبابة	گلاس
ساعة	گھڑی	بزق	ہاون دستہ	صحن الفنجان	پرچ
ساعة الکبیرة	کلاک	مبصقة	اگالدان	صین	سینی
ناموسیة	پلنگ	برمیل	پیپا	قلة	صراحی
شبریة	چارپائی	حصیر	چٹائی	مملحة	نمکدان
لاق ۔ قفل	تالا	سجادة	دری	مبهرة	مصالحہ دان
مفتاح	چابی	مخدة	تکیہ	شربة	آبخورہ
دلو	ڈول	وسادة	گاؤتکیہ	غربال	چھلنی
فرن	تنور	مدخنة	چمنی	مطهرة ۔ ابریق	لوٹا
مدخنة	دھواں کش	گدر	ہنڈیا	شرطوطة	دسترخوان
بئر	کنواں	غطاء	ڈھکنا	سکین	چھری
حبل	رسی	کانون	چولہا	طست	چمچی

منسف	چھج	ارز معفر	زعفرانی پلاؤ	طحین	آٹا
جاط	رکابی	لحم	گوشت	فتات	روٹی کے ٹکڑے
مصرفہ	ڈوئی	کستلاته	پسلی کا گوشت	عجین	گوندھا ہوا آٹا
طاحون	چکی	مشوی	بھنا ہوا	جلید	برف
فحم	کوئلا	لحم مفروم	قیمہ	البور	ملائی کی برف
نار	آگ	منحلل	سرکہ	حلاوہ	مٹھائی
حطب	لکڑی	قشطة	ملائی	مشبّک	جلیبی
جرّہ	گھڑا	مجلّارہ	کھچڑی	مخلل لیمون	لیموں کا اچار
گازورہ	بوتل	بیض مسلوق	ابلا ہوا انڈا	عدس هندی	ماش کی دال
کھانے پکانے کی چیزیں		سمن	گھی	دیت مک الرأس	سر میں لگانے کا تیل
		دجاجة	مرغی	زارجیله	حقہ
خبز جاف	سوکھی روٹی	دیک	مرغ	عدس	مسور
خبز بلدی	دیسی روٹی	فراریج	چوزا	سمسم	تل
عیش افرنجی	ڈبل روٹی	حلیب	دودھ	خردل	رائی
خبز [illegible]	چپاتی روٹی	جبن	پنیر	جاورس	باجرہ
خبز طری	تازہ روٹی	زبدیه	مکھن	زوان	موٹھ
خبز فرنی	تنوری روٹی	عسل	شہد	شعیر	جو
رغیف	پھلکا	مویه	پانی	ذحت	چنا
ارز	چاول	حمیم	گرم پانی	ذرة	جوار کی
معدوس	کھچڑی	مویه بارد	ٹھنڈا پانی	حنطه قمح	گیہوں
ارز مفلفل	نمکین پلاؤ	صفار البیض	انڈوں کی زردی	درجع	ارہر
ارز مسکر	میٹھا پلاؤ	سکر	شکر	کشراى	مونگ
ارز مسلوق	ابالے ہوئے چاول	دقیق	آٹا	کسرسنه	مٹر

قرنفل	لونگ
هرد	ہلدی
هیل	الائچی
تنبول	پان
نورة	چونہ
فوفل	سپاری
کات	کتھا

سبزیاں اور میوہ جات

قثاء - اصل قثاء	ککڑی
بطاطہ	آلو
بامیہ	بھنڈی
کلکاس	اروی
سلق	چقندر
قثاء الحمار	کریلا
بقل	ساگ
قرعہ - دباء	کدو
احلبہ	خرفہ
غلاف الفول	سیم
فجل	مولی
شلجم	شلجم
ملفوف	بندگوبھی
بادنجان	بینگن

فول	سیم
ادام	سالن
زنجبیل رطب	ادرک
یقطین	کدو
طماطم	ولائتی بینگن
قرنبیط	پھول گوبھی
سبانخ	پالک
شمرة	سویا
جزر	گاجر
خمری	شکرقند
تفاح	سیب
بطیخ	خربوزہ
رمان	انار
عنب	انگور
برتقان	سنگترہ
نبق	بیر
فوخ	شفتالو
توت	شہتوت
مشمش	خوبانی
فستق	پستہ
نارجیل	نارجیل
لوز	بادام
کمأة البر	پھوٹ

عرناس	بھٹا
بطیخ اخضر	تربوز
رطب	ترکھجور
بلح	گدری کھجور
کرنب	کرم کلہ
ثوم	لہسن
نعنع	پودینہ
کزبرة	دھنیا
بصل	پیاز
کمون	زیرہ
سکرگند	گڑ
خوخ	آڑو
کمثرة	ناسپاتی

مزے کے اقسام

حلوة	میٹھا
مالح	نمکین
حامض	کھٹا
مر	کڑوا
دسم	چرب
تفہ	سلونا

پیشہ ور لوگ

طبیب	حکیم

دکتور	ڈاکٹر	سمسار	دلال	یوم الثلثا	منگل
صیدلانی	عطار	ساعاتی	گھڑی ساز	یوم الاربعاء	بدھ
محام	بیرسٹر	اجیر	مزدور	یوم الخمیس	جمعرات
مدیر جریدہ	ایڈیٹر	خباز	نان بائی	یوم الجمعہ	جمعہ
بائع بالمفرق	خوردہ فروش	نساج بخانک	جولاہہ		
بزاز	پارچہ فروش	قطان	روئی فروش		
قماش		سمان	گھی والا		
حلوائی	مٹھائی فروش				
خیاط	درزی				
قصار	دھوبی				
معجنائی	مٹھائی بنانیوالا				

ہفتے کے دن

یوم السبت	سنیچر
یوم الاحد	اتوار
یوم الاثنین	پیر

عربی مہینے

المحرم	صفر
ربیع الاول	ربیع الثانی
جمادی الاول	جمادی الآخری
رجب	شعبان
رمضان	شوال
ذیقعدہ	ذوالحجہ

قطعات و تقاریظ طبع

قطعہ تاریخ اشاعت از طبع ذکا و فکر آسمان پیمایہ شاعر شیریں مقال و مورخ باکمال مرزا احمد بیگ صاحب جوہر مرادآبادی یادگار حضرت تسلیم سہسوانی مرحوم و امیر مینائی مغفور

در صنعت تاریخی ہر مصرع

آیا خلوت مطبع سے دلبر ہمدرد
جواب اپنا کسی شان میں نہیں رکھتا
سنگار دکھا کر تو بھی ہے اسمیں تیز کا
گروہ خلق سے یہ باج لے رہا ہے ولا
لکھا ہے سال اشاعت کا عمدہ جوہر نے

جسے سمجھتے ہیں گل زینت چمن سرتاج
عراق و شام و عرب کا یہ ورنا چہ آج
نہیں ہے جو کہ اصول و نظیر کا محتاج
جو حسن عالی سے لیتا ہے آذری کا خراج
کتاب رہبر باوام و رہبر محتاج

درصنعت مفتوح کہ تمامی مادہ میں الفاظ صرف فتحہ رکھتے ہیں

سفرنامہ لکھا ہے قابل تعریف نیر نے
لکھی تاریخ اون لفظوں میں جو سب فتحہ رکھتے ہیں

بیاں جس میں مشرح ہے مقامات سیاحت کا
سفرنامہ ہے نیر کا چمن ہے یا کہانت کا
۱۳ ۴۸

درصنعت الفاظ مکسور

سفرنامہ اچھا کیا ہے رقم
یہ دل سے کہا سال مکسور میں

مشرح ہر اک بات ہی خوب ہی
کہ اس سے مٹی خیر گی دل مٹی
۱۹ ۳۰

درصنعت الفاظ مضموم

خوب نیر لکھا ۔ نسخہ بے بدل
لکھوں دو سال الفاظ مضموم میں

حال ہر حیز کا ۔ کردیا روبرو
شوخ خوشو پر ذر ۔ روح کش خوبرو
۳۰ ۱۹ ۴ ۱۳

درصنعت مربع توشیحی

سفرنامہ وہ نیر نے لکھا ہے
سفر جن چار ملکوں میں کیا ہے
سر ہر ملک کو دیکھا جو باغور
گرا کر صفر یہ ہوتی ہے تاریخ

کہ جسکو دیکھکر ہے عقل حیراں
بیاں چاروں کا ہی تا حد امکاں
ہوئی تاریخ کی پیدائی شاں
حجاز و ملک مصر و شام و ایراں
۱ ۳ ۴ ۴

درصنعت مربع لفظی

ہے چار ملکوں کا بیاں ۔ جو درج ان اوراق میں
سال اشاعت بھی جو ہر مربع میں لکھا

ہیں اسلئے یہ ۔ دلربا ۔ دلچسپ ۔ دلبر ۔ دلنواز
دُر نجف ۔ بدر لقا ۔ کسب ہنر ۔ معجز طراز
۳۳۷ ۳۳۷ ۳۳۷ ۳۳۷

سنہ ۱۳۴۸ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع شاعر شیریں مقال و مؤرخ نازک خیال شمع بزم لیاقت مصنف دیوان شوکت جناب خان بہادر قاضی محمد شوکت حسین خانصاحب رئیس۔ لائف آنریری مجسٹریٹ مراد آباد شاگرد رشید نواب مرزا خانصاحب مرحوم مغفور داغ دہلوی

سفر کے حالات کی وہ بہتر کتاب لکھی ہے تُونے نیر ۔۔۔ کہ جس سے پیدا ہے شان دلبر کہ جسمیں انداز دلبری کا
جہاں جہانگی بھی سیر کی ہے۔ وہاں کی تصویر کھینچ دی ہے ۔۔۔ نہیں کتابت مصوری ہے قلم ہے یا خامہ آزری کا
وہ اسکو حُسن ضیا ہے حاصل کہ جس سے ہی ماہ داغ دل ہے ۔۔۔ ملی ہے وہ زہرہ وش شمائل۔ کہ جھینپتی دل ہے مُشتری کا
مطالعہ جو کرینگے غائر کھلینگے حالات اُنپہ سائر ۔۔۔ بشنو اُسکو پڑھیں گے زائر وسیلہ ہے خوب رہبری کا
ہے طرفہ شوکت جو اسکا مضموں۔ یہ اُسکا تاریخ سال لکھی ۔۔۔ ہے باب ہر ایک چھاپ افسوں۔ ہے ہر بیان سحر سامری کا

قصص الاولین مواعظ الاخرین

اگر انسانی مدنیت کے تغیرات و تبدلات اور ارتقائی خصوصیات کا اندازہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے تھوڑے زمانے کے بعد روش زندگی میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تغیرات کا یہ سلسلہ کبتک جاری رہیگا۔ روش زندگی کی ہر نئی تبدیلی پر بزرگان کرام ناراضی و ناپسندیدگی کا اظہار کر کے جدید اُفتاد زندگی کی بُرائیوں کو نمایاں کرتے رہے اور اِس بات کی کوشش کرتے رہے کہ گذشتہ سچے و نیک مسلمانوں کے سوانح زندگی نئی نسلوں کے لئے نمونہ حیات رہیں اور نئی نسلیں اُنھیں کے نقش قدم پر چلکر فلاح دارین حاصل کریں لیکن نئی نسلوں کی جدت پسند طبائع کسیطرح مطمئن نہیں ہوئیں اُنھوں نے زمانے کی نیرنگیوں کو دیکھکر اپنے خیال و مذاق کو تبدیل کرنا ضروری سمجھا اور غیر مسلم اقوام کے نامکمل تہذیب و اخلاق کو پسندیدہ سمجھکر اُنھیں کے طرز عمل کو اختیار کر لیا چنانچہ اسی نسبت سے مسلمانوں کا مستقبل تاریک ہوتا چلا گیا حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ ہم نے ہی دنیا کو تہذیب و اخلاق۔ شائستگی و تمدن کی تعلیم دی تھی اور ہم ہی وہ مسلمان ہیں جو دوسروں کی تمام خوبیوں سے زیادہ محاسن رکھتے تھے۔

اگر معیار کے اعتبار سے تہذیبی ارتقا کے دور اور اُس کے تغیر و تبدل پر غور کیا جائے تو نئی نسلوں کی کمزوریاں اور خام کاریاں صاف نظر آتی ہیں۔ اُنھوں نے جس طرزِ عمل کو پسندیدہ سمجھکر دوسرں کے نقشِ قدم پر چلنا اختیار کیا وہ باحسن الوجوہ شمعِ راہ نہیں ہو سکتا اُس سے نہ صحیح معنی میں ترقی ہو سکتی ہے اور نہ ہم فلاحیت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے دلوں میں بحالی کی اُمنگ اور برتری کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانانِ عالم جس دورِ حیات سے گذر رہے ہیں وہ برائیوں سے مملو اور بھلائیوں سے بالکل خالی ہے لیکن منازلِ ترقی کے اعتبار سے اور مذہب وعقائد و ادائے فرائض کے لحاظ سے موجودہ دور گذشتہ زمانے پر ترجیح دئے جانیکا کسی طرح حق نہیں رکھتا لیکن ہماری نئی نسلیں اور جدید تہذیب کے دلدادہ نئی روشنی کے اندھیرے میں اپنے اسلاف کو فرسودہ خیال اور اُن کی طرزِ روش کو پامال طریقہ سمجھتے ہیں اُن کی زندگی اسی زعمِ باطل میں بسر ہو جائے گی اور وہ خرابیوں سے تنبہ حاصل نہ کرکے اصلاحِ حال نکر سکیں گے اور آنکھیں بند کئے ہوئے قعرِ مذلت میں گرتے چلے جائیں گے۔ اُن کی حالت ایسی پست ہو گئی ہے کہ وہ اپنی تعدادی اقلیت کا احساس کرکے دوسروں کی اکثریت سے بھی متاثر اور خائف رہنے لگے ہیں لیکن وہ اِس سے ناواقف ہیں کہ مسلمان ہمیشہ اقلیت میں رہے ہیں مگر چونکہ اُن میں اتفاق و اتحاد تھا۔ اُخوت ومحبت تھی۔ دیانتداری وراستبازی تھی۔ پورے طور پر پابندِ شریعت تھے اسلاف کرام کے نقشِ قدم پر چلتے تھے اِس لئے اُن کی اقلیت دوسروں کی بڑی بڑی اکثریت پر ہمیشہ غالب آتی رہی چنانچہ ہندوستان کے خوف زدہ مسلمان بھی اُسی اقلیت کے اخلاف ہیں جو دنیا میں دادِ شجاعت دیکر سیکڑوں برس تک اکثریت پر حکومت کر چکی ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

اِس وقت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر ذلت ونکبت کی تاریک گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ ذلت وادبار اُن پر مسلط ہے اور مصائب و نوائب میں

گرفتار ہیں۔ ایسی حالت میں اسلامی تاریخ کے شاندار واقعات اور مشاہیر اسلام کے کارنامے بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن تاریخ کے صفحات ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ ایسے پس ماندہ اور رسوائے زمانہ نہ تھے اُن میں اتفاق و اتحاد تھا۔ محبت و اُخوت تھی۔ ہمت و شجاعت تھی۔ نیک نیت و پاک طینت تھے۔ دولت علم و فضل سے مالا مال اور تہذیب و اخلاق سے آراستہ تھے۔ وہ سنت نبوی کے عامل اور احکام خداوندی کے حامل تھے۔

ایک وقت تھا کہ امیر المومنین بغداد قیصر روم کو نفرت و حقارت کے ساتھ مخاطب کرتے تھے۔ ایک زمانہ تھا جبکہ ایک مسلمان بڑھیا کی صدائے الغیاث پر مجاہدین اسلام کا لشکر خلیج فارس سے ایشیائے کوچک کے میدانوں میں پہونچتا تھا۔ ایک وقت تھا جبکہ عربی تاجر کی مظلوم بیوہ کی فریاد سندھ سے لیکر عرب تک تہلکہ مچا دیتی تھی۔

دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ مسلمانان ہند کی حالت زار ہے وہ صرف تعلیمی۔ اقتصادی اور سیاسی حیثیت ہی سے پسماندہ نہیں ہیں بلکہ اُن کی اخلاقی۔ روحانی اور مذہبی حالت بھی قابل افسوس ہے اُن میں نہ اسلامی تنظیم ہے۔ نہ اسلامی نظام عمل ہے۔ اور نہ اسلامی جمعیت ہے۔ اُنھوں نے سنت نبوی پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ احکام خداوندی کو پس پُشت ڈالدیا حتیٰ کہ اُنھوں نے اپنی وضع۔ قطع۔ سیرت و صورت میں بھی اسلامی شان باقی نہیں رکھی۔ بزرگان اسلام اور اسلاف کرام نے جو علمی سرمایہ اور اخلاقی خزانہ آئندہ نسلوں کی فلاح و بہبود۔ تہذیب و ترقی۔ اور ہدایت و بصیرت کے لئے نہایت محنت و کوشش سے تیار کیا تھا مسلمانوں نے اپنی جہالت و کم علمی سے اُس خزانہ کو بھی سر بمہر کر دیا اور اُس نعمت عظمیٰ اور دولت غیر مترقبہ سے بے پرواہ ہو گئے اور رفتہ رفتہ اُس کے دیکھنے۔ پڑھنے اور سمجھنے سے معذور و مجبور ہو گئے۔ چونکہ مسلمانوں نے فرائض مذہبی کی انجام دہی میں غفلت۔ اور شعائر اسلام سے پہلوتہی اختیار کی اس لئے اُن کے قلوب اسلامی غیرت و حمیت۔ عالی حوصلگی و بلند خیالی کے جذبات سے خالی ہو گئے اور دینی و دنیوی کمالات کی تمام خوبیاں اُن سے زائل ہو گئیں۔

سمجھے تھے ہم جسے خلیل کعبہ اسی نے ڈھا دیا   دوست نے دلکو توڑ کر نقشِ وفا مٹا دیا

مسلمانوں میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنکو یہ معلوم نہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کا کیا مقصد تھا اور حضور کے پاکیزہ و برگزیدہ اخلاق و عادات نے دنیا پر کسقدر گہرا اثر کیا تھا اور انسانی ہمدردی و اعانت اور مخلوق خدا کی خدمت کر نیمیں کسقدر ایثار فرماتے تھے۔ وہ اس سے ناواقف ہیں کہ خلفاء راشدین اور شاہاں اسلام نے فرمانروائی اور جہانبانی میں اپنے تدبر فراست سے کیسے کیسے روشن و شاندار اور جکیدار نقش ونگار صفحہ عالم پر چھوڑے ہیں اور باوجود شوکت و اجلال۔ حکومت اور دولت کے اُن کی زندگی ایسی بے تکلف اور سادہ تھی کہ اکل حلال حاصل کرنیکے لئے روز آنہ اپنے قوت بازو سے بقدر معاش و کفاف پیدا کیا کرتے تھے۔ وہ اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم کون تھے اور اب ہماری حالت کیا ہوگئی ہے۔ ہمارے اسلاف کرام اور بزرگان اسلام کس ملک سے آئے اور اُنھوں نے کیا کیا اسلامی خدمات انجام دیں اور اب کس سرزمین میں محو خواب استراحت ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ نہایت تحقیق و تدقیق صحت و صداقت کے ساتھ ایسا لٹریچر مرتب کیا جائے جو افراد قوم کے دل و دماغ پر اثر انداز ہو کر دماغوں میں روشنی اور دلوں میں صفائی و پاکیزگی پیدا کرے۔ خیالات میں بلندی اور عالی حوصلگی کے جذبات موجزن ہوں۔ محنت و جفاکشی ایثار و ہمدردی۔ اُخوت و محبت کا مادہ پیدا ہو مذہب کی عظمت۔ احکام و ارکان مذہب کی پابندی و ادائیگی اور اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنے کا خیال پیدا ہو تاکہ اسلام اور قرون اولے کے مسلمانوں کی عظمت اور اُن کی خصوصیات دلوں میں جانشین ہو جائیں اور وہ سمجھ جائیں کہ ہمارے اسلاف کیسے تھے اور ہمکو کیسا ہونا چاہئے۔

بعض حضرات نے مشاہیر اسلام کے سوانح حیات اور اُن کے کارنامجات تصنیف و تالیف کئے ہیں اور سفرنامے بھی لکھے ہیں جو نہایت مفید اور قابل قدر ہیں اور جن سے اسلامی لٹریچر میں اچھا اضافہ ہوا ہے لیکن وہ موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لئے قطعاً ناکافی ہیں اور نہ اُن سے ہمارے مرض کا پوری طور پر ازالہ ہو سکتا ہے۔ خدا کا

شکریہ اور مسلمانوں کو مبارکباد ہے کہ کتاب موسومہ۔ روزنامہ مقدس سیاح بحر و بر سید ابن علی رضا ایڈیٹر اخبار اعظم زائر بیت اللہ و مدینہ طیبہ نجی و دیگر مقامات مقدسہ زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔ میرے محترم جناب حاجی صاحب نے حادثات روزگار اور غمگین خاطر مسلمانوں کی پسماندگی سے متاثر ہوکر اور زمانہ حال کی ضروریات کو سمجھکر اپنا سفرنامہ یعنی روزنامہ حجاز و عراق۔ مصر۔ شام فلسطین و بلاد عرب کتابی صورت میں مرتب کیا ہے اس تذکرہ پاک کے مطالعہ سے بمضمون قصص الاولین مواعظ الآخرین کامل طور پر ہدایت و بصیرت حاصل ہوگی اور صحیح معنے میں ہمارے درد کی دوا ثابت ہوگا اس سے بزرگان کرام کے حالات و کارنامے معلوم ہوں گے جو دنیا میں عزت و حرمت اور فتحمندی و کامرانی کے لئے زندہ رہے۔

خدا کے فضل سے مسلمان اپنے مذہب سے بیگانہ نہیں ہیں اُن کے دل خدا کی وحدانیت۔ رسول کی عظمت۔ مذہب کی حرمت۔ بزرگان دین کی عزت سے معمور ہیں البتہ زمانہ کی نیرنگی۔ گرد و پیش کے حالات کے تاثرات۔ اور غیر مسلمین کی تقلید سے اُن کے قلوب زنگ آلود ہو گئے ہیں اور اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمدردان اسلام ایسے لٹریچر کی تیاری کا انتظام کریں کہ جو مسلمانوں کے قلوب پر صیقل کر کے زنگ و کثافت دور کر دے اور اُن کے مردہ جذبات اُبھارے۔

اگرچہ مسلمانوں پر ہر چہار جانب سے نرغہ ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں اُنپر عرصہ حیات تنگ ہے لیکن اُن کو مایوس اور تنگدل نہ ہونا چاہئے کہ انتہائی بیکسی سے انتہائی سطوت تک پہونچنے کی زندہ جاوید مثال حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن کے سامنے موجود ہے اور زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے کہ وہ یتیم اور بیکس بچہ جو تیرہ سو ستر سال پہلے پیدا ہوا تھا کس طرح انتہائی بیکسی سے نکلکر خداوند تعالےٰ کے تخت اجلال پر جلوہ افروز ہوا هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله وكفى بالله شهیدا۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے ہادی برحق حضور صلعم کے اسوہ حسنہ کو اور بزرگان دین کے سوانح حیات کو مشعل راہ ہدایت بنائیں

اورحضور کی سچائی وراستبازی۔ امانت و دیانتداری۔ سادگی وپاکبازی۔ صبرواستقلال۔ عدل وانصاف۔ رحمت ورافت۔ خداپرستی وذوق عبادت۔ اپنے میں پیدا کریں اور حضور کے اتباع کو زندگی کا دستوالعمل قراردیں۔

عرض حال

شاہنشاہِ غربانواز۔ آپ کا پیارا و پسندیدہ اسلام جس نے ساری دنیا کو زیرنگیں کرلیا تھا مخالفین ومعاندین کے نرغے میں ہے۔ یارسول اللہ کاسہ لبریز ہوچکا صبر کا یارا باقی نہیں رہا۔ جلد ظہور فرمائیے اور بیکس وبے بس امت کی دستگیری کیجئے۔ سرکار۔ ہم زندہ ہیں لیکن ہمارے قلوب مردہ ہوگئے ہیں۔ اگرچہ ہم غیروں کی تقلید کرنے لگے ہیں لیکن ہم سب اسلام پر شیدا ہیں اور ہمارا قدم دائرہ اسلام سے باہر نہیں نکلا۔ ہم سب حضور کے اسم گرامی پر فدا ہیں اور ہمارے قلوب حضور کی محبت سے معمور ہیں۔ اے سرورِ دوجہاں ہم دورافتادہ مسلمان اپنے دل کا قرار چاہتے ہیں۔ ہمارے قلوب دردِ فرقت سے بےچین ہیں۔ جمال مبارک دکھادیجئے۔ مدینہ طیبہ میں بلا لیجئے اور ہمیں زبانی عرض حال کرنے کا موقع دیجئے

جالی پکڑکے روضۂ اقدس کی ایکبار　　　سب حالِ دل رسولِ خدا کو سنائیں ہم

اللھم تقبلہ منی وانفع بہ المسلمین اجمعین یارب العالمین ۳۰؍۱۹ء

اس موقع پر یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ اس تحریر سے روزنامچہ مقدس پر تنقید و محاکمہ کرنا یا تقریظ کے طور پر لکھنا یا ریویو وتبصرہ کرنا میرا مقصد نہیں ہے۔ علاوہ اس کے نہ میں اس قدر قابلیت رکھتا ہوں اور نہ مجھے اتنی دسترس حاصل ہے۔ البتہ اس کے متعلق کچھ لکھنا اُن حضرات کا کام ہے جو اپنی اعلیٰ قابلیت کے باعث اس میدان کے مرد ہیں۔ یہ صرف میرے جذبات ہیں جو عرصہ سے میرے دل ودماغ میں مسلمانوں کی حالت کو دیکھ دیکھکر موجزن ہورہے تھے۔ بعض اوقات یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ میں اپنے جذبات وخیالات کو اخبار کے ذریعہ سے برادران اسلام تک پہونچادوں مگر یہ خیال کرکے کہ اخبار میں لکھکر تحریر کو شدت کے ساتھ بہتے ہوئے دریا کی لہروں کے سپرد

کردینا ہے اس لئے روزنامچہ مقدس کے ساتھ شائع کرا دینا مناسب سمجھا۔ مجھے اسبات کی مسرت ہے اور میں تہ دل سے مشکور ہوں کہ جناب حاجی صاحب نے شفقت بزرگانہ سے میری تحریر کو کتاب کے ساتھ شائع کرنا قبول فرمالیا۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کا افسوس اور ندامت ہے کہ میں ناقابلیت کے باعث اپنے خیالات و جذبات کا اظہار بطریق احسن نکر سکا۔

مقام مراد آباد (زبدۃ الحکماء) سید نجم الثاقب عباسی۔ امروہوی
ایم۔ بی۔ ایچ

تقریظ گوہر افزا

نتیجہ طبع خوش بیان و ناثر شیریں زبان جناب قاضی سید محمد عبد العلی صاحب عابدی رضوی یاکا حضرت داغ

اڈیٹر اخبار مخبر عالم مراد آباد

یہ پرتر روزنامچہ مقدس ہے جو میرے مکرم جناب حاجی ایس ابن علی صاحب مالک و اڈیٹر نیر اعظم اخبار مراد آباد نے اپنے دوران سفر ملک حجاز و عرب میں روزانہ حالات کے طور پر مسلسل لکھکر ہندوستان کے معزز و موقر اخبارات میں پیشتر شائع کرایا تھا جس کی اشاعت کا اعزاز مخبر عالم کو حاصل ہوچکا ہے

مگر اب واپسی سفر پر آپ نے اُسپر نظر ثانی و مزید مفید مضامین اضافہ کر کے ایک کتاب کی شکل و صورت میں مرتب فرمایا ہے اور **روزنامچہ مقدس** کے نام سے موسوم کیا ہے۔

ماشاء اللہ طرز بیان کی خوبی و عمدگی دل آویز ہے۔ کیوں نہو آپ ایک کہنہ مشق اڈیٹر اور دیرینہ اہل قلم ہیں تحریر و طباعت روح افزا ہے جس کے آپ پورے واقف کار و ماہر اپنے مالک مطبع مطلع العلوم ہیں گو ابتک بہت سے سفر نامجات ممالک عرب و حجاز ملک میں چھپکر شائع ہو چکے ہیں مگر روزنامچہ مقدس سب سے نرالے رنگ ڈھنگ کا سفرنامہ ہے جو حجاج کا سچا رہبر و رفیق طریق ثابت ہوگا۔ تو حضرات شائقین و کتب بین کے سامنے

یہ تمام ممالک مقدسہ کا ہو بہو فوٹو کھنچ دے گا۔ اور وہ گھر بیٹھے۔ بغداد و بصرہ و کربلائے معلی و نجف اشرف مصر و شام فلسطین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے دلچسپ حالات و قدرتی مناظر مطالعہ کریں گے۔

حاجی صاحب موصوف نے روزنامچہ مقدس میں۔ خندۂ گل و نالۂ بلبل یا شبنم کی عریانی و غنچوں کی تبسم پاشی، ارغوانی نغموں و نقرئی آوازوں، بھیگے قہقہوں سے کام نہیں لیا۔

نہ فضول باتوں میں وقت خراب کیا ہے۔ بلکہ مختصر طور پر ہر واقعہ کو عام فہم زبان میں قلم بند کر دیا ہے جسکی سادگی و خوبی نہایت دلکش و دلچسپ ہے۔

واقعی حاجی صاحب موصوف نے یہ ایک ایسا مبارک کام کیا ہے جو ابدالآباد تک ان کی یادگار رہے گا۔ اور حضرات شائقین عموماً و حجاج خصوصاً مشکوری و ممنونی کیساتھ ان کو دعائے خیر میں یاد کرتے رہیں گے۔

اس کی عمدگی و خوبی کو دیکھتے ہوئے میں بھی ایک قطعہ تاریخ طبع و اشاعت نذر کرتا ہوں۔

جناب ابن علی کا ہے یہ سفرنامہ — لکھو یہ مصرعہ تاریخ تم بھی اے عابد
معین راہ حجاز و عرب یہ از بس ہے — سیر و ر ملک عطا تحفہ مقدس ہے ۱۳

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع ہمپایہ جناب منشی فرخ شاہ خاں صاحب المتخلص بہ غریب تلمیذ جناب

فیض مآب مرزا احمد شاہ بیگ صاحب جوہر مراد آبادی یادگار جناب تسلیم سہسوانی

حضرت نیر کا نسخہ کیا ہی خوش اسلوب ہے — ہر نظر کی ہے ضیا ہر قلب کا مطلوب ہے
مونس تنہائی شب دافع افکار و غم — دل کے بہلانیکو اچھا باوفا محبوب ہے
ہر بشر کی آنکھ پہ غالب ہے اس کا شوق دید — اسکے نور کیفیت ہر نظر مغلوب ہے
یہ وہ گلشن ہے کہ جسکو دیکھکر ہر آنکھ کو — دیکھنا باغ مضامین دگر معیوب ہے

چرخ مضمون پہ جیتی تاری یا ہیں کاغذ پر حرف
یا حجاب چشم دل میں مردمک محجوب ہے

چشم سیاحان عالم کی نگاہوں کیلئے
سیرگاہ جانفزا ہے منظر مرغوب ہے

کر رقم خامہ سے اے راغب پئے تاریخ سال
سیاحِ کامل سفرنامہ لکھا کیا خوب ہے

۱۳

دیگر

سفرنامۂ نیر شاہ ہمت
نگاہوں کو فرحت دلوں کو مسرت

طرب خیز و راحت فزا ہے سراسر
بڑھاتا ہے دل ہائے مضطر کی راحت

کلید در راز سربستہ یہ ہے
کھلی اس سے طبع مصنف کی جودت

وہ مضمون دلچسپ اس میں رقم ہے
کہ ہوتی ہے ہر قلب کو پڑھ کے حیرت

اگرچہ بظاہر ہے سادہ عبارت
مگر بحر کوزہ میں ہے در حقیقت

نہ کیوں ہو یہ محبوب چشم جہاں میں
کہ ہے کچھ عجب دلربا اسکی جدت

جگہ خانۂ دل میں اس نے بنا دی
پڑھی جس نے ایکبار اسکی عبارت

نظر حسن طرز عبارت پہ کر کے
بجا ہے لکھوں اس کو باب فصاحت

کوئی پوچھے تاریخ راغب تو کہنا
یہ ہے گلزار سیر سراپا لیاقت

۱۳

قول نتیجہ طبع بہار منشی عبد الرحیم صاحب شیر تخلص بہار احمد دی گر نوب رضو النعلی صاحب امروہوی

طول سخن بمعرض ایجاز میکنم
حلال سحر پہلوے اعجاز میکنم

قدر بہار و قدر سخن پر سخنور است
این ناز من بجاست اگر ناز میکنم

سبحان اللہ شاہد سخن نے بھی کیا حسن دل افروز پایا ہے کہ تمام عالم جس کا والہ و شیدا ہے جو ہے اس گل کا بلبل اس شمع کا پروانہ ہے ہر کس اس لیلے ادا کا مثل قیس دیوانہ ہے یہ وہ سحر حلال ہے جسکی صفت میں زبان ناطقہ لال ہے۔ اسکی شوخی لایق داد ہے اسکی سادگی قابل صاد ہے۔ "انا افصح العرب والعجم" حضور سرور عالم کا کلام معجز نظام ہے اسلئے ان ملکوں یعنی عرب و عجم کی سیاحت مقبول عام اور باعث حصول مرام ہے۔

الحمد للہ کہ فی زمانہ جناب کامل ہنر ماہر علم و فن والا حشم مولوی حاجی ابن علی صاحب

مالک اخبار نیر اعظم نے ان ممالک کی سیاحت فرمائی ہے یعنی عراق، شام، مصر، فلسطین اور حجاز کی سفر کی تکلیف اُٹھائی ہے۔ اس سفر کا مکمل سفرنامہ تیار کیا ہے گویا دریا کو کوزے میں بھر دیا ہے سبحان اللہ کیا شستہ زبان اور کیا عمدہ طرز بیان پایا ہے گویا زباندانی و معلومات کا ایک چمن کھلایا ہے ہر جملہ گنجینہ عرفان ہے ہر فقرہ موتیوں کی کان بلکہ کان جان ہے۔ کیا پاکیزہ کلام ہے جو مقبول انام اور مرغوب خاص و عام ہے۔ اس قطعہ پر ختم کلام ہے

جزاک اللہ فی الدارین خیرا
مصنف نے کیا ہے کار مشکل

سراپا شوق سیاحی کا بنکر
کری طے ہند سے تا شام منزل

کیا تحریر جو نظروں سے دیکھا
تھا فضل حق تعالےٰ وہیں شامل

مراد آباد کے اہل قلم میں
اڈیٹر نیر اعظم ہیں شامل

قلم کی جنکے شہرت ہے ہر اک جا
اڈیٹر ہیں وہ کامل اور فاضل

جزاے خیر دے اللہ اُن کو
ہو علم دین و دنیا اور حاصل

بہار اس کی ہے یہ تاریخ ترتیب
بنا ہر جا سفرنامہ ہے کامل ۱۳۱۷

پئے سال اشاعت ہے یہ تاریخ
صفات عالی سیاحت نامہ کامل ۱۳۱۸ھ

خاکسار اقل الشعرا محمد عبدالرزاق ابن مولوی محمد حسن متخلص بہ بہار احمد آبادی تلمیذ حضور رضوان علی خاں مراد آبادی۔

قطعہ تاریخ طبع سفرنامہ جناب مولوی حاجی سید ابن علی صاحب مالک و اڈیٹر اخبار نیر اعظم مراد آباد
من تصنیف شاعر با استعداد منشی علی حسین صاحب صہبا ساکن مراد آباد

خوب مضمون اچھا کاغذ روشنائی انتخاب
واقعی اچھا بہت اچھا سفرنامہ چھپا

دل پکارا طبع کی تاریخ صہبا یہ لکھو
نیک خو ابن علی کا کیا سفرنامہ چھپا
۱۳۱۸ھ

نتیجہ طبع رسا منشی مشتاق حسین صاحب مشتاق سیکنڈ کلرک سیکرٹری میونسپلٹی مراد آباد

ہو گیا طبع وہ سفرنامہ
دیکھے عتبات اپنی آنکھوں سے
باندھی تھی کمر جو ہمت کی
دل سے جو اس کتاب کو پڑھیں
جیسے حالات ہیں بہت بہتر
شائقین کو لقب ہے دلکش
میں نے مشتاق یہ لکھی تاریخ

جس میں حالات ہیں عجیب و غریب
آپ نیر ہیں خوب اہل نصیب
دور کی راہ ہو گئی تھی قریب
اُن کو بھی اس سفر کی ہو ترغیب
ویسی ہی بہتریں ہے ترتیب
زائروں کو ہے رہنمائے ادیب
نسخۂ عمدہ و کتاب عجیب

قطعہ تاریخ حاجی مشتاق احمد صاحب گھری ساز محلہ پیر غیب گردو حضرت مولانا مرزا احمد شاہ بیگ صاحب جوہر صدقانی گونشہرادباد

مولوی ابن علی کا نام بھی کیا خوب ہے
مومنوں کی جان ہے ابن علی کا نام پاک
سچی سچی ساری باتیں درج کر دیں اسلئے
ہے چھپائی اور لکھائی اسکی ایسی بے مثل
جوہر و مشتاق راغب ساتھ ہو اقبال بھی
بولا ہاتف سال تاریخ اشاعت کیلئے

نیر اعظم لقب بھی آپ کا مرغوب ہے
اسلئے یہ نام بھی محبوب کا محبوب ہے
ہر بشر کو یہ سفرنامہ بہت مطلوب ہے
پڑھ کے اسکو ہر بشر کہتا نہایت خوب ہے
سب چلیں طیبہ کو یارب لکھو یہ مطلوب ہے
یہ لب مشتاق سے کیا خوب کیا خوب ہے

دیگر

مبارکباد ہے اُس شاہ دیں کی زیارت
بڑی اُسکی قسمت بڑی اُسکی عزت
وہ آنکھوں سے دیکھے مقامات عالی
سفرنامہ ایسا لکھا ہے مکمل
تمہیں حق نے پہنچایا ایسی جگہ پر

کہ شاہوں کے دل میں رہی جسکی حسرت
جو آنکھوں دیکھے شہ دیں کی تربت
جو چشم بصیرت کو بخشیں بصارت
ہیں حالات سچے نوادر روایت
کہ تشریف فرما ہیں جس جا یہ حضرت

جو حج کر کے کعبہ سے پہنچا مدینہ — قیامت میں ہوگی میسر شفاعت
لکھو تم بھی مشتاق تاریخ اسکی — کتاب سیاحت ہویدا ہدایت ۱۳

قطعہ تاریخ طبع روزنامچہ مقدس نتیجہ فکر شاعر خوش استعداد منشی فضل حسین صاحب المتخلص بہ عیشی ساکن مرادآباد محلہ کسرول

یہ سفرنامہ لکھا ہے تم نے خوب — واہ واہ اے نیّر والاصفات
منکشف جس سے ہوئے ساری رموز — حل ہوئے جس سے سفر کے سب نکات
گو سفر میں دقتیں حائل ہوئیں — پر نہ اکھڑا آپ کا پائے ثبات
ہمت مردانہ سے آساں ہوئیں — جو سفر میں پیش آئیں مشکلات
ہے یہی شیریں زبانی کا ثبوت — ہے ہر اک فقرہ حلاوت میں نبات
راہ گم کردہ کو ہے خضر طریق — قلب مردہ کے لئے آبحیات
ہے پئے تاریخ عیشی یہ دعا — یہ سفرنامہ ہو تاج کائنات ۱۳

نتیجہ طبع شاعر خوش فکر و صاحب فہم و ذکا منشی اشفاق حسین صاحب اشفاق مالک و ایڈیٹر اخبار رہنما مرادآباد

سفرنامہ وہ نیّر نے لکھا ہے — کہا احسنت جس نے اسکو دیکھا
مضامین سے بلاغت ہے نمایاں — عبارت سے فصاحت آشکارا
نہ تشبیہیں نہ اس میں استعارے — وہی لکھا ہے جو آنکھوں سے دیکھا
کتابت اور طباعت دونوں ہیں خوب — اور ان کے ساتھ ہی کاغذ بھی اچھا
مولف اس کے ہیں ہمعصر میرے — لکھوں تاریخ میں بھی ہے یہ زیبا
پئے تاریخ تھی یہ فکر اشفاق — کہ ہو مصرع کوئی اچھے سے اچھا

یکایک یہ ندائے غیب آئی	عزیز جہاں کتاب فرحت افزا

معذرت - ذیل کے قطعہ ہائے تاریخ اُس وقت پہنچے جبکہ آخر کاپی بھی لکھی جا چکی تھی - یہ سب سے اول لکھنے کے قابل تھے مجبوراً سب کے آخر لکھے گئے - **مولف**

قطعہ تاریخ تالیف کتاب ریختہ کلک ناظم بلند استعداد جناب مولوی سید اعجاز احمد صاحب سہسوانی متخلص بہ معجز ممتحن دینیات یونیورسٹی الہ آباد

اس نامہ میں ہے کیا طرفہ صراحت	حالات خفی کی کہیں روداد جلی کی
اعجاز سے معجز نہیں کم حسن تالیف	ہے شرح یہ سیر و سفر ابن علی کی

قطعہ ہائے تاریخ

نتیجہ افکار ثاقب سخنور سعید جناب مولوی منشی سید جمیل احمد صاحب جمیل سہسوانی

ان روزوں سفرنامہ یہ الیاس ابن علی کا	چھپکر ہوا تیار جو افضال سے رب کے
گھر بیٹھے سیاحت کی ہوئے تجربے حاصل	مطبوع طبائع ہوا اور خوش ہوئے سب کے
اس نامہ دلچسپ کے ہیں جتنے مضامین	ہر راہ روِ ملک عرب کے ہیں وہ مطلب کے
تغیر زمانہ سے بدل جاتے ہیں حالات	پہلے کا ہی کیا ذکر یہ حالات ہیں اب کے
چھپنے کی جمیل اسکے یہ برجستہ ہے تاریخ	حالات ہیں کافی سفر ملک عرب کے

قطعہ تاریخ طبع نتیجہ روشنی طبع مورخ باکمال شاعر عدیم المثال جناب منشی شاکر حسین صاحب نکہت سہسوانی

روئیداد سفر خویش بآئین حسین	کرد چون نیّر اعجاز بیان زیب رقم
گفت بیساختہ نکہت پئے سال طبعش	دلفریب آمدہ سیر سفر حل و حرم

ولہٗ

محب عابد و صادق دیار بوافق نہمت	جناب ابن علی نیّر آسمان وفاق
زسیر حل و حرم چون بخیر باز آمد	سپس از انکہ بپایان رسید عہد فراق
بطرز تازہ و دلکش نریر جاپ کشید	وقایع سفرش نیّش و کم علی الاطلاق
زبسکہ مقدم او راعزیز تر بسید اشتا	ہر آن زمین کہ گزارش بران شد از آفاق

برائے سال گزین نامہ اش بگرد آمد

حجازہ و شام و فلسطین و مصر و بوم عراق

۱۹ - ۱۱۸ - ۳۴۱ - ۲۳۹ - ۳۴۰ - ۱۹ - ۴۱۹

طبعزاد سخن سنج والا گہر جناب خانصاحب میر اظہر علیصاحب اظہر رئیس واسپشل مجسٹریٹ واسسٹنٹ کلکٹر سہسوان

یہ نامہ سیر و سفر احسن اقطاع	جان بخش بلا کا ہی تو دلکش ہی غضب کا
یوں اسکا سن طبع رقم کیجئے اظہر	نو طرز سفرنامہ ہے امصار عرب کا
	۱۳ ۴۸

ثمرہ فکر نقش طراز جادو بیانی جناب ابو العلاء مولوی سید نظر احمد صاحب افسون سہسوانی

احوال سیر امصار چون با خجستہ آئین	ابن علی نیّر در سلک نظم سفتند
از غیب سال طبعش در گوش قلب افسون	این نامہ سفر ہست سفر گزیدہ گفتند
	۱۳ ۴۸

گہر ریزی خامۂ یگانہ آفاق جناب مفتی سید اشتیاق احمد صاحب المتخلص بہ اشتیاق

یہ وہ نامہ ہی کہ جسکی دم تحریر صفات	سر گریبان میں ڈالی ہوئی ہر خامہ ہے

اشتیاق اسکا سن طبع ہو یون زیب رقم
جان اصناف تجارت یہ سفرنامہ ہے
۱۳ ھ ۴۸

زادہ طبع ادا نیہ مقرر جناب ڈاکٹر نبی احمد صاحب سہسوانی متخلص بہ نشتر

کیے ہین اپنی حالات سفر شایع وہ جسنے
حریفوں کو بھلا ہو خاک جرأت حرف گیری کی
لکھی ہی واقعی کیا نوک کی تاریخ نشتر نے
پسند طبع یہ بنارش نہو تو یون سنین سامع

نہین ہی نام کو بھی شایبہ خمین بغاست کا
کہ دخل اس گنج خوبی مین نہین ہی جنس بسدکا
ہے لطف افزا سفرنامہ اماکن اور مشاہد کا
ہی قایل یہ سفرنامہ مشاہد اور معابد کا
۱۳ ھ ۴۸

ترانہ سنجی بلبل شاخسار خوش بیانی جناب منشی سید سجاد حسین صاحب سجاد سہسوانی پیشکار سب انسپکٹر و خلف اصغر میر ابرار حسین صاحب مرحوم رسالدار

اہل ایمان کو یہ اقطاع عرب کا بیشک
سال تاریخ کی ہی فکر جو تمکو سجاد

کچھ سوا جان سی محبوب سفرنامہ ہے
کہدو لاریب یہ کیا خوب سفرنامہ ہے
۱۳ ھ ۴۸

معنی طرازی سامعہ افروز قریب و بعید منشی سعید احمد صاحب سعید سہسوانی

چو گشت طبع سفرنامہ حرف حرفش را
سعید از پئے تاریخ سال طبع نفیس

بجاے خویش دلاویز دلنشین گفتم
شدست طبع سفرنامہ ہمین گفتم
۱۳ ھ ۴۸

ہنگامہ آرائی اذکار فضایل ممتلی جناب سید شہزاد علی صاحب شہزاد سہسوانی

جب ہوا چھپکر بشان دلبری
حضرت شہزاد نے تاریخ طبع

یہ سفرنامہ جہان میں جلوہ گر
کی رقم تنقیح حالات سفر
۱۳ ھ ۴۸

رنگین بیانی سخندان ماہر جناب حکیم سید طاہر حسن صاحب طاہر سہرانی

خدا گواہ کہ ہے سعد یل و لا ثانی ہے سال طبع کی طاہر سے گر امید رقم	جناب ابن علی آپ کا سفر نامہ تو سنئے۔ خوب عرب کا چھپا سفر نامہ ۱۳۴۸ھ

خاتمۃ الطبع

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری ؛ طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

الحمد للہ والمنۃ کہ روزنامچہ مقدس اختتام کو پہنچا۔ اس کتاب کی تسوید میں چند ماہ صرف ہوگئے اور اس محنت شاقہ در متفرق و پریشان یادداشتوں کے مرتب و یکجا کرنے میں تندرستی کو بہت صدمہ پہنچا کہ با وجود کثرت کار اور ہجوم افکار و ادائے فرائض کے گرمی اور برسات کی راتیں اسکی ترتیب میں صرف کرنا پڑیں۔ اس محنت و جانفشانی اور صرف زر سے جو کتاب کی تصنیف و اشاعت میں گوارا کیا ہے۔ سوائے احباب کی تعمیل ارشاد اور نفع رسانی برادران ایمانی کے اور کوئی غرض شامل نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ اس مشقت و خدمتگذاری ارباب ایمانی کو میرے نامہ اعمال میں درج فرماکے میرے معاصی کو آب رحمت و مغفرت سے زائل فرمائے۔

مجھے زمانہ دراز سے ممالک اسلامیہ مصر و شام و عراق و فلسطین وغیرہ کے دیکھنے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ (زاداللہ شرفاً و تعظیماً) و دیگر مقامات مقدسہ میں حاضری دینے کی دلی تمنا تھی۔ چند مرتبہ قصد کیا سفر کی تیاریاں کیں۔ سامان سفر سب درست کرلیا۔ مگر جبتک خدا کو منظور نہیں تھا۔ ایسے اسباب و موانع پیش آجاتے کہ سفر ملتوی کرنا پڑتا۔ ایک مرتبہ وطن سے روانگی کے بعد ایسے واقعات پیش آئے جن کے باعث پانچ روز تک بمبئی سے جہاز کا سفر کرنے کے بعد بھی مایوس واپس آنا پڑا۔ سچ یہ ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ سفر میں رکاوٹیں پیدا ہونے کے باعث عزیمت فسخ کرنا پڑتی تھی اور اسطرح پر مقاصد کے حاصل ہونے اور تمناؤں کے بر آنے میں جسقدر دیر ہوتی دل کی خلش اور سینہ کی تپش لمحہ بہ لمحہ بڑھتی اور ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی تھی یہ ایسی خوشگوار اور پر کیف حیثیت تھی جسکو نہ زبان سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ قلم سے معرض تحریر میں لایا جا سکتا ہے۔ البتہ اسکا اندازہ وہی حضرات خوب کر سکتے ہیں جنکے قلوب ایسی کیفیت طاری ہو چکی ہے ہر مرتبہ کی ناکامی سے پریشان ہو کر اور سفر کے متعلق اپنی بے بسی اور بے اختیاری کو دیکھکر پانچوں وقت نماز کے بعد با لحاح وزاری بارگاہ مجیب الدعوات میں التجا کرتا کہ بار خدایا بطفیل حبیب پاک اپنے ناچیز بندے کی تمنا پوری کر دے حج کے شرف سے مشرف فرما اور اپنے حبیب پاک کے روضہ بہار کی زیارت سے آنکھوں کو منور اور قلب کو مسرور فرما۔ کبھی بارگاہ رسالت میں دست بستہ عرض کرتا کہ اب مہجوری کی تاب نہیں۔ صبر کی طاقت دل سے زائل ہوگئی۔ گنہگاروں پر رحم و کرم کرنے والے عاصیوں کو دامن شفاعت میں پناہ دینے والے مسلمانوں کے ملجا و ماوی۔ اسلام کی کشتی کے ناخدا۔ سیدنا عبداللہ کے دولارے آمنہ کی آنکھ کے تارے۔ اس دور افتادہ کی درخواست کو اپنے اخلاق کریمانہ سے قبول فرمائیے۔ اور دربار میں حاضری کی اجازت عطا فرما دیجئے۔

چنانچہ ایک مرتبہ پھر قسمت آزمائی کے خیال سے سفر کی تیاری کی اور راحلہ سفر کی فراہمی شروع کر دی۔ لیکن چند مرتبہ کی ناکامی اور محرومی کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ سفر نہایت خاموشی کے ساتھ کیا جاوے اور اپنے مخصوص احباب میں سے بھی کسی کو عزم سفر اور روانگی کی اطلاع نہ کی جاوے مگر چونکہ کسی کا ردیاری۔ خادم قوم۔ اور وسیع الملاقات شخص کا کوئی ارادہ یا کوئی کام راز میں نہیں رہ سکتا اسیطرح میرا عزم سفر بھی احباب سے پوشیدہ نہ رہ سکا اور سفر کے متعلق غیر معمولی انتظامات نے میرے راز کو افشا کر دیا۔ چنانچہ ملنے والے جوق جوق آنے شروع ہو گئے۔ ہر وقت احباب کا مجمع رہنے لگا۔ اور سفر نامہ تیار کرنے کے لئے احباب کی طرف سے بدستور سابق اصرار کیا جانے لگا جب میں نے اپنے احباب کو پہلے سے بھی زیادہ متقاضی پایا اور خود اپنی حالت کا خیال کیا کہ سفر سے پہلے جب ممالک اسلامیہ کا کوئی سیاح ملجاتا تھا تو میں گھنٹوں وہاں کے حالات دریافت کیا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے سفر نامہ مرتب کرنیکا وعدہ کر لیا یہ اسباب تھے جنھوں نے مجھکو ان اوراق کی ترتیب پر آمادہ کیا ورنہ ایسے سفر کے حالات قلمبند کر کے انکو سفر نامہ کا لقب دینا صحیح نہیں ہے۔ سفر نامہ میں جس قسم کی اطلاعیں۔ ضروری اور لازمی

اونمین سے ایک بات بھی اسمین موجود نہین ہے اور جو حالات درج کیے گئے ہین وہ بھی بالتفصیل نہین ہین بلکہ بالاجمال ہین۔ غرضکہ جو شخص اسکو سفرنامہ کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہے وہ کتاب سے پورا لطف نہین اوٹھا سکتا۔ البتہ جن لوگون کو اسلامی ممالک کے معمولی حالات اور واقعات معلوم کرنیکا شوق ہے اونکے لئے اسمین کافی سامان موجود ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ روزنامچہ مقدس ادبی اور روحانی لٹریچر کی حیثیت سے پڑھا جائیگا کیونکہ مقامات متبرکہ کے مناظر کو الفاظ مین ظاہر کرنیکی پوری پوری کوشش کیگئی ہے اور جو کیفیات میرے قلب پر طاری ہوئی ہین اونکو قلمبند کرکے ناظرین تک پہونچا دیا ہے۔ انکو مطالعہ کرنے کے بعد جو شخص ممالک اسلامی کا سفر کریگا اوسکے قلب پر مقامات متبرکہ کا خاص اثر ہوگا اور مسلمانون مین روحانی کیفیت پیدا ہوگی

مین نے اس سفر مین جو کچھ بچشم خود دیکھا ہے وہی حالات وکیفیات عام واقفیت اور اطلاع کے لیے درج کیے ہین۔ نیز عتبات عالیات کے حالات معہ کرایہ منازل ومراحل بر وبحر وحساب مسافت راہ اور شہرون کے حالات تحریر کیے ہین۔ تاکہ اون حضرات کے لئے جو مقامات مقدسہ کا سفر اختیار کرین راہ مین ہر قسم کی سہولت حاصل ہو اور یہ روزنامچہ اونکے لئے ہادی ارجمند اور رہنمائے دلپسند ثابت ہو۔ اور جو شخص نا مساعدت زمانہ سے شرف زیارت حاصل نکر سکے وہ اپنے مقام پر روزنامچہ کا مطالعہ کرکے وہان کے حالات اور خصوصیات معلوم کر سکے۔

یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ قدیم کتب تاریخ وجغرافیہ مین شہرون کے بعض عجیب وغریب حالات درج ہین جو بعض سفرنامون مین بھی پائے جاتے ہین۔ لیکن اون شہرون مین اب اونکے آثار بھی موجود نہین ہین۔ یہ نہین کہا جا سکتا کہ کسی زمانہ مین یہ چیزین موجود تھین اور اب معدوم ہوگئی ہین۔ اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سفرنامون مین بعض حالات دوسرے لوگون سے سنکر بلا تحقیق وتفتیش درج کردیے گئے ہین۔ ان امور کا لحاظ کرکے مین نے بہت احتیاط کی ہے اور کوئی واقعہ سماعی درج نہین کیا بلکہ وہ حالات تحریر کیے ہین جو بچشم خود دیکھے ہین۔

ایک بات جسکا ذکر روزنامچہ مین عمداً اپنے موقع اور محل پر نہین کیا گیا ہے یہ ہے کہ جس وقت دربار رسالت مین حاضر ہوا افراط انبساط سے خوشی کے آنسو جاری ہوگئے۔ قلب پر نہایت پرکیف انبساطی حالت طاری ہوگئی بیتابانہ دوڑکر سبز گنبد کی جالی کے سامنے جاکر دست بستہ کھڑا ہوگیا اور اوسی حالت مین عرض کیا کہ اے کریم کارساز اے خالق بے نیاز بطفیل احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے محسن مربی سرکار رامپور کو اور میرے جملہ احباء واعزا کو اور مسلم اخبارات کے مالکون اور اڈیٹرون کو اور جملہ مسلمانون کو

987

اپنے حفظ و امان مین لیکر صحت و سلامتی کے ساتھ علی الدوام برقرار رکھ۔ اونکے تمام مقاصد دلی برلا اور اونکو دولت دین و دنیا سے مالامال اور شاد کام فرما۔ آمین

حج و زیارت سے فارغ ہوکر ہندوستان واپس آیا اور اپنے دوست و احباب سے ملاقات کرنیکے لیے مختلف مقامات کی سیاحت مین مصروف تھا کہ آخر عہان سنہ ۲۹ء مین دتیا جانیکا ایسے موقع پر اتفاق ہوا جبکہ مہاراجہ صاحب بہادر دتیا کی سالگرہ کا جلسہ ہو رہا تھا اور اس مبارک تقریب مین شرکت کرنیکی غرض سے اکثر احباب اور اڈیٹران اخبار وہان تشریف لائے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے سفرنامہ کا ذکر شروع ہوا اور جلد سے جلد شایع کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ بسبیل تذکرہ احباب مین سے کسی صاحب نے کتاب کے نام کی بابت استفسار فرمایا۔ مینے جواب مین کہا کہ ابھی کوئی نام تجویز نہین ہوا۔ جسپر فوراً ہی میرے عزیز محترم جناب سید مقبول حسین صاحب وصل بلگرامی اڈیٹر رسالہ مرقع لکھنو نے "روزنامچۂ مقدس" نام تجویز فرمایا جسکو جملہ احباب نے پسند کیا۔ چنانچہ اسی نام سے سفرنامہ شایع کیا جاتا ہے۔

آخیر مین ناظرین روزنامچہ مقدس سے گزارش کرتا ہون کہ اگر کتاب ہذا مین کسی جگہ فرو گزاشت ہوگئی ہو یا سہواً کوئی لغزش واقع ہوئی ہو یا تحریر و کتابت کی غلطی سرزد ہوئی ہو تو اوسے نظر انداز فرماکر راقم الحروف کو مطلع فرمائین۔ تاکہ دوسرے اڈیشن مین مناسب اصلاح کیجا سکے۔ یہ بھی استدعا کردن گا کہ جو حضرات روزنامچہ مقدس سے استفادہ حاصل کرین یا عتبات عالیات پہ حاضر ہونے کا شرف حاصل کرین وہ خاکسار کو بھی دعاء خیر مین یاد فرمائین اور مدینہ طیبہ مین روضہ اقدس پہ حاضر ہوکر اس حقیر اور بندۂ عاصی کا باادب سلام عرض کردین خدا اسکی جزا دیگا۔

ایس۔ ابن علی اڈیٹر اخبار نیر اعظم مرادآباد
جنوری سنہ ۳۰ء

اطلاع نمبر ۱ - چونکہ یہ سفرنامہ زائرین و حجاج کی رہبری اور مسلم پبلک کو فائدہ اور سفر مین سہولتین پہونچانے کو شایع کیا گیا ہے اسواسطے ہر شخص کو اجازت ہے کہ اسکی کسی جز یا کل کو ہمارے حوالہ سے چھاپ کر شایع کرین۔ مؤلف

نمبر ۲ - نیر اعظم مرادآباد بک ایجنسی سے **روزنامچۂ مقدس** قیمتاً اور فہرست کتب مفت طلب فرمایئے اور ہر قسم کی کتب مہیا کرکے بھیجی جا سکتی ہین۔

سفرنامہ روزنامچۂ مقدس نامی مطبع العلوم مطبع نیر اعظم مرادآباد اخبار نیر اعظم حاجی ایس ابن علی مالک مطبع نے چھاپ
اور شایع کیا

نیّرِ اعظم کیا ہے؟

نیّرِ اعظم روہیلکھنڈ مراد آباد کا وہ سال کا سب سے پُرانا اور زیادہ چھپنے والا - آزاد - خوش بیان - مشہور و معروف اخبار ہے جو سنہ ۱۸۸٦ء سے شائع ہوتا ہے نیّرِ اعظم ہی اس حصہ ملک میں اول درجہ کا اسلامی درد رکھنے والا ہندوستان کے ہر فرد اور مذہب کی حمایت کرنے والا پُرجوش پرچہ ہے نیّرِ اعظم ہی ہندوستان کا وہ پرچہ ہے جو ہر قسم کے اسلام پر اعتراضوں کا ترکی بترکی جواب دیتا ہے اور ہر مظلوم کی فریاد چاہتا ہے نیّرِ اعظم برٹش گورنمنٹ کا وفادار، ملک و والیانِ ملک کا بالخصوص مذہب و ملت سچا جاں نثار اور خوش تقریر وکیل ہے - نیّرِ اعظم کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ کا پُرجوش اور قدرداں دل اُمید ہے کہ آپکے اور آپ کے احباب و اعزا کو اس کی معاونت پر آمادہ کرے گا - نیّرِ اعظم ہی وہ پرچہ ہے جو بلحاظ مضامین ہمیشہ تازہ لطف دیتا ہے اس کے پچھلے پرچے بھی زیادہ دلچسپی پیدا کرتے ہیں نیّرِ اعظم کو آپ کے دامے - قلمے - قدمے معاونت کی سخت ضرورت ہے نیّرِ اعظم کی حمایت و معاونت اور ترقی اشاعت میں مدد دینا اور اس کے مضامین سے لوگوں کو فائدہ پہونچانا گویا اپنے ملکی فرض کو ادا کرنا ہے نیّرِ اعظم ہی دنیا کے ہر حصہ کے سیاسی - اخلاقی - تمدنی - صنعتی حالات خبروں وغیرہ کا سچا اور دل کش مرقع ہے -

نیّرِ اعظم ہفتہ وار وقت کی پابندی کے ساتھ ۱۲ صفحہ کلاں پر شایع ہوتا ہے - پیشگی سالانہ عام چندہ للعہ - امتیازی ؎ - رؤسا و والیانِ ملک سے عـہ و لـعہ نمونہ مفت -

نیّرِ اعظم جس طرح آپ کی خدمت کے لئے اور آپکے ہر درد دکھ کی شرکت کو وقف ہے اسی طرح آپ کا بھی ملکی فرض ہے کہ آپ اس کی خدمت اور اشاعت میں مدد کریں نیّرِ اعظم کی اس سے زیادہ کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے کہ وجوہاتِ بالا پر بھی آپ خیال نہ فرمائیں نیّرِ اعظم کا موجودہ اڈیٹر دربار دہلی سنہ ۱۹۰۳ء میں بطور وزیٹر اور دربار دہلی سنہ ۱۹۱۱ء میں بطور مہمان گورنمنٹ آف انڈیا بریلی آگرہ و میرٹھ کمشنریوں سے مدعو ہو چکا ہے نیّرِ اعظم آپ کی علمی قدردانی اور ملکی اخوت سے آپ کی عنایتی فرمائش کا امیدوار ہے نیّرِ اعظم سرکاری محکمہ جات - عدالتوں - اشتہاری سوداگروں اور عام لوگوں کے لئے ارزاں نرخ پر اشتہار چھاپنے کا اچھا ذریعہ ہے

المشتہر منیجر اخبار نیّرِ اعظم مراد آباد